www.KitaboSunnat.com

بیٹا

ہو تو ایسا!

والدین کیلئے انمول سُنہری راہنمائی
کہ انہوں نے بچّوں کی تربیت کیسے
کرنی ہے اور اولاد کیلئے مشعلِ راہ
وضابطہ عمل کہ انہوں نے کیسے مثالی
بیٹے اور بیٹیاں بننا ہیں!!

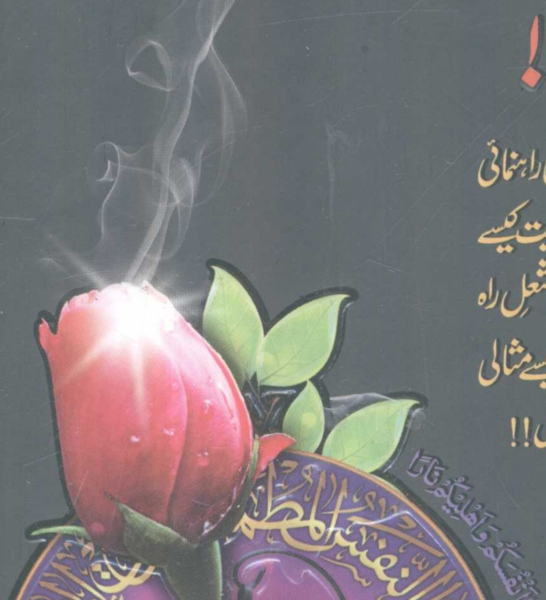

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

محمد طاہر نقاش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بیٹا ہو تو ایسا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

بیٹا ہو تو ایسا!

اعداد .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اول .... جنوری 2015ء

ترتیب و آرائش
نون گرافکس اینڈ پرنٹرز
NOON Designers & Printers

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور: دارالسلام 37232400 مکتبہ قدوسیہ 37230585 مکتبہ اسلامیہ 37237184
کتاب سرائے 37320318 اسلامی اکیڈمی 37357587 نعمانی کتب خانہ 37321865 ابوذر 35717842
• راولپنڈی: مکتبہ ... 5535168 مکتبہ ... 5551014-0321-5075075
دارالفکر اسلامی 0321-5216287 • اسلام آباد: اسعد اسلامک ... 2261356 ابوذر 2281420
دارالسلام 0321-5370378 • فیصل آباد: مکتبہ اہل حدیث 0300-6628021,041-2629292
• سیالکوٹ: مکتبہ ... 0332-8787866 • پشاور: ... کتب خانہ 214720
• گوجرانوالہ: مکتبہ ... 0333-2607264 • کراچی: ... 32212991

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-37361428
daruliblagh0300@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین کیلئے انمول سنہری راہنمائی کہ انہوں نے بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے

اور اولاد کیلئے مشعلِ راہ ضابطہ عمل کہ انہوں نے کیسے مثالی بیٹے اور بیٹیاں بننا ہیں

بیٹا ہو تو ایسا!

DARULIBLAGH

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

فون: 0300-4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر تم کہاں ہو، بہن کی دردناک پکار!

از: محسن پاکستان، خالق ایٹم بم (پاکستان)
ڈاکٹر عبدالقدیر خان

برادرم طاہر نقاش صاحب کا شمار ہمارے ان محدودِ چند قلمکاروں میں ہوتا ہے، جن کے قلم کو رب تعالیٰ نے تاثیر کی دولت سے نوازا ہوا ہے، ہم نے ان کے قلم کے آنسو بھی دیکھے اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی حکمت وعمل کی باتیں بھی پڑھیں۔ وہ بنیادی طور سے ایک مبلغ ہیں، ویسے تو ہر بالغ مسلمان پر تبلیغ فرض ہے مگر طاہر نقاش صاحب اپنی تحسین آفرین تحریروں سے تبلیغ کا اچھوتا انداز اپنائے ہوئے ہیں۔

''بیٹا ہو تو ایسا!'' زیر نظر کتاب ایک ایسا معاشرتی المیہ ہے جو غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لاہور کا نواز شریف ہسپتال جس کی بہت اچھی شہرت تھی، جہاں بیمار زندگی کو توانائی اور شفا ملا کرتی تھی وہاں محض لاپروائی کی بنا پر ایک ماں کے جگر گوشے کو موت کی نیند سلا دیا گیا اور کسی نے پرسا تک نہ دیا، اس قدر بے حسی، یہ اقدام کسی طور بھی قتل سے کم نہیں، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

''بیٹا ہو تو ایسا!'' میں مرحوم ابوبکر نقاش کی بڑی بہن عزیزی حافظہ ماریہ نقاش کی دردناک پکار کہ ''ابوبکر تم کہاں ہو'' یہ کلبلاتی روح کا ایک ایسا نوحہ ہے جس کی اثر پذیری سے پتھر بھی رو پڑیں۔ اللہ تعالیٰ طاہر نقاش صاحب اور ان کے اہل خانہ کو یہ صدمہ پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانی قوت سے برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالقدیر خان [1]

۵/۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء، اسلام آباد

[1] ڈاکٹر عبدالقدیر خان، محسنِ پاکستان اور فخرِ عالم اسلام ہیں۔ دنیا کے بڑے اور ممتاز و منفرد ایٹمی سائنسدان ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خالق ہیں۔ انہوں نے ملت اسلامیہ خاص طور پر پاکستان کو، ایٹم بم کا تحفہ دے کر اسے ناقابل تسخیر بنانے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ گزشتہ دنوں انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے حصے کا کام کر دیا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا!!؟ سامراجی قوتیں دن رات ان کے خلاف گھناؤنی و مذموم سازشوں میں مصروف ہیں۔ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق شہید کی خواہش تھی کہ پاکستان کے بعد چند دیگر اسلامی ممالک بھی ایٹمی قوت بن کر دنیا کے نقشے پر اُبھریں۔ یوں مسلم امہ مضبوط و محفوظ ہو کر اپنا رعب و دبدبہ اور وقار قائم رکھ کر دنیا کے فیصلے خود کر سکے اور اسلام کو سپر پاور بنا سکے۔ اس حوالے سے بھی ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ایرانی انقلاب کے قائد جناب خمینی نے اس حوالے سے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم اس ایٹمی مسئلہ میں ضیاء الحق کے تعاون اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ آج کل ڈاکٹر صاحب فراش ہیں۔ آپ اللہ کریم سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا کریں تاکہ وہ پھر سے مستعد ہو کر اسلام اور عالم اسلام کو مضبوط کرنے کی منصوبہ بندی اور کوششیں کر سکیں، تاکہ دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرایا جا سکے۔ (ان شاء اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے مجرم لوگوں کو نشانِ عبرت بنا دینا چاہیے

مجاہد ملت، سابق سربراہ آئی ایس آئی پاکستان
جنرل (ر) حمید گل

ایمان کی دولت نصیب ہو جانے کے بعد معاشرتی طور پر کسی بھی انسان کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل اس کی اولاد قرار پاتی ہے، اسے پہنچنے والی ہر تکلیف سے ماں باپ کا دل بے چین ہو جاتا ہے اور بالخصوص والدین کے لیے ان کی اولاد کو پہنچنے والی تکلیف و اذیت کا مداوا اگر بروقت وفوری نہ بھی ہو سکے تو پھر یہ محض تکلیف ہی نہیں رہتی بلکہ ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا ایک روگ بن جاتا ہے۔ محترم طاہر نقاش صاحب میرے اور میرے بیٹے عبد اللہ گل کے پرانے آشنا ہیں اور جب مجھے ان کے معصوم بیٹے ابو بکر نقاش کی ناگہانی موت کی اطلاع ملی تو میرا دل بھی دکھ سے بھر گیا۔

اب جب ان کی اپنے معصوم فرزند کے متعلق یادداشتوں پر مبنی کتاب "بیٹا ہو تو ایسا!" سامنے آئی تو محسوس ہوا کہ ان کے دکھ اور تکلیف میں اضافے کا باعث وہ معاشرتی گروہ بنا ہے جو (عرف عام میں) مسیحائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ایک ڈاکٹر یا طبیب جب اپنے مریض کو دیکھتا ہے تو اس کے اندر اللہ کا ڈر اور خوف موجزن ہو جاتا ہے، وہ ایسے مریضوں کو بھی مسکراتے ہوئے تسلیاں دے رہا ہوتا ہے جن کے بارے میں اس کا تجربہ اسے ناخوشگوار حادثے کی قبل از وقت خبر سنا چکا ہوتا ہے...... مگر یہ کیسے لوگ ہیں جو اتنے مقدس پیشے کی آڑ میں ہمارے معاشرے میں زہر گھول رہے ہیں...... دکھ بانٹ رہے ہیں...... ایسے لوگوں کو تو نشان عبرت بنا دیا جانا چاہیے کہ جن کے پاس ایک غمزدہ و دکھوں کا مارا شخص سکون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچین اور راحت وسکھ کی امیدیں لے کر آتا ہے مگر وہ اس پر مزید دکھوں کے پہاڑ گرا دیتے ہیں۔

محترم طاہر نقاش کے الفاظ محض ایک غمزدہ باپ کا دکھ ہی نہیں بلکہ ہمارے معاشرے کے اس ناسور کو بھی بے نقاب کر رہے ہیں جن کا پیشہ تو طب ہے یعنی زندگی بخشنا ہے مگر ان کی دولت، ہوس نے ان کو انسانیت سے عاری کر دیا ہے اور وہ اپنی غفلت کی بنا پر موت بانٹتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔

میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے اس غمزدہ بندے (طاہر نقاش) اور اس کے اہل خانہ اور خاص طور پر ابوبکر نقاش کی بہن حافظہ ماریہ نقاش بیٹی کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں معاشرے کی اصلاح کے لیے رسول رحمت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق میدان عمل میں اتر کر جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جنرل (ر) حمید گل ❶

۱۳ فروری ۲۰۱۴ء اسلام آباد

❶ محترم جنرل حمید گل ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ انہوں نے بطور آئی ایس آئی چیف کمیونزم اور سوشلزم کی موت کی علامت دیوار برلن کو گرانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ یوں پاکستان کے گرم پانیوں (سمندروں) پر قابض ہونے اور ملک عزیز کے لسانی و علاقائی ایشوز کو اٹھا کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خواب دیکھنے والا روس خود پاش پاش ہو گیا۔ جہاد افغانستان میں ان کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ افغان لوگ اور مجاہدین آج بھی ان کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جنرل فضل حق ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ جنرل حمید گل پڑھا لکھا جرنیل ہے۔ جنرل فضل حق نے یہ بھی کہا کہ دو بندے ایسے ہیں جن کے ساتھ میں کبھی بھی سخت کلمات و گالی پر مبنی رویہ روا نہیں رکھ سکا، ان میں سے ایک جبار مرزا اور دوسرا حمید گل ہیں۔ دنیا میں آزادی کے لیے اٹھنے والی تحریکوں کے حریت پسند اور سامراجی قوتوں کے ظلم کا شکار مظلوم لوگ آج بھی جنرل صاحب کو اپنا لیڈر، نجات دہندہ اور پشتیباں جانتے ہیں۔ جنرل صاحب کی پالیسیوں نے ہمیشہ اسرائیل اور اسلام دشمن قوتوں کے پاکستان کی طرف بڑھتے قدموں کو نہ صرف روکا بلکہ ان کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اللہ کریم ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو سلامت رکھے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام ماں باپ اس کتاب کا مطالعہ کریں......

از: جناب امیر حمزہ
مرکزی لیڈر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

"بیٹا ہو تو ایسا!"...... زیرِ نظر کتاب محترم طاہر نقاش نے لکھی۔ میں نے کتاب پڑھی تو یوں محسوس ہوا کہ ننھا ابوبکر نقاش ابھی مجھے سلام کرے گا تو میں اسے پیار کروں گا۔ اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر رخسار چوموں گا۔ سچی بات یہ ہے کہ طاہر نقاش کا بیٹا کچھ ایسا غیر معمولی بیٹا تھا کہ اس کے بارے میں جو باتیں ہیں انہیں پڑھ کر اور سن کر یقین نہیں آتا کہ یہ کردار ابوبکر نقاش کا ہے۔ ایسا کردار کہ جو بڑے بڑے صاحبانِ علم میں دکھائی نہ دے وہ اس بچے کا کردار ہے؟ جی ہاں! یہ حقیقت ہے۔ سچا کردار ہے اور اس کردار کو زبان دی ہے خود اس کے باپ طاہر نقاش نے۔ بیٹے اپنے آباء پر لکھا کرتے تھے مگر یہاں باپ لکھ رہا ہے۔ اس بیٹے کے بارے میں جو ابھی بچہ ہے، ننھی عمر کا حامل ہے۔

کتاب کو قرآن کی آیات اور احادیث مبارکہ کے نور سے خوب منور کیا گیا ہے۔ روشنی تو اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس روشنی کا اہتمام طاہر نقاش نے خوب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کتاب بچوں کو ضرور پڑھانی چاہیے تاکہ ان کے کردار میں نکھار آئے۔ عادتیں اچھی ہو جائیں۔ تمام ماں باپ بھی اس کا مطالعہ کریں تاکہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں۔

دکھ اور غم اس بات کا ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں بچوں کے علاج میں اس قدر کوتاہی اور ظالمانہ غفلت کہ ابوبکر نقاش جیسا بچہ جو ایک پھول تھا اور مستقبل میں معاشرے کو خوشبوئیں دینے والا تھا، اسے مسل دیا گیا۔ کیا ذمہ داروں کو اس کتاب کے بعد کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا تاکہ ایسے بہت سے پھول محفوظ ہو جائیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ماں باپ کے دل کا پھل کہا ہے۔ اسی طرح میرے پیارے حضور ﷺ نے ننھے حسن اور ننھے حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے دو پھول قرار دیا تھا۔ طاہر نقاش کے دل کا پھل ٹوٹا ہے اور پھول کو مسلا گیا ہے۔ میری دعا ہے کہ مذکورہ کتاب طاہر نقاش اور ان کی اہلیہ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ ننھا ابوبکر نقاش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں جنت کے مزے لوٹے۔ (آمین) اس لیے کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ننھے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں جنت میں ہوتے ہیں۔ ماں باپ جب جنت کے دروازے پر جائیں گے تو بیٹا استقبال کر کے انہیں اپنے عالی شان محل میں لے جائے گا۔ طاہر نقاش کے لیے مذکورہ کتاب ان شاء اللہ خوشخبری بنے گی۔ دنیا چند روز کی زندگی ہے۔ یہاں کے نیک نقوش فردوس کے محل کے نقشے ضرور بنائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

امیر حمزہ ❶

چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''جرار''

کنوینر تحریک حرمت قرآن و رسول، پاکستان

یکم نومبر 2013ء لاہور

---

❶ محترم امیر حمزہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی لیڈر ہیں۔ خدمت انسانیت کے حوالے سے اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سونامی وغیرہ میں بھی جا کر تباہ حال دکھی انسانیت کی خدمت کر چکے ہیں۔ امریکہ میں طوفان کی وسیع پیمانے پر پھیلنے والی تباہی کے وقت انہوں نے امریکہ کو اپنی رفاعی و امدادی خدمات بھی پیش کیں۔ پاکستان میں اسلامی، منہجی سلفی توحیدی بغیر تصویر کے کامیاب صحافت کے بانی و علمبردار ہیں۔ وہ ''مجلہ الدعوۃ'' ایک لاکھ دس ہزار کی تعداد میں نکالتے رہے۔ اب ہفت روزہ ''جرار'' کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ عالمی کرنٹ ایشوز اور اسلام و پاکستان کے دفاعی موضوعات پر ان کا قلم خوب دوڑتا ہے۔ بدنام زمانہ، دشمن اسلام و قرآن امریکی پادری ٹیری جونز کہ جس نے ساری دنیا کے سامنے قرآن پر مقدمہ چلا کر اس کو نذر آتش کیا۔ دنیا بھر میں سب سے پہلے سفارتی و صحافتی سطح پر اس کا جواب کتابی شکل میں مختلف زبانوں میں ''قرآن کیوں جلے؟'' کے نام سے شائع کر کے مسکت جواب دیا۔ وہ تحریک حرمت قرآن اور تحریک حرمت رسول کے بانی و مرکزی قائد بھی ہیں۔ جہاد، مجاہدین، مظلوم مسلمانوں کے حق میں، حرمت قرآن اور شان رسالت کے دفاع میں ہر وقت سرگرداں رہنا ان کی زندگی کا محور و مرکز اور مقصد بن چکا ہے۔ اللہ کریم ان کی حفاظت فرمائے اور ان سے اپنے دین کے دفاع و پشتیبانی کا مزید کام لے کر آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر نقاش اور جنت

از: جبار مرزا

کالم نگار روزنامہ جنگ و ایڈیٹر روزنامہ مرکز اسلام آباد

جناب طاہر نقاش صاحب کی زیر نظر دل دوز تخلیق ''بیٹا ہو تو ایسا!'' آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی کہانی ہے، جو قومی سطح پر ہماری عدم توجہی اور انتظامی بے ثباتی کا مرثیہ کہہ رہی ہے۔ میں ذاتی طور سے جناب طاہر نقاش کے غم میں خود کو برابر کا شریک سمجھتا ہوں، دکھوں کے اس ملبے میں ایک غمناک بہن ماریہ نقاش کی آواز کہ ''ابوبکر تم کہاں ہو'' بہت ہی دل دہلا دینے والی تحریر ہے، معصومانہ انداز میں ایک ایسا مکالمہ کہ جس میں مرنے کے بعد کیا ہوگا؟...... پر (بہن ماریہ کی) غیر ارادی طور سے تدبرانہ گفتگو ملاحظہ فرمائیں:

''آپریشن سے چند دن پہلے میرا بھائی کہنے لگا: آپی جان! ایک بار 'سبحان اللہ' پڑھنے یا کہنے سے جنت میں ایک درخت اُگ جاتا ہے، جس کا سایہ مسلسل دو دن اور رات تک اس کے نیچے چلتے رہنے کے باوجود ختم نہیں ہوتا، اور پتہ ہے آپی! میں نے اپنی جنت میں ایسے کتنے ہی درخت لگوا لیے ہیں اور مزید بھی لگوا رہا ہوں، (مرنے کے بعد جنت میں پہنچ کر) آپ سب کو بھی میری جنت میں رہنا ہے!! میں نے کہا: ہم تمہاری جنت میں کیوں رہیں؟ ہمیں ہمارا اللہ ہماری اپنی جنت دے گا، ہم تو اس میں رہیں گے۔ وہ یہ سن کر افسردہ ہوگیا اور التجا آمیز لہجے میں بولا: آپی جان! آپ کو تو پتہ ہے نا میرا اکیلے کا کہیں دل نہیں لگتا اور امی جان کے بغیر تو میں ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔''

سچی بات ہے مجھے ماریہ بیٹی کی تحریر میں مستقبل کی بجت بڑی مصنفہ کا سراپا دکھائی دیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابوبکر تم کہاں ہو'' زیر نظر کتاب کا خلاصہ ہے۔ یہ طاہر نقاش صاحب کا ذاتی المیہ یا ایک گھر کا نوحہ نہیں بلکہ ایک ایسا دکھ ہے جس میں تمام ذی شعور اور صاحب اولاد افراد خود کو شامل سمجھیں گے۔ ہسپتال انتظامیہ کی بے حسی یا ناتجربہ کاری کلنک کا ٹیکا ہے اُن ''روشن ضمیروں'' اور ''تاباں صورتوں'' کے لیے جو غریب کے بال کو بال برابر بھی نہیں سمجھتے۔

جبار مرزا ❶

۵/اکتوبر ۲۰۱۳ء اسلام آباد

---

❶ جناب جبار مرزا صاحب ایک کہنہ مشق ادیب، شاعر اور بقول عطاء الحق قاسمی ''محقق'' ہیں۔ وہ سینئر صحافی (تاحال روزنامہ جنگ کے) کالم نگار، ایک درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور بہترین تجزیہ کار ہیں۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کے خاص دوستوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ناموس رسالت اور دنیا بھر کے ایٹمی نیٹ ورک، ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ وہ پاکستان اور اسلام پر کسی طرح کا سمجھوتہ نہیں کرتے۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں سے دسمبر ۱۹۸۳ء میں عقیدت بھرا رشتہ قائم ہوا، جس کا اعتراف ڈاکٹر صاحب نے گزشتہ دنوں ۱۷ مارچ ۲۰۱۳ء جنگ میں چھپنے والے اپنے کالم میں یہ کہہ کر کیا کہ عزیز دوست اور مشہور کالم نگار جناب جبار مرزا...... ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر عبدالقدیر جبار مرزا کی ادارت میں شائع ہونے والی اخبار ''روزنامہ مرکز'' کی ایک سالگرہ کی تقریب میں گئے اور خطاب کرتے ہوئے کہنے لگے: جبار مرزا کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب ان کے سر پر بال ہوا کرتے تھے اور میرے سر میں ابھی سفیدی نہیں اتری تھی۔ جبار مرزا صاحب کی محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ہمہ وقت پائیدار دوستی اور تعلق خاص کی بنا پر وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور اس کے رازوں کے متعلق بہت سی نایاب سنسنی خیز اور انکشاف انگیز معلومات رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا سینہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے متعلق تاریخی معلومات اور سربستہ رازوں کا خزینہ و دفینہ ہے۔ حکومتوں نے خاص طور پر جبار مرزا اور ڈاکٹر عبدالقدیر پر ملاقاتوں اور باہم ملنے پر پابندیاں بھی لگائیں...... پابندیاں و نگرانیاں ابھی بھی برقرار ہیں لیکن ان کی باہمی محبت کا شجر سایہ دار آج بھی پہلے دن کی طرح تروتازہ ہے۔ مرزا صاحب آج کل رات دن ایک کرکے رسول رحمت ﷺ سے عقیدت و محبت اور پیار کا عملی ثبوت دیتے ہوئے پاسداران ختم نبوت کی تاریخ پر ایک ایسا تحقیقی کام کر رہے ہیں کہ جو پہلے آج تک نہیں ہوسکا۔ اللہ کریم ان کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چمکتے دمکتے نقوش جو ستاروں کی درخشانی کو شرمائیں

وہ خوش نوا، وہ خوش ادا، وہ زندگی میں یوں جیا
بہت سے کام کر گیا، وہ بے مثال بن گیا!

اولاد انسان کے لیے عطیۂ خداوندی ہے اور صالح اولاد تو وہ تحفہ ہے کہ اس پر خالق کائنات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ ابوبکر طاہر نقاش وہ بیٹا تھا جو اپنے طاہر و اطہر وجود کے ساتھ دنیائے رنگ و بو میں آیا اور اپنی حیاتِ مختصر گزار کر اچانک راہیٔ ملکِ عدم ہوا اور اپنے پیچھے چمکتے دمکتے ایسے نقش چھوڑ گیا جن کی تابانی ستاروں کی درخشانی کو شرماتی رہے گی۔ وہ ایسا نیک خو اور سلیم الفطرت فرزند تھا کہ اس نے والدین کی اطاعت و فرماں برداری، خوش اطواری، معاملہ فہمی، صبر و قناعت دُور اندیشی، والدین سے انتہائی محبت کے عملی اظہار بالخصوص شفیق ماں کا دست و بازو بننے، بہن بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمہ وقت رہنمائی، کمال درجے کی بے غرضی، جہاد سے بے پناہ رغبت اور بالی عمریا میں اللہ تعالیٰ کی شعوری عبادت و اطاعت اور حسن عمل سے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کو وظیفۂ حیات بنا رکھا تھا۔ اس نوخیز بچے نے چند سال کی حیاتِ مستعار میں فکر و کردار کی راستی کے وہ پھول کھلائے جن کی مہک اور خوشبو مشامِ جاں کو مدتوں معطر کرتی رہے گی۔ ابوبکر اپنی ہمہ پہلو خوبیوں کے ساتھ لڑکپن ہی میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو یوں داغِ جدائی دے گیا کہ اس کے مسیحا ہی اس کے قاتل بن گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے پدرِ مکرم اور مادرِ مہربان کو صبر جمیل سے نوازے اور اس کے حسنات کو ان کے لیے حصولِ جنت کا ذریعہ بنا دے، آمین!

محسن فارانی
لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری یاد میں یہ بہنے والے آنسو

جنہیں کہتے ہو تم آنسو، مری آنکھوں کے تارے ہیں
محبت کی نشانی ہیں مجھے جاں سے یہ پیارے ہیں

فراقِ یار میں شدت کبھی جو غم کی ہوتی ہے
تسلی دینے آنکھوں سے نکل آتے بچارے ہیں

مرے مونس، مرے مشفق، مرے ہمدم، مرے ساتھی
رفیق وقت تنہائی مرے غم خوار پیارے ہیں

لگا دیتے ہیں آ کر آگ گاہے دل کے دریا میں
یہ گو پانی کے قطرے ہیں مگر ننھے شرارے ہیں

دلوں کے ترجمان یہ ہیں، نگاہوں کی زباں یہ ہیں
سمجھتی ہے محبت جن کو وہ گونگے اشارے ہیں

بشرطِ دیدۂ بینا کبھی دیکھو تو یہ کیا ہیں؟
یہ وہ موتی ہیں جو تم پر مری آنکھوں نے وارے ہیں

متاعِ درد سے نقاش مالا مال ہم ٹھہرے
ہمارا ہو نہ ہو کوئی یہ آنسو تو ہمارے ہیں

محمد طاہر نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال النبی ﷺ

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے

اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ابوبکر نقاش کی اس...... معصوم...... مسحور...... مبرور...... انمول...... پرنم...... اور پر غم

پہلی محبت بھری مسکراہٹ کے نام

جو اس نے عالم شیر خوارگی میں...... ممتا کے شفیق و کریم چہرے کو دیکھتے ہی...... ادائے دلبرانہ...... انداز طفلانہ...... اور سوز معصومانہ...... کے ساتھ...... معطر...... متبسم...... اور منور و مترنم ہواؤں کے دوش پر...... اس ارض و سما کی محفلِ گل رنگ کے حوالے کی...... اور اپنی...... مہربان...... شفیق و کریم...... اور حلیم ماں...... کے چہرۂ انور پر نظر پڑتے ہی...... اسے دیکھ کر پہلی بار مسکرایا اور اس دنیا میں اپنی آمد کا اعلان...... ممتا کو محبت بھری مسکان کا تحفہ دے کر کیا...... اور پھر مختصری زیست کے گلشن بہار میں...... مسکراہٹوں...... گنگناہٹوں...... چاہتوں...... الفتوں...... اور چہچہاہٹوں...... کے پھول بکھیرتا ہی چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا ہو تو ایسا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

بیٹا ہو تو ایسا!

اعداد .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اول .... جنوری 2015ء

NOON نون فیزائنر اینڈ پرنٹرز 0321-4167895, 4503504

[illegible]

لاہور: دارالسلام شوروم 37232400 مکتبہ قدوسیہ 37230585 مکتبہ سلفیہ 37237184
کتاب سرائے 37320318 اسلامی اکیڈمی 37357587 نعمانی کتب خانہ 37321865 الابلاغ 35717842
راولپنڈی: تحصیلات علمیہ کشمیری بازار 5535168 مکتبہ عائشہ 5551014-0321-5075075
دارالفکر اسلامی 0321-5216287 اسلام آباد: المسعود اسلامک سنٹر 2261356 الابلاغ 2281420
دارالسلام شوروم 0321-5370378 فیصل آباد: مکتبہ اہلحدیث 0300-6628021,041-2629292
سیالکوٹ: مکتبہ الاذان 0332-8787866 پشاور: معراج کتب خانہ 214720
حیدرآباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264 کراچی: فضلی سنز 32212991

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-37361428

daruliblagh0300@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا ہو تو ایسا!

والدین کیلئے انمول سنہری راہنمائی کہ انہوں نے بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے
اور اولاد کیلئے مشعل راہ ضابطہ عمل کہ انہوں نے کیسے مثالی بیٹے اور بیٹیاں بننا ہیں

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 0300- 4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر میں بہت روئی......!!''

ابوبکر نقاش شہید کی ٹیچر حمیرا عطاء

ابوبکر میری کلاس کا نہایت ہونہار، حساس اور لائق و ذہین طالب علم تھا۔ وہ تابعداری و فرمانبرداری کا مجسمہ اور تعلیم و تعلّم کا دلدادہ تھا۔ آج وہ کلاس میں نہ آیا تو میں نے اس کی غیر موجودگی کو خاص طور پر محسوس کیا۔ ابوبکر کے چھوٹے بھائیوں عمرو عثمان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ہسپتال گیا ہوا ہے۔ دل سے اپنے اس ہونہار طالب علم کے لیے دعا نکلی اور میں بچوں اپنے ہم جماعتوں کو پڑھانے میں مصروف ہوگئی۔ ابوبکر عموماً کلاس کے بچوں کو میرے سبق سننے سے پہلے ہی یاد کروا دیا کرتا تھا۔ اس کی اپنی تعلیم اور کورس کے متعلق مختلف چھوٹے چھوٹے دلچسپ سوال کرنے کی عادت رونق لگائے رکھتی تھی۔

آج اس کی غیر موجودگی میں کلاس میں وہ رونق نہ تھی۔ اچانک مجھے اطلاع ملی کہ ابوبکر نقاش ڈاکٹروں کی غفلت کی بنا پر اللہ کو پیارا ہوگیا ہے اور وہ اس فانی دنیا کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی میرا دل ڈوبتا چلا گیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں لگنے لگیں۔ آنکھوں سے گرم گرم آنسو مسلسل گرتے جارہے تھے۔ میں شدت غم سے کلاس چھوڑ کر اپنے گھر چلی گئی۔ گھر پہنچتے ہی میں زاروقطار رونے لگی۔ میری امی جان بھی یہ خبر سن کر رونے لگیں کیونکہ ابوبکر ٹیوشن پڑھنے ہمارے گھر آتا تو میری والدہ سے بھی توتلی لاڈلی و من موہنی باتیں کیا کرتا تھا۔

چھوٹی سی عمر میں کتنا سلجھا ہوا طالب علم تھا۔ وہ پوری کلاس سے پہلے ہر سوال کا جواب دینے میں ہمیشہ پہل کرتا۔ وہ ہمیشہ گناہ ثواب، جنت دوزخ اور حلال و حرام کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ ٹی وی دیکھنا گناہ سمجھتا تھا۔ بچوں کو سچ بولنے جھوٹ سے بچنے کا درس دیتا رہتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حیران ہوتی تھی کہ یقیناً یہ شاندار و بے مثال تربیت اس کی ماں نے کی ہوگی۔ میرا یہ سٹوڈنٹ غیر معمولی تھا۔ نہایت سمجھدار تھا اور میری ہر بات کو فرض جان کر اس پر عمل کرنا باعث اجر و ثواب اور کامیابی کا ذریعہ جانتا تھا۔ مجھے چند روز قبل کا واقعہ یاد آ گیا کہ جب ایک دفعہ لیٹ آنے پر میں نے سزا کے طور پر اسے کلاس سے باہر کھڑا ہونے کا تو کہہ دیا مگر دوبارہ پھر اسے کلاس میں بیٹھنے کے لیے کہنا بھول گئی اور بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہوگئی۔ اڑھائی تین گھنٹے گزرنے کے بعد جب میں نے کلاس کو فارغ کیا کہ وہ نیچے جا کر قرآن پڑھ لیں، تب اچانک میری نظر سامنے پڑی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ابوبکر ابھی تک اپنا سکول بیگ اٹھائے، نظریں جھکائے شرمندگی سے، اور کلاس میں بیٹھ کر سبق نہ پڑھ سکنے کی محرومی کے غم میں افسردہ کھڑا تھا۔ فرمانبرداری اور شرمیلے پن کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بھی کلاس میں بیٹھنے کے لیے اجازت مانگنے کی جرأت نہ کی۔ تابعدار اس قدر تھا کہ جیسا میں نے کہہ دیا ویسا ہی وہ کرتا تھا خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

ابوبکر کی دنیا سے رخصتی کی خبر سننے کے بعد میں مسلسل آنسوؤں کے حصار میں رہی اور دو دن تک میری طبیعت خراب رہی، میرے اس فرمانبردار و معصوم طالب علم کی شکل میرے سامنے رہتی، اس کی یادیں اور باتیں ماضی کا حصہ بن کر میرا طواف کر رہی تھیں۔ آخر میں کب تک سکول سے چھٹی کرتی...... میں نے دو دن بعد بادل نخواستہ سکول جانا شروع کر دیا، اب بھی میں کلاس کو پڑھاتی ہوں تو اس کی کمی مجھے بہت محسوس ہوتی ہے۔ کسی نہ کسی موضوع پر روزانہ مجھے اس کی کوئی نہ کوئی بات یاد آ جاتی ہے تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں، اور پھر کافی وقت لگتا ہے مجھے اپنے آپ کو نارمل کرنے اور سنبھالنے میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- انتساب..... (پہلی محبت بھری مسکراہٹ کے نام) ---- 5
- حرفِ تمنا: شکریہ، اے اہل دل! شکریہ ---- 19
- تعارفِ ابوبکر: اک گُلِ رعنا کی المناک جدائی (ممتا کے کرب انگیز قلم سے) ---- 24
- ابوبکر تم کہاں ہو؟...... بہن کی دردناک پکار! (محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں) ---- 27
- ایسے مجرم لوگوں کو نشانِ عبرت بنا دینا چاہیے... (جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی پاکستان) ---- 29
- تمام ماں باپ اس کتاب کا مطالعہ کریں... (ادیب ملت محترم امیر حمزہ صاحب) ---- 31
- ابوبکر نقاش اور جنت... (محترم جناب جبار مرزا صاحب) ---- 33
- چمکتے دمکتے نقوش جو ستاروں کی درخشانی کو شرمائیں... (کلام، خراجِ تحسین از محسن فارانی صاحب) ---- 35
- تیری یاد میں بہنے والے یہ آنسو... (منظوم خراج عقیدت از محمد طاہر نقاش) ---- 36

حصہ 1

باب 1

"بچے" جنت کے پھول ...... یا ...... دنیا کے کانٹے

- ہماری اولادوں کی حقیقت ---- 40
- قیامت میں بیٹے بیٹیاں سب بھاگ جائیں گے ---- 40
- اولاد اللہ کے ذکر سے غافل کر کے آخرت تباہ کر دیتی ہے ---- 41
- اولاد ہی تمہاری دشمن ہے ---- 42
- اولاد ایک بہت بڑی آزمائش ہے ---- 43
- کیا مال اور اولاد انسان کو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیں گے؟ ---- 43
- لمحہ فکریہ! ہمیں کیا کرنا ہے؟ ---- 44

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- آپ بھی نگران ہیں، قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا ---- 45
- بیٹیوں کی کفالت اور تربیت ---- 46
- نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے ---- 49
- اولاد کے فوت ہونے پر صبر اور اجر و ثواب ---- 52
- صدمہ کی ابتدا میں ہی صبر کرنے کی فضیلت ---- 55
- نفاس میں فوت ہونے والی عورت کو جنت کی بشارت ---- 56

باب 2 مقدمۃ الکتاب: ابو بکر! تم کہاں ہو؟ ---- 58

باب 3
جنتوں کا متلاشی

- ادنیٰ ترین مقام والے جنتی کی شان ---- 67
- معصوم کی سوچوں کا محور و مرکز ''جنت'' ---- 69
- ''آپ سب میری جنت میں میرے ساتھ مل کر رہیں گے'' ---- 70
- جنت میں اڑنے والا گھوڑا بھی ہوگا؟ ---- 71
- ''جنت میں یوں یوں سائیکل بھگایا اور چلایا کروں گا!! ---- 74
- ''ٹافیوں، پھلوں اور چاکلیٹوں والی جنت سے پیار!! ---- 76
- جنت میں میٹھے سیب اور انگور ملیں گے! ---- 78
- ''امی جان! پہلے بھائیوں کو کھانا دو، بعد میں مجھے دینا'' ---- 79
- معصوم کا اپنے رب رحیم سے ایک خفیہ معاہدہ ---- 81
- ''ہماری مانو بھی جنت میں جائے گی نا؟'' ---- 83
- جنت میں بلی کا پٹر!! ---- 87

باب 4
''امی جان! مجھے قبر سے بہت ڈر لگتا ہے''

- قبر کی ہولناکیوں کے متعلق ابو بکر کی پریشانیاں ---- 90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ منکر نکیروں کو قبر میں جواب کیسے دوں گا کہ مجھے تو......! ---- 90
❀ "اب مجھے قبر کا عذاب ہوگا" ---- 91
❀ "اپنی شلوار ٹخنوں سے اونچی کرو ورنہ اللہ آگ میں ڈال دیں گے" ---- 92
❀ دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں ٹھنڈے ٹھار پانی سے وضو کا فلسفہ ---- 92

باب 5

نیکیوں کا حریص و لالچی

❀ سبحان اللہ، سبحان اللہ ---- 96
❀ مرکز القادسیہ کے روح پرور نظاروں میں ---- 99
❀ قاری عبدالودود عاصم کے پیچھے آٹھ تراویح کی مسلسل ادائیگی ---- 101
❀ قنوتِ نازلہ میں معصوم کے آنسوؤں بھرے لمحات ---- 102
❀ "یا اللہ! اس کی نیکی اور عمر میں برکت ڈالنا" ---- 104
❀ محبت بھری نماز میں خشوع خضوع کا معصومانہ انداز ---- 106
❀ امی جان! بھائی کو حکم دیں کہ جماعت کروائے ---- 107
❀ "امی جان غریب آیا ہے" ---- 108
❀ آپ کا مال ان کیلئے جن کا لہو اسلام کے لیے ---- 110
❀ امی جان میرا جیب خرچ ---- 110

باب 6

صبر و ثبات کا پہاڑ

❀ تھوڑے سے حصہ پر ہی راضی ---- 115
❀ محروم رہ جانا منظور لیکن بغیر اجازت کے کچھ نہیں لینا ---- 115
❀ نازک پھول جلادوں کے نرغے میں ---- 116
❀ معصوم طالب علم پر سکول سے واپسی پر ظلم کی انتہا ---- 120

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7

خود داری کا کوہِ گراں

- لبوں پہ کبھی شکوہ و شکایت نہ لاؤں گا ---------- 129
- عید قربان پر آرزوؤں کی قربانی اور محرومی کی آگ میں ---------- 130
- اور پھر دوسروں پر اپنی عید کی خوشیاں قربان کر دیں ---------- 133
- محرومیوں میں بھی جنت کی تلاش ---------- 133

باب 8

ماں کا خادم خاص

- صبح صادق میں طلوع ہونے والا ستارہ ---------- 138
- دوپہر کے وقت اطاعت کے سورج کی تابناکیاں ---------- 139
- باپ کے کمرے کا محافظ و نگراں ---------- 141
- بازار سے سودا سلف خرید کر ماں تک پہنچانا ---------- 142
- سبزیاں کاٹ کر کھانا پکانے میں معاون ---------- 142
- ماں کو پریشانی سے بچانے کیلئے دوسرے بھائیوں کو تسلیاں دینا ---------- 142
- ادھورے اور بھولے ہوئے کام یاد کروانا ---------- 143
- کبھی دودھ پھٹ جاتا تو ---------- 143

باب 9

بے مثال فرمانبردار

- مسجدوں کا ماہر آرکی ٹیکٹ، انجینئر اور مصور ---------- 151
- تصویروں والی اشیاء خریدنے سے اللہ کریم کی ناراضی کا ڈر اور خوف ---------- 152
- ''امی اور ابی جان کے حکم کے خلاف کسی کو کچھ نہ کرنے دوں گا'' ---------- 153
- میرے دودھ میں چینی نہ ڈالنا کیوں کہ...... ---------- 153
- یہ ''ونڈی'' کی حرام چیز لینے جا رہے ہیں انہیں روکیں! ---------- 154

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بھائی! کھالو، اس میں شہد لگا ہوا ہے ---- 155
- عجیب خواہش اور طمع ---- 155
- اطاعت کے مناظر کی یادیں اور ماں کے رواں دواں آنسو ---- 156
- موت سے دو دن قبل فرمانبرداری کی ایک عظیم مثال ---- 156

باب 10

بہن کا فوجی پہرے دار

- آپی کو پریشان کرنے والے کا صفایا کر دوں گا ---- 160
- سکول و کالج جانے والی بچیوں کے لیے گھمبیر مسئلہ ---- 162
- آپی کی تعلیم کی تکمیل کے لیے ہر دم دھڑکنے والا ننھا دل ---- 164
- آپی جان! آپ کو کسی نے مارا ہے تو مجھے بتائیں ---- 165
- بے دام فوجی پہرے دار و محافظ ---- 166
- پتہ نہیں، آپی مطالعہ کر رہی ہیں اور تمھیں کہانی سننے کی پڑی ہے ---- 166
- آپی جان آپ مطالعہ نہ چھوڑیں، میں یہیں کھانا لا دیتا ہوں ---- 167
- آپی جان! مزید پڑھو تمہارے ذمہ کے تمام کام میں کر دیتا ہوں ---- 167
- بہن کا وکیل صفائی ---- 168

باب 11

ہمدرد و غمگسار اور دمساز بھائی

- بھائی! اللہ ہمیں اور دے دے گا ---- 170
- تقسیم ہو تو ایسی! ---- 173
- جرم کسی اور کا احتساب ابوبکر کا ---- 174
- چائنہ بیٹری کی چار جنگ کس نے ختم کی؟ ---- 175
- ننھا ٹیوٹر ---- 178
- ہمیشہ کا محروم تمنا اور پیار کا فلسفہ ---- 179
- معصوم مزاج پارے ---- 180

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 12

ننھا دلاور و مجاہد

- جلد از جلد بڑا ہو کر مجاہد بننے کا عجیب و غریب فارمولا ---------- 183
- ایسا کیوں ہوتا تھا؟ ---------- 184
- واللہ! مجاہد بننے کے لیے اضطراب و بیقراری کا یہ عالم عجیب ---------- 185
- مصنوعی جنگ کا نقشہ اور خوب لڑائی میں کافروں کا قتل ---------- 186
- امی جان! قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے مجھے جہاد پر بھیج دو ---------- 187
- کافروں کے خلاف معصوم بچے کی منصوبہ بندی ---------- 188
- زبان سے جہادی ولولوں کو تازہ دم رکھنا ---------- 190
- امی جان! جب میں معرکہ لڑوں گا تو آپ میری آواز سن رہی ہوں گی؟ ---------- 191

باب 13

گنگناہٹیں

- معصوم لبوں پر مچلتے حمد و نعت کے نغمے ---------- 193
- ابی جان کو تو ترنم سے اشعار پڑھنے بھی نہیں آتے ---------- 194
- خیالی و تصوراتی مجمع کا خطیب ---------- 194
- طوطے نے اڑ جانا ---------- 194
- حق کے (بلی) ولی ---------- 195

باب 14

مثالی طالب علم

- سکول روانگی سے قبل گریہ زاری ---------- 199
- پاگل! ٹیچر کی بات بھلا غلط ہو سکتی ہے؟ ---------- 200
- سب کا ہمدرد و خیر خواہ اور غمخوار دوست ---------- 201
- ٹیچر کا کمال تابعدار شاگرد ---------- 201

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ میرے رخسار پر ''ستار'' ہے نا؟ ---------- 203
❀ چھوٹے بھائیوں کا ٹیوٹر ---------- 204
❀ گھر سے سکول تک بھائیوں کا محافظ و نگہبان ---------- 204
❀ ابوبکر کی ٹیچر کا رونا ---------- 205
❀ تعلیمی اداروں اور مساجد میں ابوبکر کیلئے دعائے خیر اور غائبانہ نماز جنازہ ---------- 205
❀ ابوبکر کے سکول بیگ کا مشاہدہ اور دلفگار چیخیں ---------- 206

باب 15

ننھا انجینئر و سائنسدان

❀ انوکھا جہاز ---------- 212
❀ اڑا دیا.....اڑا دیا ---------- 213
❀ ننھی موٹر سائیکل ---------- 214
❀ گھریلو پنکھا ---------- 214
❀ بوتل کے پائپوں اور ڈھکنوں کے جہاز اور گاڑیاں ---------- 215
❀ ننھے سائنسدان کی ننھی ورکشاپ ---------- 215
❀ لوکل لوڈر گاڑی گھر کی ورکشاپ میں تیار ہوتی ہے ---------- 216
❀ مسجد کا ماڈل اور خوشیوں کے ترانے ---------- 216
❀ ارمانوں کا خون اور ننھے سائنسدان کے جھلملاتے آنسو ---------- 217

باب 16

کمسن مفتی

❀ امی جان! یہ حرام کی چیز ہے ---------- 221
❀ حرام چیز ہے، بھائیو بچ جاؤ ---------- 222
❀ یہ آگ ہے، نہ پکڑنا ورنہ جل جاؤ گے ---------- 223
❀ جہنم میں جائے گا.....!!! ---------- 224

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 17

شیطان کے بھائی

- بھائی! نہ دیکھو ان کو، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ان کے ساتھ آگ میں ڈال دیں گے -------- 228
- ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کہیں بھی تو آگ میں نہ ڈال دیں گے؟ -------- 229
- شب برأت پر آتش بازی کرنے والے سے نفرت -------- 229
- پتنگ ٹکڑے ٹکڑے -------- 229

باب 18

ابوبکر اور جنات سے مقابلہ

- امی جان! مجھے جن پکڑ لے گا -------- 233
- اندھیروں سے خوف کھانے والا آخر اندھیروں کا مکین بن گیا -------- 235

باب 19 خزاؤں میں کھلا گل رنگین ادا 237

حصہ 2

باب 20

(6 نومبر 2012ء)..... موت کی شروعات کا دن

- معصوم و دلچسپ سوال و جواب کا سلسلہ -------- 248
- ''کدھر منہ اٹھائے چلی جا رہی ہو؟'' -------- 250
- میں آپریشن نہیں کراؤں گا، انہوں نے میری آنکھ کاٹ دینی ہے -------- 250
- امی جان! جیسا آپ کا حکم ہو گا ویسا ہی کروں گا -------- 251
- ننھے عثمان کے ساتھ آخری کھیل ''چھپن چھپائی'' -------- 252
- دھوکہ باز پٹھان کا ابوبکر سے فراڈ -------- 254
- پیاری نندیا میں ماں کے قدموں کے بوسے -------- 255

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 21

(7 نومبر 2012ء)..... زندگی کا آخری مکمل دن

- ماں کے حکم کے بعد آپریشن کی تیاریاں ---------- 259
- آپریشن سے پہلے معصوم ننھے ہاتھوں سے ماں کی خدمتیں ---------- 260
- شاہی قلعہ کے متعلق ابوبکر کا استفسار ---------- 261
- خوبصورت مقتل ---------- 262
- نواز شریف ہسپتال میں قاتل مسیحا ---------- 262
- امی جان! ہمارے گھر میں بھی اس طرح کی چمکدار ٹائلیں لگیں گی نا؟ ---------- 264
- امی جان! دھوکہ بازوں سے کبھی کچھ خریدنا نہیں چاہیے ---------- 265
- امی جان! دیکھیں یہاں بھی اللہ کا گھر موجود ہے ---------- 266
- اللہ اکبر کے دلنواز ترانے ---------- 267
- امی جان! میرے پاؤں صاف نہیں ہیں ---------- 267
- زندگی کی آخری شام گزارنے کے لیے گھر کی طرف سفر ---------- 268
- کتنا بڑا قلعہ ہے اور کیسے ویران پڑا ہے ---------- 268
- ننھے ہاتھوں میں وزنی شاپر اور ماں کی آخری خدمت ---------- 269
- زندگی کی آخری خواہش جو تشنہ تکمیل ہی رہ گئی ---------- 270
- زندگی کا آخری کھانا اور آنسو ---------- 273
- زندگی کے آخری کھانے کے وقت اپنی جگہ اپنے ابی جان کی فکر ---------- 274

باب 22

(8 نومبر 2012ء)..... معصوم کے قتل کی گھڑیاں آن پہنچیں

- آخری نیند اور مانو پیاری سی ---------- 275
- ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے اس ناپائیدار زندگی میں آخری نماز کی ادائیگی ---------- 276
- آخری وقت میں بھی دوسروں کی خدمت کی فکر ---------- 277
- امی جان جلدی چلیں آپریشن میں دیر نہ ہو جائے ---------- 277

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مقتل میں قصابوں کے درمیان ---------- 279
- امی جان بجلی بہت ضائع ہو رہی ہے ---------- 279
- ابوبکر شہزادہ موت سے قبل ماں سے کیا کہنا چاہ رہا تھا کہ...... ---------- 280
- امی جان! اگر اجازت دیں تو واش روم ہو آؤں؟ ---------- 282
- موت سے چند لمحے قبل زندگی کے آخری کھیل تماشے ---------- 282
- امی جان! آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہو گئی معاف کر دیں گی نا؟ ---------- 283
- امی جان! ہم آج ہی گھر واپس چلے جائیں گے نا؟ ---------- 284
- امی جان! میرے جوتے کا دھیان رکھنا، مجھے آپریشن کے بعد یہی پہننا ہے ---------- 285
- آپریشن تھیٹر کو جاتے وقت مڑ مڑ کر ماں کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھنا ---------- 285
- مقتل میں قتل سے پہلے قہقہے ---------- 289
- موت سے 2 منٹ پہلے کی باتیں اور رب کریم کی رضا کی تلاش ---------- 290
- ''ابوبکر کو آپریشن تھیٹر لے گئے ہیں دعا کریں'' ---------- 293
- موت کی آغوش میں بیہوشیوں کے لمحاتِ جان گداز ---------- 294
- خدا کے لیے فوری ہسپتال پہنچیں ---------- 295
- انہوں نے ابوبکر کو ''کچھ'' کر دیا ہے، جلدی پہنچیں ---------- 296
- دلِ مضطرب کی چیخیں اور ابوبکر سے خطاب ---------- 297
- بیہوشیوں کی وادی میں ابوبکر سے ملاقات ---------- 298
- خاموش چیخیں...... اے ابوبکر! آنکھیں کھولو اور منہ سے کچھ بولو ---------- 299
- آنکھوں اور دل کا آنسوؤں سے غسل ---------- 301
- نواز شریف ہسپتال والوں کا دھوکہ فریب اور ڈرامہ ---------- 302
- ہسپتال والوں کی میڈیا سے بچنے اور قتل چھپانے کے لیے ہولناک منصوبہ بندی ---------- 303
- مقتل سے جائے پیدائش ''گھر'' کی طرف آنسوؤں کی رم جھم میں روانگی ---------- 304
- اہل محلہ کی حیرانی کا عالم ---------- 305

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 23

قبر کی پکار پر لبیک

- غسل سے پہلے ابوبکر کے مسلسل بہتے ہوئے آنسو کیا پیغام دے رہے تھے؟ ---------- 308
- باپ کے ہاتھوں میں بیٹے کا لاشہ ---------- 309
- گرم گرم آنسوؤں سے ابوبکر کے گداز ہاتھوں کا غسل ---------- 310
- اشکباری کے موسم میں ''ہاں اللہ'' کہنے والے منہ کی گرم آب کاری ---------- 311
- آنسوؤں کی برکھا برسنا صبر کے منافی نہیں ---------- 314
- موتی، چمکتی دمکتی روشن سرگیں آنکھوں کو غسل ---------- 315
- خالق کے سامنے سجدہ ریزیوں میں مصروف رہنے والی پیشانی کا غسل ---------- 316
- زندگی کا سفر طے کرتے کرتے اچانک رک جانے والے پاؤں ---------- 317
- معصوم معصوم سینہ...... ننھی منی خواہشوں کا دفینہ ---------- 317

باب 24

تیرے قاتل اب تک زندہ ہیں

- داستان ظلم و ستم ---------- 321
- شہباز شریف کا پیغام ---------- 322
- تفتیشی کمیٹی کے سربراہ کے نام درخواست ---------- 324
- ابوبکر آپریشن سے پہلے جب قطعاً بیمار نہ تھا تو پھر ایسا کیوں ہوا؟ ---------- 325
- ابوبکر، اپنے قاتل مسیحاؤں کی قید میں ---------- 327
- ایم ایس اور عملہ کی دھوکہ دہی اور فریب ---------- 327

باب 25

ننھے عثمان کی شیلڈ ابوبکر کی قبر پر

- سب، سب کو بھول جاتے ہیں مگر...... ---------- 337

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 26 عذاب سہانی یادوں کا 339

- عید آئی مگر ابوبکر تم کہاں ہو؟ 346
- اب کون ابوبکر کی طرح استقبال کرے گا؟ ---- 351
- معصوم بوسوں کی مہک ---- 353
- بے بی سائیکل کے ساتھ جڑی یادوں کا سلسلہ ---- 354
- ابوبکر کی دلسوز یادوں کا امین...... مینار پاکستان ---- 358
- دریائے راوی کی لہریں اور ابوبکر کی سہانی یادیں ---- 360
- ابوبکر کی گزرگاہیں اور وہاں چھپی یادوں کے لشکر ---- 361
- سکول کے قریب واقع شہر خموشاں ہمارا منتظر ہے ---- 361
- ناکام حسرتیں ---- 363
- نامقبول دعا کا اجر وثواب دیکھ کر جنتی کیا کہے گا ---- 363
- میری زندگی کی حسرت...... میں اسی لیے مجاہد اسی لیے غازی ---- 364
- کوئی تلاش کرنا چاہے تو ---- 367
- ٹھہرو!...... ابوبکر کی اُبھرتی ہوئی آواز سنو! ---- 368
- میری یادوں کے دیپ جلائے رکھنا ---- 370
- میں ایسی کہانی چھوڑ جاؤں گا ---- 371
- ابوبکر لختِ جگر کی جدائی پر... (کلام فی البدیہہ جناب محسن فارانی) ---- 372
- محترم جناب محمد طاہر نقاش کے کمسن فرزند کی یاد میں... (مدیر ماہنامہ سخن شناس جناب عبدالوحید انصاری) 374
- تیری یادوں کو بھلاؤں کیسے؟... (والدہ، روبینہ نقاش) ---- 377
- کچھ دیر تو لگتی ہے... (شرجیل نقاش، اشعار میں محبت کا اظہار) ---- 378
- بھائی! لوٹ آؤ نا...! (آپی ماریہ نقاش کی پکار) ---- 379
- اے ابوبکر! ہم تجھے بھلا نہ پائیں گے.... (آپی شہیلہ کے غمگین کلمات) ---- 380
- آنسو ٹوٹ کر نکلیں (شعیل نقاش) ---- 382
- جنت کے باسی شہزادے (برادر اصغر عمر نقاش کی دلسوزیاں) ---- 383
- میری آنکھوں کے آنسو! (برادر اصغر عثمان نقاش کی دلفگاریاں) ---- 383
- آہ! جاتی ہے عرش تک (والدہ، روبینہ نقاش) ---- 384

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

شکریہ! اے اہل دل، شکریہ

8 نومبر 2012ء کو میرے ہونہار بیٹے کی اچانک موت کا صدمہ ایسا تھا کہ جس نے مجھے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ اس صدمے سے میں سکتے کے عالم میں آ گیا، گم سم، ٹک ٹک دیدم، لب نہ کشیدم کا مصداق بیٹھے بیٹھے اچانک آنسوؤں کے حصار میں آ کر رونے لگتا۔ دراصل صدمہ ہی اتنا گہرا تھا کہ اگر اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ پاتا بلکہ کرب والم کے چرکوں سے اپنے آپ کو ہلاک کر بیٹھتا۔ س موقع پر احباب نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے میری ڈھارس بندھائی، میرے ساتھ تعزیت کرتے ہوئے محبت کا اظہار کیا، غم بانٹنے میں میرا ساتھ دیا اور مجھے باور کرایا کہ طاہر بھائی! اس عالم رنگ و بو میں تم اکیلے نہیں ہو بلکہ اللہ کریم کی رحمت سے ہم بھی آپ کے ساتھ آپ کے دکھ درد اور غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ابوبکر شہید کو غسل دیا جا رہا تھا کہ اس دوران سب رفقاء گرامی، اہل محلّہ، دوست احباب، عزیز و اقارب اور خاص طور پر اردو بازار کے پبلشرز حضرات گھر کے باہر جنازہ اٹھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ جن میں قدوسی برادران میں سے عمر قدوسی، مکتبہ اسلامیہ کے مالک سرور عاصم صاحب، جناب علی حیدر صاحب (ہیثم بک کارنر)، سمیع اللہ (آف حدیبیہ پبلی کیشنز)، جمال الدین افغانی صاحب (آف کتاب سرائے)، رمضان صاحب (اسلامی اکیڈمی)، میاں عتیق صاحب (میاں انٹر پرائزز)، عبد الرؤف (الفرقان ٹرسٹ)، ضیاء نعمانی (نعمانی کتب خانہ)، حنّاد بھائی (مکتبہ سلفیہ)، بھائی وسیم صاحب (مکتبہ دارالسلام)، طارق صاحب (مکتبہ رحمانیہ)، دارالاندلس سے بھائی مزمل اور حاجی ثناء اللہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح جناب محسن پاکستان خالق ایٹمی پروگرام جناب ڈاکٹر عبد القدیر خاں کا بھی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس موقع پر ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا اور جرم کے مرتکب افراد کو سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

محترم عبد اللہ گل فرزند جنرل حمید گل صاحب نے دارالابلاغ کے دفتر میں اپنے احباب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہمراہ آ کر راقم سے تعزیت کی اور اس موقع پر اپنے ہر طرح کے تعاون کی پیشکش کی۔ جناب جنرل حمید گل صاحب نے بھی تعزیت کرتے ہوئے مجھے کہا کہ آپ شہباز شریف ہاؤس یعنی وزیراعلیٰ ہاؤس میں فلاں عہدیدار غالباً جنرل راشد کو میری طرف سے ملیں، وہ قاتل ڈاکٹر اور مجرم عملہ کو قرار واقعی سزا دلوانے اور کیفر کردار تک پہنچانے میں آپ سے بھرپور معاونت کریں گے، میں ان کو فون پر آپ کے کیس کے متعلق آگاہ کر دیتا ہوں۔ میں مذکورہ شخصیت تک اس سوچ وفکر کے تحت نہ پہنچا کہ نواز شریف کی حکومت ہے اور ان کا ہی ہسپتال ہے، وہ اپنے دعوے کے مطابق ستے انصاف کی فراہمی کے لیے ضرور از خود نوٹس لے کر مجھے انصاف دلوائیں گے اور میری اشک سوئی کریں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس ان کو بتانے، اطلاع کرنے اور باقاعدہ درخواست دینے کے باوجود کچھ شنوائی نہ ہو سکی۔ بھائی مبین غزنوی کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے محترم جنرل حمید گل صاحب کو بروقت اس حادثہ کی اطلاع دی اور مجھ سے ہمدردانہ تعزیت کی۔

اسی طرح وزیراعلیٰ ہاؤس کے ذمہ دار جناب حاجی یونس صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے وزارت صحت کی طرف سے قاتل ڈاکٹر کی انکوائری لگوائی اور ہر طرح کا تعاون کر کے اپنے محبّ و دوست ہونے کا عملی ثبوت فراہم کیا۔

جماعۃ الدعوہ پاکستان کے لیڈر، اسلامی و توحیدی صحافت کے علمبردار چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''جرار'' برادر اکبر محترم جناب امیر حمزہ صاحب کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ بندہ ناچیز کے غریب خانہ پر آ کر راقم کا غم بانٹا اور اپنے اخبار ''جرار'' میں ابوبکر کی وفات کی خبر دے کر اہل اسلام کو اس حادثہ سے مطلع کیا اور بھائی خالد جرار کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اہل خانہ سمیت ہمارے پاس آ کر تعزیت کی۔

اس موقع پر جناب پی ٹی وی کے ڈائریکٹر اور روح رواں محترم افتخار مجاز صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے میرا غم ہلکا کرنے کی کوشش کی اور بھرپور صحافتی تعاون کے ساتھ ساتھ مجھ سے شکوہ کیا کہ آپ نے اس حادثہ اور قتل کی خبر فوراً ہمیں کیوں نہ کی، ہم ہنگامی طور پر تمام ٹی وی چینلز کی ٹیمیں لے جا کر مجرموں کا گھیراؤ کرتے اور ان کو اس جرم اور غفلت کی بھرپور سزا دلواتے۔

میں ماہنامہ حرمین کے ایڈیٹر قاضی کاشف نیاز اور ہفت روزہ جرار کے ایڈیٹر علی عمران شاہین کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے راقم کے غریب خانہ پر پہنچ کر تعزیت کی اور صحافتی سطح پر مجھ سے مکمل تعاون کیا۔ اسی طرح بیدار ڈائجسٹ کے ایڈیٹر محترم ملک احمد سرور کا شکر گزار ہوں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے میرا غم بانٹا اور اصرار کر کے میری بیٹی ماریہ سے اپنے رسالہ کے لیے ابوبکر کی زندگی اور یادوں پر مشتمل مضمون لکھوایا اور پھر اسے اپنے جریدے میں اعلان کر کے شائع بھی کیا۔ روضۃ الاطفال کی ٹیم اور خاص طور پر بھائی ثاقب مجید اور عثمان طفیل صاحب کا شکریہ ادا کرنا کیسے بھول سکتا ہوں کہ انہوں نے ابوبکر کی شہادت پر قسط وار مضامین کا سلسلہ بچوں کے رسالہ میں چلایا، جس سے پورے ملک کے بچوں اور بڑوں کو اس جانکاہ حادثہ کی تفصیلات سے آگاہی ہوئی اور بھائی ندیم ایڈیٹر ہفت روزہ جرار کراچی کا بھی شکر گزار ہوں۔

اسی طرح میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے قومی اخبارات اور رسائل و جرائد میں ابوبکر کی شہادت کی خبر پڑھ کر میرے پاس پہنچ کر یا ٹیلی فون پر تعزیت کی اور میرے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کی۔

علماء کرام میں محترم و مکرم جناب مفتی پاکستان ابوالحسن مبشر احمد ربانی صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ابوبکر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ اسی طرح محترم و مکرم استاد الاساتذہ عمر فاروق سعیدی، سعید مجتبیٰ سعیدی اور بھائی ابوالہاشم، حافظ ذکاء اللہ صاحب، حافظ اسلم شاہدروی، حافظ عثمان مدنی شاہدرہ لاہور، مفتی ادریس، مفتی عثمان آف مرکز القادسیہ لاہور، بھائی امان اللہ عاصم، مولانا تنویر الاسلام، مولانا خالد مرجالوی، مولانا ابراہیم ظہیر، مولانا حسن مدنی (جامعہ رحمانیہ لاہور)، مولانا سعد محمود بن مولانا حکیم محمود بن مولانا اسماعیل سلفیؒ آف گوجرانوالہ اور حافظ عباس انجم گوندلوی، مولانا نسیر احمد کاشف تلمیذ رشید مولانا زبیر علی زئیؒ، مولانا ابراہیم (مدیر مکتبہ عائشہ راولپنڈی)، بھائی عبدالرحمن مدیر تسجیلات طیبہ راولپنڈی، اور بھائی طاہر ندیم سیلز منیجر الہدیٰ انٹرنیشنل اسلام آباد بھائی ندیم صاحب انچارج دارالسلام اسلام آباد اور جناب محبوب ہاشمی برادر ڈاکٹر فرحت ہاشمی کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے غم کو بانٹا اور میری اشک سوئی کی۔

میں محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کے دیرینہ دوست اور روزنامہ مرکز اسلام آباد کے چیف ایڈیٹر اور تاحال روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب جبار مرزا صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے غم و خوشی کے ہر موقع پر میرا ساتھ دیا۔ اسی طرح عظیم سکالر اور موجودہ دور کے مؤرخ اسلام جناب محسن فارانی صاحب کا خاص طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف تعزیت ہی کی بلکہ اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی اور ابوبکر کے متعلق اپنے دلی جذبات کو قلم کے ذریعہ صفحہ قرطاس پر اتارا اور ایک عالی شان نظم لکھی، جو اس کتاب میں شامل ہے۔ اسی طرح ان شعراء کا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر گزار ہوں جنہوں نے ابوبکر کی روشن زندگی پر اپنا کلام لکھا اور ابوبکر کے ساتھ محبت کا عملی ثبوت دیا، خاص طور پر جناب وحید انصاری صاحب کا۔

اس طرح میں ڈاکٹر احمد داؤد مسئول شعبہ ڈاکٹرز جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی محبتیں اور عملی تعاون کبھی نہیں بھول سکتا، ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس طرح ڈاکٹر سجاد حیدر (مالک سائنس ٹاور ہوٹل) ڈاکٹر اقبال، ڈاکٹر ایوب سرجن ڈاکٹر داؤد عالم (قلعہ گجر سنگھ لاہور) کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔

اس موقع پر میں اپنے اہل محلّہ کا خاص طور پر شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس موقع پر غم سے نڈھال ہمارے گھرانے کو سنبھالا اور فوری صفائی ستھرائی کر کے چٹائیاں لا کر بچھائیں اور آنے جانے والوں کو ڈیل کیا اور ہمارے عزیز و اقارب کے پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں ایک گھر کے افراد کی طرح محبت دی اور کفن دفن تک کے معاملات کو بخیر و خوبی نبھایا۔ اس موقع پر میں اپنے شفیق و کریم اور مہربان دوست و پڑوسی محترم جناب طالب ملک صاحب، بھائی مصطفیٰ (اور ان کے گھر والوں) بھائی عبدالواحد، بھائی زاہد ٹیلر ماسٹر، بھائی یونس، چاچا خلیل اور ان کے صاحبزادے محمد اشرف، محترم جناب محمد علی اور ان کے بیٹے بشیر، شفیق وغیرہ سب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ کریم سب احباب کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ اجر کے خزانوں سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ .))

''جو (کسی نیک سلوک پر) لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔''

اس حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے میں نے غم و اندوہ کے المناک لمحات میں غم بانٹنے والے افراد کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ ان کے جذبات کا بدلہ و قیمت میں نہیں دے سکتا وہ ضرور اپنے اس نیک عمل کا اجر اللہ کریم سے پائیں گے۔ میں رب کائنات کے حضور ان کی دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔ ان تمام احباب کہ جن کا میں ذکر نہیں کر سکا اور جنہوں نے ابوبکر شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور اپنی غائبانہ دعاؤں میں اسے یاد رکھا، سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ کریم ضرور ان کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

یہ کتاب ''بیٹا ہو تو ایسا!'' جہاں بچوں اور بچیوں کو والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا سلیقہ سکھائے گی اور کامیاب و کامران اور باعزت و باوقار زندگی گزارنے کے لیے انمول لائحہ عمل کی رہنمائی کرے گی، وہاں ہی والدین کی بھی تربیت کرے گی، کہ انہوں نے اپنے ہونہار بچوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بچیوں کی بہترین تربیت کر کے ان کو مسلم معاشرے کا کس طرح صالح، نیک، تعلیم یافتہ اور دنیا و آخرت میں عزت و احترام اور وقار کا تاج پہن کر سرخرو ہونے والے مثالی افراد بنانا ہے، کہ زمانہ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہو۔ بچوں اور والدین کی رہنمائی کے لیے یہ تربیتی کتاب ''بیٹا ہو تو ایسا!'' آپ کو ضرور پسند آئے گی اور آپ اسے بخوشی دوسروں کو ''قیمتی تحفہ'' کے طور پر پیش کر کے خوشی محسوس کریں گے، اور یوں اسے باہمی محبتوں میں اضافہ کا باعث پائیں گے ان شاء اللہ۔ میں اس کتاب کو اپنے اصلاحی و تربیتی سلسلہ ''قلم کے آنسو'' کی چوتھی جلد کی حیثیت سے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اسی طرح دلوں کو تڑپا کر اور رلا کر اصلاح احوال و تربیت کے لیے آمادہ کرنے والے اپنے اس سلسلہ قلم کے آنسو کی تیسری جلد بعنوان ''احساس کی شمع'' بھی اس کے فوری بعد منظر عام پر جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ ان شاء اللہ

میں جانتا ہوں اس کے بعد آپ کو قلم کے آنسو کے والیم 5 کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا...... لیکن میں اس کے منظر عام پر آنے کے متعلق کوئی متعین وقت کی نشاندہی نہیں کرتا، اس لیے کہ یوں آپ لوگوں کے بے قرار استفسارات اور اضطراب و انتظار بھرے سوالات کا بار بار جواب دینا پڑتا ہے اور ''قلم کے آنسو کا نیا والیم کب شائع ہو رہا ہے'' جیسے سوالات کا جواب اور آنے والی فون کالز و خطوط کے جوابات دینے میں بہت مصروف رہنا پڑتا ہے، اور پھر پوری کوشش کے باوجود وقت پر وعدہ پورا نہ کر سکنے کی بنا پر شرمندگی کا احساس اور ایک جلن، چبھن اور ندامت کی گھٹن کا علیحدہ شکار ہونا پڑتا ہے۔

پیارے قارئین! مجھے امید ہے آپ میرے والد محترم کے لیے بخشش کی دعا ضرور کریں گے کہ جنہوں نے اصلاح احوال کے اس کام کو جاری رکھنے کے لیے مجھے وقف کر دیا اور ساری تکلیفیں تن تنہا خود برداشت کرتے کرتے اس جہان فانی سے موت کا جام پی کر خلد بریں (جنتوں میں) جا پہنچے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ کریم ان کو ان کی خدمت دین کے لیے مجھے وقف کرنے کی نیت اور عمل کا بہترین بدلہ عطاء کرتے ہوئے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمادے۔ اور پھر میری اولاد کو میری نجات و بلندیٔ درجات کا باعث وسبب بنادے۔ آمین یا رب العالمین

خادمِ کتاب و سنت

محمد طارق شاہد

۱۶ مارچ ۲۰۱۴ء لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارفِ ابوبکر:

اک گل رعنا کی المناک جدائی

رحمتوں اور برکتوں والے ماہ صیام کا وہ پہلا عشرہ تھا جب ہر کوئی ثنائے رب جلیل میں مصروف تھا، غالباً 14 نومبر بروز جمعرات 2002ء کا وہ خوبصورت نکھرا نکھرا سا دن تھا۔

ننھے منے برگ و بار اشجار سایہ دار کی شاخوں پر تکیہ لگائے شبنم کے پانیوں سے غسل کر رہے تھے۔ فضائیں صبا کی مست خرامیوں سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ عطر بیز ہوائیں گنگناتی ہوئی اٹھکیلیاں کرتی پھر رہی تھیں...... ماحول نکھرا ہوا پُر کیف اور شاداں و فرحاں تھا۔ ایسی ہی کیف آور مستیوں میں نقاش منزل کے صحنِ گلشن کے گلہائے رنگا رنگ میں...... انتہائی شگفتہ و شاداب رعنائی و زیبائی لیے...... ایک اور خوبصورت گلِ رعنا کا اضافہ ہوا۔

صحنِ چمن کو اپنی رنگیں بہاروں پہ ناز تھا
وہ آ گیا تو ساری بہاروں پہ چھا گیا

وہ گلِ رنگیں اور گل رعنا جو اپنی موٹی چمکدار سرگیں آنکھوں کو مٹکا مٹکا کر ننھے منے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہمک رہا تھا۔ متفقہ طور پر اس کا نام نامی اسم گرامی...... اسلام کے اول خلیفہ راشد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر ''ابوبکر نقاش'' رکھا گیا۔

14 نومبر 2002ء کو سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد اس نے عرش والے کی عطا کردہ صلاحیتوں کے ساتھ فرش پر اپنی آمد کا اعلان کیا...... ہلکی سی کمزور و ناتواں اور نحیف چیخ کے ساتھ، یہی چیخ اس کے کچھ بولنے کا ملکہ، کچھ کہنے کا منشا لیے زندگی بھر اس کے تعاقب میں رہی، کچھ نہ کچھ نیا کہنے، نیا کرنے، رب جلیل کے بتائے ہوئے فرامین کے مطابق زندگی گزارنے کی فکر ہمہ وقت دامن گیر رہی، جبکہ اس کا گھرانہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمتوں اور علم کی لازوال دولت سے مالا مال تھا۔

اس لیے ذرا ہوش سنبھالتے ہی اسے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ آخری آسمانی کتاب ''قرآن'' پڑھنے کے لیے بٹھا دیا گیا۔ اسے اس کی والدہ کی طویل علالت کے پیش نظر باقاعدہ طور پر تعلیم و تربیت کے لیے وقت نہ دیا جاسکا...... اور پھر باقاعدہ طور پر 7 سال کی عمر میں یکم اپریل 2010ء کو اقراء دارالاطفال (شاہدرہ لاہور) جیسی عظیم درسگاہ کے سپرد کر دیا گیا۔ سکول کی کلاس روضہ (ب) میں نصاب کی کتاب میں شامل نظمیں پڑھنا، یاد کرنا خصوصاً عربی دعائیں دل لگا کر رٹنا تو اسے بہت اچھا لگتا، یوں مارچ 2011 میں ابتدائی کلاس روضہ ب (نرسری) نمایاں پوزیشن کے ساتھ انعامی شیلڈ حاصل کر کے مکمل کی۔

رمضان کے مقدس مہینے میں جمعۃ المبارک کا خطبہ سننے والدین کے ساتھ اپنے بہن بھائیوں کی ہمراہی میں مجاہدین کے مرکز ''مسجد القادسیہ'' لاہور جانا، وہاں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا اور امیر المجاہدین حافظ محمد سعید صاحب حفظہ اللہ کا درس سننا اور کچھ بھائیوں کے ترانے سننا، گنگنانا اور یاد کرنا اس کا معمول تھا۔ یوں اسے بھی شوق ہوا کہ وہ بھی ان کی طرح ترانے پڑھے اور خطاب کرے، ولولہ انگیز جوشیلی تقریریں کرے۔ عمر چھوٹی تھی لیکن شوق بڑا تھا، پھر بھی اس نے کوشش جاری رکھی، قافیے سے قافیہ ملا کر خوش الحانی سے ترانہ پڑھتا تو خود اس کا اور سننے والوں کا دل خوش ہو جاتا۔ پھر اپنی زندگی کے آخری دنوں تک اپنی نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ نظمیں، ترانے پڑھنا، تقریریں کرنا اس کا محبوب مشغلہ بنا رہا۔

یوں اپریل 2011ء میں نئی کلاس کا آغاز ہوا۔ وہ اپنی (روضہ ج) پریپ کلاس میں پوری دلجمعی سے تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ روضہ ج کا نصاب آخری مراحل میں تھا کہ 5 نومبر 2012ء اس کا سکول میں آخری دن ثابت ہوا۔ 8 نومبر 2012 کو معمولی چیک اپ کے لیے نواز شریف ہسپتال، یکی گیٹ، ریلوے اسٹیشن، لاہور لے جایا گیا۔ جہاں ایک ڈاکٹر نے اس کا معمولی سا آپریشن کہہ کر آپریشن کیا اور ڈاکٹر کامران نے ''بقول ان کے معمولی سے 5 منٹ کے آپریشن'' کے لیے بیہوشی کی دوا بہت زیادہ مقدار میں عملہ سے دلوا کر غفلت کا ثبوت دیا اور اس چہکتے مہکتے گلاب ''ابوبکر'' کو ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاموش کر دیا۔ یوں 8 نومبر 2012ء کی شام اس کی زندگی کی آخری شام تھی۔ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف جو اپنی ذات کو عدل و انصاف کا علمبردار ثابت کرتے ہیں انہی کے نام پر قائم کیے گئے ان کے ہی ہسپتال کے قاتل ڈاکٹر ابوبکر شہید کے خون سے ہاتھ رنگ کر سرعام دندناتے پھر رہے ہیں۔ اسی بات کو واضح کرنے کے لیے اور ظلم کی اندھیر نگری کے گورکھ دھندے کو طشت ازبام کرنے کے لیے ہمیں یہ کتاب لکھنا پڑی...... شاید غافل سیاستدان ہوش میں آ جائیں اور انصاف کے تقاضے پورے کریں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

آج ہم اس معصوم فرشتے کی داستان حیات اور نام نہاد مسیحاؤں کی داستانِ ظلم رقم کر رہے ہیں کہ جس سے کوئی ایک ہی دفعہ ملنے پر متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا بلکہ اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آج ہم اس مظلوم بچے کی داستان خونچکاں رقم کر رہے ہیں کہ جو حسن اخلاق اور قربانی و ایثار کے جذبے کے بل بوتے پر ہر چھوٹے بڑے کا دل موہ لینے کا فن خوب جانتا تھا۔

اس بچے کی داستان میں والدین اپنے بچوں کی بہترین اسلامی تربیت کرنے کا فن سیکھیں گے...... اور بچے اپنے والدین کا ادب و احترام اور ان کی امیدوں پر پورا اترنے کا سلیقہ پائیں گے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے بچوں کو (بہترین تربیت کے ذریعہ) جنت کے پھول بنانے کی توفیق بخشے، آمین...... تاکہ ہمارے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے نیک اعمال و کردار کی بنا پر ہمیں جنتوں کی صورت میں اور وہاں درجات میں بلندی کی صورت میں اجر و ثواب کے خزانے ملتے رہیں۔ یوں اولاد صالح کو دنیا میں چھوڑ جانے کی بنا پر ہماری آخرت کامیاب و کامران ہو جائے۔ آمین یا رب العالمین!

ابوبکر شہید کی غمزدہ ماں

روبینہ نقاش

13 مئی 2013ء لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر تم کہاں ہو، بہن کی دردناک پکار!

از: محسن پاکستان، خالق ایٹم بم (پاکستان)

ڈاکٹر عبد القدیر خان

برادرم طاہر نقاش صاحب کا شمار ہمارے ان محدودِ چند قلمکاروں میں ہوتا ہے، جن کے قلم کو رب تعالیٰ نے تاثیر کی دولت سے نوازا ہوا ہے، ہم نے ان کے قلم کے آنسو بھی دیکھے اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی حکمت و عمل کی باتیں بھی پڑھیں۔ وہ بنیادی طور سے ایک مبلغ ہیں، ویسے تو ہر بالغ مسلمان پر تبلیغ فرض ہے مگر طاہر نقاش صاحب اپنی تحسین آفرین تحریروں سے تبلیغ کا اچھوتا انداز اپنائے ہوئے ہیں۔

"بیٹا ہوتو ایسا!" زیر نظر کتاب ایک ایسا معاشرتی المیہ ہے جو غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لاہور کا نواز شریف ہسپتال جس کی بہت اچھی شہرت تھی، جہاں بیمار زندگی کو توانائی اور شفا ملا کرتی تھی وہاں محض لاپروائی کی بنا پر ایک ماں کے جگر گوشے کو موت کی نیند سلا دیا گیا اور کسی نے پرسا تک نہ دیا، اس قدر بے حسی، یہ اقدام کسی طور بھی قتل سے کم نہیں، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

"بیٹا ہوتو ایسا!" میں مرحوم ابوبکر نقاش کی بڑی بہن عزیزی حافظہ ماریہ نقاش کی دردناک پکار کہ "ابوبکر تم کہاں ہو" یہ کلبلاتی روح کا ایک ایسا نوحہ ہے جس کی اثر پذیری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پتھر بھی رو پڑیں۔ اللہ تعالیٰ طاہر نقاش صاحب اور ان کے اہل خانہ کو یہ صدمہ پوری ایمانی قوت سے برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالقدیر خان [1]

۵/ اکتوبر ۲۰۱۳ء، اسلام آباد

---

[1] ڈاکٹر عبدالقدیر خان، محسنِ پاکستان اور فخرِ عالمِ اسلام ہیں۔ دنیا کے بڑے اور ممتاز و منفرد ایٹمی سائنسدان ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خالق ہیں۔ انہوں نے ملت اسلامیہ خاص طور پر پاکستان کو، ایٹم بم کا تحفہ دے کر اسے ناقابل تسخیر بنانے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ گزشتہ دنوں انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے حصے کا کام کر دیا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا!!؟ سامراجی قوتیں دن رات ان کے خلاف گھناؤنی و مذموم سازشوں میں مصروف ہیں۔ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق شہید کی خواہش تھی کہ پاکستان کے بعد چند دیگر اسلامی ممالک بھی ایٹمی قوت بن کر دنیا کے نقشے پر اُبھریں۔ یوں مسلم امہ مضبوط و محفوظ ہو کر اپنا رعب و دبدبہ اور وقار قائم رکھ کر دنیا کے فیصلے خود کر سکے اور اسلام کو سپر پاور بنا سکے۔ اس حوالے سے بھی ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ایرانی انقلاب کے قائد جناب خمینی نے اس حوالے سے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم اس ایٹمی مسئلہ میں ضیاء الحق کے تعاون اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ آج کل ڈاکٹر صاحب فراش ہیں۔ آپ اللہ کریم سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا کریں تاکہ وہ پھر سے مستعد ہو کر اسلام اور عالم اسلام کو مضبوط کرنے کی منصوبہ بندی اور کوششیں کر سکیں، تاکہ دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرایا جا سکے۔ (ان شاء اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے مجرم لوگوں کو نشانِ عبرت بنا دینا چاہیے

مجاہد ملت، سابق سربراہ آئی ایس آئی پاکستان

جنرل (ر) حمید گل

ایمان کی دولت نصیب ہو جانے کے بعد معاشرتی طور پر کسی بھی انسان کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل اس کی اولاد قرار پاتی ہے، اسے پہنچنے والی ہر تکلیف سے ماں باپ کا دل بے چین ہو جاتا ہے اور بالخصوص والدین کے لیے ان کی اولاد کو پہنچنے والی تکلیف و اذیت کا مداوا اگر بروقت و فوری نہ بھی ہو سکے تو پھر یہ محض تکلیف ہی نہیں رہتی بلکہ ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا ایک روگ بن جاتا ہے۔ محترم طاہر نقاش صاحب میرے اور میرے بیٹے عبد اللہ گل کے پرانے آشنا ہیں اور جب مجھے ان کے معصوم بیٹے ابوبکر نقاش کی ناگہانی موت کی اطلاع ملی تو میرا دل بھی دکھ سے بھر گیا۔

اب جب ان کی اپنے معصوم فرزند کے متعلق یادداشتوں پر مبنی کتاب "بیٹا ہو تو ایسا!" سامنے آئی تو محسوس ہوا کہ ان کے دکھ اور تکلیف میں اضافے کا باعث وہ معاشرتی گروہ بنا ہے جو (عرف عام میں) مسیحائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ایک ڈاکٹر یا طبیب جب اپنے مریض کو دیکھتا ہے تو اس کے اندر اللہ کا ڈر اور خوف موجزن ہو جاتا ہے، وہ ایسے مریضوں کو بھی مسکراتے ہوئے تسلیاں دے رہا ہوتا ہے جن کے بارے میں اس کا تجربہ اسے ناخوشگوار حادثے کی قبل از وقت خبر سنا چکا ہوتا ہے...... مگر یہ کیسے لوگ ہیں جو اتنے مقدس پیشے کی آڑ میں ہمارے معاشرے میں زہر گھول رہے ہیں...... دکھ بانٹ رہے ہیں...... ایسے لوگوں کو تو نشان عبرت بنا دیا جانا چاہیے کہ جن کے پاس ایک غمزدہ و دکھوں کا مارا شخص سکون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچین اور راحت وسکھ کی امیدیں لے کر آتا ہے مگر وہ اس پر مزید دکھوں کے پہاڑ گرا دیتے ہیں۔

محترم طاہر نقاش کے الفاظ محض ایک غمزدہ باپ کا دکھ ہی نہیں بلکہ ہمارے معاشرے کے اس ناسور کو بھی بے نقاب کر رہے ہیں جن کا پیشہ تو طب ہے یعنی زندگی بخشنا ہے مگر ان کی دولت، ہوس نے ان کو انسانیت سے عاری کر دیا ہے اور وہ اپنی غفلت کی بنا پر موت بانٹتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔

میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے اس غمزدہ بندے (طاہر نقاش) اور اس کے اہل خانہ اور خاص طور پر ابوبکر نقاش کی بہن حافظہ ماریہ نقاش بیٹی کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں معاشرے کی اصلاح کے لیے رسول رحمت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق میدان عمل میں اتر کر جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جنرل (ر) حمید گل [1]

۱۳ فروری ۲۰۱۴ء

اسلام آباد

---

[1] محترم جنرل حمید گل ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ انہوں نے بطور آئی ایس آئی چیف کمیونزم اور سوشلزم کی موت کی علامت دیوار برلن کو گرانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ یوں پاکستان کے گرم پانیوں (سمندروں) پر قابض ہونے اور ملک عزیز کے لسانی و علاقائی ایشوز کو اٹھا کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خواب دیکھنے والا روس خود پاش پاش ہوگیا۔ جہاد افغانستان میں ان کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ افغان لوگ اور مجاہدین آج بھی ان کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جنرل فضل حق ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ جنرل حمید گل پڑھا لکھا جرنیل ہے۔ جنرل فضل حق نے یہ بھی کہا کہ دو بندے ایسے ہیں جن کے ساتھ میں کبھی بھی سخت کلمات و گالی پر مبنی رویہ روا نہیں رکھ سکا، ان میں سے ایک جبار مرزا اور دوسرا حمید گل ہیں۔ دنیا میں آزادی کے لیے اٹھنے والی تحریکوں کے حریت پسند اور سامراجی قوتوں کے ظلم کا شکار مظلوم لوگ آج بھی جنرل صاحب کو اپنا لیڈر، نجات دہندہ اور پشتیبان جانتے ہیں۔ جنرل صاحب کی پالیسیوں نے ہمیشہ اسرائیل اور اسلام دشمن قوتوں کے پاکستان کی طرف بڑھتے قدموں کو نہ صرف روکا بلکہ ان کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اللہ کریم ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو سلامت رکھے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام ماں باپ اس کتاب کا مطالعہ کریں تا کہ......

از: جناب امیر حمزہ

مرکزی لیڈر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

''بیٹا ہو تو ایسا!''...... زیر نظر کتاب محترم طاہر نقاش نے لکھی۔ میں نے کتاب پڑھی تو یوں محسوس ہوا کہ ننھا ابوبکر نقاش ابھی مجھے سلام کرے گا تو میں اسے پیار کروں گا۔ اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر رخسار چوموں گا۔ سچی بات یہ ہے کہ طاہر نقاش کا بیٹا کچھ ایسا غیر معمولی بیٹا تھا کہ اس کے بارے میں جو باتیں ہیں انہیں پڑھ کر اور سن کر یقین نہیں آتا کہ یہ کردار ابوبکر نقاش کا ہے۔ ایسا کردار کہ جو بڑے بڑے صاحبانِ علم میں دکھائی نہ دے وہ اس بچے کا کردار ہے؟ جی ہاں! یہ حقیقت ہے۔ سچا کردار ہے اور اس کردار کو زبان دی ہے خود اس کے باپ طاہر نقاش نے۔ بیٹے اپنے آباء پر لکھا کرتے تھے مگر یہاں باپ لکھ رہا ہے۔ اس بیٹے کے بارے میں جو ابھی بچہ ہے، ننھی عمر کا حامل ہے۔

کتاب کو قرآن کی آیات اور احادیث مبارکہ کے نور سے خوب منور کیا گیا ہے۔ روشنی تو اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس روشنی کا اہتمام طاہر نقاش نے خوب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کتاب بچوں کو ضرور پڑھانی چاہیے تا کہ ان کے کردار میں نکھار آئے۔ عادتیں اچھی ہو جائیں۔ تمام ماں باپ بھی اس کا مطالعہ کریں تا کہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں۔

دکھ اور غم اس بات کا ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں بچوں کے علاج میں اس قدر کوتاہی اور ظالمانہ غفلت کہ ابوبکر نقاش جیسا بچہ جو ایک پھول تھا اور مستقبل میں معاشرے کو خوشبوئیں دینے والا تھا، اسے مسل دیا گیا۔ کیا ذمہ داروں کو اس کتاب کے بعد کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا تا کہ ایسے بہت سے پھول محفوظ ہو جائیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ماں باپ کے دل کا پھل کہا ہے۔ اسی طرح میرے پیارے حضور ﷺ نے ننھے حسن اور ننھے حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے دو پھول قرار دیا تھا۔ طاہر نقاش کے دل کا پھل ٹوٹا ہے اور پھول کو مسلا گیا ہے۔ میری دعا ہے کہ مذکورہ کتاب طاہر نقاش اور ان کی اہلیہ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ ننھا ابوبکر نقاش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں جنت کے مزے لوٹے۔ (آمین) اس لیے کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ننھے بچے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی کفالت میں جنت میں ہوتے ہیں۔ ماں باپ جب جنت کے دروازے پر جائیں گے تو بیٹا استقبال کر کے انہیں اپنے عالی شان محل میں لے جائے گا۔ طاہر نقاش کے لیے مذکورہ کتاب ان شاء اللہ خوشخبری بنے گی۔ دنیا چند روز کی زندگی ہے۔ یہاں کے نیک نقوش فردوس کے محل کے نقشے ضرور بنائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

امیر حمزہ [1]

چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''جرار''

کنونیئر تحریک حرمت قرآن و رسول، پاکستان

یکم نومبر 2013ء لاہور

✿✿✿

[1] محترم امیر حمزہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی لیڈر ہیں۔ خدمت انسانیت کے حوالے سے اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سونامی وغیرہ میں بھی جا کر تباہ حال دکھی انسانیت کی خدمت کر چکے ہیں۔ امریکہ میں طوفان کی وسیع پیمانے پر پھیلنے والی تباہی کے وقت انہوں نے امریکہ کو اپنی رفاعی و امدادی خدمات بھی پیش کیں۔ پاکستان میں اسلامی، منہجی سلفی توحیدی بغیر تصویر کے کامیاب صحافت کے بانی و علمبردار ہیں۔ وہ ''مجلہ الدعوۃ'' ایک لاکھ دس ہزار کی تعداد میں نکالتے رہے۔ اب ہفت روزہ ''جرار'' کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ عالمی کرنٹ ایشوز اور اسلام و پاکستان کے دفاعی موضوعات پر ان کا قلم خوب دوڑتا ہے۔ بدنام زمانہ، دشمن اسلام و قرآن امریکی پادری ٹیری جونز کہ جس نے ساری دنیا کے سامنے قرآن پر مقدمہ چلا کر اس کو نذر آتش کیا۔ دنیا بھر میں سب سے پہلے سفارتی و صحافتی سطح پر اس کا جواب کتابی شکل میں مختلف زبانوں میں ''قرآن کیوں جلے؟'' کے نام سے شائع کر کے مسکت جواب دیا۔ وہ تحریکِ حرمت قرآن اور تحریک حرمت رسول کے بانی و مرکزی قائد بھی ہیں۔ جہاد، مجاہدین، مظلوم مسلمانوں کے حق میں، حرمت قرآن اور شان رسالت کے دفاع میں ہر وقت سرگرداں رہنا ان کی زندگی کا محور و مرکز اور مقصد بن چکا ہے۔ اللہ کریم ان کی حفاظت فرمائے اور ان سے اپنے دین کے دفاع و پشتیبانی کا مزید کام لے کر آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر نقاش اور جنت

از:۔ جبار مرزا

کالم نگار روزنامہ جنگ و ایڈیٹر روزنامہ مرکز اسلام آباد

جناب طاہر نقاش صاحب کی زیرنظر دل دوز تخلیق ''بیٹا ہو تو ایسا!'' آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی کہانی ہے، جو قومی سطح پر ہماری عدم توجہی اور انتظامی بے ثباتی کا مرثیہ کہہ رہی ہے۔ میں ذاتی طور سے جناب طاہر نقاش کے غم میں خود کو برابر کا شریک سمجھتا ہوں، دکھوں کے اس ملبے میں ایک غمناک بہن ماریہ نقاش کی آواز کہ ''ابوبکر تم کہاں ہو'' بہت ہی دل دہلا دینے والی تحریر ہے، معصومانہ انداز میں ایک ایسا مکالمہ کہ جس میں مرنے کے بعد کیا ہوگا؟...... پر (بہن ماریہ کی) غیر ارادی طور سے تدبرانہ گفتگو ملاحظہ فرمائیں:

''آپریشن سے چند دن پہلے میرا بھائی کہنے لگا: آپی جان! ایک بار 'سبحان اللہ' پڑھنے یا کہنے سے جنت میں ایک درخت اُگ جاتا ہے، جس کا سایہ مسلسل دو دن اور رات تک اس کے نیچے چلتے رہنے کے باوجود ختم نہیں ہوتا، اور پتہ ہے آپی! میں نے اپنی جنت میں ایسے کتنے ہی درخت لگوا لیے ہیں اور مزید بھی لگوا رہا ہوں، (مرنے کے بعد جنت میں پہنچ کر) آپ سب کو بھی میری جنت میں رہنا ہے!! میں نے کہا: ہم تمہاری جنت میں کیوں رہیں؟ ہمیں ہمارا اللہ ہماری اپنی جنت دے گا، ہم تو اس میں رہیں گے۔ وہ یہ سن کر افسردہ ہوگیا اور التجا آمیز لہجے میں بولا: آپی جان! آپ کو تو پتہ ہے نا میرا اکیلے کا کہیں دل نہیں لگتا اور امی جان کے بغیر تو میں ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔''

سچی بات ہے مجھے ماریہ بیٹی کی تحریر میں مستقبل کی بہت بڑی مصنفہ کا سراپا دکھائی دیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابوبکر تم کہاں ہو'' زیرِ نظر کتاب کا خلاصہ ہے۔ یہ طاہر نقاش صاحب کا ذاتی المیہ یا ایک گھر کا نوحہ نہیں بلکہ ایک ایسا دکھ ہے جس میں تمام ذی شعور اور صاحب اولاد افراد خود کو شامل سمجھیں گے۔ ہسپتال انتظامیہ کی بے حسی یا ناتجربہ کاری کلنک کا ٹیکا ہے اُن ''روشن ضمیروں'' اور ''تاباں صورتوں'' کے لیے جو غریب کے بال کو بال برابر بھی نہیں سمجھتے۔

جبار مرزا ❶

۵/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

اسلام آباد

---

❶ جناب جبار مرزا صاحب ایک کہنہ مشق ادیب، شاعر اور بقول عطاء الحق قاسمی ''محقق'' ہیں۔ وہ سینئر صحافی (تاحال روزنامہ جنگ کے) کالم نگار، ایک درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور بہترین تجزیہ کار ہیں۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کے خاص دوستوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ناموس رسالت اور دنیا بھر کے ایٹمی نیٹ ورک، ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ وہ پاکستان اور اسلام پر کسی طرح کا سمجھوتہ نہیں کرتے۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں سے دسمبر ۱۹۸۳ء میں عقیدت بھرا رشتہ قائم ہوا، جس کا اعتراف ڈاکٹر صاحب نے گزشتہ دنوں ۱۷ مارچ ۲۰۱۴ء جنگ میں چھپنے والے اپنے کالم میں یہ کہہ کر کیا کہ عزیز دوست اور مشہور کالم نگار جناب جبار مرزا...... ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر عبدالقدیر جبار مرزا کی ادارت میں شائع ہونے والی اخبار ''روزنامہ مرکز'' کی ایک سالگرہ کی تقریب میں گئے اور خطاب کرتے ہوئے کہنے لگے: جبار مرزا کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب ان کے سر پر بال ہوا کرتے تھے اور میرے سر میں ابھی سفیدی نہیں اتری تھی۔ جبار مرزا صاحب کی محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں سے ہمہ وقت پائیدار دوستی اور تعلق خاص کی بنا پر وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور اس کے رازوں کے متعلق بہت سی نایاب سنسنی خیز اور انکشاف انگیز معلومات رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا سینہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے متعلق تاریخی معلومات اور سربستہ رازوں کا خزینہ و دفینہ ہے۔ حکومتوں نے خاص طور پر جبار مرزا اور ڈاکٹر عبدالقدیر پر ملاقاتوں اور باہم ملنے پر پابندیاں بھی لگائیں...... پابندیاں و نگرانیاں ابھی بھی برقرار ہیں لیکن ان کی باہمی محبت کا شجر سایہ دار آج بھی پہلے دن کی طرح تروتازہ ہے۔ مرزا صاحب آج کل رات دن ایک کرکے رسول رحمت ﷺ سے عقیدت و محبت اور پیار کا عملی ثبوت دیتے ہوئے پاسدارانِ ختم نبوت کی تاریخ پر ایک ایسا تحقیقی کام کر رہے ہیں کہ جو پہلے آج تک نہیں ہوسکا۔ اللہ کریم ان کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چمکتے دمکتے نقوش جو ستاروں کی درخشانی کو شرمائیں

وہ خوش نوا، وہ خوش ادا، وہ زندگی میں یوں جیا
بہت سے کام کر گیا، وہ بے مثال بن گیا!

اولاد انسان کے لیے عطیۂ خداوندی ہے اور صالح اولاد تو وہ تحفہ ہے کہ اس پر خالق کائنات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ ابوبکر طاہر نقاش وہ بیٹا تھا جو اپنے طاہر و اطہر وجود کے ساتھ دنیائے رنگ و بو میں آیا اور اپنی حیاتِ مختصر گزار کر اچانک راہئ ملکِ عدم ہوا اور اپنے پیچھے چمکتے دمکتے ایسے نقش چھوڑ گیا جن کی تابانی ستاروں کی درخشانی کو شرماتی رہے گی۔ وہ ایسا نیک خو اور سلیم الفطرت فرزند تھا کہ اس نے والدین کی اطاعت و فرماں برداری، خوش اطواری، معاملہ فہمی، صبر و قناعت دُور اندیشی، والدین سے انتہائی محبت کے عملی اظہار بالخصوص شفیق ماں کا دست و بازو بننے، بہن بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمہ وقت رہنمائی، کمال درجے کی بے غرضی، جہاد سے بے پناہ رغبت اور بالی عمریا میں اللہ تعالیٰ کی شعوری عبادت و اطاعت اور حسن عمل سے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کو وظیفۂ حیات بنا رکھا تھا۔ اس نوخیز بچے نے چند سال کی حیاتِ مستعار میں فکر و کردار کی راستی کے وہ پھول کھلائے جن کی مہک اور خوشبو مشامِ جاں کو مدتوں معطر کرتی رہے گی۔ ابوبکر اپنی ہمہ پہلو خوبیوں کے ساتھ لڑکپن ہی میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو یوں داغِ جدائی دے گیا کہ اس کے مسیحا ہی اس کے قاتل بن گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے پدرِ مکرم اور مادرِ مہربان کو صبر جمیل سے نوازے اور اس کے حسنات کو ان کے لیے حصولِ جنت کا ذریعہ بنادے، آمین!

محسن فارانی

لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری یاد میں بہنے والے یہ آنسو

جنہیں کہتے ہو تم آنسو، مری آنکھوں کے تارے ہیں
محبت کی نشانی ہیں مجھے جاں سے یہ پیارے ہیں

فراقِ یار میں شدت کبھی جو غم کی ہوتی ہے
تسلی دینے آنکھوں سے نکل آتے بچارے ہیں

مرے مونس، مرے مشفق، مرے ہمدم، مرے ساتھی
رفیقِ وقت تنہائی مرے غم خوار پیارے ہیں

لگا دیتے ہیں آ کر آگ گاہے دل کے دریا میں
یہ گو پانی کے قطرے ہیں مگر ننھے شرارے ہیں

دلوں کے ترجمان یہ ہیں، نگاہوں کی زباں یہ ہیں
سمجھتی ہے محبت جن کو وہ گونگے اشارے ہیں

بشرطِ دیدۂ بینا کبھی دیکھو تو یہ کیا ہیں؟
یہ وہ موتی ہیں جو تم پر مری آنکھوں نے وارے ہیں

متاعِ درد سے نقاش مالا مال ہم ٹھہرے
ہمارا ہو نہ ہو کوئی یہ آنسو تو ہمارے ہیں

(محمد طاہر نقاش)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ اوّل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1

بچے
جنت کے پھول......یا......دنیا کے کانٹے

''اولاد'' ایک ایسا میٹھا میوہ ہے کہ جسے چکھنے کے لیے انسان کبھی کبھار تمام حدود و قیود توڑ دیتا ہے۔ جس کو یہ میوہ نصیب ہوا ہے اسے اس کی قدر و نگہداشت کرنی چاہیے، اور اللہ کریم کے اس احسان عظیم کا ہر دم شکر ادا کرتے رہنا چاہیے، کہ اس ذات باری تعالیٰ نے اسے نیک اولاد کے میٹھے میوے سے نوازا ہوا ہے۔

جس کے پاس یہ پھل نہیں اسے اس کے حصول کے لیے اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے۔ اگر آپ کسی لا ولد سے اس کی محرومی کی داستان غم سنیں تو آپ کو اس شیریں میوے کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوگا۔ اولاد سے محروم خواتین بعض اوقات اس کے حصول کے لیے اپنی قیمتی ترین متاع ''عقیدہ توحید'' قربان کر دیتی ہیں اور پھر یہیں بس نہیں، بعض عفت و عصمت کا انمول موتی بھی ایمان کے ڈاکوؤں، لٹیروں، پیروں فقیروں، عاملوں کے ہاتھوں چکنا چور کروا بیٹھتی ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب المیہ ہے کہ اولاد ایک ایسا میوہ ثابت ہوا ہے کہ اگر موجود ہے تو اس کی نافرمانی و نالائقی کے ہاتھوں انسان روز مرتا ہے اور روز جیتا ہے اور اگر نہیں ہے تو محرومی و مایوسی کے چرکوں سے ہمیشہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتا رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر اولاد نہیں تو بھی انسان فتنہ میں مبتلا اور اگر مل گئی ہے اور نیک و صالح نہیں تو بھی انسان فتنہ و آزمائش اور پریشانیوں و تکلیفوں کا شکار۔ ہر دو شکل میں انسان آزمائش و پریشانی کی بھٹی میں گیلی لکڑی کے ایندھن کی طرح سلگتا رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اولاد انسان کے لیے راحت و سکون، فخر و وقار، عزت و نیک نامی کا باعث بھی ہے اور دکھوں، تکلیفوں، پریشانیوں، بدنامیوں اور پشیمانیوں کا سبب بھی۔ اگر بچے نیک ہیں تو جنت کے پھول ہیں اور مرنے کے بعد سیونگ اکاؤنٹ اور جنت میں درجات کی بلندی کا ذریعہ ہیں، اور اگر باغی و گناہگار ہیں تو آخرت میں تو جہنم کا ایندھن بننے کا سبب بنیں گے ہی، دنیا میں ہی ہلاکت خیز آہنی و آتشی کانٹے ثابت ہوتے ہیں۔

ہماری اولادوں کی حقیقت

لوگ محض اولاد کی کثرت کو اپنے دنیاوی رعب و دبدبہ، اقتدار و طاقت اور سیاسی تسلط کا سبب جانتے ہوئے اس پر فخر و تکبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اولاد اگرچہ قوی و مضبوط ہو، خوب صورت و توانا ہو، سرخ و سفید ہو، اعلیٰ عہدوں اور طاقتوں کی مالک ہو...... لیکن اگر نیک نہیں ہے، اللہ کریم کے احکامات کی باغی و نافرمان ہے تو ایسی اولاد حقیقت میں دنیا میں بھی انسان کے لیے عذاب کا باعث بنتی ہے اور آخرت میں بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا یہ اس کے راندۂ درگاہ ہو کر جہنم میں جانے کا باعث بنے گی۔ قرآن کی زبانی اولاد کی اہمیت اور حقیقت ملاحظہ کریں:

قیامت میں بیٹے بیٹیاں سب بھاگ جائیں گے:

اس بات کی نشاندہی رب کائنات نے اپنی آخری کتاب ''قرآن مجید'' میں یوں کی ہے:

﴿ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ [الممتحنہ: 3/60]

''(اے لوگو!) قیامت کے دن تمہارے رشتے ناطے (بڑے عہدوں، طاقتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جائیدادوں والے) تمہارے رشتہ دار اور تمہاری (جان قربان کرنے والی) اولادیں تمہارے کسی کام نہ آ سکیں گی (اللہ کریم کی پکڑ اور عذاب سے کوئی فائدہ نہ دے سکیں گی)۔ اللہ تمہارے اور ان کے درمیان جدائی ڈال کر ان کو تم سے دور کر دے گا۔ اور اللہ وہ سب اعمال جو تم کر رہے ہو، ان کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔"

پیارے قارئین کرام! غور کریں...... اللہ کریم فرما رہے ہیں کہ اے حضرت انسان!...... اپنی طاقتور اولاد اور اپنے اعلیٰ دنیاوی عہدوں پر فائز رشتہ داروں کے گھمنڈ اور فریب میں نہ رہنا۔ یہ قیامت کے دن تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکیں گے بلکہ تم تو اپنے ایمان اور اعمالِ صالح کی بنا پر جنت میں چلے جاؤ گے اور تمہارے ایسے اللہ کے نافرمان بیٹے اور رشتہ دار اپنے کفر کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ لٰہذا تمہارا اوران کا میل جول کیسا!!؟ تمہارے یہ اللہ کریم کے نافرمان رشتہ دار اور اولادیں اللہ کریم کی پکڑ اور گرفت کے معاملہ میں خود اپنے اور تمہارے کسی کام نہ آ سکیں گے یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے سب مل کر بھی نہ بچا سکیں گے۔ اللہ ان کو تم سے بہت دور کر دے گا اور جہنم میں ڈال دے گا۔ اس لیے ان پر اتنا مان، گھمنڈ اور اعتماد نہ کرو۔ اتنی شیخی کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ ہی اتراؤ۔

اولاد اللہ کے ذکر سے غافل کر کے آخرت تباہ کر دیتی ہے:

ایک دوسرے مقام پر قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت اور اولاد کو ہلاکت و بربادی کا باعث یوں قرار دیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

[المنافقون : 9/63]

"اے ایمان والو!...... دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد (ذکر) سے غافل کر دیں۔ اور جو لوگ (مال اور اولاد کی محبت میں) ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے (اللہ کو بھول جائیں گے) وہ قیامت کے دن نقصان اٹھائیں گے (آخرت کا نقصان کیا ہے؟ جنت سے محرومی اور جہنم میں داخلہ)۔"

اس آیت مبارکہ میں رب العالمین نے احکام الٰہی کی باغی اولاد اور مال کی کثرت خاص طور پر وہ مال جس سے صدقہ، زکوٰۃ نہ دی گئی ہو، کو ہلاکت و بربادی کا سبب قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے فتنے سے بچ کر رہنا، یہ آخرت میں تمہیں ہلاک کر دیں گے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس پر حج یا زکوٰۃ فرض ہو جائے اور وہ ایسا نہ کرے تو مرتے وقت وہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے (لیکن اب تو واپسی کی بجائے آگے جانا ہوتا ہے)۔ثابت ہوا مال و اولاد کی ایسی محبت جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے، قیامت میں ناکامی کا سبب ثابت ہوگی۔ آج کتنے ہی لوگ اولاد کی محبت میں ان کی بہتری اور آسائش، عیش و آرام اور ترقی کے لیے ہر جائز و ناجائز، حلال وحرام ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ نمازیں بے وقت ادا کرتے ہیں یا بھول ہی جاتے ہیں، جھوٹ، فریب فراڈ کرتے ہیں تاکہ اس طریقے سے اولاد کے لیے بہت ساری دولت و جائیداد کے خزانے چھوڑ کر مریں اور یوں وہ ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد ہمیشہ سکون کی زندگی گزاریں۔ انھی چکروں میں اور بھاگ دوڑ میں وہ اللہ کے فرامین کو پس پشت ڈالے ہوتے ہیں کہ اچانک موت کا فرشتہ آجاتا ہے اور جان نکال کر جسد خاکی کو قبر میں دفنانے کے لیے چھوڑ جاتا ہے۔

اولاد ہی تمہاری دشمن ہے:

ایک مقام پر اللہ کریم نے اولاد اور بیویوں کو انسان کا دشمن قرار دیا ہے اور خبردار کیا ہے کہ ان کے فتنے سے بچ جاؤ۔ اللہ احکم الحاکمین فرماتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾

[التغابن: 14/64]

"اے ایمان والو!......(ہوشیار ہو جاؤ) بے شک تمہاری بعض بیویاں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولادیں ہی تمہاری دشمن ہیں، ان سے بچ جاؤ۔"

اولاد ایک بہت بڑی آزمائش ہے:

اور پھر اس کے فوراً بعد تاکیداً ارشاد ربانی ہوتا ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝﴾

"(اے ایمان والو!) بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ (آزمائش) ہیں۔ (اور) جو کوئی مال اور اولاد کے ہوتے ہوئے بھی اللہ کو نہ بھولے (ذکر کرتا رہے تو) اللہ کے پاس اس کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے۔"

کیا مال اور اولاد انسان کو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیں گے؟

قرآن کریم میں سورۃ آل عمران میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَن تُغْنِىَ عَنْهُمْ أَمْوَٰلُهُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُهُم مِّنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ وَقُودُ ٱلنَّارِ ۝﴾ [آل عمران: 10/3]

"بے شک جو لوگ (اللہ اور دین اسلام سے) کافر (منکر) ہوئے ان کے مال اور اولاد ان کو ہرگز اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔ (یا وہ اللہ کے پاس قیامت کے دن کچھ کام نہ آسکیں گے) یہ لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔"

اللہ کریم نے قرآن میں مختلف مقامات پر کھول کھول کر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ یاد رکھو! قیامت والے دن نہ تو تمہارے مال تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور کفر کی وجہ سے ملنے والے عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ تمہاری اولاد ہی تمہارے کسی کام آسکے گی۔ لہٰذا ان میں سے کسی پر بھروسہ نہ کرو بلکہ صرف اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرو، اور اس کے تابع و فرمانبردار بندے بن جاؤ۔

اسی بات کو ایک دوسرے مقام پر اللہ کریم نے یوں کھول کر بیان کر دیا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَن تُغْنِىَ عَنْهُمْ أَمْوَٰلُهُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُهُم مِّنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝﴾ [آل عمران: 116/3]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(قیامت کے دن اللہ کے ہاں) ان لوگوں کے مال و دولت اور اولاد کچھ بھی کام نہ آ سکیں گے (انہیں فائدہ نہ پہنچا سکیں گے یعنی اللہ کے عذاب کو ان سے روک نہ سکیں گے) یہ لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں (جلتے) رہیں گے۔''

قارئین کرام!...... آپ نے دیکھ لیا کہ قیامت کے دن اولاد انسان کے کسی کام نہ آ سکے گی۔ جب اعمال نامے ہاتھوں میں پکڑا دیے جائیں گے تو سب مجبور و لاچار ہوں گے، اللہ کریم کے فیصلے کے سامنے کسی کو پر مارنے کی بھی جراءت نہ ہوگی۔ سب تدبیریں رشتے ناطے اور اولاد کے سلسلے بیکار و بے فائدہ ہو کر رہ جائیں گے۔

لمحہ فکریہ! ہمیں کیا کرنا ہے؟

دنیا میں اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کے احکامات اور حقوق العباد کو پس پشت ڈال دینے کی روش عموماً ایک بہت بڑے فتنہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے، جس میں آج کل ہر دوسرا شخص گرفتار ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے یہاں اولاد کو فتنہ اور دشمن کیوں قرار دیا؟ حالانکہ یہ ہر انسان کے لیے نیکیوں اور اجر و ثواب کا سیونگ اکاؤنٹ ہے۔ درجات میں بلندی اور مغفرت کا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کریم نے بنی نوع انسان کے والدین کو یہ باور کرایا ہے کہ اولاد کہ جو تمہارا خون ہے، تمہارے جسم کا حصہ ہے، جس سے تمہیں والہانہ پیار ہے...... جس کے لیے تم قربان ہو جانے کا جذبہ رکھتے ہو...... اگر تم لوگوں نے اس اولاد کی میرے احکامات کے مطابق اچھی تربیت نہ کی، ان کو اللہ ذوالجلال کے نیک و فرمانبردار بندے اور بندیاں نہ بنایا تو یہ اس دنیا میں بھی تمہارے دشمن ٹھہریں گے اور کل قیامت والے دن بھی اللہ کے دربار میں تمہارا گریبان پکڑ کر مجرم کی حیثیت سے پیش کریں گے، اور کہیں گے: یا اللہ! جہنم کا عذاب ان کو دے، اور ہمیں معاف فرما دے، کیونکہ انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے ہماری نیک تربیت نہ کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصراً یہ کہ اگر تم نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت نہ کی تو یہ کل قیامت کے روز تمہیں اللہ کریم کی ناراضی سے بچانے میں کوئی مدد اور فائدہ نہ دے سکے گی، نہ جنت میں جانے میں معاون ہو گی، بلکہ اس کی وجہ سے آپ اللہ کریم کی عدالت میں مجرم قرار دیے جائیں گے۔ یہ اولاد تمہارے کسی کام آنے کی بجائے ایک جانی دشمن کی طرح تمہارے خلاف اللہ کریم کی عدالت میں مقدمہ لڑے گی اور مطالبہ کرے گی کہ ہمیں بچالے اور ہمارے والدین کو جہنم میں پھینک۔ اس لیے آج ہی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور ان کی نیک تربیت کر کے ان کو اللہ کریم کے نیک و پسندیدہ بندے بنائیں۔

آپ بھی نگران ہیں، قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا:

اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور جھنجوڑتے ہوئے سلطان مدینہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .)) [1]

"تم میں سے ہر کوئی (اپنی اولاد اور زیر حکم و کفالت افراد کا) نگران ہے اور اس سے (کل قیامت کے دن) اس کی کمان و کفالت میں پرورش پانے والے افراد کے متعلق احتساب کیا جائے گا۔"

اس لیے اپنے ماتحت عملہ، خاندان کے افراد اور خاص طور پر اپنے بچوں کی تربیت کی فکر کریں، کل قیامت کے دن تم سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا: یہ لوگ تمہارے ماتحت تھے اور یہ پوچھا جائے گا: یہ لوگ تمہارے ماتحت تھے اور انہوں نے یہ یہ اللہ کی نافرمانی و بغاوت اور بدکاری کے کام کیے، تم نے ان کی نیک تربیت کیوں نہ کی، ان لوگوں کو برا اور بھلا، نیکی اور بدی، غلط اور صحیح کی پہچان بتا کر ان کی تعلیم و تربیت اور نگرانی کیوں نہ کی۔ ان کو ان غلط کاموں سے کیوں نہ روکا؟

[1] صحيح بخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ح: ۸۹۳۔ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضيلة الامير العادل، ح: ۱۸۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین!...... ہمیں آج سے ہی اپنی اولاد کی نیک نبوی ومسنون تربیت کی فکر کرنی چاہیے، تاکہ وہ دنیا کے نوکدار آتشی ومہلک کانٹے نہ بن سکیں بلکہ جنت کے مسکراتے مہکتے پھول بن جائیں۔

بیٹیوں کی کفالت اور تربیت:

اولاد کی پرورش اور اللہ کریم کے احکامات کی روشنی میں تربیت کرنا کتنا فضیلت والا عمل ہے!!! اس کے لیے میں آپ کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہوں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ ، وَضَمَّ اَصَابِعَهُ .))

''جس نے دو بچیوں کی کفالت کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہوگئیں وہ روز قیامت یوں آئے گا کہ میں اور وہ (جنت میں اکٹھے ہوں گے) اور پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں باہم ملا دیں (یعنی ہم اس طرح اکٹھے ہوں گے)۔'' ❶

اور ترمذی نے اسے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: ''جس نے دو بچیوں کی کفالت کی، میں اور وہ جنت میں ان دونوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے۔'' اور پھر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔'' ❷

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی کفالت کا معنی یہ ہے کہ ان کے خرچ اور تربیت کی ذمہ داری پوری کی۔ ❸

---

❶ صحيح مسلم: 2074/4. مفہوم یہ کہ دونوں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے، جیسا کہ اگلی حدیث میں بھی آئے گا۔

❷ جامع الترمذي: 281/4، حديث: 1914، ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث اس سند سے صحیح ہے۔

❸ شرح صحيح مسلم: 419/16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک غریب عورت آئی جو اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اسے تین کھجوریں کھانے کو دیں۔ اس نے اپنی بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور خود کھانے کے لیے اپنے منہ میں ڈالنا چاہی۔ اس کی بیٹیوں نے وہ بھی اس سے کھانے کو مانگ لی تو اس نے وہ کھجور جو وہ خود کھانا چاہتی تھی دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھی آدھی دے دی۔ مجھے اس کا یہ معاملہ عجیب لگا جو کچھ اس نے کیا تھا۔ میں نے (یہ سارا ماجرا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ نے اس کے لیے اس کے بدلہ میں جنت واجب کر دی ہے یا اسے اس کی وجہ سے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔'' ❶

مسلم میں یہی لفظ ہیں جبکہ صحیحین ❷ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے یوں الفاظ ہیں:

''میرے پاس ایک عورت آئی، اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کوئی چیز نہیں تھی تو میں نے اسے وہی دے دی اور اُس نے وہ لے لی، اس نے اسے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور اپنی بیٹیوں کے ساتھ واپس چلی گئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں نے آپ کو اس عورت کا تمام قصہ سنا دیا'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو بیٹیوں کے معاملہ میں کوئی بھی آزمائش پڑ گئی اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا (تو وہ بیٹیاں کل قیامت کے دن) اس کے لیے جہنم سے پردہ ہوں گی'' (جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلہ کا باعث بن جائیں گی)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، وہ اللہ سے ڈرا اور ان کی دیکھ بھال کرتا رہا تو وہ میرے ساتھ جنت میں اس

---

❶ صحیح مسلم: 2027/4، حدیث: 2630.

❷ صحیح بخاری: 426/10 اور صحیح مسلم میں حوالہ گزشتہ کے مطابق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔“ ❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انہیں (باعزت طریقے سے رہنے کے لیے) جگہ دیتا ہو، ان پر رحم کرتا ہو (حلال ذرائع سے) ان کی کفالت کرتا ہو، تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہوگی۔ عرض کیا گیا: ”اے اللہ کے رسول! اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: ”اور اگر دو ہوں پھر بھی۔“ بعض لوگوں نے خیال کیا، کاش کہ وہ (اصحاب رسول) آپ ﷺ سے ایک بھی کہہ دیتے، تو آپ ﷺ فرما دیتے خواہ ایک بیٹی بھی ہو۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو بیٹیوں یا تین بیٹیوں کی کفالت کی یا دو بہنوں یا تین بہنوں کی، حتی کہ وہ فوت ہوجائیں یا یہی (کفالت کرنے والا) فوت ہوجائے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بالغ ہوجائیں) میں اور وہ جنت میں ان دونوں کی طرح (بالکل ساتھ ساتھ اور بہت قریب) ہوں گے۔“

اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ ❷

پیارے قارئین!...... ان احادیث مبارکہ سے بچوں کی تربیت اور پرورش کی فضیلت کا بخوبی علم ہو رہا ہے اور خاص طور پر یہ احادیث ان لوگوں کے لیے تازیانۂ عبرت ہیں جو بیٹیوں کی پیدائش پر ناپسندیدگی اور ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کرنے والے کو اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں دکھا کر فرمایا کہ جیسے میرے ہاتھ کی یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں ایسے ہی بچوں کی پرورش اور نیک تربیت کرنے والا جنت میں میرے بہت قریب ہوگا۔ واہ سبحان اللہ! کیا کہنے اس شخص کی قسمت کے جو اپنے بچوں کی نیک تربیت کر کے سرکار دو عالم، سرور قلب وسینہ اور سلطان مدینہ کے

❶ شیخ البانی نے اس کو سلسلہ صحیحہ: 295 میں مسند ابی یعلیٰ سے اس کی سند اور متن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

❷ مسند امام احمد: (148)-(147/3)، موارد الظمآن (ص: 501، حدیث: 2045).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر قریب ہو گیا اور منزل و درجۂ عالی پا گیا۔ آپ ﷺ کا قرب تو دو جہانوں میں کامیابی و کامرانی کی نشانی ہے۔

نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے:

نیک اولاد جس کی تربیت اللہ کریم اور اس کے آخری نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت پر استوار کی گئی ہو، انسان کے مرنے کے بعد بھی نیک نامی، عزت و وقار اور درجات میں بلندی کا باعث بنتی ہے۔ اور قبر میں مدفون والدین کے لیے صالح و متقی اولاد کے مسلسل نیک اعمال کرنے کی بنا پر ایسی اولاد سیونگ اکاؤنٹ ثابت ہوتی ہے۔ نیک اولاد کی اچھی تربیت کی بنا پر ان کے لیے کیے جانے والے نیکی کے اعمال کا اجر والدین کو قبر میں پہنچتا رہتا ہے۔ وہ ٹھنڈک اور سکون محسوس کرتے اور خوش ہوتے ہیں کہ ان کی اولاد رب کریم کی رضا و خوشنودی کے خزانے لوٹ رہی ہے جس کا اثر اور اجر ان کو بھی مسلسل پہنچ رہا ہے۔

اس کی نشاندہی سلطانِ مدینہ نے اپنے ایک فرمان میں یوں بیان کی اور فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّاثَلَاثًا وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُ لَهٗ، عِلْمٌ نَافِعٌ يُنْتَفَعُ بِهِ النَّاسُ، صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.))

معلوم ہوا انسان کے مرنے کے بعد اس کا اس فانی دنیا سے اور اس کے رہنے والوں سے ہر طرح کا رابطہ ختم ہو جاتا ہے مگر اولاد صالح جو پانچ وقت باقاعدگی سے نماز ادا کرے اور نماز کے بعد یا اس کے علاوہ ہاتھ اٹھا کر اللہ کریم سے اپنے والدین کی بخشش کی دعائیں بھی کرے، دوسرا ایسا علم مرنے والے نے پیچھے چھوڑا ہو کہ جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہوں۔ تیسرا ایسا نیک کام (فلاحی و رفائی کام) جو لوگوں کے لیے آسانی و سہولت کا باعث بن رہا ہو۔ مرنے والے کے ان تین کاموں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی اسے ہوتا رہتا ہے اور اس کا ثواب اسے مسلسل پہنچتا رہتا ہے۔

یہ حدیث ان لوگوں کے لیے بھی تازیانہ ہے جو اللہ کریم کے عطا کردہ وسیع وسائل کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اولاد پر دونوں ہاتھوں سے لٹاتے ہیں اوران کو اعلیٰ سے اعلیٰ اندرون و بیرون ملک عصری تعلیم دلواتے ہیں۔ یہ تعلیم ان کو صرف معاشی حیوان بناتی ہے یعنی دنیا میں روزی، روٹی، نوکری اور دولت کے حصول کے قابل بناتی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں ان کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ انھیں ایک دن مرنا بھی ہے، اس اولاد کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بننا ہے، اس لیے ان کی انگریزی عصری تعلیم کے علاوہ ان کو دین اسلام سے روشناس کرانے والی دینی تعلیم و تربیت بھی دیں، تاکہ آخرت میں یہ اولاد ان کا گریبان پکڑ کر یہ کہہ نہ سکیں کہ اللہ کریم ہمارے والدین کو جہنم میں پھینک، انہوں نے ہمیں دنیاوی تعلیم تو دی لیکن اسلام سے دور اور ناآشنا رکھا۔ تیرے دین سے آگاہی میں سستی اور ناکامی ہمارا قصور نہیں بلکہ ان کا جرم ہے جنھوں نے ہمیں اس سے دور و ناواقف رکھا، اس لیے ان کو جہنم کا ایندھن بنا کر سزا دے اور ہمیں معاف کر دے، ہم بے قصور ہیں۔ اگر یہ ہمیں دین کی تربیت و تعلیم دیتے اور ہم اس پر عمل کر کے تیری فرمانبراری و اطاعت نہ کرتے تو پھر تو ہم خطا کار و سزاوار تھے۔

اولاد کی نیک تربیت انسان کے لیے مرنے کے بعد کتنی فائدہ مند ہے، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک آدمی کا جنت میں درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ''یہ کیسے ہوا؟'' تو اسے کہا جاتا ہے: ''تیرے بچے کے استغفار کی وجہ سے (تیرا بچہ جو تیرے بعد تیری بخشش کی دعائیں کرتا رہا اس بنا پر ایسا ہوا۔) [1]

قارئین کرام......! آپ نے ملاحظہ کیا کہ بچے کو نیک تعلیم و تربیت دینا خود انسان

[1] مسند امام احمد: 509/2، سنن ابن ماجہ: 1207/2، حدیث: 3660، مصباح الزجاجہ: 98/4، بوصیری کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الجامع (حدیث): 1617 شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مرنے کے بعد کس قدر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر اولاد کی تربیت نہ کی گئی ہو تو وہ درجات میں بلندی کی بجائے عذاب کا باعث ہی بنے گا، کیوں؟ اس لیے کہ نیک اعمال کی تربیت نہیں دی گئی ہوگی تو وہ نیک اعمال نہیں کرے گا بلکہ برے اعمال کا مرتکب ہوگا۔

مجھے لاہور سے ماضی قریب میں شائع ہونے والے ایک میگزین ”Education Times“ کی وہ رپورٹ آج پھر یاد آرہی ہے جس میں ادارے نے ایک ایسے نوجوان کا ذکر کیا تھا جسے اس کے والد نے پاکستان میں مکمل تعلیم دلوانے کے بعد یعنی ”Law“ (وکالت کی اعلیٰ تعلیم) کے لیے اپنی جمع پونجی صرف کر کے انگلستان بھیجا تھا۔ اس کی تعلیم کے دوران ہی باپ مرگیا تو اسے برطانیہ میں اطلاع دی گئی جس کی بنا پر وہ فوری طور پر پاکستان پہنچا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو لوگ یہاں جاری رسم کے مطابق مردے کو بخشوانے کے لیے قرآن خوانی کر رہے تھے۔ اس سے کہا گیا کہ وہ بھی اپنے شفیق و کریم جانثار باپ کی مغفرت و بخشش کے لیے قرآن خوانی کی رسم میں شامل ہوکر قرآن کی تلاوت کرے۔ اس نے یہ سن کر صاف صاف معذوری کا اظہار کرتے ہوئے انکار کردیا اور کہنے لگا:

> میں قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ پاپا نے مجھے اس کا پڑھنا سکھایا ہی نہیں تھا۔ ہاں Law (انگریزی قانون) کی جو کتاب کہتے ہیں میں پڑھ کر ان کی روح کو ایصال ثواب کر دیتا ہوں، کیونکہ وہ ہی مجھے پڑھائی گئی ہیں اور پڑھنی آتی ہیں جبکہ قرآن مجھے پڑھنا ہی نہیں آتا۔

لوگ حیران ہوکر اس کا منہ دیکھ رہے تھے اور عبرت پکڑنے والے ڈر رہے تھے کہ اگر ہم نے بھی اپنی اولاد کو اسلامی تعلیم و تربیت اور قرآن سے اس طرح دور رکھا تو وہ بھی کل دنیا والوں کو یہی جواب دیں گے۔ قیامت قائم ہونے سے قبل دنیا میں ہی ان پر فرد جرم عائد کریں گے کہ انہوں نے ان کو اللہ و رسول سے ہمیشہ دور رکھا، اب وہ کیسے قرآنی تلاوت اور عبادات اور دیگر نیک اعمال کے ذریعہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہو سکتے ہیں......!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کے فوت ہونے پر صبر اور اجر و ثواب:

انسان کو اپنی اولاد سے بہت پیار ہوتا ہے۔ وہ ان کو دیکھ دیکھ کر جیتا ہے، اولاد کے لیے ہر طرح کی محنت مزدوری اور بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ جب اولاد چلنے پھرنے کے قابل ہوجاتی ہے، ننھی منی معصوم سی بولیاں بولنے لگتی ہے، ان کی معصوم کلکاریاں سونے گھر کے آنگن کو مہکاتی ہیں تو وہ اس فانی و عارضی دنیا کی مسرتوں کے جھولے جھولتا ہے اور اس اولاد کے دم سے رنگینیوں کے مزے لوٹتا ہے۔ اس دوران اگر انسان کی اولاد اللہ کریم کے حکم سے کسی بھی طرح فوت ہوجاتی ہے تو وہ اس صدمے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم کی ہدایات کی روشنی میں صبر کرکے برداشت کرتا ہے اس کا یہ طرز عمل بھی بہت بڑے اجر کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا لِعَبْدِيْ الْمُؤمِنِ عِنْدِيْ جَزاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا، ثُمَّ اِحْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ.)) ❶

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جب میں دنیا میں اپنے کسی بندے کے قریبی عزیز (یا جگری دوست) کو موت دے دوں۔ پھر وہ اس پر صبر کرکے ثواب کی امید کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں آنے والے لفظ (صَفِيّ) کا مطلب بہت پیارا ہے۔ اولاد، بھائی (بہن) اور ہر وہ آدمی جس سے انسان بے حد محبت کرتا ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث سے محدث ابن بطال نے استدلال کیا ہے کہ جس شخص کا ایک بیٹا فوت ہو جائے اس کو اجر بھی اتنا ہی ملے گا جتنا اس شخص کو جس کے تین اور اسی طرح دو بیٹے فوت ہوئے ہوں۔ ❷

❶ صحیح بخاری: 11/124، حدیث: 6424.

❷ حوالہ گزشتہ: 243/11.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ .)) ❶

''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں جو بالغ نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان پر اپنی خاص رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔''

سنن نسائی کی ایک اور روایت میں ہے کہ'' جس نے اپنے تین حقیقی بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: اگر دو ہوں تو؟ فرمایا: ہاں، اگر دو ہوں تو بھی۔ تو اس نے کہا: کاش! میں نے ایک کہا ہوتا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے فرمایا:

((لَا يَمُوتُ لِإِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبَهُ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ . فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَوِ اثْنَيْنِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَوِ اثْنَيْنِ .)) ❷

''تم میں سے کسی کے تین بچے فوت ہوجائیں اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگی۔ ان میں ایک عورت نے کہا: یا دو ہوں اے اللہ کے رسول! (اگر تین نہیں بلکہ دو بیٹے فوت ہوجائیں تو؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا دو ہی ہوں۔''

یہ حدیث بخاری ❸ اور مسلم ❹ میں بھی ان الفاظ میں ہے کہ'' جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں تو وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے لیے پل صراط سے

❶ صحیح بخاری: 118/3، حدیث: 1248، اور 244/3، حدیث: 1381.
❷ صحیح مسلم: 2028/4، حدیث: 2632.
❸ صحیح بخاری: 118/3، حدیث: 1251، اور 541/11، حدیث: 6656.
❹ حوالہ گزشتہ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور گزرنا پڑے گا۔'' ❶

سیدنا ابو حسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حدیث بتائیں گے جس سے فوت شدگان کی وجہ سے ہمارے غمزدہ دل خوشی سے کھل اٹھیں؟ فرمایا:

''جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے چھوٹے بچے جنت کے ''دَعَامِیْص'' ہوں گے۔ ان میں سے ایک (بچہ) اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملے گا اور وہ اس کا کپڑا ہاتھ میں پکڑ لے گا، جیسے میں تمہارے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں، اور وہ اس وقت تک نہ چھوڑے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے۔'' ❷

نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دعا میص، یعنی وہاں کے آبی پرندے ہوں گے۔ اصل میں دُعموص پانی کے اس کیڑے کو کہتے ہیں جو اس سے الگ نہیں ہوتا، یعنی یہ چھوٹا بچہ جنت میں ہوگا اور وہاں سے جدا نہ ہوگا۔ ❸

سیدنا معاذ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟'' کہنے لگا: اللہ آپ کو بھی محبوب کرے جیسے میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔'' وہ (اس کا بیٹا) فوت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو غائب پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق پوچھا: (وہ حاضر ہوا) تو فرمایا: ''کیا تجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی جائے تو اس کو وہاں پائے، وہ دوڑ کے آئے،

---

❶ اس سے مراد قرآن پاک سورۂ مریم کی آیت نمبر 71 ہے، ارشاد ہوا: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔'' واللہ اعلم (نقاش)

❷ صحیح مسلم: 2029/4، حدیث: 2635.

❸ شرح صحیح مسلم: 420/16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے لیے دروازہ کھولے۔“ ❶

سیدنا عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اس حال میں کہ وہ بالغ نہ ہوئے ہوں تو وہ اس کو ضرور جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے وہ چاہے، ملیں گے۔“ ❷

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب کسی کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: ”تم نے میرے بندے کے بچے کو فوت کر دیا۔“ تو وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں!“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم نے اس کے دل کا ٹکڑا (متاعِ عزیز) چھین لیا۔“ تو وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں“ اللہ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے کیا کہا؟“ تو وہ کہتے ہیں: ”اس نے تیری حمد بیان کی اور (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) پڑھا تو اللہ فرماتا ہے: ”تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ”بیت الحمد“ رکھ دو۔“ ❸

صدمہ کی ابتدا میں ہی صبر کرنے کی فضیلت:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰہ سُبْحَانَہٗ: يَا ابْنَ آدَمَ، اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ

❶ سنن نسائی: 23-22/4، فتح الباری: 121/3، موارد الظمان، صفحہ: 185، حدیث: 725، صحیح سنن نسائی: 404/2، ابن حبان اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ سنن ابن ماجہ: 512/1، حدیث: 1604، الترغیب و الترھیب: 89/3، فتح الباری: 121/3، صحیح سنن ابن ماجہ: 268/1، ان سب شیوخ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

❸ جامع الترمذی: 341/3، حدیث: 1021، صحیح الجامع، حدیث: 795، موارد الظمان، صفحہ: 185، حدیث: 726، امام ترمذی اور البانی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّدَمَةِ الْأُوْلَى أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ .))

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ابن آدم......! اگر تو صبر کرے اور صدمہ اولیٰ (فوری دُکھ) کے وقت اجر کی امید رکھے تو میں تیرے لیے جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔'' ❶

نفاس میں فوت ہونے والی عورت کو جنت کی بشارت:

اللہ کریم نے نیک اور معصوم اولاد کو والدین کے لیے رحمت ہی رحمت بنایا ہے۔ اور کبھی کبھی تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ کریم اپنے بندوں کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ ایسی ہی صورت حال اس مومنہ خاتون کی ہے جو (حالت نفاس) میں جان کی بازی ہار دیتی ہے۔ رسول رحمت نے اس پر اللہ کریم کی رحمت نازل ہونے کا اعلان یوں کیا ہے:

سیدنا راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون سے فوت ہونا شہادت ہے، پانی میں غرق ہونا شہادت ہے، پیٹ کے مرض سے موت شہادت ہے اور حالت نفاس سے مر جانے والی عورت کی موت بھی شہادت ہے۔ نفاس والی عورتوں کو ان کا بچہ اپنی ناف کے ساتھ جنت کی طرف کھینچے گا۔''

فرماتے ہیں ابو العوام نے اس میں یہ اضافہ کیا اور جلنا اور سیلاب سے مرنا؟'' (سیلاب سے اور جل کر مرنے والا موحّد بھی شہید ہوگا اور جنت کا مستحق)۔ ❷

جب نیک اولاد بچپن میں ہی فوت ہو جاتی ہے تو وہ خوشنما پرندوں کی شکل میں جنت کے باغات میں اڑتی پھرتی ہے، جنت کے میوے کھاتی، دودھ شہد کے چشموں سے سیراب ہوتی ہے۔ ایسی اولاد جنت کے غلمان سے کھیلتی ہے۔ جنت کے شہزادے اور شہزادیاں بن

❶ سنن ابن ماجه: 509/1، حديث: 1597، مصباح الزجاجه: 49/2.

❷ مسند امام احمد: 498/3، الترغيب و الترهيب: 201/2. صحيح الجامع، حديث: 4439، علامہ منذری اور البانی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جنت کے حسین نظاروں سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ اپنے نیک والدین کے لیے شفاعت اور ان کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جانے کا باعث بنتی ہے۔ وہ جنت کی اپنی ننھی منی بادشاہی میں خوشگوار پروازیں بھرتے ہوئے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کی منتظر رہتی ہے کہ کب وہ اس دیس میں آئیں اور ہم سب مل جل کر ہنسی خوشی اکٹھے یہاں رہیں اور اللہ ذوالجلال والاکرام کی حمد کے ترانے الاپتے ہوئے لازوال حسین زندگی کا آغاز کریں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

2

ابوبکر! تم کہاں ہو؟

(ماہنامہ بیدار کے قلمی معاون محترم محمد طاہر نقاش صاحب کے 9 سالہ صاحبزادے ابوبکر نقاش گزشتہ ماہ نواز شریف ہسپتال میں ڈاکٹروں کی نالائقی و لاپروائی کے باعث انتقال کر گئے۔ یہ بچہ نہایت فرمانبردار اور ہونہار تھا۔ اس کی بڑی بہن حافظہ ماریہ نقاش نے اپنے پیارے بھائی کی یادوں کو قلم بند کیا، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں اور نقاش فیملی کے لیے صبر جمیل کی دعا بھی کریں۔ ادارہ) ❶

''میں آپریشن نہیں کراؤں گا ...... انھوں نے میری آنکھ کاٹ دینی ہے ...... یہ (ڈاکٹر) کہتے ہیں ہمیں اسے بیہوش کرنا ہے ...... انھوں نے مجھے مار دینا ہے ...... میں ہوش میں نہ آسکوں گا ...... میں نے صوفے کے پیچھے چھپ جانا ہے۔ یا بہت دور بھاگ جانا ہے ...... میں نے آپریشن ہرگز نہیں کروانا ......''

یہ میرا موتی چمکدار روشن سرگیں آنکھوں والا گول مٹول مسکراتے چمکتے دمکتے چہرے والا بھائی ابوبکر نقاش ہے، جسے نواز شریف ہسپتال کے ڈاکٹرز نے ماتھے پر ایک ہلکے سے

❶ حافظہ ماریہ نقاش کا اپنے بھائی کے متعلق یہ مضمون مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوا، ہم اسے چشم بیدار کے شکریہ کے ساتھ سے من وعن بطور مقدمۃ الکتاب یہاں پیش کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا مرقوم الفاظ تہنیت بھی ادارہ چشم بیدار کی طرف سے ہیں۔ (نقاش)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنے کے دانے برابر معمولی چربی والے ابھار کو ختم کرنے کے لئے آپریشن تجویز کیا ہے......
اور وہ یہ تمام باتیں میرے انکل حبیب اللہ جو داؤد ہرکولیس کھاد فیکٹری واقع شیخوپورہ کے مرکز کی طرف سے مسئول بھی ہیں، سے کر رہا ہے۔انھوں نے امی جان کو بتایا کہ ابو بکر آپریشن کے لیے نہیں مان رہا، امی جان نے پاس بلا کر پیار سے کہا: ابو بکر بیٹے!...... کچھ نہیں ہوتا، تمھیں یہ آپریشن کروانا ہے، اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ کل تمہارا آپریشن ہے، تم نے رات 12 بجے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔ اللہ اکبر!...... ابو بکر نے امی جان کا یہ حکم سنتے ہی گردن جھکا لی اور نہایت فرمانبرداری سے کہنے لگا: جی امی جان، ایسا ہی ہو گا، اب آپ کو میرے منہ سے انکار سننے کو نہ ملے گا۔ میرا عظیم بھائی کبھی کسی حالت میں بھی ابی جان اور امی جان کی کسی بات کو ٹالتا نہ تھا بلکہ حکم سمجھ کر فوری اس پر عمل کرنا اپنا فرض اولیں جانتا تھا۔ میرے بھائی نے حکم سنتے ہی کھانا پینا چھوڑ دیا اور آپریشن کے لیے تیار ہو گیا۔ مجھے کیا علم تھا کہ آج کی رات میرے بھائی کی زندگی کی آخری رات ہے، صبح اسے موت کی وادیوں میں ہمیشہ کی نیند جا سونا ہے۔ اگر پتہ ہوتا تو جی بھر کر اس سے باتیں کر لیتی۔

میرے اس چھوٹے بھائی کی بہت خواہش ہوتی تھی کہ وہ امی جان کے قدموں میں سوئے، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ انہی قدموں کے نیچے جنت ہے۔ زندگی کی آخری رات وہ معصوم سی شکل بنائے التجا بھرے لہجے میں امی جان کے سرہانے کھڑا کہہ رہا تھا: امی جان! ایک التجا ہے۔ ''جی بیٹا بتاؤ جلدی سے'' امی جان نے تڑپ کر پوچھا۔ آپ کے قدموں میں سونے کو آج پھر دل چاہ رہا ہے۔ امی جان نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اجازت دے دی۔ وہ چارپائی کی پائنتی پر امی جان کے قدموں میں عقیدت و احترام سے ان کے پاؤں پکڑ کر ایسے سو گیا کہ جیسے اسے دنیا جہاں کے خزانے مل گئے ہوں۔ اگلی صبح ابھی سب سو ہی رہے تھے کہ وہ سب سے پہلے اٹھا، وضو کیا، ایک طرف خاموشی سے جائے نماز بچھا کر اپنے رب کریم سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہوئے نماز پڑھنے لگا۔ پھر برش کیا، نہا دھو کر کپڑے پہنے اور تیار ہو کر کہنے لگا: لو امی جان! میں آپریشن کے لیے تیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، جلدی لے چلیں مجھے ہسپتال میں، کہیں ڈاکٹر آپ سے یہ نہ کہیں کہ آپ نے تاخیر کر دی ہے۔ بھائی کا آپریشن کے لیے دل نہ مان رہا تھا لیکن ایک دفعہ بھی اس کا اظہار نہ کیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ امی جان کا حکم جو تھا، جسے وہ کبھی بھی رد نہ کر سکتا تھا۔ ہمیں حیرانی ہوتی تھی اس وقت کہ جب اسے واش روم جانا ہوتا تھا، واش روم کی حاجت بہت شدت کی ہوتی تھی لیکن وہ امی جان کے پاس آ کر کہتا: امی جان! واش روم چلا جاؤں؟ امی جان ہنس کر کہتیں کہ لو یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، تو وہ بے تابی سے کہتا کہ آپ کہہ دیں نا کہ چلے جاؤ۔ امی جان کہتیں: "ہاں بیٹا جاؤ"، تو وہ چلا جاتا۔ وہ اپنی زندگی کا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اجازت کے بعد کرتا اور باقی بھائیوں سے اس وقت الجھ پڑتا تھا جب دیکھتا کہ وہ ابی جان یا امی جان کے حکم کے مطابق کام نہیں کر رہے بلکہ اپنی مرضی کر رہے ہیں۔

آپریشن سے چند دن قبل میرا پیارا بھائی مجھ سے کہنے لگا: آپی جان! ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے جنت میں کہنے والے کے لیے ایک اتنا بڑا درخت لگ جاتا ہے کہ اگر دو دن اور رات مسلسل اس کے نیچے چلتے رہیں تو اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا، اور پتہ ہے آپی! میں نے اپنی جنت میں ایسے کئی درخت لگوا لیے ہیں اور مزید لگوا رہا ہوں۔ جب ہم جنت میں جائیں گے تو آپ کو میری اس جنت میں رہنا ہے۔ میں نے کہا: لو جی! ہم کیوں آپ کی جنت میں رہیں گے!!؟ اللہ کریم ہمیں جو جنت دے گا ہم تو اس میں رہیں گے۔ وہ یہ سن کر افسردہ ہو گیا اور التجا آمیز لہجے میں کہنے لگا: "آپی جان! آپ کو پتا ہے نا میرا اکیلے کا دل نہیں لگتا اور امی جان کے بغیر تو میں ایک دن بھی نہیں رہ سکتا، میں اللہ کریم سے دعا کروں گا کہ وہ ہمیں بہت بڑی خوبصورت باغات والی جنت دے دے گا اور تمھاری جنتوں کو بھی میری جنت کے ساتھ ملا دے گا (یعنی ابو امی بہن بھائیوں کی جنتوں کو اللہ کریم میری جنت کے ساتھ ساتھ اردگرد بنا دے گا) پھر تو تم سب میرے ساتھ مل کر رہو گے نا؟ میں جنت میں بھی آپ سب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" تو یہ اتنی بڑی بڑی باتیں اپنے چھوٹے بھائی سے سن کر میں حیرانی سے سوچوں کے سمندر میں ڈوب جاتی۔ میرے اس عظیم بھائی کی زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تین اصول تھے جن کے گرد اس کی زندگی گھومتی تھی اور وہ اس نے خود مجھے بتائے تھے:

① جھوٹ کسی حالت میں بھی نہ بولنا، نہ سننا اور نہ برداشت کرنا۔

② کبھی کسی سے کچھ نہ مانگنا اور نہ مطالبہ کرنا۔

③ ہر حال میں والدین کا حکم ماننا اور دوسروں سے منوانا۔

کئی دفعہ سچ کی وجہ سے اسے مار پڑ جاتی تو چھوٹے بھائی کہتے: تم بات گول مول کر دیتے تو مار سے بچ جاتے۔ وہ جھٹ سے کہتا: کیوں جی!...... میں کیوں جھوٹ بولتا؟ جھوٹ بولنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اور جہنم کی آگ میں پھینک دیتا ہے۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے ہم نے آج تک صرف ایک بار بھی اس کے منہ سے جھوٹ نہ سنا تھا۔ جنت کے سودے آسان تھوڑی ہیں!!! میرے بھائی نے ۹ سال ہمارے اندر گزارے لیکن ایک دفعہ بھی کسی بات یا کسی چیز کا آپی جان سے مطالبہ یا فرمائش نہیں کی۔ مجھ سے وہ کہا کرتا تھا: آپی جان! آپ کو میرے اصول کا پتہ ہے، جو میری قسمت میں ہے مجھے مل جائے گا لیکن میں نے کبھی امی جان کو مطالبے یا فرمائشیں کر کے پریشان نہیں کرنا۔ اپنے اس اصول پر اس نے اس بقر عید 2012ء تک عمل کر کے دکھایا۔

عید کے تین دن سب بہن بھائی ابی جان سے کئی کئی دفعہ عیدی لے چکے تھے۔ ابوبکر تینوں دن ابی جان کے گرد مسکراتا جہادی ترانے گنگناتا چلتا پھرتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی عیدی کا مطالبہ نہ کیا کہ میرا بھی دل چاہ رہا ہے باقی بھائیوں کی طرح کھانے پینے، غبارے لینے، جھولے جھولنے وغیرہ کو، مجھے بھی عیدی دو۔ اور نہ ہی ابی جان کے دل میں یہ بات آسکی کہ ابوبکر مسلسل تین دن سے عیدی سے محروم رہ رہا ہے۔ یوں عید کے تینوں دن سب لوگوں نے کھاتے پیتے گزار دیے لیکن ابوبکر مسلسل افسردہ و محروم رہا مگر اپنے اصول پر قائم رہا کہ میں نے کبھی مطالبہ نہیں کرنا، جو مجھے مل گیا میں اسی پر خوش و شاکر رہوں گا۔ اب جب ابی جان کو یہ بات یاد آتی ہے تو وہ رو پڑتے ہیں کہ ابوبکر بیٹے! تم صرف ایک بار کہتے، میں ہزار بار عیدی دیتا۔ تم اطاعت و فرمانبرداری میں خاموش رہ کر مجھے غفلت کا مجرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ضمیر کا قیدی بنا گئے۔

میں جب مطالعہ کے لئے بیٹھتی تو کہتا: آپی! تم چھوٹی چھوٹی قینچیوں اور چھریوں سے مینڈک کا آپریشن کرتی ہو، بڑی ہو کر تم بڑی بڑی مشینوں سے آپریشن کرو گی، ڈاکٹر بنو گی تو ہم تمہارے پاس آیا کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔ پھر وہ فوجی و مجاہد پہرے دار بن کر پہرے پر کھڑا ہو جاتا اور اعلان کرتا کہ خبردار! کوئی شور نہ مچائے، نہ ادھر آئے بلکہ جسے کھیلنا ہے اور شور کرنا ہے وہ اوپر چھت پر چلا جائے کیونکہ...... ادھر آپی جان پڑھ رہی ہیں۔ پھر وہ کسی کو میرے پاس نہ پھٹکنے دیتا اور ان تھک پہرے دار بن کر مجھے مطالعہ کرواتا...... لیکن اب مجھ سے مطالعہ نہیں ہوتا...... کیونکہ عادت جو پڑ چکی ہے پہرے میں سٹڈی کی...... بلکہ اب مطالعہ کی جگہ آنسو لے لیتے ہیں، یا اس کی وہ آوازیں کہ...... ہٹو بچو پیچھے ہو جاؤ، اوپر جاؤ، شور نہ کرو...... آپی جان مطالعہ کر رہی ہیں...... اور دل چیخ اٹھتا ہے...... پیارے بھیا ابوبکر! تم کہاں ہو؟...... اللہ کے لیے آ جاؤ...... بہاریں ہم سے روٹھ چکی ہیں...... اور تمھاری یادوں نے ہمارے دل کے سونے آنگن میں اور ہمارے اردگرد ہر پل بسیرا کر رکھا ہے...... مگر تم نظر نہیں آتے......

میرے بھائی کو مجاہد بننے اور شہادت کا رتبہ پانے کا بہت شوق تھا۔ جب پوچھتے کیا بنو گے؟ تو جھٹ سے جواب دیتا: ”مجاہد۔“ اپنے منہ سے گولیاں چلنے اور گن کے فائر کرنے کی آوازیں نکال کر کہتا: امی جان! میں ایسے ایسے کافروں کو ماروں گا...... ان کی بوٹیاں کروں گا...... اور خود بھی شہید ہو جاؤں گا، اللہ مجھ سے خوش ہو جائے گا نا؟...... میں پھر جنتوں میں چلا جاؤں گا نا؟ وہ اکثر یہ ترانا گاتا تھا!

پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے......!
جب شہادت ملے کشمیر میں، تو اور کیا چاہیے

ایک دفعہ سکول سے واپسی پر دو لڑکے میرے چھوٹے بھائی عمر اور عثمان کو مار رہے تھے۔ اس نے ان کو للکارا، انھوں نے عمر و عثمان کو چھوڑ کر اسے مارنا شروع کر دیا۔ دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی بھاگ کر گھر پہنچے اور امی جان کو بتایا، انھوں نے کسی کو فوراً بھیج کر چھڑوایا۔ جب ابو بکر گھر پہنچا تو امی جان نے کہا: جب تمہارے بھائی بھاگ کر گھر آ گئے تھے تم بھی آ جاتے، فضول میں ہی مار کھاتے رہے۔ ابو بکر چہک کر بڑے رعب سے بولا: میں مجاہد ہوں، مجاہد دلاور اور بہادر ہوتا ہے، بز دل نہیں ہوتا جو میدان چھوڑ کر بھاگ آئے۔

سوچتی ہوں! ابو بکر! تو کتنا عظیم تھا کہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی بلند سوچیں۔ مجھے کیا علم تھا کہ تو عنقریب جنت کا مہمان بننے والا ہے، ورنہ تیرے دل میں چھپی جہادی چنگاریوں کو مزید کریدتی اور جذبات کو جانتی۔

کچھ عرصہ پہلے ایک دن امی جان سے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا:

امی جان! دیکھنا کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے ......یا مجھے موت نہ آ جائے ......اس سے پہلے پہلے مجھے جہاد پر بھیج دینا (کیا فائدہ اگر میں جہاد کیے بغیر ہی مر گیا)

میرے بھیا......تیری عظمت کو سلام ......تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی یہ درس دے گیا کہ زندگی گزارنی ہے تو ہر حال میں ابی جان و امی جان کی بات مان کر......اور مجاہد بن کر جہاد کر کے گزارنی ہے۔ میرے ابی جان طاہر نقاش نے بھائی کا نام ''مفتی'' رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی ہر بات کا اختتام، نتیجہ، خلاصہ اور فیصلہ ان الفاظ پر ہوتا ......

''تو پھر جنت ملے گی......جہنم میں پھینکا جائے گا......اللہ خوش ہوگا ......اللہ ناراض ہوگا......یہ کافروں کا کام ہے۔ جہنم کی آگ جلا دیتی ہے بچو!...... چولہے پر انگلی لگا کر دیکھو، پتہ چل جائے گا ہاں!!؟''

وہ دسمبر کی ٹھٹھرتی سردیوں میں ٹینکی سے آنے والی ڈائریکٹ ٹوٹی کھولتا اور یخ بستہ ٹھنڈے ٹھار پانی سے وضو کرتا جاتا اور رگوں میں جمتے ہوئے خون کی تکلیف کی بنا پر...... سی......سی......سی...... کرتے ہوئے یہ کہتا جاتا تھا: ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے...... ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے......کبھی دوسرے بھائیوں کی طرح گرم پانی کا مطالبہ نہ کیا کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو آپ کو بھائی کے آپریشن کا واقعہ سنا رہی تھی......لیکن اس کی یادوں کے ورق پلٹنے میں مصروف ہو گئی۔ بھائی کی دلنواز یادیں تو قطار در قطار کھڑی ہیں، جلد ختم نہ ہوں گی۔ہاں ابی جان بھائی کی یادیں کتابی شکل میں لکھ رہے ہیں (جو عنقریب منظر عام پر آ جائے گی) میں آپ کو اب آپریشن روم کی طرف لیے چلتی ہوں:

نواز شریف ہسپتال کے آپریشن تھیٹر کے باہر امی جان ابوبکر کے ہمراہ بیٹھی ہیں۔ اچانک وہ بولا: امی جان! میں نے کل سے آپ کے حکم کے مطابق نہ کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے، میرے ہونٹ اور زبان خشک ہو چکے ہیں، (ایسا لگتا ہے جیسے زبان خشک ہو کر لکڑی کی ہو گئی ہو) اگر اجازت ہو تو میں کلی کر لوں!؟ امی جان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر آگے بڑھ کر اسے چوما اور کہا: ہر بات پر اجازت لینے کی عادت نہیں جاتی تمہاری، جاؤ کر لو کلی۔ بھائی گیا، کلی کر کے واپس آ گیا لیکن اب اس کا چہرہ افسردہ اور غمزدہ تھا۔امی جان دیکھتے ہی تڑپ اٹھیں: کیا ہوا میرے ابوبکر کو؟ وہ رنجیدہ ہو کر گلوگیر آواز میں جواباً بولا: امی جان! آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہو گئی ہے، اس لیے پریشان ہوں۔کیا ہوا ہے مجھے بھی تو پتہ چلے؟ آپ نے کل کہا تھا کہ کچھ کھانا پینا نہیں۔میں نے اس وقت سے لے کر اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تھا، اب جبکہ میں نے کلی کی تو دو تین قطرے میرے حلق میں چلے گئے۔امی جان! میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا، بلکہ اچانک خود بخود ایسا ہو گیا۔ معاف کر دیں گی نا آپ......اور ڈاکٹر تو کچھ نہیں کہیں گے نا!!!؟؟ امی جان نے آنسوؤں کی رم جھم میں آگے بڑھ کر اپنے اسے سینے سے چمٹا لیا۔

ادھر آپریشن روم سے آواز پڑ گئی، ''ابوبکر کو لائیں'' ...... ابوبکر بولا: امی جان! بیہوشی کے بعد میں ہوش میں آ جاؤں گا نا؟...... جی میرا بیٹا، پندرہ منٹ کی ہی تو بات ہے۔ اپنی ماں کی ہر بات کو دنیا کی سب سے بڑی سچائی ماننے والا ابوبکر یہ سن کر خوشی خوشی، کشاں کشاں آپریشن روم کی طرف چل پڑا۔خود جوتا اتار کے ایک طرف سنبھال کر رکھا اور کہا: امی جان! دیکھنا کوئی اور نہ پہن لے، تھوڑی دیر بعد مجھے یہی پہننا ہے۔ اب وہ آپریشن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیٹر میں ٹیبل کی طرف بڑھ رہا تھا......لیکن اندر سے مطمئن نہ تھا...... جاتے جاتے اس نے آخری دفعہ مڑ کر اپنی عظیم ماں کی طرف دیکھا......کہ شاید امی جان کہہ دیں کہ آ جاؤ ابوبکر، ہمیں نہیں کروانا آپریشن...... اور وہ دوڑ کر ماں کی آغوش میں چھپ جائے، اس کے سینے سے آ کر چمٹ جائے......لیکن ماں نے اسے پیار سے اشارہ کیا: شاباش، جاؤ میرا بیٹا اللہ حافظ......اور وہ ماں کے آپریشن کے لیے اشارے کو حکم سمجھ کر سیدھا آپریشن ٹیبل پر چڑھ کر بیٹھ گیا......اسے لٹا دیا گیا......بیہوش کرنے کے لیے...... جب اس کے منہ میں ٹیوب اور ناک کے ساتھ سانس کا آلہ لگانے لگے تو ابوبکر کہنے لگا: مجھ سے باتیں کریں اور یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ نرس نے کہا: آپ کو گانے سنانے لگے ہیں۔ ابوبکر نے فوری کہا: سنا تو کانوں سے جاتا ہے ناک سے تو نہیں...... ساتھ ہی اپنا مشہور جملہ جو وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ......گانے سننے سے گناہ ہوتا ہے،اور اللہ ناراض ہو کر آگ میں پھینک دیتا ہے ......لیکن اسے یہ کہنے کی نوبت نہ آئی......اور وہ دور بہت دور...... دور ہی دور......بیہوشی کی وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

30 منٹ بعد......امی جان زاروقطار روتے ہوئے پکار رہی تھیں......ابوبکر! تم کہاں ہو؟...... آنکھیں کھولو......دیکھو تمہاری قربان ہونے والی ماں تمہاری آنکھ کھلنے اور ''امی جان میں یہاں ہوں......'' کی آواز سننے کے لیے تڑپ رہی ہے...... امی جان ابوبکر...... ابوبکر...... کیوں کہتی جا رہی ہیں؟...... کیوں ان کو غشی کے دورے پڑ رہے ہیں؟......ابی جان بھی نڈھال ہو کر ان کو سنبھال رہے ہیں......کیوں؟...... اس لیے کہ ڈاکٹروں نے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے...... ابوبکر کو بیہوشی کی دوا بہت زیادہ مقدار میں دے دی ہے......اور انھوں نے بتایا ہے کہ ابوبکر کے پھیپھڑے کام کرنا بند ہو گئے......اور دل بھی...... دعا کریں ہم کوشش کر رہے ہیں...... بیہوشی کی دوا اس قدر زیادہ دی گئی تھی کہ ابوبکر دوسرے جہان سدھار گیا...... اب اسے ہمارے حوالے کیا گیا......تو وہ جامد و ساکت اور خاموش لکڑی کا بت بنا لیٹا تھا...... البتہ اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے......جو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف کرتی جا رہی تھی ...... نہ جانے یہ آنسو ہم سے کیا کہہ رہے تھے..... پھر میرے اس ایک منٹ جدا نہ رہنے والے جنتوں، کے متلاشی، ننھے منے معصوم بھائی کو اندھیری کوٹھری قبر میں انکل علی عمران شاہین اور خالد جرار نے خود اپنے ہاتھوں سے لٹایا..... اور اب...... ہمارا گھر ویران ہے...... سنسان ہے...... خاموشیوں...... سسکیوں ...... آہوں کا گہوارہ ہے...... ننھی منی معصوم یادوں کا مدفن ہے...... میں اپنی کلاس میں جا کر بھی نقاب کے پیچھے روتی رہتی ہوں...... اب کون مجھے مجاہد و محافظ بن کر مطالعہ کروائے گا..... گھر میں ہر مقام اور ہر چیز کے ساتھ اس کی یادیں وابستہ ہیں...... اچانک دل پکار اٹھتا ہے...... ابوبکر! تم کہاں ہو؟...... لیکن جواب نہیں آتا...... پھر دل و دماغ میں اس کی وہ باتیں گونجتی ہیں: آپی جان! میں نے سبحان اللہ پڑھ کر اپنی جنت میں کافی درخت لگوا لیے ہیں، تمھیں میری جنت میں آ کر رہنا ہے..... تو پتہ چلتا ہے کہ ابوبکر تم جنتوں میں بسیرا کر چکے ہو۔ ہم ان شاء اللہ عنقریب چند روزہ دنیاوی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزار کر..... تمہارے پاس تمہاری جنت میں آئیں گے ...... اور تمہاری جنت میں ہم سب کے ساتھ اکٹھے رہنے کی خواہش بھی پوری کریں گے۔ اللہ کریم سے کہیں گے کہ ہمیں ابوبکر کی جنت میں ہی سب انعامات دے دے۔ ان شاء اللہ۔

ابوبکر کی موت پر اس حقیقت سے آگاہ ہوئی ہوں کہ بھائی ایک ''انمول خزانہ'' ہوتے ہیں، خواہ وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔ آخر میں رب کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ میرے دوسرے بھائیوں کو بھی ابوبکر جیسا بنائے اور ابوبکر کو ہماری آخرت میں نجات کا ذریعہ اور جنت میں لے جانے کے لیے سفارشی بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

حافظہ ماریہ نقاش

بنت

محمد طاہر نقاش لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3

جنتوں کا متلاشی

جا کھلا ہے باغِ جنت میں وہ اک انمول پھول
بھائی بہنوں کا پیارا، با مروّت، با اصول
تابعِ فرمان تھا ابوبکر ماں اور باپ کا
یا الٰہی! تو سفارش اس کی کر لینا قبول

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے تین مرتبہ اللہ سے جنت کا سوال کیا، جنت کہتی ہے: ''اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرما'' اور جس نے تین مرتبہ جہنم سے پناہ چاہی، جہنم کہتی ہے: ''اے اللہ! اس کو جہنم سے بچا۔''

ادنیٰ ترین مقام کے جنتی کی شان:

اعلیٰ ترین جنتی کو جنت میں کیا ملے گا؟ اس کو کیا کیا شانیں اور بلند مرتبے نصیب ہوں گے؟ اس کی تو صحیح احادیث میں مکمل وضاحت نہیں ملتی البتہ ادنیٰ و کم ترین جنتی کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ اس کو جنت میں کیا ملے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''موسیٰ علیہ السلام نے رب العالمین سے دریافت کیا: ''جنت میں سب سے کم مرتبے والے کو کیا ملے گا؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب جنت کے سب حقدار جنت میں داخل کر دیے جائیں گے تو جو آدمی سب سے آخر میں آئے گا اس سے کہا جائے گا: ''جنت میں پہنچ چلو۔'' وہ عرض کرے گا: ''پروردگار! میں کہاں جاؤں؟ سارے لوگ اپنی اپنی رہائش گاہوں تک پہنچ چکے ہیں اور اپنا اپنا حق وصول کر چکے ہیں۔'' اس سے پوچھا جائے گا: ''جس قدر دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس علاقہ ہو (اس قدر جنت اگر تجھے دے دی جائے تو کیا) اتنی جنت پر تم راضی ہو؟'' وہ کہے گا: ''پروردگار! میں راضی ہوں، راضی ہوں۔'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''جنت میں اس بادشاہ کی حکومت جتنا تیرا جنت میں حصہ اور ہے (اور سن)! اتنا ہی اور بھی، اتنا ہی پھر اور اس کے بعد پھر اتنا، اور مزید اتنا ہی، (یعنی چار بادشاہتوں جتنا علاقہ مل گیا اور وہ بھی جنت کا) پانچویں مرتبہ پر وہ جنتی کہے گا: ''پروردگار! میں راضی ہر طرح راضی۔'' پروردگار (کی رحمت جوش میں آئے گی تو پھر) فرمائے گا: ''یہ سب تیرا، (اور اس کے علاوہ) مزید بھی دس گنا تیرے لیے۔ اور ہر وہ چیز تجھے ملے گی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھ کو پسند آجائے۔'' وہ آدمی کہے گا: ''پروردگار! میں راضی ہی راضی۔''

موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: ''مولا کریم! جنت میں سب سے اعلیٰ درجے والے کو کیا ملے گا؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان لوگوں کو تو میں نے اپنا مقرب بنا لیا۔ (بادشاہ کے بہت قریب رہنے والے خاص الخاص افراد مقرب کہلاتے ہیں)۔ میں نے اپنے دست مبارک سے ان کی شان و شوکت کا کھونٹا گاڑ دیا ہے۔ اور اس فیصلے پر مہر لگا دی ہے۔ ان کے لیے تو ایسی ایسی نعمتیں ہیں، جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک آیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات کی دلیل خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (السجدہ: 32/ 17)

''پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لیے چھپا کر (جنت میں) رکھا گیا ہے اس کی کسی شخص کو خبر نہیں۔''

معصوم کی سوچوں کا محور و مرکز ''جنت'':

معصوم بچے کی چھوٹی سی عمر ہو...... اچھلنے کودنے، بھاگنے دوڑنے اور کھیلنے کے دن ہوں...... کھلونوں سے کھیلنے کی تمنا کی عمر ہو...... ٹافیاں بسکٹ اور چاکلیٹ کھانے جیسی ننھی منی خواہشوں کے ابتدائی ایام ہوں...... تتلیوں کے پیچھے دوڑنے کا دور ہو...... لاابالی پن کا معصومانہ زمانہ ہو...... غبارے اڑانا، ان سے کھیلنا اور پھٹ جانے پر دوسرا غبارہ حاصل کرنے کے لیے رونا...... طفلانہ ضدوں پر مشتمل چھوٹی سی لاڈلی عمر ہو...... چھوٹا سا دل ننھی منی رنگ برنگ خواہشوں سے بھرا ہو...... جب بچہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلتا ہے...... چھوٹے چھوٹے نرم ہاتھوں سے کوئی کام کرتا ہے تو کتنا بھلا لگتا ہے......!!

ذرا غور کریں!

اتنی چھوٹی عمر میں...... اتنے معصومانہ بھولے بھالے دور میں، اگر کوئی جنت کی باتیں لہک لہک کر، مزے لے لے کر کرے...... جنتوں کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ کرے...... جنت کے تذکروں پر چہک اٹھے......، مہک اٹھے...... اور جنت کے حصول کے طریقے ڈھونڈے...... اسی کے حصول کے لیے نہ صرف کوشش کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس کے حصول کی ترغیب دے...... تو کتنا عجیب لگتا ہے...... کتنا انوکھا اور غیر یقینی لگتا ہے...... لیکن یہ حقیقت ہے کہ

......ابوبکر نقاش...... وہ...... معصوم...... شہزادہ...... تھا......

جو ہر وقت جنتوں کی تلاش میں سرگرداں رہتا تھا، جنت کا متلاشی بن کر اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں، اس کی یادوں میں اپنے شب و روز بتاتا تھا۔ دیکھنے والے اسے جنتوں کے تذکرے نہایت انہماک سے کرتے ہوئے دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے تھے، کہ یہ کیسا ننھا فرشتہ ہے جو معصومیت کا پیکر ہوتے ہوئے کھلونوں کی خواہش کے دور میں جنتوں کے سودے کرنے میں مصروف ہے۔

''آپ سب میری جنت میں میرے ساتھ مل کر رہیں گے''

چاہتا تھا جنتوں میں نعمتیں
بھائی بہنیں ابوامی سب ملیں

ایک دن ابوبکر اپنی آپی حافظہ ماریہ نقاش سے کہنے لگا:

آپی جان! ایک بات بتاؤں آپ کو؟...... ہاں ضرور بتاؤ۔ آپی نے کہا، پتا ہے آپی ایک دفعہ ''سبحان اللہ'' کہیں تو جنت میں کہنے والے کے لیے ایک خوبصورت درخت لگا دیا جاتا ہے۔ اور یہ درخت اتنا بڑا ہوتا ہے...... اتنا بڑا...... اتنا زیادہ بڑا ہوتا ہے کہ اگر اس کے نیچے، اس کی چھاؤں میں مسلسل دو دن تک چلتے رہیں......تو بھی اس کی چھاؤں، سایہ اور لمبائی ختم نہ ہو۔ آپی جان! پتا ہے میں نے اپنی جنت میں ایسے کتنے ہی زیادہ درخت لگوا لیے ہیں۔ ابھی اور بہت سے درخت لگوانے کا میرا پروگرام ہے...... آپی جان!...... جب ہم جنت میں جائیں گے تو آپ سب (بہن بھائیوں اور والدین) نے میری جنت میں آ کر رہنا ہے، میں اللہ کریم سے دعا کروں گا تو میری جنت کو اور زیادہ بڑا کر دیں گے، میں نے اپنی جنت میں سبحان اللہ کے درختوں کے کافی باغ لگوا لیے ہیں۔

ماریہ جواباً کہنے لگی: لو جی! ہم کیوں آپ کی جنت میں رہیں گے، ہمیں اللہ کریم جو جنتیں دیں گے ہم سب اپنی اپنی ان جنتوں میں رہیں گے۔ ابوبکر یہ سن کر پریشان ہو جاتا ہے اور التجا آمیز لہجے میں درخواست کرتا ہے: نہیں آپی! ایسا نہ کرنا ورنہ میں اکیلا وہاں اداس ہو جاؤں گا۔ اتنی بڑی جنت میں میرا اکیلے کا دل نہیں لگے گا۔ میں اللہ سے کہوں گا وہ تمہاری جنتوں کو بھی میری جنت کے ساتھ ملا دے گا، پھر ہم سب ایک جگہ (جنت کے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی محل میں) رہ لیں گے۔ یوں ہماری جنتیں آمنے سامنے بھی ہوں گی، اور میری جنت کے دائیں بائیں ساتھ ساتھ ملی ہوئی بھی۔ ہم سب اپنی اپنی جنتوں میں بھی سیر کیا کریں گے۔

لو وہ کوئی چھوٹی سی جنت تھوڑی ہوگی جو ایک کھیت کے ساتھ دوسرے کھیت کی طرح مل جائے گی، وہ تو بہت بڑی ہوگی۔ اسی جنت میں تمہارے سبحان اللہ والے درخت لگے ہوں گے، جن کی لمبائی تم خود بتا رہے ہو کہ ایک درخت کے نیچے دو دن تک چلتے رہیں تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ یعنی اس درخت کی خوبصورت پھولوں والی چھتری اور گھیرا اتنا بڑا ہوگا۔ تو غور کرو کہ جس تمہاری جنت میں تمہارے سبحان اللہ والے اتنے زیادہ درخت لگ چکے ہیں وہ جنت خود کتنی بڑی اور وسیع وعریض ہوگی!!؟ ہم سب اپنی اپنی بادشاہت (وسیع وعریض جنت) کے مالک ہوں گے۔ ابوبکر یہ سن کر پریشان ہو جاتا ہے اور فکر مندی وانتہائی پریشانی کے عالم میں کہتا ہے: آپی! آپ کو پتہ ہے میرا اکیلے کا دل نہیں لگتا اور امی جان کے بغیر تو میں ایک منٹ بھی نہیں گزار سکتا، اتنا زیادہ وقت میں اپنی پیاری امی جان کے بغیر کیسے گزاروں گا؟

ماریہ اسے پریشان ورنجیدہ اور غمگین دیکھ کر کہنے لگی: پاگل! اتنا پریشان کیوں ہوتے ہو، روتے کیوں ہو؟ جب ہم سے یا امی وابی جان سے ملنے کو دل چاہے تو تم اللہ تعالیٰ سے کہنا وہ اسی وقت امی جان کو تمہارے پاس ملنے کے لیے بھیج دیا کریں گے اور تمہیں ملوا دیا کریں گے۔

جنت میں اڑنے والا گھوڑا بھی ہوگا؟ ❶

ابوبکر یہ سن کر دور فضاؤں میں گھورتا جاتا ہے جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو...... لیکن اداسی

❶ جنت میں رہتے ہوئے اگر مومن کے دل میں یہ آرزو پیدا ہو کہ اسے فلاں جگہ جانا چاہیے یا دنیا میں میرا فلاں دوست تھا، عزیز تھا، لہٰذا اس سے ملنے کے لیے اس کے پاس چلنا چاہیے اور پرانی یادیں تازہ کرنی چاہئیں اور عقیدہ توحید کی بنا پر جو سختیاں اور تکلیفیں دنیا میں جھیلیں ان کا اور ان کے بدلے میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر پر مبنی تبادلہ خیال کرنا چاہیے، یعنی جب وہ کہیں جانا چاہے گا اور کسی جنتی ⇐ ⇐

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عالم میں مسلسل خاموش ہے۔ گہری سوچوں کے سمندر میں غرق ہے۔ اپنی موٹی موٹی سرمگیں پیاری سیاہ آنکھیں مٹکا رہا ہے، کبھی آنکھیں جھپک رہا ہے، بہن کی طرف دیکھ کر پھر دور خلاؤں میں آسمان کی طرف دیکھنے لگتا ہے لیکن منہ سے کچھ نہیں بول رہا۔ اپنے معصوم پیارے اور حساس دل کے مالک بھائی کو اداس دیکھ کر ماریہ کہتی ہے: ابوبکر! تجھے ایک مزے کی بات بتاؤں؟

ابوبکر خاموش رہتا ہے، کوئی جواب نہیں دیتا اور نہ ہی کسی قسم کے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ تو آپی خود ہی کہتی ہے:

ابوبکر! سنو، جنت میں ایک بہت پیارا سا خوبصورت سا، ہیروں اور جواہرات سے سجا ہوا، ایک چمکتا دمکتا گھوڑا بھی ہوگا، جو ہمیں اپنے اوپر سوار کر کے ہوا میں لے اڑے گا۔

ابوبکر: (حیرانی سے) واقعی سچ مچ؟ آپی جنت میں گھوڑا بھی ہو گا؟ کس کو ملے گا!!؟

⇦ مومن، دوست سے ملنے کے لیے اس کا دل چاہے گا تو اس کے لیے اسے مادی واسطے اور سواریوں وغیرہ کا محتاج نہ ہونا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی قوت عطا فرما دیں گے کہ وہ جہاں چاہے گا آنکھ جھپکتے وہاں پہنچ جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی جنتی کو گھوڑے، گاڑی یا سواری کی طلب و خواہش ہو تو اس کی وہ خواہش فوراً پوری ہوگی۔ اس کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں یوں فرمائی، آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: کیا جنت میں گھوڑا ہوگا؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا اور پھر تیرا گھوڑے پر سواری کا ارادہ ہوا تو تجھے سرخ یاقوت کا گھوڑا ملے گا۔ جنت میں جہاں چاہو گے تجھے اڑا کر لے جائے گا۔'' دنیا کے بہترین جہاز اور سواریاں تو دھاتوں کے بنے ہوتے ہیں، دھواں بھی دیتے ہیں بدبو بھی، شور شرابا بھی، تباہ بھی ہوتے ہیں اور جہاں ذرا سا مسئلہ بنا خراب ہوئے اور چلنے کے قابل نہ رہے۔ اور پھر ہر وقت ایندھن کے محتاج رہتے ہیں لیکن اللہ کریم کی مہیا کردہ یہ سواری ملاحظہ کریں کہ جس کی خوبصورتی کا عالم یہ ہے کہ دنیا کے قیمتی ترین موتی سرخ یاقوت کا بنا ہوگا، سرخ یاقوت جگمگ جگمگ روشنیاں بکھیرتے ہوئے چمک رہے ہوں گے اور یہ گھوڑا اہل جنت کو فضاؤں میں جنتوں کی سیر کرواتا پھرے گا۔ مذکورہ بالا دنیاوی سواریوں والی کوئی خامی بھی اس میں نہ ہوگی، اور نہ ہی وہ کسی فنی خرابی، موسمی تغیر، ایندھن کی کمی، اوور ہالنگ کا محتاج ہوگا۔ یہ تمام کرم فرمائیاں اللہ کی طرف سے جنتیوں سے پیار کی علامت ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپی: ہاں! ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ وہاں گھوڑا ہو گا جو ہر طلب کرنے والے جنتی کو ملے گا۔

ابوبکر: (بے صبری و بے قراری سے) آپی! مجھے بھی ملے گا؟

آپی: ہاں اسی لیے تو بتا رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی وہ گھوڑا دیں گے۔ بہت پیارا ہو گا، وہ تمہاری ہر بات فوری مانے گا۔

اتنے میں ابوبکر کی والدہ جو پاس بیٹھی خاصی دیر سے یہ جنتوں کے حصول کی معصومانہ گفتگو سن رہی تھی، بول پڑی:

ام ماریہ: بیٹا! تم اداس اور پریشان کیوں ہوتے ہو؟ جب تمہارا دل مجھ سے ملنے کو چاہے تو، دل میں کہنا: اللہ جی! میں نے اپنی امی جان سے ملنا ہے، فوراً اسی وقت گھوڑا اوپر فضا سے اڑتا ہوا تمہارے سامنے آ کھڑا ہو گا، تم اس پر بیٹھ جانا اور اسے حکم دینا: میری امی جان کے پاس چلو۔ وہ اسی وقت ہوا میں بلند ہو گا اور اڑنے لگے گا۔ تم نیچے بہتی ہوئی جنت کی بل کھاتی نہریں، دریا اور بڑے بڑے سرسبز و شاداب رنگ برنگ پھولوں سے اٹے پہاڑوں کو دیکھو گے اور ہوا میں گھوڑے پر سوار اڑتے اڑتے میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔ بس مختصراً یہ سمجھو جب تمہارا دل مجھ سے ملنے کو چاہے گا تو اڑنے والے گھوڑے کو حکم دینا وہ شوں...... شوں...... کر کے اڑتا ہوا تجھے اپنے اوپر سوار کر کے اسی وقت میرے پاس پہنچ جائے گا۔

اچھا امی جان! وہ ہوا میں اڑے گا بھی...... میری بات بھی مانے گا!!؟؟

ابوبکر اس دلچسپ گھوڑے کا ذکر سن کر بہت خوش ہوا۔ وہ اس دلچسپ گھوڑے کا احوال سن کر جنت میں ماں کی جدائی کا غم تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا اور خوشی خوشی تالیاں بجاتے ہوئے کہنے لگا: امی جان! مجھے وہاں اتنا پیارا گھوڑا ملے گا اور میں اس پر بیٹھ کر...... شوں...... کر کے اسی وقت آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا نا...... ہے نا ایسے ہی امی جان!!......

بالکل بیٹا، کیوں نہیں......؟ بالکل ایسے ہی ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر ابوبکر اپنے دو چھوٹے بھائیوں سے خوشی اور حیرانی کے ملے جلے جذبات میں بولا: عمر......عثمان......!! جنت میں اڑنے والا گھوڑا بھی ہوگا۔ ہم اس پر بیٹھ کر جنت کی سیر کیا کریں گے۔ بہت مزا آئے گا بچو......ہاں جی......

لیکن کچھ عرصہ بعد ایک دوسرے موقع پر ابوبکر نے اپنی آپی ماریہ سے اس مسئلہ میں اپنے معصوم جذبات کا اظہار کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپی جان! ان سب باتوں کے باوجود میں آپ لوگوں (بہن بھائیوں) اور خاص طور پر امی جان کے بغیر، اکیلا جنت میں نہ رہ سکوں گا۔ میرا دل آپ کی جدائی پر غمگین رہے گا۔

جنت میں یوں یوں سائیکل بھگایا اور چلایا کروں گا:

پسند و ناپسند کے اعتبار سے تمام بچوں کی کچھ ترجیحات ہوتی ہیں، کسی چیز کو وہ بہت زیادہ پسند کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ وہ چیز یا وہ کھلونا ان کو کسی نہ کسی طرح مل جائے اور وہ اس کھلونے یا چیز سے خوب لطف اندوز ہوں۔ ابوبکر کو گھومنے والے جھولوں، الیکٹرک کشتی، لائن میں لگے گھوڑوں، ہاتھیوں یا ڈولیوں والے معلق تمام جھولوں سے بہت ڈر لگتا تھا۔ وہ کبھی جھولوں کے قریب بھی نہ جاتا تھا بلکہ اگر اس کو زبردستی اپنے ساتھ بٹھانا چاہیں تو وہ رونے لگتا تھا کہ مجھے نہیں لینے جھولے......لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اسے سائیکل بہت پسند تھی۔ اس کے معصوم دل میں یہ خواہش اکثر انگڑائیاں لیتی کہ کاش! میرے پاس سائیکل ہو تو میں اسے چلاتا پھروں۔ لیکن اپنے اصول کہ ''کبھی کسی سے کچھ مانگوں گا نہیں'' کے تحت وہ کبھی اس خواہش کو زبان پر نہ لاتا تھا۔ مجھ سے کبھی اس نے اشارتاً بھی ذکر یا فرمائش نہ کی، لیکن اپنے بہن بھائیوں سے اپنی اس آرزو کا اظہار کرتا رہتا تھا:

''دیکھنا بچو! کسی دن ابی جان مجھے بھی سائیکل لا کر دیں گے، تو میں اس کو یوں یوں کر کے چلاتا پھروں گا۔ عثمان! تجھے ساتھ بٹھا کر سیر کراؤں گا وغیرہ۔''

مجھ سے اس معصوم فرشتے نے کبھی نہ کہا، نہ مطالبہ کیا، البتہ اس کی والدہ اور بہن بھائیوں کی زبانی اس کی معصوم خواہش کا پتہ چلتا رہا کہ ابوبکر کے دل کی حسرت ایک چھوٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی بے بی سائیکل ہے۔ میں یہ سن کر اکثر یہ سوچتا کہ اس اتوار کو جب میں اولڈ بکس کے بازار واقع نیلا گنبد انارکلی لاہور جاؤں گا تو اسے ایک بے بی سائیکل ضرور لا دوں گا۔ لیکن پھر اتوار کے روز کو بھول جاتا، یا یہ سوچ کر لانے سے قاصر رہتا کہ اگلے ہفتے سہی، ابھی فلاں مسئلہ حل کر لوں، وہاں روپوں کی ضرورت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یوں سستی درستی میں دن، ہفتے اور مہینے بلکہ سال گزر گئے لیکن میں اپنے معصوم شہزادے کی خواہش کو عملی جامہ پہنانے سے مسلسل قاصر رہا۔ اتنے عرصے میں دوسرے بچے ذرا سا رو کر مطالبہ کیا اور سائیکل لے لی، شرجیل کی بھی سائیکل تھی، شعیل کی بھی، دوسروں کے کھلونے بھی تھے...... کیونکہ وہ فرمائش اور ضد کرتے رہتے تھے اور حاصل کرتے رہتے تھے...... لیکن ابوبکر اپنے مچلتے ارمانوں اور تشنہ خواہشوں کو کبھی نوک زبان پر نہ لا سکا اور نہ ہی میں اپنی سستی و کاہلی کی عادت کو ترک کر سکا۔ یوں وہ ہمیشہ محروم تمنا ہی رہا۔ افسوس! اللہ کریم مجھے معاف کرے کہ میں اس کی یہ چھوٹی سی خواہش پوری نہ کر سکا حتی کہ ابوبکر کے ننھے اور معصوم توحیدی ذہن میں یہ خیال اور سوچ سما گئی کہ امی جان جو کہتی ہیں کہ جنت میں جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے وہ فوری مل جائے گی، تو میں جنت میں اپنے اللہ تعالیٰ سے سائیکل مانگوں گا تو وہاں مجھے ضرور مل جائے گی۔ اپنے اس معصوم جنتی پلان کی تصدیق کے لیے کبھی کبھی اپنی آپی ماریہ اور والدہ سے اس انداز سے تصدیق کرواتا:

امی جان! جنت میں سائیکل بھی ہوگی؟...... جب اس کی شفیق و کریم والدہ سنتی تو پیار سے کہتی:

> ''ہاں میرے بیٹے وہاں سب کچھ ملے گا...... حتی کہ تمہیں بہت پیاری، نئی گھنٹی والی، جگمگ جگمگ روشنیاں بکھیرنے والی سائیکل بھی ملے گی۔ تم اس پر بیٹھ کر جنت میں اپنے (سبحان اللہ والے) باغات میں نہروں کے ساتھ بنی سڑکوں پر اسے دوڑاتے پھرا کرو گے۔''

یہ باتیں سن کر اس کی موٹی، سرمگیں روشن آنکھیں آس و امید کے جگنوؤں سے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ روشن ہو جاتیں اور خوب چمکنے لگتیں۔ وہ خوشی سے گھر میں ایک ٹوٹی سائیکل کے اگلے حصے کو اٹھاتا جس میں ایک سٹیرنگ اور ایک ویل ہوتا، اسی کو پکڑ کر بھگانے اور چلانے لگتا اور منہ سے یوں آوازیں نکالتا:...... پیچھے ہو جاؤ یعنی...... ٹکرا نہ جانا...... ہٹ جاؤ میری سائیکل آ رہی ہے۔ میری سائیکل جا رہی ہے وغیرہ۔

وہ اکثر جنتوں میں اپنے آپ کو سائیکل چلاتے ہوئے، دوڑتے ہوئے...... اپنے چھوٹے بھائی عثمان کو آگے بٹھا کر...... سائیکل چلاتے اور مزے مزے کی باتیں کرتے ہوئے اپنے خیالوں اور خوابوں کو حقیقت بنانے کی پلاننگ کرتا رہتا۔ کبھی کہتا: عثمان! وہاں جنت میں میری سائیکل مت چھیننا، میں اللہ تعالیٰ سے کہہ کر تجھے بھی چھوٹی سی پیاری سی سائیکل لے دوں گا۔

ٹافیوں، پھلوں اور چاکلیٹوں والی جنت سے پیار

میری بیٹی حافظہ ماریہ اکثر ڈیری ملک یا مارس چاکلیٹ کھاتی ہے۔ کبھی کبھی تھوڑا سا اپنے بھائی ابوبکر کو بھی دے دیتی تو اسے اس کا ذائقہ اور ٹیسٹ بہت اچھا لگتا۔ وہ اپنی عادت و اصول خودداری کے مطابق چاکلیٹ مزید مانگتا نہ تھا۔ بلکہ جو بھی کبھار تھوڑا بہت مل جاتا اسی پر صابر و شاکر رہتا، البتہ اپنی بہن شہنیلا سے کبھی کبھی پوچھتا:

ابوبکر: آپی جان! جنت میں چاکلیٹ بھی ہو گا!؟

شہنیلا: ہاں کیوں نہیں ابوبکر بھائی، وہاں تو دودھ و شہد کی چھوٹی چھوٹی اور بڑی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جب تمہارا دل چاہے گا ان سے پی لیا کرنا۔ جب تم ان میں سے پیا کرو گے تو جس چیز کی خواہش کرو گے، اللہ تعالیٰ ان کا ذائقہ ویسا ہی بنا دیں گے۔ اگر چاکلیٹ چاہو گے تو چاکلیٹ بنا دیں گے اور وہاں یہ ڈیری ملک والے چاکلیٹ تو جتنے چاہو گے مل جائیں گے، اگر چاہو تو ٹرک بھر کے جنت میں واقع اپنے محل میں لے جانا، خوب جی بھر کے کھانا لیکن وہ تم سے ختم ہی نہیں ہوں گے۔ وہ معصوم شہزادہ یہ سن کر خوش ہو جاتا اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے کہتا: دیکھو عمر! وہاں اتنے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاکلیٹ، ٹافیاں ہوں گی، غبارے بھی ہوں گے، میں تمہیں دیا کروں گا، پھر ہم خوب کھایا کریں گے، کھیلا کریں گے اور سائیکلوں پر سیر کیا کریں گے۔ ہے نا؟...... یعنی ایسا ہی ہو گا نا...... بیٹا عمر ہلکا سا مسکرا کر کہتا: ہاں میں اپنی سائیکل خوب دوڑایا کروں گا اور تم سے آگے نکل جایا کروں گا۔ وہ فوری سنجیدہ ہو کر کہتا: نہیں جی میں جیتا کروں گا، ان شاء اللہ۔

دنیا کے ہر خطے میں دوسرے خطے اور ملک کی نسبت علیحدہ پھل پایا جاتا ہے۔ کتنے ہی ایسے پھل ہیں جن کو دنیا کے دوسرے علاقوں والے جانتے بھی نہیں! جنت میں پوری دنیا سے مومنین کو جانا ہے۔ وہاں اہل جنت پوری دنیا کے تمام قسم کے پھل (بغیر کسی موسم کی قید کے کہ یہ فلاں موسم کا پھل ہے، لہٰذا یہاں جنت میں نہیں ہے۔) بلکہ ہر وقت ہر پھل دستیاب پائیں گے۔ جنتیوں کو جو پھل ملیں گے ان میں سے بعض پھل نام اور شکل و شباہت کے اعتبار سے تو دنیاوی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے، لیکن ان کی خوشبو، ان کی خوش نمائی اور ان کی لذت و مزہ دنیا کے پھلوں سے ہزاروں درجہ اعلیٰ و افضل اور بہتر ہو گا۔ اللہ کریم نے اس بات کا تذکرہ قرآن حکیم میں یوں کیا ہے، فرمایا:

﴿وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ١ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا١ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ١ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا١ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ١ۙۗ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝۲۵﴾

[البقرة: 25/2]

”اے رسول! جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور (اس کے مطابق) اپنے عمل درست کر لیں انہیں خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغات کے پھل شکل و صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔ جب کوئی پھل ان کو کھانے کو دیا جائے گا، وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔“

قرآن مجید میں جنت کی کھجوروں، انگوروں، اناروں، کیلوں اور بیروں وغیرہ کا ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نام لے کر کیا گیا ہے لیکن ان کے علاوہ بے شمار پھلوں کی قسمیں ہوں گی جن کے متعلق ہم اب کچھ نہیں جانتے اور ان لذیذ پھلوں کو ہم جنت میں جا کر ہی دیکھیں گے ان شاء اللہ، جو کہ خاص طور پر جنتیوں کے لیے پیدا کیے گئے ہوں گے۔

جنتی جب چاہیں گے خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں، ان کو پھل حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ اسی بات کا اشارہ قرآن مجید نے یوں کیا ہے:

﴿مُّتَّكِـِٔيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾﴾ [الدھر: 14-13/76]

''اور جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس (اختیار) میں ہوں گے۔''

جنت میں میٹھے سیب اور انگور ملیں گے!

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی جنتی پھل لینا چاہے گا تو پھل اس کے قریب آ جائے گا اور ٹہنی سے اس طرح لٹک آئے گا کہ گویا وہ سننے والا فرمانبردار ہے۔ جنتی اگر کھڑا ہوگا تو پھل اس کے ساتھ اوپر کو اٹھ جائیں گے اور اگر بیٹھے یا لیٹے گا تو اس کے ساتھ نیچے چلے آئیں گے۔ سبحان اللہ! کیا قدردانی کی ہے میرے مولا کریم نے مومنوں کی! جنت کے پھل وافر مقدار میں استعمال کرنے، یعنی کھانے کے نتیجے میں کم نہ ہوں گے اور نہ ہی ایسا ہوگا کہ اس پھل کا موسم ختم ہو گیا، لہٰذا پھل بھی ختم۔ ایسا نہیں ہوگا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں آدمی جب کوئی پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ (شاخ پر) دوسرا پھل آ جائے گا۔ [1]

جب کبھی ابوبکر کی والدہ جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتی تو کبھی کبھار وہاں میوہ جات،

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 1449، مسند البزار: 3530، مجمع الزوائد، جلد: 10، صفحہ: 414.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروبات اور شیریں پھلوں کا تذکرہ بھی کرتی۔ ان انعامات الٰہی کا تذکرہ سن کر جنتوں کا متلاشی ابوبکر خوش ہو جاتا اور چہک کر اپنے چھوٹے بھائی کو یوں پکارتا:

''عمر! دیکھو دیکھو، امی جان کہتی ہیں جنت میں میٹھے میٹھے سیب بھی ہوں گے......

امی جان کہتی ہیں: وہاں بڑے بڑے شہد سے میٹھے کیلے بھی ہوں گے...... اور ہاں بچو پتا ہے نا وہاں مزیدار انگور بھی ایسے بیلوں سے لٹک رہے ہوں گے...... اور سرخ سرخ میٹھے انار بھی ملیں گے۔ ہم سب جی بھر کے کھایا کریں گے...... پھر لمبی آواز نکال کر ایک لفظ کے ساتھ عمر کو مخاطب کر کے کہتا:''

............بچو............

بچے سے بچو یعنی چھوٹے سے بچے سنا تم نے ......؟ کون اس سے پوچھتا کہ دوسروں کو اتنا دانا و عقل مند اور بڑا بن کر سمجھانے والے ابوبکر! تو خود بھی تو ایک معصوم بچہ ہے...... جو اتنی محدود سوچ، فکر اور چھوٹی چھوٹی خواہشات کے دائرے میں مقید، گولیوں، ٹافیوں...... اور چاکلیٹوں...... کے مل جانے کے تصور سے ہی خوشی سے نڈھال ہوئے جا رہا ہے۔ اللہ کی نعمتیں تو بہت وسیع و بے شمار ہیں اور جنت میں تو ایسی ایسی شاندار و دلربا نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی کہ قرآن مجید کے مطابق کبھی حضرت انسان کے ذہن میں ان کا خیال تک نہ آیا ہو گا...... اور نہ اس نے ان کے متعلق کبھی سوچا ہوگا...... نہ آنکھ نے دیکھی ہوں گی......نہ کانوں نے سنی ہوں گی...... اور نہ کبھی زباں نے ان کا ذائقہ چکھا ہوگا......ایک تُو معصوم ہے کہ جنت میں صرف چاکلیٹ اور ٹافیاں مل جانے پر ہی شاداں و فرحاں ہے...... حالانکہ جنت میں اللہ کریم اس قدر نعمتیں عطا کرے گا کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔

امی جان! پہلے بھائیوں کو کھانا دو، بعد میں مجھے دینا:

واہ ابوبکر قربان جاؤں ننھی منی لیکن عظیم سوچ اور فکر پر...... تیرا تخیل کتنا بلند تھا......تو ہمیشہ بلندیوں پر محو پرواز رہتا اور...... ہر خیر کے پہلو میں جنتیں تلاش کرتا۔ کتنے چھوٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے کاموں میں تو نے اپنے رب کریم سے جنت ملنے کی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں...... یقیناً وہ سخی داتا......وہ غریب نواز...... وہ گنج بخش...... تجھے ضرور وہ کچھ دے گا کہ جس کی تو نے اپنے مولا کریم سے آس و امید لگا رکھی تھی۔

اکثر اوقات یہ منظر بھی دیکھنے میں آتا کہ جب سب بہن بھائی کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے تو سکول سے واپسی پر سب کو سارا دن حصول تعلیم کے میدان میں ہلکان ہونے کے بعد خوب بھوک لگی ہوتی تھی۔ ہر کسی کو یہ فکر دامن گیر ہوتی تھی کہ سب سے پہلے اسے کھانا مل جائے۔ گرم گرم روٹیاں توے سے اترتی جاتی تھیں اور سب کو امی جان کی طرف سے سالن، دہی اور چائے وغیرہ کے ساتھ ملتی جاتی تھیں اور سب بہن بھائی کھا رہے ہوتے تھے۔ میرا بیٹا شعیل نقاش برداشت کرنے کے مسئلہ میں شروع سے کمزور واقع ہوا ہے۔ وہ زیادہ دیر بھوک اور نیند برداشت نہیں کر سکتا اور اگر کھانا سامنے آجائے تو پھر ہرگز تاخیر برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ سب سے پہلے وہی کھانا کھائے اور خوب جی بھر کے کھائے۔ لیکن ابوبکر کا معاملہ تمام بچوں سے ہٹ کر مختلف...... حیران کن......عجیب وغریب...... بے مثال......اور قابل رشک ہوتا تھا۔ جب اسے والدہ کھانا دینے لگتی تو وہ بہت عجیب جواب دیتا تھا۔ وہ جواب کیا تھا؟ یقیناً آپ وہ جاننا چاہیں گے۔ تو پڑھیں وہ نہایت ادب، سلیقے اور متانت وسنجیدگی سے کہتا:

"امی جان! مجھے نہیں پہلے روٹی لینی......آپ پہلے میرے دوسرے بھائی بہنوں کو دے دیں......ان سب کو کھانا ملنے کے بعد سب سے آخر پر لوں گا......میں ایثار (دوسرے کو اپنے پر ترجیح دوں گا) کروں گا......اور صبر کروں گا...... صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے نا!!......اور وہ جنت میں ملتا ہے......لہٰذا میں جنت کا میٹھا پھل لینا چاہتا ہوں...... اس لیے شدید بھوک ہونے کے باوجود...... میں سب سے آخر میں کھاؤں گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معصوم کا اپنے رب رحیم سے ایک خفیہ معاہدہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ آدمی نے اپنا جوتا پکڑا اور اس میں پانی بھر بھر کر اسے پلانے لگا حتی کہ اس کو سیر کر دیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' ❶

عام طور پر حالات و واقعات کا مشاہدہ کرنے والے ابوبکر اور بھائیوں میں باہمی لڑائی جھگڑا دیکھنے والے دیکھتے کہ ابوبکر اکثر دوسرے بھائیوں سے مار کھاتا رہتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ تھی کہ نہ تو ابوبکر کمزور تھا...... نہ دبلا پتلا نحیف و نزار...... بلکہ وہ صحت مند و توانا تھا، طاقتور و مضبوط گٹھے جسم کا مالک تھا، سخت جان و سخت کوش تھا...... لیکن پھر بھی اکثر مار کھانا اس کا ہی مقدر کیوں بنتا تھا؟

عام لوگوں کو یا گھر میں آنے جانے والوں کو اس فلسفہ کی سمجھ نہ آتی تھی کہ ایسا کیوں تھا؟ ابوبکر کیوں مار کھاتا رہتا ہے......؟ طاقت ہونے کے باوجود مزاحمت کیوں نہیں کرتا...... جارحانہ حملہ کیوں نہیں کرتا...... فوری اپنا بدلہ کیوں نہیں لیتا......!!!؟؟؟...... باہر کے لوگوں کو یا کبھی کبھار آنے والوں کو اس حقیقت کا علم نہ تھا جو گھر والوں کو ایک عرصہ سے معلوم تھی...... وہ ایک معاہدہ تھا...... جو ابوبکر نے ایک عظیم ہستی سے کر رکھا تھا...... کیوں کر رکھا تھا؟...... وہ ہستی کون تھی......؟ وہ معاہدہ اس نے اپنے مالک و خالق اور اپنے رب کریم سے کر رکھا تھا۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ:

''اے میرے مالک!...... میں نے تیری رضا و خوشنودی کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لینا۔ اس کے بدلہ میں تو نے مجھے جنت عطا کرنی ہے۔''

یہ معاہدہ کب ہوا؟ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے، چند دفعہ ایسا ہوا کہ ابوبکر کے بھائیوں نے اس کو مارا تو اس نے بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے فوری بدلہ لیا۔

❶ سنن ابی داود: 408/5، حدیث: 5245.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردعمل میں دوسرے بھائیوں نے دوبارہ مارا تو ابوبکر نے پھر بدلہ لیا اور یوں اپنا دفاع کیا۔ اس پر بھائی خوب رونے لگے اور والدہ سے شکایت کرنے لگے کہ ابوبکر نے ہمیں مارا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر والدہ نے پیار سے ابوبکر کو اپنے پاس بٹھایا اور ایک انمول نصیحت کی۔ یہ واقعہ عین اس وقت پیش آیا جب ابوبکر کو دوسرے بھائی نے مارا تھا...... اور وہ غصے کے عالم میں...... بدلہ لینے کے لیے...... اپنا مضبوط ہاتھ فضا میں بلند کر چکا تھا کہ...... ماں نے پیار سے پیچھے سے پکڑا...... نہایت لاڈ پیار سے، ممتا کے پیار کے بہتے دھاروں کی روانی میں اسے یوں سمجھایا:

ابوبکر بیٹا!

''جو زیادتی کرے اسے معاف کر دینا چاہیے، اس سے پتا کیا فائدہ ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں...... اور جب وہ مارنے والے (زیادتی کرنے والے) کو معاف کر دے تو اپنے اس بندے سے خوش ہوتے ہیں...... اور پھر تجھے تو پتہ ہی ہے کہ جس سے اللہ کریم خوش ہو جائیں اسے انعام میں کیا دیتے ہیں...... ہاں! شاباش میرا بیٹا...... صحیح سمجھا میرا چاند...... اللہ کریم اسے انعام میں...... جنت...... دیتے ہیں۔''

یہ سنتے ہی ابوبکر نے بدلہ لینے کے لیے اپنا اٹھایا ہوا ہاتھ خاموشی سے روک لیا، اور بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر نہایت معصومیت سے پوچھنے لگا: امی جان! اب میں نے بدلہ نہیں لیا، اللہ تعالیٰ مجھے جنت دیں گے نا......؟...... ہاں بیٹا ایک دفعہ نہیں بلکہ زیادہ بار معاف کرنے اور بدلہ نہ لینے سے اللہ کریم بہت خوش ہوتے ہیں...... اور بدلے میں پیاری پیاری جنت دیتے ہیں۔

یہ سن کر ننھے فرشتے ابوبکر نے...... عظیم طرز فکر اور طرز عمل کے حامل ابوبکر نے...... یہ فیصلہ کر لیا کہ اب وہ مارنے والوں سے بدلہ نہ لیا کرے گا بلکہ...... اس کے بدلے میں جنت لیا کرے گا۔ یہ عظیم بچہ میرا قابل فخر بیٹا ابوبکر، اپنے رب کریم سے کیے گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے وعدے اور معاہدے پر آخری دم تک قائم رہا، ثابت قدم رہا۔ مار کھاتا رہا لیکن بدلہ نہ لیتا۔

اب لوگ جب یہ دیکھتے کہ ابوبکر سکون سے مار کھائے جاتا ہے...... اور اپنی آنکھوں پر دونوں کہنیاں یا ایک بازو رکھے خاموشی سے بت بنا کھڑا مار کھائے جا رہا ہے، تو انہیں اس حقیقت اور اللہ سے کیے گئے اس کے معاہدے کا علم نہیں ہوتا تھا...... اسے جنت کے حصول کے لیے یہ سب منظور تھا...... حتیٰ کہ وہ سب سے چھوٹے بھائی عثمان سے بھی نہایت خاموشی سے مار کھا لیتا لیکن ذرہ برابر بدلہ نہ لیتا، اور صبر شکر کے ساتھ، کسی کمرے کے کسی تاریک گوشے میں، خاموشی سے جا کر چھپ کر بیٹھ جاتا...... اور مسلسل کچھ غور وفکر کیے جاتا...... سوچتا رہتا...... اللہ جانے وہ کیا سوچتا تھا...... شاید دل ہی دل میں...... آہستہ آہستہ...... مالک کائنات سے...... یہ سرگوشیاں کر رہا ہوتا تھا:

> ''اے رب کریم...... اے کائنات کے خالق و مالک...... اے جنت الفردوس کے مالک...... میں نے اپنے وعدے...... اپنے معاہدے پر عمل کر دکھایا ہے...... امید ہے تو بھی ضرور مجھے اپنے وعدے کا پاس رکھتے ہوئے...... اپنے بے پایاں رحم وکرم کی برکھا مجھ پر برسائے گا...... تو ضرور مجھ سے خوش ہو گیا ہو گا...... اور اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے مجھے جنت عطا فرما دے گا...... کیوں نہیں...... ایسا ہی ہو گا...... کیونکہ تو کائنات میں سب سے زیادہ وعدے کا ایفا کرنے والا ہے۔''

''ہماری مانو بھی جنت میں جائے گی نا؟''

ابوبکر شہزادہ کی ایک چھوٹی سی مانو بلی بھی تھی۔ وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا۔ اس کے کھانے پینے کا، اٹھنے بیٹھنے اور سونے کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ہر وقت اسے اپنے ساتھ لیے پھرتا تھا۔ مانو بھی ردعمل میں ابوبکر کے بغیر زیادہ وقت نہ گزارتی تھی۔ اگر وہ کہیں ادھر ادھر چلا جاتا تو میاؤں میاؤں کرتے ہوئے اسے ڈھونڈتی پھرتی تھی۔ مانو ابوبکر کے سکول سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس آنے کا بہت بیقراری و اضطراب سے انتظار کرتی۔ جونہی دروازے پر دستک ہوتی فوراً پھلانگتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتی۔ ابوبکر آتے ہی اس کو ہاتھوں میں پکڑ کر سینے سے لگاتا اور سکول بیگ ایک طرف رکھتے ہی اس سے باتیں کرتا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگتا۔ بعض اوقات اپنے سالن میں موجود چکن پیس بھی اس کے سامنے رکھ دیتا اور خود نہ کھاتا، وہ مزے مزے سے غوں غوں کی عجیب و غریب آوازیں نکالتے ہوئے کھانے لگتی اور ابوبکر اسے کھاتا دیکھ کر خوش ہوتا جاتا حتیٰ کہ اپنی روٹی ہاتھ میں پکڑے خوشی کے عالم میں خود کھانا کھانا بھی بھول جاتا۔ اسے کھانا کھانے کا ہوش اس وقت آتا جب بلی چکن پیس مکمل چٹ کر جاتی۔

میں نے رات کو کئی دفعہ اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا کہ جب کبھی میں دیر سے رات گئے گھر لوٹتا اور دروازے پر دستک دیتا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلتا تو سامنے ابوبکر اور اس کی مانو میرا استقبال کرنے کے لیے مستعد و متبسم تیار کھڑے ہوتے۔ ابوبکر میرا انتظار کر رہا ہوتا تھا، اس انتظار کی زحمت اور کوفت کو دور کرنے کے لیے وہ اپنی مانو کے طرح طرح کے دلچسپ و عجیب اور ہنسی سے لوٹ پوٹ کر دینے والے کرتب دیکھتا رہتا۔

اس مانو بلی کی محبت کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ ابوبکر...... اپنی گلی سے ہوتا ہوا سکول سے واپس گھر آ رہا تھا۔ اس دوران اس نے راستے میں ایک بالکل چھوٹی سی ننھی منی کمزور سی نحیف و نزار چند دن کی نوزائیدہ مانو دیکھی...... لگتا تھا دنیا میں آنے کے بعد چند دن پہلے ہی اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ یہ مانو بھوک اور پیاس کے باعث تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ ابوبکر شہزادہ کے حساس دل سے یہ منظر دیکھا نہ گیا...... اس نے فوری لپک کر مانو کو نہایت پیار اور احتیاط سے...... پھول کی طرح ہاتھوں سے میں اٹھا لیا...... مبادا بے احتیاطی اور سخت انداز سے پکڑنے سے...... یہ نازک، و کمزور جان کملا نہ جائے...... مرجھا نہ جائے...... اور اسے میٹھی لوریاں سناتے ہوئے گھر لے آیا...... اور فریج سے نکال کر اسے دودھ پلایا...... کھانا کھلایا...... گھمایا پھرایا...... ہنسایا...... اور رات کو اپنے کمبل میں لٹا کر سلایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دن کے بعد اس مانو اور ابوبکر کی دوستی گہری سے گہری ہوتی چلی گئی۔ اب دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے...... بلکہ ابتدائی ایام میں تو ابوبکر بارہا یہ سوچتا کہ وہ اس چھوٹی سی نازک اندام چھوئی موئی مانو کو اپنے سکول بیگ میں چھپا کر سکول لے جائے۔ جب تفریح (وقفہ) ہو گا تو بیگ سے نکال کر اسے بسکٹ کھلائے گا...... انڈا کھلائے گا...... خوب کھیلے گا...... اور جب تفریح کا وقت ختم ہونے کا اعلان ہو گا تو...... وہ اسے دوبارہ اپنے سکول بیگ میں ڈال کر کلاس روم میں چلا جائے گا۔

ایک دن ایک نہایت تکلیف دہ حادثہ ہو گیا۔ گھر کی ناز و نعم اور لاڈ پیار میں پلی مانو کبھی باہر نہ نکلی تھی۔ ایک دن ایک دوسری بلی کے ساتھ مل کر نکلی اور ایک چھت سے چھلانگ لگاتے ہوئے ایک بجلی کے کھمبے کے تاروں کے ساتھ الجھ گئی اور فوری ہلاک ہو گئی۔ وہ کھمبے پر ہی بجلی کی تاروں میں اٹک ......اور چپک کر رہ گئی تھی۔ چوتھے دن نیچے گری۔ اس دوران ابوبکر بہت روتا رہا۔ سکول سے واپس آ کر مانو والے کھمبے کے نیچے کھڑا ہو جاتا اور دکانداروں خاص طور پر انکل یونس سے کہتا:

انکل! یہ میری مانو ہے...... کتنی دیر سے اوپر پھنسی ہوئی ہے۔ اس سے نیچے اترا نہیں جا رہا ہے۔ اسے بھوک لگی ہو گی۔ رات بھی ادھر رہی ہے۔ اسے کتنی سردی لگی ہو گی......

جب اسے بتایا کہ وہ مر چکی ہے تو اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکا اور تین دن تک روتا رہا...... اور پھر اکثر اسے یاد کرتا...... حتی کہ چند ہی دنوں بعد خود بھی اللہ کے پاس چلا گیا۔

جب کبھی گھر میں اس کی والدہ جنت کا تذکرہ چھیڑتی اور بتاتی کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو نہ کرے گا...... اور اس کا حکم مان کر اسے خوش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جو جو وہ مانگے گا وہ سب کچھ دیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر کا خوابیدہ شعور بیدار ہو جاتا اور وہ نہایت معصومیت سے اپنی امی جان سے پوچھتا: پیاری امی جان!...... وہاں میری بلی مانو بھی ہو گی؟ امی جان! بولو نا، ہو گی نا وہاں میری مانو!...... والدہ خاموش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتی تو پھر خود ہی کہتا:

''میں اپنے اللہ کریم سے کہوں گا......اللہ جی! ہماری بلی میں روح ڈال دیں ...... اوراسے دوبارہ زندہ کر کے ہماری جنت میں ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ میں اس سے کھیل سکوں۔''

پھر خود ہی اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت معصومیت اور بھولے پن سے پوچھتا:

''امی جان!...... جب اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر کے ہماری جنت میں بھیج دیں گے تو وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان لے گی نا......کہ میں وہی ابوبکر ہوں......جو دنیا میں......اسے اٹھائے پھرتا تھا...... پیار کرتا تھا......اس کو طرح طرح کی مزے مزے کی چیزیں کھلاتا تھا...... امی جان! وہ مجھے پہچان لے گی نا؟...... بتاؤ نا امی جان! بولتی کیوں نہیں؟''

اللہ کی قدرت دیکھئے بلی کی المناک موت کے تقریباً تین ہفتے بعد یہ معصوم شہزادہ بھی اس دنیا سے منہ موڑ گیا۔

اس جنتی معصوم شہزادے کے اپنی والدہ سے اکثر سوال جنت کی معرفت کے متعلق ہوتے تھے۔ وہ جنت کی ہر طرح کی جزوی معلومات بھی حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ اکثر اپنی والدہ سے اس نوعیت کے سوال کرتا رہتا تھا:

امی جان! جنت میں یہ بھی ہوگا نا......؟

- امی جان! بتایئے نا جنت میں فلاں چیز بھی ہوگی نا......؟
- ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور جنت دیتے ہیں نا؟
- کافروں سے لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں تو جنت میں جاتے ہیں نا......؟
- یعنی ایسے سوالات جو جذبۂ حصولِ جنت کے گرد گردش کرتے ہیں، اس کی زبان پر جاری و ساری رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں ہیلی کاپٹر:

امی جان! جس بندے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی باتیں مانتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں گولڈن...... چمکیلا...... پیارا سا...... سنہری...... ہیلی کاپٹر بھی دیں گے؟ اور مجھے بھی ہیلی کاپٹر ملے گا نا؟...... بتاؤ امی جان! ملے گا نا......؟ جب والدہ کہتی کہ ہاں میرے شہزادے کو تو بہت خوبصورت ہیلی کاپٹر ملے گا...... تو خوشی سے اس کی روشن آنکھیں چمک اٹھتیں...... اور وہ فرحت وانبساط کے جھولے جھولتے ہوئے...... نہایت جوش وخروش...... اور شادمانی کے نغمے گاتا ہوا...... چہک کر مہک کر...... اور ٹھمک کر کہتا:

بچو......! پھر میں جنت میں اپنے ہیلی کاپٹر کو یوں (ز......ز......ز......ز)...... ہیلی کاپٹر کے چلنے کی آواز) بہت اوپر چلاؤں گا...... اور پھر دور لے جاؤں گا...... تم سب نیچے کھڑے مجھے دیکھو گے...... چھوٹا عثمان نہایت انہماک سے اس کی باتیں سن رہا ہوتا تھا...... تو اسے دیکھ کر اپنا سلسلہ کلام روکتا اور اسے مخاطب کر کے تسلی دیتے ہوئے کہتا...... عثمان بھائی! میں تمہیں بھی اپنے ساتھ ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر سیر کرایا کروں گا...... بچو...... یہ سن کر عثمان خوشی سے مسکرا اٹھتا...... اور ابوبکر خوش ہو جاتا۔

جنتوں کا متلاشی...... جنتوں کا طلبگار...... جنتوں کا دیوانہ...... معصوم شہزادہ ابوبکر نقاش شہید عموماً یہ ترانا اپنے لبوں پر جاری وساری رکھتا اور لہک لہک کر جھوم جھوم کر خوشی سے چلتے پھرتے اونچی آواز سے گنگناتا:

جنتوں کے اے طلبگارو
راہ خدا کے اے جانثارو
اٹھو کہ منزل بلا رہی ہے

یہ معصوم شہزادہ اپنی مختصر مثالی زندگی گزار کر ہمیں یہ سبق دے گیا ہے کہ:

''ہم سب کو جنتوں کا طلبگار بن کر زندگی گزارنی چاہیے...... کیونکہ یہی ایک مومن کا شیوہ اور حقیقی طرز زندگی ہے...... ہم مومن و مؤحدین کی اصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منزل...... ''جنت'' ہی ہے...... اسی سے آدم شیطان کے بہکاوے میں آ کر نکالا گیا تھا...... اب اللہ کریم کو خوش کر کے واپس اپنی اسی منزل ''جنت'' میں پہنچنا...... ہماری زندگی کا اولین مقصد ہونا چاہیے...... لہٰذا ہر وقت اس کو اپنے سامنے رکھو۔''

اے ابوبکر! شہزادے...... اے محدود علم و عمل کے خوگر!!

اجالے اپنی جنت کے ہمارے سنگ رہنے دو
نجانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4

"امی جان! مجھے قبر سے بہت ڈر لگتا ہے"

قبر کی تاریکیوں کے ذکر پر
ماں سے کہتا تھا مجھے لگتا ہے ڈر

یہ ننھا منا معصوم شہزادہ...... بچہ ہو کر دانشوروں، مدبروں، مفکروں اور بڑوں کی سوچ رکھتا تھا......اللہ کریم کی رضا کے حصول کا ہر دم طالب و امیدوار رہتا تھا اور اس کی ناراضی کے ڈر سے سہما رہتا تھا۔ وہ اپنی محدود سوچ، ہلکے سے مطالعے...... اور تھوڑے سے مشاہدے کی بنا پر دنیا کی بے ثباتی کا معصومانہ ذکر کرتا رہتا...... آخرت کی کامیابی کی فکر میں طرح طرح کی دنیا کی نعمتوں سے بے رغبت اور بے غرض رہتا...... وہ ہر طرح کی طمع و حرص سے ناآشنا تھا۔ بس اسے فکر تھی تو عقبیٰ کی...... ڈر تھا تو اللہ کریم کی ناراضی کا......خوف تھا تو قبر کا...... دیکھنے والے بعض دفعہ یہ محسوس کرتے اور خود سے کہتے کہ اس معصوم شہزادے میں تو لگتا ہے کوئی بوڑھی روح بسیرا کیے ہوئے ہے۔ لیکن وہ اس کا اظہار اس کے سامنے نہ کرتے کہ کہیں اس کا دل نہ ٹوٹ جائے۔ اس کی خالہ سلمہ حبیب کبھی کبھار جو محسوس کرتی بغیر کسی احتیاط و رعایت کے اس کے سامنے کہہ دیتی...... جسے ابوبکر نظریں نیچی کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاموشی سے سن لیتا، زبان سے کچھ جواب نہ دیتا اور نہ کسی ناپسندیدہ ردعمل کا اظہار کرتا، کہ یہ اس کے نزدیک بڑوں کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے مترادف تھا۔

قبر کی ہولناکیوں کے متعلق ابوبکر کی پریشانیاں:

وہ بعض اوقات نہایت سنجیدگی سے، فکر میں ڈوبے لہجے میں...... سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر ...... فکر مند و پریشان لہجے میں ...... تشویشناک انداز میں قبر اور اس کی ہولناکیوں کے متعلق کہتا:

''امی جان!...... مجھے قبر سے بہت ڈر لگتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانتے ان کو وہاں بڑی سخت سزا دی جاتی ہے۔''

پھر کہتا: امی جان!

- وہاں بچھو بھی ہوتے ہیں جو کاٹ کاٹ کر انسان کو کھاتے ہیں۔
- وہاں بڑے بڑے خوفناک سانپ بھی ہوتے ہیں، جو جسم کو ڈنک مارتے ہیں۔
- وہاں بہت زیادہ گرمی ہوتی ہے اور سانس نہیں آتا۔
- وہاں گھپ اندھیرا ہوتا ہے، کچھ نظر نہیں آتا۔
- وہاں ہم اکیلے ہوں گے، کوئی پاس نہ ہوگا......

امی جان!...... مجھے قبر سے بہت ڈر لگتا ہے......

پھر وہ یہ کہہ کر اپنی موٹی موٹی، ڈری ڈری آنکھوں کو مٹکا مٹکا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگتا...... اور سوچوں کے گہرے سمندر میں اتر جاتا...... اور تصور کی دنیا میں رہتے ہوئے قبر کا مشاہدہ کرتا...... اس کی ہولناکیوں کو دیکھتا تو بہت زیادہ سہم جاتا...... اور کبھی کبھی بے اختیار اچانک یوں بول اٹھتا:

''امی جان!...... مجھے قبر کے عذاب سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دیں گے نا...... ہے نا امی جان...... بتاؤ نا معاف کر دیں گے نا؟!!''

منکر نکیروں کو میں جواب کیسے دوں گا کہ مجھے تو......!

کبھی کبھی قبر میں پوچھے جانے والے سوالوں کے متعلق فکر مند ہو کر دریافت کرتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی پریشانی کا اظہار یوں کرتا:

''امی جان! قبر میں جو فرشتوں نے سوال پوچھنے ہیں مجھے تو ان کا جواب نہیں آتا.....کیا بنے گا پھر میرا.....؟''

یہ سن کر والدہ اسے یوں تسلی دیتی: ''بیٹا ابوبکر! فکر نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کی باتیں مانتے ہیں اور اسے خوش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قبر میں ان کو پوچھے جانے سے پہلے ہی جواب بتا دیتے اور سکھا دیتے ہیں، تو وہ بڑی تیزی سے فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے دیتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں: اب میرے اس بندے نے جواب دے دیا ہے، تم اسے جنت میں میٹھی نیند سلا کر واپس آجاؤ، اسے کچھ نہ کہو۔'' تو وہ یہ سن کر مطمئن ہو جاتا اور تہیہ کرتا کہ ہر وہ کام کرنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں۔ وہ چلتے پھرتے گنگناتے ہوئے یہ پڑھتا:

❀ اَللّٰہُ رَبِّیَ	اللہ کریم میرا رب ہے
❀ اَلقُرآنُ کِتَابِی	قرآن مجید میری کتاب ہے
❀ اَلاِسلَامُ دِینِی	اسلام میرا دین ہے

''اب مجھے قبر کا عذاب ہوگا''

ابوبکر ہر اس کام سے بچنے کی کوشش کرتا جو عذاب قبر یا اللہ کریم کی ناراضی کا سبب بنے۔ ابوبکر نے بچہ ہونے کے باوجود کبھی بستر پر پیشاب نہ کیا تھا۔ وہ آدھی رات کو حاجت ہونے کے وقت اٹھتا اور سخت سردی کے موسم میں گرم بستر سے سرد، ٹھٹھرتے ہوئے سرد واش روم میں جاتا، پیشاب کرتا اور پائپوں میں موجود ٹھنڈا ٹھار پانی استعمال کرتا...... اور واش روم سے باہر نکل کر ایک بار پھر صابن سے اچھی طرح ہاتھ دھوتا۔ جب دوسرے بھائیوں کے ساتھ بیڈ پر لیٹا ہوتا اور کوئی بستر میں پیشاب کر دیتا...... یوں اس کے کپڑوں کو پیشاب لگ جاتا تو وہ زاروقطار آنسوؤں سے رونے لگتا اور کہتا جاتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اب مجھے قبر کا عذاب ہوگا۔ اب مجھے قبر کا عذاب ہوگا۔''

یہ سوچ اس کی اس وقت پختہ ہوئی تھی جب ایک دفعہ اس کی والدہ نے اسے بتایا کہ جو پیشاب کے چھینٹوں یا قطروں سے اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتا اسے قبر کا عذاب ہوگا اور پھر جب اسے قبر کے عذاب کی تفصیلات کا بھی علم ہو گیا تو وہ ہمیشہ بستر پر دوسرے بھائی کے پیشاب لگنے سے یا چھینٹوں سے بچتا۔ اس معصوم سے اللہ کے عاجز و نیک بندے کی قسمت کے کیا کہنے...... اس کے بلند نصیبے کی کیا شان ہے!!!

اپنی شلوار ٹخنوں سے اونچی کرو ورنہ اللہ آگ میں ڈال دیں گے:

ایک دفعہ اس کی والدہ نے اسے بتایا کہ شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے نہیں کرتے۔ ٹخنوں سے نیچے جو کپڑا ہوگا وہ جہنم کی آگ میں جھلسے گا یا جلا دیا جائے گا یعنی جسم کے اس حصے کو قبر میں عذاب ہوگا۔ یہ سننے کے بعد ابوبکر کو اپنی شلوار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی فکر ستائے رکھتی۔ کبھی کوئی ایسا موقع دیکھنے کو نہ ملا کہ ابوبکر کی شلوار ٹخنوں سے نیچے گئی ہو۔ بلکہ اس نے اپنی شلوار ہی درزی سے چھوٹی بنوانی شروع کر دی، کہ نہ شلوار بڑی ہو اور نہ نیچے جانے کا غم ستائے۔ وہ کبھی اپنے بھائیوں کی شلوار یا پینٹ ٹخنوں سے نیچے دیکھتا تو فوراً تنبیہ کرتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے کہتا:

''یہ جو تمہاری شلوار ٹخنوں سے جتنی نیچے ہے نا تمہارا اتنا اتنا پاؤں آگ میں جلے گا بچو! ...... اللہ تعالیٰ قبر میں تمہارے پاؤں آگ میں ڈال دیں گے۔''

دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں ٹھنڈے ٹھار پانی سے وضو کا فلسفہ:

بعض دفعہ یہ ننھا منا بچہ سہولت میسر ہو سکنے کے باوجود اسے استعمال نہ کرتا...... ذہن میں صرف یہ سودا سمایا ہوتا تھا کہ اس سے اللہ کریم خوش ہوں گے۔ دسمبر کی ٹھٹھرتی لہو جماتی سردیوں میں وہ فجر اور عشاء کی نماز ٹھنڈے ٹھار پانی سے وضو کر کے پڑھتا۔ ماہ دسمبر کی صبحوں اور راتوں میں وضو کے لیے باقی بچے گرم پانی کا مطالبہ کرتے اور پھر گرم پانی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظار کرتے جبکہ ابوبکر کیا کرتا تھا ایسے موقع پر!؟...... عقل دنگ رہ جاتی ہے اس معصوم کے تخیل کی پرواز اور سوچ کی بلندی پر...... ابوبکر صبح یخ سردی میں نماز کی ادائیگی کے وضو کے لیے گرم پانی کے انتظار میں بیٹھنے کو فضول اور بے کار جانتا تھا۔ وہ چھت پر نصب ٹینکی کہ جس میں رات بھر پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے برف کی مانند بن چکا ہوتا تھا۔ وہ اس ٹنکی سے ڈائریکٹ آنے والے پائپ کی ٹوٹی کھولتا اور ٹھنڈے ٹھار خون منجمد کر دینے والے یخ پانی سے وضو کرنا شروع کر دیتا، اور ساتھ ساتھ سردی کی شدت کی بنا پر...... کانپتے ہوئے...... کانپتی لرزتی آواز میں...... پکارتے ہوئے...... اللہ کریم سے اپنی محبت کا...... دلنواز و دلسوز ترانا...... بلند آواز سے یوں گاتا جاتا:

- ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔
- ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے اللہ کریم زیادہ ثواب دیتے ہیں۔

اسی ترانے کو الاپتے ہوئے وہ اپنا وضو مکمل کر کے مصلے پر اپنے پیارے رب کریم سے پیار بھری حمد یہ سرگوشیوں میں مگن و مصروف ہو جاتا تھا...... جبکہ دوسرے بھائی ابھی پانی گرم ہونے کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔

اے رب کریم...... اے مالک کائنات...... اے خالق کائنات...... میرے اس معصوم بچے کی اس ادا کو قبولیت کا درجہ بخش دے...... اس کی یہ ادا صرف تیری...... خالص تیری محبت میں تھی...... اس کی اس دلنواز ادا کو قبول کر کے، اسے جنتوں کا مالک بنا کر...... جنت میں لے جانے کے لیے ہمارا سفارشی بنا دے۔ وہ ہمیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جائے...... اور تجھ سے مخاطب ہو کر یہ کہے: یا اللہ! یہ میرے والدین ہیں...... تیری توحید کے متوالے ہیں، میں انہیں اپنی جنت میں لے کر جا رہا ہوں...... اور اے ہمارے خالق و مالک تو مسکرا کر کہے:

جا میرے بندے ابوبکر لے جا، جہاں تک تیری نظر جاتی ہے ان جنتوں کے مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ہی ہو۔

انساں کیا ہے جس پہ شیدا ہو رہا ہے یہ جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں!

خون کا گارا بنا ہے اور اینٹ اس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں

موت کی پُرزور آندھی جس دم آ ٹکرائے گی
یہ عمارت ٹوٹ کر پھر خاک میں مل جائے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5

نیکیوں کا حریص ولالچی

روح پاکیزہ تھی خوش، رب کی عبادت کر کے
سیر ہوتا نہ تھا وہ خالق کی عبادت کر کے

کھلونوں کی بالڑی عمر میں......کھیلنے کودنے اور چھوٹی دنیا کے معصوم رنگیں خواب دیکھنے کے دنوں میں...... ٹافیوں اور بسکٹوں کے حصول کی عمر کے دور میں...... اگر کوئی بچہ ہر دم کھلونوں، کھیل کود، ٹافیوں، بسکٹوں، چاکلیٹوں اور پیسوں کے حصول اور لالچ کی بجائے...... ہر وقت، ہر لحہ، ہر دم ایسے کاموں کی تلاش وجستجو میں مصروف عمل ہو جو نیکیاں ملنے کا باعث بنیں...... جو اجر وثواب کے خزانے پا لینے کا باعث بنیں...... ایسے کاموں کا متلاشی ہو جن سے پیارا رب کریم خوش ہو جائے......تو کتنا عجیب لگتا ہے، آج کل تو بڑے بڑے بوڑھوں کو بھی جو زندگی کے ناپائیدار سفر کے اختتام پذیر ہونے کے منتظر ہوتے ہیں، اتنی فکر دامن گیر نہیں ہوتی، وہ بھی اپنا زیادہ تر وقت اخبارات ورسائل یا پھر ٹی وی اور کیبل دیکھنے میں گزارتے ہیں۔

ابوبکر ایک ننھا معصوم فرشتہ ضرور تھا لیکن اس کا جذبہ حصول رضائے رب کریم کا جذبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بوڑھوں سے بھی بڑھ کر تھا۔ وہ صبح و شام ایسے کاموں کے کھوج میں لگا رہتا تھا جن کے کرنے سے ثواب ملتا ہو، اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہو...... یا جنت ملتی ہو۔ ایسے اعمال وعبادات کی ادائیگی میں اس کا خشوع و خضوع بھی قابل دید اور قابل مثال ہوتا تھا۔ اپنی عبادات کی ادائیگی کے دوران ایسے لگتا تھا جیسے اس پر باقی دنیا میں رو پذیر ہونے والے ہنگاموں کا کچھ علم و اثر نہ ہو۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ:

رات کا وقت تھا۔ اندھیری تاریک شب اپنے پر پھیلائے چہار سو راج کر رہی تھی۔ ہر طرف خاموشی کا عالم تھا۔ لوگ سو چکے تھے اور کچھ ٹی وی کی رنگینیوں اور مستیوں میں غرق تماشا تھے۔ میرے سامنے والے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ ادھ کھلے آہنی کواڑوں کے درمیان سے مدہم مدہم روشنی باہر آ رہی تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ اندر کوئی موجود ہے...... اور بیدار و ہوشیار ہے...... اس لیے کہ ساتھ ساتھ...... ایک ہلکی ہلکی...... مدہم مدہم سی...... معصوم معصوم سی...... سریلی سریلی سی...... بغیر کسی تعطل کے مسلسل آواز آ رہی تھی...... یہ آواز میری سماعت سے ٹکرا رہی تھی لیکن...... میں اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنے سے قاصر تھا...... بلکہ مجھے تو اس کے تلفظ کا بھی ادراک نہ ہو رہا تھا کہ کہنے والا کہہ کیا رہا ہے!!؟

مسلسل دماغ میں ایک تجسس ایک سسپنس سر اٹھا رہا تھا کہ یہ کون ہے؟...... اور کیا کہہ رہا ہے...... اور یہ کس سے مخاطب ہے...... کیونکہ ابھی تک متکلم کے مخاطب کی یا کسی اور ہستی کی آواز نہ ابھری تھی...... جاسوسی کے انداز میں بے اختیار میرے پاؤں ادھر کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگے حتیٰ کہ میں دروازے کے بالکل قریب پہنچ گیا...... اور کان لگا کر بغور اندر سے آنے والی آواز کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ کافی غور و خوض اور بار بار سننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ کمرے کے اندر اس تاریک رات کے مالک...... تاریکیوں سے روشنیوں کے اجالے نکالنے والی ہستی...... مالک کائنات...... خالق کائنات...... رازق کائنات...... اللہ جل شانہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کو بلایا جا رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے..... پکارا جارہا ہے..... منایا جارہا ہے۔ آنے والی آواز میں لفظ ''اللہ'' تو صاف سمجھ آرہا تھا لیکن دوسرے لفظ کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ کمرے کے اندر پکارنے والا اپنی توتلی زبان کے ساتھ صرف ایک ہی جملہ بار بار دہرا رہا ہے..... اسے ورد زبان بنائے ہوئے ہے..... حرز جان بنائے ہوئے ہے..... اور وہ یہ ہے:

بان اللہ..... بان اللہ..... بان اللہ..... مجھے پورے جملہ کی سمجھ نہ آئی جبکہ میرا تجسس عروج پر پہنچ چکا تھا، میں نے دل میں یہ پختہ تہیہ کرلیا کہ میں بغیر اجازت و اطلاع کے اندر داخل ہو کر سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا تو پھر ساری حقیقت کھل کر عیاں ہو جائے گی۔ لہٰذا میں بلا دھڑک اور بلا جھجک یکدم دروازہ کھول کر..... اندر داخل ہو گیا..... اندر کیا دیکھتا ہوں!!؟..... اُف..... یہ کیا!!!..... میرے سامنے ایک معصوم بچہ سر جھکائے..... فرش پر چوکڑی مار کر..... نہایت پاکیزگی و خشوع و خضوع کے عالم میں بیٹھا تھا..... اور اپنی ننھی معصوم توتلی زبان سے..... بار بار ایک ہی دلنواز ترانہ الاپ رہا تھا.....:

سبحان اللّٰہ ...... سبحان اللّٰہ ...... سبحان اللّٰہ

میں یہ عظیم الشان..... رب کائنات سے محبت کا پیامبر ترانہ..... یہ بھولی بھالی عمر..... یہ معصوم شہزادہ اور اس کا یہ عمل دیکھ کر حیرانی کے عالم میں پکار اٹھا:

''واہ سبحان اللہ! تیری شان اللہ..... یہ ذوق آگہی، یہ لذت شب زندہ داری..... یہ اپنے رب سے محبت کی پرکیف و پرسرور توفیق!! اگر بخش دے اور عطا کردے تو معصوموں کو دے دے..... اور نہ دے تو بڑے بڑے عالموں، فاضلوں اور عمر رسیدوں سے جو زندگی کے سفر کے اختتام کے قریب پہنچ چکے ہوں..... سے بھی یہ توفیق سلب کرلے، چھین لے..... اور انہیں محروم تمنائے دید..... محروم شوق محبت کردے..... ان کو ساری زندگی اس بات کی توفیق ہی نہ ہو کہ کبھی اپنے خالق و مالک کی محبت میں ایسے پریم کے گیت گائیں..... تاکہ اس کو منالیں اور اس کی رضا و خوشی حاصل کرکے اپنی دنیا و آخرت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن، رخشاں اور تاباں بنالیں۔‘‘

آپ جاننا چاہ رہے ہوں گے کہ کمرہ کے اندر وہ بچہ کون تھا جو اپنے رب کریم سے محبت کے ترانے الاپ رہا تھا۔ جی ہاں، یہ ابوبکر شہزادہ تھا جو...... سبحان اللہ...... سبحان اللہ...... سبحان اللہ...... اے میرے رب کریم! تو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے...... تو سبحان ہے......تو ایک ہے...... سب سے اعلیٰ ہے...... جیسے محبت بھرے جذبات کا اظہار سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ کر رہا تھا......اور خوشی ومسرت، کے احساسات سے مالا مال تھا......کہ میرے اس عمل سے میرا پیارا رب، میرا پیارا اللہ عرش پر بیٹھا...... مجھے دیکھ دیکھ کر...... خوش ہو رہا ہے......بس یہ رب کی خوشنودی کے حصول کا احساس اس کے پرنور چہرے کو اور بھی پیارا اور منور بنا رہا تھا، اور ایک تقدس کا خوبصورت ہالہ اس پر چھایا ہوا تھا۔

ابوبکر کے ایک ہاتھ میں انگلی میں پہنی جانے والی انگشتری نما چائنہ کی (Counter) تسبیح پکڑی تھی، وہ اسے دباتا جا رہا تھا، ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، پھر چوتھا...... اور یوں اعداد پیچھے کو بھاگ رہے تھے اور ابوبکر ذکرِ الٰہی کی شاہراہ پر تیزی اور برق رفتاری سے ’’سبحان اللہ‘‘ کی سبک رفتار گاڑی میں سوار اپنی آخری منزل کی طرف رواں دواں تھا......اس کے کاؤنٹر پر عدد ایک سے شروع ہو کر کئی سو ہو چکا تھا اور......اب بھی ٹک ٹک......ٹک...... مسلسل وقت کے نازک لمحات کے ساتھ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا اللہ کریم و رحیم اپنے بندوں کی کی جانے والی نیکی اور اپنے ساتھ وفا کا دنیا میں سب سے زیادہ قدردان ہے، وہ اس ننھے بچے کی اپنے ساتھ محبت کی یہ دلنواز معصومانہ ادائیں دیکھ کر کس قدر خوش ہو رہا ہوگا!!...... کاش! ایسی سعادت ہمارے نصیبے میں آجائے تو ہم بھی اس عارضی چندروزہ کائنات ارضی کے بے تاج بادشاہ بن جائیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول دیگر:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ابوبکر کی زبان پر اللہ کے حضور یہ ترانہ ہر وقت جاری و ساری رہتا اور وہ نہایت پرسوز انداز میں رقت کے عالم میں پڑھتا رہتا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ
وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ

''اے میرے پیارے مولا کریم!...... مجھے ہدایت دے دے۔ مجھے ہدایت یافتہ لوگوں کے قافلہ کا ہدی خواں بنا دے...... مجھے ان کے لشکر کا راہرو بنا دے۔''

مرکز القادسیہ کے روح پرور نظاروں میں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح کے وقت مسجد میں گیا یا شام کو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جب بھی وہ صبح آیا یا شام کو آیا، جنت میں میزبانی تیار کرتا ہے۔'' ❶

اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔ اگر وہ زندہ رہیں تو انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی کفالت کی جائے گی اور اگر وہ مر جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرے گا، ان میں سے ایک اس شخص کا ذکر کیا جو مسجد کی طرف نکلا، یعنی اللہ اس کا بھی ضامن ہے۔'' ❷

وہ مناظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے متحرک فلم کی طرح گھوم رہے ہیں، جب

❶ صحیح بخاری: 148/2، حدیث: 662، صحیح مسلم: 463/1، حدیث: 669.

❷ سنن ابی داود: 16/3، حدیث: 2494، الاحسان (یعنی بترتیب صحیح ابن حبان: 359/1، حدیث: 449، صحیح الترغیب و الترھیب: 128/1، شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر قادسیہ میں نماز تراویح ادا کرنے کے لیے جاتا۔ قاری عبدالودود عاصم جو سدلیس پاکستان کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے بھائی قاری عبدالروف حجازی کی روح پرور تلاوت سننے کے لیے دور دراز شہروں سے لوگ سپیشل لاہور آتے ہیں۔ ہر رات کو رمضان میں تراویح کے وقت ایک روح پرور اور ایمان افروز منظر ہوتا ہے۔ لمبی قطاروں میں دنیا کھڑی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید سن رہی ہوتی ہے۔ ہر اس انسان کو جس نے حرمین، شریفین، (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کی پرکیف بہاروں کے نظارے کیے ہوتے ہیں، ایسے لگتا ہے جیسے وہ اب بھی بیت اللہ کے قاری کے پیچھے تراویح ادا کر رہا ہو۔ کچھ لوگ نماز تراویح میں قطاروں میں کھڑے چھوٹے بڑے قرآن ہاتھوں میں پکڑے قرآن کی قرأت، قرآن سے دیکھتے ہوئے سن رہے ہوتے ہیں اور ایمان کی حلاوتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ کچھ کمزور طبیعت یا مریض افراد وہیل چیئرز پر براجمان اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کی تلاوت سن کر دلوں کی بنجر، بے آب و گیاہ زمین کی ایمان کے آب رواں سے آبیاری کر رہے ہوتے ہیں...... کچھ تلاوت، شکر اور خوفِ الٰہی سے آنسوؤں کے انمول خزانے اللہ کریم کے دربار میں پیش کر کے بخشش و مغفرت کے پروانے حاصل کرنے میں کوشاں و مصروف ہوتے ہیں۔

ایمان کی ایسی ہی پرکیف بہاروں والے موسم جہاں ہر دم سایہ فگن ہوتے ہیں، میری مراد مرکز القادسیہ چوبرجی لاہور ہے، جہاں یہ ننھا ابوبکر بھی اللہ کے نیک بندوں کے اجتماع میں روزانہ اللہ کے حضور حاضر ہوتا۔ رمضان المبارک میں ابوبکر بلاناغہ میرے ساتھ تراویح ادا کرنے جاتا، قادسیہ مسجد میں پہنچتے ہی اس کے پژمردہ اور تھکے چہرے پر سے تکان دور ہو جاتی اور شادابی و تروتازگی آ جاتی...... آنکھیں روشن...... دل شاد باد...... فرحت و راحت اور خوشیوں کی بجلیاں اس کے رگ و ریشے سے پھوٹنے لگتیں...... وہ چہک اٹھتا...... مہک اٹھتا...... اور لہک لہک کر باتیں کرتا...... اپنے اردگرد اہل ایمان کے نظاروں کو دیکھتے ہوئے اپنے دل و دماغ کی سکرین پر محفوظ کرتا جاتا۔ میرے ساتھ ساتھ رہتا۔ میرے ساتھ صابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہاتھ منہ دھوکر وضو کرتا...... رومال سے منہ اور اعضاء خشک کرتا...... اور کشاں کشاں، فرحاں فرحاں، شاداں شاداں، تیزی تیزی سے...... چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے...... اہل ایمان کے ساتھ جس قطار میں جگہ ملتی......توتلی زبان میں ''اللّٰہ اکبر'' کہتے ہوئے...... ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے ہوئے...... جماعت کے ساتھ مل جاتا...... اور سلام پھیرنے تک بغیر حرکت کیے، بغیر کسی تھکاوٹ کے احساس کے قرآن کی تلاوت سن کر مسحور ہوتا۔

قاری عبدالودود عاصم کے پیچھے آٹھ تراویح کی مسلسل ادائیگی:

مرکز القادسیہ کا یہ اعزاز ہے کہ یہاں عام مساجد کی طرح اٹھک بیٹھک تیز تیز تراویح نہیں ہوتیں بلکہ طویل قیام ہوتا ہے۔شوقیہ طور پر تراویح پڑھنے کے لیے کتنے ہی جوان یا کم ہمت لڑکے، یا محض سیر کے لیے آنے والے، یا والدین کے اصرار وترغیب پر یہاں آنے والے جوان دو تراویح پڑھ کر ہی تھک جاتے ہیں اور ٹھنڈے پانی کے گلاس پیتے ہوئے وہیں لیٹ جاتے ہیں کہ بہت تھک گئے ہیں۔ وہ تھکاوٹ اور لمبے قیام سے بچنے کے لیے اس وقت جماعت میں شامل ہوتے ہیں جب امام تلاوت ختم کر کے رکوع میں جاتا ہے۔ یوں اپنی دانست میں وہ لمبے قیام کی تھکاوٹ سے بھی بچ جاتے ہیں اور تراویح بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کو سمجھائیں تو ان کے پاس بہت سی دلیلیں ہوتی ہیں۔ جی کیا کریں ہم فارغ تھوڑی ہوتے ہیں، سارا دن لٹو کی طرح گھوم گھوم کر کام کرتے ہیں، مزدوری کرتے ہیں...... سخت کام کرتے ہیں...... ہمارا مسلسل بھاگ دوڑ کا کام ہے یا بیمار ہیں وغیرہ وغیرہ...... اس لیے ہم سے لمبا قیام نہیں ہوتا......لیکن میں قربان جاؤں کمسن معصوم ابوبکر پر آٹھوں تراویح میرے ساتھ مسلسل کھڑا ہوکر پڑھتا لیکن کبھی دو چار تراویح کے بعد دو یا چار منٹ کے لیے لیٹا بھی نہیں کہ میں تھک گیا ہوں...... ہاں البتہ جب کبھی اسے مسلسل کھڑے ہونے سے تھکاوٹ محسوس ہوتی تو اپنی ایک ٹانگ چند لمحات کے لیے اوپر اٹھا لیتا اور اسے آرام دے کر، پھر دوسری کو اسی طرح آرام دیتا اور پھر مسلسل بغیر کسی حرکت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراویح ادا کرتا۔

قنوتِ نازلہ میں معصوم کے آنسوؤں بھرے لمحات:

آٹھویں تراویح ادا کرنے کے بعد وہ قنوتِ نازلہ میں جو عموماً آدھ گھنٹے پر مشتمل ہوتی ہے، کھڑا ہو کر اہل ایمان کے ساتھ رو کر اپنے رب کریم سے سرگوشیاں کرتا۔ میرے دوسرے بیٹے عثمان 4 سال، عمر 5 سال لمبے قیام سے تھکاوٹ کی شکایت کرتے، کبھی تازہ دم ہونے کے لیے چار تراویح کے بعد ملنے والے چند منٹ کے وقفہ میں لیٹ بھی جاتے، کبھی سلام پھیرنے کے بعد پانی بھی پیتے اور پھر قیام میں شامل ہو جاتے لیکن واہ! ابوبکر تیری کیا بات تھی۔ ابوبکر کبھی بھول کر بھی تھکاوٹ کی شکایت نہ کرتا تھا، نہ لیٹتا، نہ ٹھنڈا پانی پی کر تازہ دم ہونے کا اہتمام کرتا، نہ ہی اپنی جگہ بدلتا بلکہ جہاں کہیں میں نے کھڑا کر دیا وہیں کھڑے ہو کر نماز عشاء ادا کرتا، پھر نماز تراویح کا قیام اور پھر اوپر سے قنوت نازلہ کا قیام بھی کرتا۔ یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ ابوبکر کو میں نے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا تو وہ دو چار تراویح کے بعد بائیں طرف آ گیا ہو۔ نہیں بلکہ جہاں کھڑا کیا ابی جان کا حکم جان کر وہ وہیں کھڑا ہو کر قیام کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا، جبکہ دوسرے بیٹے کبھی کبھی ردو بدل کر لیتے تھے کہ اگر میں نے کسی کو اپنی دائیں طرف کھڑا کیا تو وہ دوسری چار تراویح میں بائیں طرف آ جاتے یا اس کے الٹ ہو جاتے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے لمبے قیام میں تھکاوٹ ہر کوئی محسوس کرتا تھا، میں خود جوان ہو کر بھی تھکاوٹ محسوس کرتا تھا...... لیکن حیرانی کی بات ہے کہ کیا ابوبکر کو تھکاوٹ نہیں ہوتی تھی؟ کیوں کہ اس نے کبھی تھکاوٹ و سستی کا اظہار یا شکایت نہیں کی جبکہ وہ ایک معصوم بچہ تھا...... سارا دن سکول میں اور پھر ٹیوشن میں بھاگم بھاگ، گھر کے کاموں میں، ہوم ورک وغیرہ کے بکھیڑوں سے تو وہ پہلے ہی تھک چکا ہوتا تھا...... حقیقت اور امر واقع عقل انسانی تو یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ تو ہم سے بھی زیادہ تھکاوٹ سے چور ہوتا تھا لیکن اس کا اظہار کیوں نہیں کرتا تھا؟...... اس کی تین وجوہات تھیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① وہ اللہ کی عبادت کر رہا ہوتا تھا اور اس میں تھکاوٹ کی شکایت کو مناسب نہیں جانتا تھا۔ تھکاوٹ کا عذر کر کے ہلنے جلنے کو خشوع و خضوع کے منافی جانتا تھا۔ یہ اللہ کریم سے کمال محبت کی علامت تھی اور اس کا مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔

② وہ اپنے آپ کو مجاہد کہتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ مجاہد تو بہت بہادر، جفاکش، انتھک اور مضبوط ہوتے ہیں، وہ اتنی جلدی تھکتے تھوڑی ہیں۔ اس احساس کے پیش نظر وہ اپنے اوپر تھکاوٹ کے احساس کو غالب نہ آتے دیتا تھا بلکہ تھکاوٹ کو مجاہد کی شان کے منافی جانتا۔

③ وہ یہ سمجھتا تھا کہ ابی جان تھکاوٹ اور تھک جانے والوں کو اچھا نہیں جانتے، تھک جانے والے کمزور اور بزدل ہوتے ہیں۔ وہ خود کو تھکا ہوا ظاہر کر کے اپنے ابی جان کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ ان کے ہاں سر بلند رہنا چاہتا تھا۔ ایک بات اور یہ کہ اپنے آپ کو تھکا ہوا ثابت ہونے کو اپنی بے عزتی سمجھتا تھا اور وہ اپنی بے عزتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا تھا...... خود دار جو تھا...... اپنے بھائیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا تھا: یہ تو برائلر ہیں (برئیلر مرغ) جو اتنی جلدی تھک جاتے ہیں۔

یہ بات اور سوچ اس کی کسی حد تک درست بھی تھی اور اس نے بالکل ٹھیک میری طبیعت کا اندازہ لگایا تھا، کیوں کہ میں واقعی عبادت میں جلدی تھک جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سارا دن ہم دنیا کے دھندوں میں مشغول رہتے ہیں لیکن تھکاوٹ کی شکایت نہیں کرتے بلکہ مسلسل کولہو کے بیل کی طرح جتے رہتے ہیں، لیکن جب نماز یا عبادت کی باری آتی ہے تو ہم تھکاوٹ سے چور ہونے کے بہانے کرنے لگتے ہیں۔ سچ کہا ایسے لوگوں کے لیے اللہ کریم نے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ ﴾ (الانعام: 6/ 91)

”انہوں نے اللہ کی قدر کی ہی نہیں جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر یہ ساری مشقتیں کیوں جھیلتا تھا!؟؟...... صرف نیکیوں کے حصول کے لیے...... اپنے پیارے رب کریم کو خوش کرنے کے لیے...... وہ اجروثواب اور نیکیوں کے لیے ہر تکلیف ہنس کر برداشت کرتا تھا کیونکہ وہ نیکیوں اور رضائے رب کریم کے حصول کا بہت حریص اور لالچی تھا اور یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا:

یا اللہ! اس کی نیکی اور عمر میں برکت ڈالنا:

موہ لیتا دل کو تھا وہ صبر و رضا کا پتلا
حسن اخلاق میں تھا اللہ نے کیا اسے یکتا

مرکز القادسیہ میں نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد وہ کبھی کبھار محترم و مکرم و مشفق و محترمی امیر حمزہ چیف ایڈیٹر ہفت روزہ جرار و قائد تحریک حرمت رسول و قرآن، پاکستان، کے دفتر بھی جایا کرتا تھا۔ وہ حمزہ صاحب کے سیکرٹری بھائی خالد جرار سے بہت محبت کرتا تھا۔ ایک دفعہ نماز تراویح اور قنوت نازلہ کے بعد حمزہ صاحب کے دفتر جانے کے لیے ہم مسجد قادسیہ کے صحن سے نکلنے لگے تو ایک مزید ادائے ابوبکر ہمارے سامنے آئی، یہ آپ بھائی خالد جرار کی زبانی سنیں، وہ کہتے ہیں:

''ہم نماز تراویح اور قنوت سے فارغ ہو کر صحن کی طرف نکلنے لگے تو ابوبکر میرے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ متجسس نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہا تھا، شاید کچھ تلاش کر رہا تھا لیکن اسے مطلوبہ چیز مل نہ رہی تھی۔ میں جونہی اپنے جوتوں کے ایک ریک کی طرف بڑھا اور وہاں پڑا اپنا جوتا اٹھانا چاہا تو ابوبکر برق رفتاری سے آگے بڑھا اور میرا جوتا نہایت ادب و احترام سے اٹھا لیا اور بولا: چلیں انکل! آپ کا جوتا میرے پاس ہے۔ میں نے کہا: چھوڑو ابوبکر، یہ میرا جوتا ہے، اسے میں ہی اٹھاتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے جوتے کو نہایت مؤدبانہ انداز میں اپنے سے چمٹاتے ہوئے مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا: نہیں انکل! آپ آگے چلیں، یہ میں ہی اٹھاؤں گا۔ میرے بار بار منع کرنے کے باوجود اور جوتا واپس کرنے کے اصرار پر وہ نہ مانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ جواب میں دھیمی دھیمی مسکراہٹوں کے پھول بکھیرتا رہا۔ حتی کہ ہم قادسیہ مسجد سے نکل کر صحن میں پہنچے اور پھر اس کا وسیع صحن عبور کر کے باہر آئے۔ جوتے پہننے والی جگہ پر آتے ہی اس نے نہایت ادب و احترام سے جوتے میرے پہننے کے لیے زمین پر قرینے سے لگا دیے اور بولا: انکل پہن لیجیے۔ میں نے اس کی فرمانبرداری اور نیکی کا یہ عالم دیکھا تو آب دیدہ ہو گیا اور اسی وقت میرے دل سے رب عرش عظیم کے دربار میں یہ دعا نکلی:

''یا اللہ!...... اس سعادت مند معصوم بچے کی نیکیوں اور عمر میں برکت ڈال دے۔ اس کو علم و عمل والی لمبی عمر دے۔ اور دین و دنیا میں کامیابیاں اس کا نصیب بنا دے۔''

واہ! کیا ادائے دلبرانہ تھی ننھے ابوبکر کی! جس نے مجھے تاریخ کا وہ واقعہ یاد کروا دیا کہ جس میں دو شہزادے امین الرشید اور مامون الرشید اپنے استاد کے جوتے اٹھانے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے۔

خالد جرار بھائی کہتے ہیں: ''جب ہم محترم جناب امیر حمزہ صاحب کے دفتر میں پہنچے تو ابوبکر، عمر اور عثمان خوشی سے خوب چہک رہے تھے۔ اور دفتر میں رکھی گئی کچھ چیزوں کو اٹھا اٹھا کر دیکھنے میں مصروف تھے، جو کہ بچوں کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ جہاں بھی جاتے ہیں اپنی تجسس والی فطرت کے تحت کہ یہ کیا ہے، کیسا ہے وغیرہ جاننے کے لیے چیزوں کو الٹتے پلٹتے یا اٹھا کر دیکھتے ضرور ہیں۔ اس وقت کچھ ہلکا سا معاملہ ایسا ہی تھا، میں نے معمول کے مطابق جیسے بچوں کو منع کیا جاتا ہے کہا: بھئی چپ ہو جاؤ اور کسی چیز کو چھیڑنا نہیں۔ عمر و عثمان پر تو اس کا خاطر خواہ اثر نہ ہوا، وہ چہکتے ٹہکتے اور چمکتے دمکتے رہے، ہنستے رہے باتیں کرتے رہے۔ لیکن ابوبکر میری بات سن کر فوراً ایسے خاموش ہو گیا جیسے اسے بولنا ہی نہ آتا ہو۔ وہ اب خاموشی کے عالم میں پرسکون و جامد ہو کر بیٹھ گیا تھا، کوئی غیر ضروری حرکت بھی نہ کر رہا تھا۔ جب اس نے عثمان و عمر کو بولتے دیکھا تو انہیں ڈانٹتے ہوئے کہنے لگا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پتہ نہیں عمر و عثمان بھائی! دیکھو انکل خالد منع کر رہے ہیں۔ خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ، اور کسی چیز کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ۔ اچھے بچے انکل کی بات مانتے ہیں۔"

اس کے بعد جتنی دیر وہ دفتر میں رہا بالکل سنجیدہ و خاموش رہا۔ لیکن جونہی دفتر سے باہر نکل کر قادسیہ دارالاندلس بک شاپ کے سامنے پہنچا تو پھر ہنسنے ...... چہچہانے ...... اور مسکرانے لگا۔

کیا عجب بچہ تھا، بڑوں کی ہر بات مان کر نیکیوں کے حصول کا متمنی، وہ بڑوں کی بات ماننے پر بھی یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اس اطاعت سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور جنت دیتا ہے۔

محبت بھری نماز میں خشوع خضوع کا معصومانہ انداز:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.)) [1]

"جو مسلمان وضو کرے تو خوب اچھے طریقے سے وضو کرے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اپنے دل و دماغ کے ساتھ ان میں متوجہ ہو تو ضرور اس کے لیے جنت واجب ہو گی۔"

ابوبکر کا نماز میں خشوع و خضوع ہر دیکھنے والے کو نظر آ جاتا تھا۔ سب سے پہلے وہ واش روم سے نکل کر صابن سے ہاتھ دھوتا۔ مکمل وضو اطمینان سے کرتا۔ جائے نماز ...... پکڑتا، اسے صاف ستھری جگہ پر بچھاتا، جائے نماز بچھاتے وقت اسے یہ وہم ہمیشہ دامن گیر رہتا کہ کہیں جائے نماز قبلہ رخ سے کچھ آگے پیچھے دائیں بائیں سرک نہ گیا ہو اور یوں نماز قبلہ رخ کی بجائے کسی اور سمت میں نہ پڑھی جائے۔ وہ جائے نماز کی قبلہ سمت کا تعین یقینی کر لینے کے بعد اگر کوئی تنکا یا چھوٹا موٹا کاغذ کا ٹکڑا اس پر پڑا ہوتا تو اسے اٹھا کر دور پھینکتا۔

بچے بچے ہی رہتے ہیں ہمیں ان سے سنجیدگی اور بڑی بڑی توقعات وابستہ نہیں کرنی

---

[1] صحیح مسلم: 209/1، حدیث: 234.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئیں۔ ابوبکر بھی بچہ ہی تھا۔ایک دفعہ! وہ نماز ادا کرتے ہوئے عمر اور عثمان کی جاری چپقلش اور بحث و تکرار کی طرف بھی دوران نماز نظر اٹھا کر دیکھ رہا تھا اور نماز بھی پڑھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کی والدہ نے نماز کی ادائیگی کے بعد اسے سمجھایا کہ بیٹا نماز میں صرف سجدہ کی جگہ پر نظر رکھتے ہیں، ادھر ادھر نہیں دیکھتے۔ اپنے قریب جو کچھ بھی ہو جائے اس کی طرف توجہ اور پروا نہیں کرتے۔ اگر نماز میں سجدہ کی جگہ کی بجائے ادھر ادھر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور سزا دیتا ہے۔

ابوبکر اپنی ماں کی ہر بات اور نصیحت کو اپنے لیے حکم کا درجہ دیتا تھا، چنانچہ اس دن کے بعد، ابوبکر نے نماز کے دوران ادھر ادھر نہیں جھانکا بلکہ وہ اکثر اپنے چھوٹے بھائیوں کو یوں سمجھاتا:

"عمر بھائی، عثمان بھائی!...... نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھتے، سجدہ کی جگہ پر نظر رکھتے ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر آگ میں پھینک دے گا۔"

امی جان! بھائی کو حکم دیں کہ جماعت کروائے:

ایک دفعہ سب بچے نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک ابوبکر نے شور مچا دیا کہ اکیلے اکیلے نہیں پڑھو بلکہ جماعت کراؤ اور ساری نماز پکار کر بلند آواز سے دوسروں کو دہراتے ہوئے پڑھاؤ، اس کی کسی نے بات نہ مانی تو الجھا ہوا پریشانی کے عالم میں التجا لے کر اپنی والدہ کے حضور پہنچا اور پکارا:

"امی جان!...... بھائی کو کہیں کہ جماعت کروائے اور اونچی آواز سے نماز پڑھے، تاکہ باقی بھائی بھی اس کو بلند آواز سے دہراتے جائیں...... امی جان! اس لیے بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھ کو بعض مقامات سے نماز بھولتی ہے اور کچی ہے، اس طرح میں پکی کر لوں گا۔ یوں میری نماز مکمل بھی اور پکی بھی ہو جائے گی۔"

واہ کیا احساس ہے...... کیا تڑپ ہے...... کیا کسک ہے......!!؟...... اس ننھے معصوم دل میں...... کہ کہیں میری نماز ادھوری اور کچی نہ رہ جائے...... اور میں نماز کے ثواب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محروم نہ رہ جاؤں...... نیکیوں کے حصول میں ناکام نہ ہو جاؤں۔ آج کل تو یہ عالم ہے کہ کئی بوڑھوں کو بھی نماز صحیح طرح سے یاد نہیں اور مزید المیہ یہ ہے کہ ان کو اپنی اس کوتاہی اور نقصان کا احساس بھی نہیں ہے۔ کئی بزرگوں سے کہ جو مرنے کے قریب پہنچ چکے ہیں، نماز سنی تو بہت دکھ ہوا کہ ان کی ساری زندگی ایسے ہی گزر گئی۔ ہمیشہ کی سستی و کاہلی میں اپنی نماز درست نہ کر سکے اور یوں اپنی زندگی کی نمازیں بھی ضائع کر لیں لیکن...... اس کے باوجود ان کو اب بھی کہ جب موت آنے والی ہے، اپنے اس جرم، اس سستی و کاہلی اور غفلت کی المناکی کا احساس نہیں۔ اگر ان کو احساس دلائیں تو شیطان ان کے منہ سے یہ عذر والا جملہ نکلوا کر ان کو پھر غفلت کی نیند سلا دیتا ہے، کہ اللہ بہت بخشنے والا ہے...... بہت مہربان ہے، معاف کرنے والا ہے۔

یہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے دین کو، اپنے احکامات کو پس پشت ڈالنے والوں کے لیے...... اس کے دین اسلام کو اہمیت نہ دینے والوں کے لیے...... اور رسول رحمت ﷺ کے فرامین و سنتوں اور طرز عمل کی مخالفت کرنے والوں کے لیے...... جبار بھی ہے...... قہار بھی ہے...... مجرموں کو کسی بھی وقت پکڑنے والا بھی......

''امی جان غریب آیا ہے:''

> ''میں دونوں ٹانگوں سے معذور ہوں...... میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں...... میرا کوئی روزگار نہیں...... اللہ واسطے میری بچیوں کے لیے میری مدد کرو...... اللہ آپ کو جنت دے گا۔ اور دنیا میں بھی بہت زیادہ دے گا...... اللہ کے لیے میری مدد کرو۔''

گلی سے یہ آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔ ابوبکر شہزادہ اوپر تیسری منزل پر کھیل رہا تھا۔ وہ اپنا کھیل وہیں چھوڑ کر ننھے ننھے قدم اٹھاتا تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے اپنی والدہ جو باورچی خانہ میں مصروف تھیں، کے پاس پہنچا اور اپنی وہی صدا بلند کی جو وہ اکثر ایسے موقعوں کے لیے کیا کرتا تھا، کہنے لگا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"امی جان!.....غریب آیا ہے.....آپ نے آواز سنی؟...... وہ ہمیں بلا رہا ہے.....اس کے بچے بھوکے ہیں نا امی جان......"

وہ چپ ہوا تو ماں نے اسے اپنے پرس سے دو نوٹ دیے، وہ لے کر خوشی خوشی بھاگتا ہوا سیڑھیاں اترنے لگا اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور وہ تیزی سے باہر نکل گیا...... تھوڑی دیر بعد ابوبکر مسرور و مسحور اپنی ماں کے سامنے طمانیت و سکون اور راحت کے ملے جلے جذبات میں ڈوبا مسکراتا ہوا کھڑا تھا، اور کہہ رہا تھا:

امی جان! میں بابا جان کو پیسے دے آیا ہوں۔ ہمیں ثواب ہو گا نا...... اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے نا؟......جی میرے بیٹے کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوش ہی نہیں ہوں گے بلکہ جنت بھی دیں گے۔" والدہ نے جواب دیا۔

رب عرش عظیم نے اس کے دل میں غریبوں کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جب وہ کسی بھکاری کو صدا لگاتے دیکھتا یا سنتا تو بے قرار ہو کر کہتا: امی جان! غریب آیا ہے یعنی مجھے پیسے دو میں اس کی مدد کر کے آؤں۔ اس کی یہ تڑپ، یہ احساس میرے دوسرے بچے بھی دیکھتے تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ وہ بھی اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتے۔

وہ گھر میں ایسے مناظر دیکھتا رہتا کہ حاجت مند و ضرورت مند خواتین آتیں تو اس کی ماں ان کی مدد کرتی۔ میرا عجیب سا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی عورت آتی تو اس کی والدہ خود ان کو ڈیل کرتی، خدمت کرتی، چائے وغیرہ سے تواضع کرتی یا کچھ اور دیتی، پھر ان کو پیسے وغیرہ دیتی...... جبکہ اس دوران ابوبکر محض ایک سامع کی طرح وہاں بیٹھا صرف مشاہدہ کر رہا ہوتا تھا...... مدد ماں کرتی تھی لیکن خوشی و طمانیت کے جذبات و احساسات اس کے چہرے سے ہویدا ہو رہے ہوتے تھے، خوشی اس کو ہو رہی ہوتی تھی...... اور اگر کسی کو اس کے ہاتھ سے کچھ بطور مدد روپیہ پیسہ نقد یا مال و جنس دلوایا جاتا تو پھر تو اس کی خوشی سنبھالے نہ سنبھلتی تھی۔ خوشی و مسرت اور نیکی کرنے کے جذبات و احساسات سے اس کے گال سرخ ہو جاتے۔ آنکھیں روشن و پرنور ہو جاتیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا مال ان کیلئے جن کا لہو اسلام کے لیے:

وہ مرکز القادسیہ سے جب تراویح ادا کرنے کے بعد گھر واپسی کے لیے نکلنے لگتا تھا تو مجھے اس کی خواہش کا علم ہوتا تھا اور مجھے پتہ ہوتا تھا کہ ابوبکر نے اپنی عادت کے مطابق مجھ سے اظہار بول کر نہیں کرنا۔ لہٰذا میں خاموشی سے نوٹ اس کی مٹھی میں دبا دیتا اور اس کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھتا...... تمتما اٹھتا...... تراویح کے مسلسل قیام کی وجہ سے اس کی تھکاوٹ سے سست پڑ جانے والی چال میں بانکپن آ جاتا...... تیزی آ جاتی...... اور وہ کشاں کشاں قادسیہ مین گیٹ کے ساتھ پڑے چندے کے بکسوں کے پاس جاتا کہ جہاں مجاہدین یہ آوازیں بلند کر رہے ہوتے تھے:

''آپ کا مال ان کے لیے جن کا لہو اسلام کے لیے۔''

وہ تیزی سے نوٹ غلہ میں ڈال دیتا یا مجاہد انکل کے ہاتھ میں تھما کر مسکراتا ہوا واپس چلا آتا۔ اس کا یہ عمل دیکھ کر میرے دوسرے بچے بھی اس کی نقل کرتے اور میں ان کے ہاتھوں میں بھی نوٹ دیتا وہ بھی چندہ بکس میں ڈال کر واپس آتے اور خوش ہوتے...... جبکہ مجھے سب سے زیادہ خوشی ہو رہی ہوتی تھی...... کیونکہ میں یہی چاہ رہا ہوتا تھا کہ ابوبکر کی سوچیں اور عمل سب میں منتقل ہو جائے۔

امی جان جیب خرچ:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے کوئی صدقہ کیا، پھر اسی عمل پر اس کا خاتمہ ہوا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' [1]

ایک دفعہ ابوبکر سکول سے گھر واپس آ رہا تھا کہ ایک معذور شخص پر نظر پڑ گئی جو صدا لگا رہا تھا:

---

[1] مسند امام احمد: 391/5، الترغیب و الترھیب: 61/2، صحیح الترغیب و الترھیب: 412/1، شیخ البانی کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں دو دن سے بھوکا ہوں۔ مجھے روٹی کھانی ہے۔ میری مدد کرو۔''

ابوبکر نے تھوڑی دیر اس کا مشاہدہ کیا، پھر کچھ سوچا اور اب اس کے ننھے ننھے ہاتھ اپنی جیبیں ٹٹول رہے تھے۔ اس نے اپنا دو تین دن کا بچا کھچا سارا جیب خرچ جمع کر کے اس فقیر کی ہتھیلی پر رکھ دیا اور کہنے لگا: (انکل) یہ لے لیں اور کھانا کھالیں۔

اس کے بعد وہ نہایت خوشی کے عالم میں مسرور و مطمئن گھر پہنچا تو خوشی سے اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔ ماں نے اس کی خوشی کے عالم میں بے قابو ہو جانے والی کیفیات کو نوٹ کیا تو مسکرا کر بولی: ابوبکر! خیر تو ہے بڑے خوش ہو، کیا بات ہے؟ وہ جواباً بولا: امی جان! راستے میں ایک غریب ملا تھا۔ بیچارہ دو دن سے بھوکا تھا۔ میں نے کھانے کے لیے اس کو اپنے جیب خرچ کے سارے پیسے دے دیے ہیں۔ اللہ خوش ہو گا نا امی جان؟...... ماں اس کی عظیم سوچ پر حیران و ششدر سوچوں میں گم تھی اور وہ بولتا جا رہا تھا: امی جان! اللہ خوش ہوں گے نا؟ .

قربان تیری بلند سوچوں پر اے ابوبکر!

اس کو نیکی اور اجر و ثواب کا یہ احساس...... اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اپنی کاوش کا ادراک، خوشیوں سے نہال کیے دیتا۔ اس کا اثر میرے دوسرے بچوں پر بھی پڑا۔ چند دن قبل ابوبکر کا چھوٹا بھائی عمر رات کو گھر پہنچتے ہی مجھے کہنے لگا:

ابی جان! آج میں نے اپنے جیب خرچ کے 6 روپے کے بسکٹ نہیں خریدے بلکہ سکول سے واپسی پر ایک غریب کو دے دیے تھے۔ وہ بہت خوش ہوا تھا۔ اس فقیر نے مجھے بہت سی دعائیں دیں۔ مثلاً اللہ مجھے بہت سا علم دے۔ کامیاب کرے وغیرہ وغیرہ۔

''میں اس کی باتیں سن رہا تھا اور خیالوں ہی خیالوں میں ابوبکر کو پکار رہا تھا:

اے ابوبکر! تیری نیکی کی لگائی گئی شمع ابھی تک روشنی دے رہی ہے اور پوری آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔

اے تیرے چھوٹے بھائیوں نے اپنی ننھی منی خواہشات کو بطور ایندھن بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر روشن رکھنے کا عزم کیا ہے...... یہ اب ہمیشہ جلتی رہے گی۔"

اس کی روشنی تم جنت کے محلات میں اپنے میناروں پر بیٹھے دیکھو گے...... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اے معصوم شہزادے!...... میں بھی تیرے بھائیوں کے ساتھ مل کر تیری روشن کی ہوئی شمع کو مرتے دم تک فروزاں رکھوں گا۔ ان شاء اللہ تجھے ضرور اس ڈالی گئی مثالی ریت کا ثواب ملتا رہے گا، اس لیے کہ سلطانِ مدینہ سرور قلب وسینہ نے فرمایا ہے:

((اَلدَّالُ عَلَى الخَيرِ كَفَاعِلِهٖ .))

نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا یا نیکی کی نشاندہی کر کے اسے کرنے یا اپنانے پر ابھارنے والا اجر وثواب میں اتنا ہی حقدار ہو گا جتنا وہ نیک عمل کرنے والا۔ یعنی نیکی کی طرف نشاندہی کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس نیک عمل اور نیکی کرنے والے کو ملے گا۔

اے ابوبکر معصوم شہزادے!...... تو تو نیکیوں کا حریص اور لالچی تھا، تجھے وہ ذات جس کی خوشی کے لیے تو یہ سب کچھ کرتا تھا، کیونکر اجر وثواب کے خزانوں سے محروم رکھے گی۔ وہ ضرور تجھے اپنی رحمتوں سے مالا مال کر کے کروڑ نہیں بلکہ نیکیوں کے اعتبار سے ارب پتی بنا دے گی۔ ان تمام حسنات کا مجموعہ یقیناً تمہارے درجات کی بلندی کا باعث بنے گا۔ ان شاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6

صبر و ثبات کا پہاڑ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

((دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ، لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ .)) ❶

"مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو غصہ نہ کیا کر تیرے لیے جنت ہوگی۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

((اَوْصِنِیْ؟ قَالَ: لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا ، قَالَ: لَا تَغْضَبْ .)) ❷

"آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو غصہ نہ کیا کر۔ اس نے بار بار دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہی) فرمایا کہ تو غصہ نہ کر۔"

---

❶ الترغیب والترھیب: 277/3، منذری کہتے ہیں: طبرانی نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے، ان میں سے ایک صحیح ہے۔ اور البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح الجامع الصغیر، حدیث: 7374

❷ صحیح بخاری: 519/10، حدیث: 6116.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے غصہ پی لیا جب کہ وہ اسے عملی جامہ پہنانے پر قادر تھا تو اللہ عزوجل اسے قیامت کے روز تمام مخلوقات کے رو برو بلائیں گے حتیٰ کہ اسے اختیار دیں گے کہ وہ خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے پسند کر لے (چن لے)۔"[1]

ابوبکر اگرچہ ایک ننھا منا بچہ تھا لیکن اپنی عادات اور خصائل کی بنا پر عظمت و رفعت کا کوہِ گراں تھا۔ اس پر کتنا ہی ظلم ہو جائے، زیادتی کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں، کسی حق سے محروم کر دیا جائے...... شدید زدوکوب کر دیا جائے...... دوسروں کے سامنے کوئی اس کی ہتک اور بے عزتی کر دے......وہ جوانوں اور بوڑھوں سے بڑھ کر صابر و شاکر ہونے کا مظاہرہ کرتا تھا۔

کئی دفعہ ہم نے آزمائش کے طور پر اس کا امتحان لیا، وہ ہمیشہ سو فیصد نمبروں سے پاس ہوا۔ مثلاً: ہم نے کوئی نیا پھل یا میوہ، تلی ہوئی مسالے دار مچھلی، بسکٹ یا کوئی گھر میں تیار ہونے والی لذیذ نعمت اپنے اردگرد بیٹھے سب بیٹوں اور بیٹیوں کو دی، ماسوائے ابوبکر کے...... باری باری سب نے دوبارہ یا سہ بارہ مانگی جبکہ ابوبکر کو ایک بار بھی نہ دی۔ لیکن ابوبکر خاموش تماشائی بنا بیٹھا رہا۔ کوئی احتجاج نہیں، عام بچوں کی طرح رونا پیٹنا نہیں...... زیادتی اور محرومی پر کوئی گلہ شکوہ نہیں۔ جب سب لوگ کھا کر فارغ ہو گئے تو یہ ننھا معصوم فرشتہ خاموشی سے اٹھا اور اپنے بستر میں دراز ہو گیا۔ یا گھر کے کسی حصے میں جا کر اپنی ورکشاپ کھول کر کھیلنے لگا۔

---

[1] سنن ابی داود: 137/5، حدیث: 4777، جامع الترمذی: 326/4، حدیث: 2021، اور 565/4، حدیث: 2493، سنن ابن ماجہ: 1400/2، حدیث: 4186، صحیح الجامع، حدیث: 6522.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑے سے حصہ پر ہی راضی:

سرِ چشم اتنا کبھی ہم سے تقاضا نہ کیا
ہم نے جو اس کو دیا اس نے خوشی سے لے لیا

کئی دفعہ ہم نے اگر کوئی کھانے والی چیز دی تو اس کو صرف ایک بار چیز دی جبکہ اس کے سامنے اس کے بھائی بار بار تقاضا کر کے لے رہے ہوتے اور کھا رہے ہوتے تھے لیکن ابوبکر اپنے آپ کو ایک دفعہ ہی تھوڑی سی ملنے والی چیز کو اپنی قسمت جان کر قانع و خاموش رہتا۔ کبھی نہ کہتا کہ مجھے تھوڑی سی جبکہ باقی کو زیادہ دی اور وہ پھر بھی بار بار لے رہے ہیں۔ یا سب کو تین تین بار چیز دی جبکہ مجھے صرف ایک بار...... یہ زیادتی کیوں؟ سب کو کھاتے دیکھتا ضرور لیکن زبان سے کچھ نہ بولتا کہ وہ اپنے والدین، خاص طور پر امی جان کی ہر طرح کی تقسیم پر راضی تھا اور خلاف ورزی اور اختلاف کو گستاخی اور سوئے ادب قرار دیتا تھا۔ کہتا تھا:

"بھائی......! امی جان نے جو دے دیا اتنا ہی کافی ہے...... امی بیچاری کو زیادہ فرمائشیں اور ضدیں کر کے پریشان نہ کیا کرو...... دیکھو! بے چاری تھک جاتی ہے کام کر کر کے۔"

محروم رہ جانا منظور لیکن بغیر اجازت کے کچھ نہیں لینا:

عموماً کھانے پینے والی چیزیں سامنے پڑی ہوتی تھیں، فریج بھری ہوتی تھی۔ مجال ہے جو کبھی ابوبکر نے طلب و خواہش ہونے کے باوجود ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز پکڑی ہو یا کھائی ہو۔ بعض دفعہ سب خود ہی پھل وغیرہ پکڑ پکڑ کر کھا رہے ہوتے تھے لیکن ابوبکر صابر و شاکر بن کر خاموش بیٹھا ہوتا تھا، مطالبہ بھی نہیں کرتا تھا، خود اٹھا کر لے لینا اور کھا لینا تو دور کی بات ہے، وہ سمجھتا تھا میری وہی قسمت ہے جو میری امی جان خود اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پیار سے یہ کہہ کر کہ "ابوبکر! یہ لو کھا لو!" مجھے دے دے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازک پھول جلادوں کے نرغے میں:

ابوبکر کے دو صبر و ہمت کے ایسے تحیر خیز واقعات ہیں جو اکثر مجھے غمگین کر دیتے ہیں۔ ایک واقعہ تو ایسا ہے کہ جب مجھے یاد آتا ہے تو میری آنکھیں چھم چھم آنسو بہانا شروع کر دیتی ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ یہ واقعہ دوران سفر موٹر سائیکل چلاتے ہوئے میرے دل کے نہاں خانوں اور دریچوں میں چلا آتا ہے تو پھر آنسوؤں کی روانی و جولانی کی بنا پر موٹر سائیکل چلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ واقعہ آپ کے سامنے رکھنے سے پہلے میں ایک منظر نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور کا آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اس ہسپتال کے نا اہل اور غیر ذمہ دار اور نا تجربہ کار عملے کے ظالم ہاتھوں میں بھی ابوبکر پامال ہوتا رہا...... ظلم سہتا رہا...... جبر برداشت کرتا رہا...... لیکن چپ ہی رہا...... اور چپ ہی رہتے ہوئے عالم بالا کی طرف کبھی نہ واپس آنے کے لیے سدھار گیا۔

ابوبکر کے آپریشن سے پہلے اسے انجکشن لگائے گئے تھے۔ اس مقصد کے لیے دو نرسوں نے اسے ایک بیڈ پر لٹا لیا اور لگیں مشق ستم جاری کرنے اس نازک بچے پر۔ ایک اناڑی اور نا تجربہ کار نرس نے ابوبکر کے دائیں بازو کی وین میں (دوسری نرس سے ہنستے خوش گپیاں کرتے ہوئے) انجکشن لگانے کے لیے سرنج داخل کی...... لیکن نیڈل کہیں اور جا نکلی...... وین میں نہ تھی بلکہ مسل میں تھی۔ پھر پیچھے لا کر ایک اور زاویے سے نیڈل بازو میں گھسا دی...... لیکن پھر ناکامی، کیونکہ سرنج اب بھی وین کے اندر نہ جا سکی تھی۔ پھر وہ نرس کبھی دائیں سرنج گھسا رہی تھی اور واپس لا کر پھر بائیں طرف...... لیکن مسلسل ناکامی...... ابوبکر معصوم ہے کہ تکلیف سے دوہرا ہوا جا رہا ہے۔

قارئین محترم!...... آپ بھی بچوں والے ہیں۔ آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ کچھ بچے تو ڈاکٹر کا نام سن کر ہی ڈر جاتے اور رونے لگتے ہیں۔ اور کچھ کو مائیں چپ کروانے کے لیے کہتی ہیں، چپ کر جاؤ ورنہ ڈاکٹر کے پاس لے جا کر ٹیکہ لگوا دوں گی۔ آپ نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ بعض بچے تو انجکشن دیکھتے ہی رونا شروع کر دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو زبردستی پکڑ کر قابو کر کے اگر صرف ایک انجکشن ہی لگوائیں تو وہ کتنی تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اس تکلیف سے کس قدر چیختے اور روتے ہیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی...... لیکن یہ ابوبکر نقاش ہے، صبر و ثبات کا کوہِ گراں...... نرس سے وین میں انجکشن نہیں لگ رہا اور وہ کبھی سرنج دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف گھساتی جا رہی ہے۔ لیکن مجال ہے جو ابوبکر نے آہ و بکا مچائی ہو، چیخا چلایا ہو...... واویلا کیا ہو...... بلکہ وہ کمال صبر کا مظاہرہ کر رہا ہے...... اس دوران وہ اپنے بازو کی طرف نہیں دیکھ رہا...... بلکہ چھت کو گھورے جا رہا ہے...... تاکہ دھیان اور طرف رہے اور یوں تکلیف کے احساس کو کم کیا جا سکے۔ کبھی زیادہ تکلیف کے وقت وہ آنکھیں بند کر کے مٹھیاں بھینچ لیتا ہے...... لیکن منہ سے کوئی بے صبری کی آواز نہیں نکالتا۔

اتنے میں نرس اپنی ناکامی کو اور نااہلی و ناتجربہ کاری کو چھپانے کے لیے سرنج مسل سے نکال کر بازو میں ایک دوسرے مقام پر داخل کرنے کے لیے کوشش کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ اب وہ بازو پر دائیں کی بجائے ایک انچ کے فاصلے پر بائیں طرف سرنجیں مار رہی ہے۔ سرنج مسل میں داخل کرنے کے بعد کبھی دائیں کو اور کبھی بائیں کو، کبھی اوپر کبھی نیچے، اندازے سے سرنج نکال رہی ہے اور داخل کر رہی ہے۔ بچوں والے سمجھ سکتے ہیں کہ اپنے بچے کو...... اپنے لختِ جگر کو...... اپنے نورِ نظر کو...... اس تکلیف میں دیکھ کر ان کے دل پر کیا بیتتی ہے۔ ایسا نہیں بہت مختلف، انمول و بے نظیر و بے مثال صفات کا حامل ہے یہ بچہ! بازو سے خون بہہ رہا تھا...... اس پر روئی رکھ کر اوپر سے دبا کر...... بہتے خون کو...... روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی...... ساتھ ساتھ تیسری جگہ پر بازو میں سرنج داخل کی جا رہی تھی اور نکالی جا رہی تھی: ''نہیں، یہاں دیکھتے ہیں۔'' کہہ کر نئی جگہ پر سرنج مسلسل گوشت میں گھونپی جا رہی تھی...... خون ادھر سے بھی جلد سے باہر نکلنا شروع ہو گیا تھا......

اب ایک بازو پر...... تین جگہ سے...... سرنجوں کے نشتروں کی کاٹ سے...... خون بہہ رہا تھا...... لیکن مشقِ ستم اور رسمِ جور و جفا مسلسل و پیہم جاری تھی۔ یہ سب کچھ دوسری نرس دیکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی تھی جو اپنی باتوں سے غالباً پہلی سے کچھ تجربہ کار اور سینئر لگ رہی تھی۔ آخر کار وہ بولی:

''جانی کنجریے...... تیرے کولوں تے اک بچے دی صاف نظر آن والی وین دی نئیں مل رئی۔ لیا میرے ول، میں لونی واں انجکشن۔''

(تم سے تو ایک صحت مند بچے کی صاف نظر آنے والی وین میں بھی انجکشن نہیں لگ رہا۔ لاؤ ادھر مجھے پکڑاؤ، سرنج میں لگاتی ہوں۔)

یہ کہہ کر اس نے بھی وہی کارروائی شروع کر دی جو پہلی کر رہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو تجربہ کار سینئر اور قابل ثابت کرنے کے لیے تیزی تیزی سے ابوبکر کے دوسرے بازو میں دائیں بائیں سرنج گھونپ رہی تھی کہ کسی طرح وین میں چلی جائے۔ حقیقت میں یہ بھی نا تجربہ کار تھی اور اپنا ہاتھ پہلے بھی کافی سیدھا کر چکی تھی اور اب مزید بھی کر رہی تھی۔ اس نے بھی ایک جگہ سے کھسیانی بلی کی طرح ناکامی کے بعد سرنج نکالی اور نہایت درشتگی، غصے، جھنجلاہٹ اور اجڈپن میں بازو کے اوپر والے حصے میں تیز دھار چھرے کی طرح پھر سے گھونپ دی۔

اس موقع پر اچانک ہماری نظر ابوبکر شہزادے کے چہرے پر جا پڑی...... اف!! یہ کیا...... یہ ہم کیا دیکھ رہے تھے...... شدت کرب...... اور جان لیوا تکلیف سے اس کا سرخ و سفید رنگ پیلا زرد پڑ چکا تھا...... چہرہ تنا ہوا...... اور سپاٹ تھا...... مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں...... کبھی ہلکے سے کھول رہا تھا...... اور کبھی ننھی ننھی انگلیوں کو بند کر رہا تھا...... اف اللہ! کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی...... اس شہزادے کو...... اس کی آنکھیں بند تھیں...... اور وہ زبان کو چیخنے سے...... اور اپنی چیخ سے اپنی شفیق ماں کو پہنچنے والی تکلیف سے...... بچانے کے لیے ...... اپنے ہونٹوں اور زبان کو دانتوں کی گرفت میں مضبوطی سے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا...... زبان کو دانتوں میں مضبوطی سے دبائے ہوئے تھا...... اسے کیا علم تھا کہ...... ماں یہ منظر اور اپنے ننھے معصوم کے یہ کٹتے پھٹتے، چرکے لگتے...... مرغ بسمل کی طرح تڑپتے...... مٹھیاں بھینچنے...... ہونٹوں کے کٹنے...... کرب و الم سے پاؤں کی انگلیوں کے چیخنے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مڑنے......کا منظر دیکھ کر......ایک بار نہیں...... کئی بار مر چکی ہے۔اور پھر اپنے لعل کے ہونٹوں پر بکھرتی مسکراہٹ دیکھنے کی اُمید میں جی چکی ہے...... وہ بھی اپنے دل کی آہوں کے بند کو ٹوٹنے سے روکے ہوئے ہے کہ کہیں اس کا لعل اسے روتے ہوئے دیکھ کر......صبر وضبط کے بندھن نہ توڑ بیٹھے......وہ بھی اپنے بیٹے کی طرح کمال صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے...... آخر ماں کس کی ہے......صبر و ثبات کے پہاڑ ابوبکر کی!!!

ابوبکر کی روشن و سرگیں...... موٹی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تو...... دل کٹ کر رہ گیا...... جب اس حقیقت کا مشاہدہ دوسری آنکھوں نے کرلیا کہ...... ابوبکر شہزادے نے اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو...... پلکوں پر بکھرنے اور......انمول روشن و چمکدار موتی...... بن کر بہہ جانے سے روکا ہوا ہے۔ وہ اپنے اس مقصد میں ابھی تک کامیاب جا رہا ہے...... اپنے آنسوؤں کو پلکوں کا حصار توڑ کر...... ساحلِ دل کے کناروں سے نکلنے سے روک رہا ہے......وہ کب تک برداشت و ہمت کی جنگ لڑتا رہے گا...... کوئی تجربہ کار سال خوردہ کھلاڑی تو نہیں ہے......ایک معصوم ہے......اور ایسے موقعوں پر تو بڑے بڑے دل و جگر والے بھی ہار بیٹھتے ہیں......اور تکلیف کی بنا پر اپنے واویلوں سے گردونواح کو گونجا دیتے ہیں...... دل پکارا: اے ابوبکر!......بس ذرا صبر کہ جبر کے لمحات تھوڑے ہیں......اپنے آنسوؤں کو پلکوں کے پیچھے ہی رہنے دینا...... ان رکے ہوئے انمول آنسوؤں کو بے کار نہ بہنے دینا......سکون کی نیند ابھی تمہارے پاس آیا ہی چاہتی ہے۔

ابوبکر نے اتنی شدید تکلیف برداشت کی لیکن اپنے رونے کو اس لیے بھی روکے رکھا کہ ”رویا تو بزدل کرتے ہیں، میں کوئی بزدل تھوڑی ہوں۔ میں تو مجاہد ہوں اور مجاہد بہادر ہوتے ہیں۔ اور روتی تو عورتیں ہوتی ہیں......میں کوئی کمزور عورت تھوڑی ہوں۔ اس نرس نے بھی ابوبکر کا بازو چھلنی کرنے کے بعد اچانک اپنی کامیابی کا اعلان دوسری نرس کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کیا:

”لو، بس اتنی سی تو بات تھی، تم ایسے ہی اتنی دیر سے کھپ رہی تھی۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کو انجکشن لگ گیا...... اس حال میں کہ اس کے دونوں کٹے پھٹے اور زخموں کے چرکوں سے چور بازوؤں سے خون بہہ رہا تھا...... وہی خون بہہ رہا تھا کہ جس کے متعلق ابوبکر کہتا تھا کہ میں اسے کشمیر میں جا کر اپنی بہنوں کی حفاظت کے لیے بہاؤں گا، اور وہ جذبات کی عکاسی کے لیے یہ ترانا پڑھا کرتا تھا:

سن ظلم کے پنجے میں دبی بہن کی آواز
جو ہاتھ اٹھائے ہوئے کرتی ہے یہ فریاد
پھر حق کا کوئی تیر شجاعت کی کماں سے
کفار کی شہ رگ پر کوئی پھینکنے آئے

دونوں بازوؤں سے مختلف جگہوں سے بہتے سرخ خون کو روئی رکھ کر اوپر سے دبا کر روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی...... جبکہ ابوبکر جیت چکا تھا...... یعنی ابھی تک اتنی لمبی تکلیف کی گھڑیوں میں اس نے کمال صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا تھا...... اور ایک آنسو کو بھی اپنے رخساروں پر نہیں بہنے دیا تھا...... ایک چیخ اور آہ کو بھی اپنے لبوں تک نہیں آنے دیا تھا۔

معصوم طالب علم پر سکول سے واپسی پر ظلم کی انتہا:

ابوبکر کا یہ معمول تھا کہ وہ گھر سے سیدھا سکول جاتا اور پڑھائی کے بعد بغیر کہیں رکے گھر چلا آتا۔ ایک دن وہ سکول سے واپس گھر آ رہا تھا کہ دو بدمعاش قسم کے لڑکے پہلے سے ہی اس کا راستہ روکے کھڑے تھے۔ ابوبکر کی جونہی ان پر نظر پڑی تو وہ پریشان ہو گیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: دیکھتے کیا ہو میرے ساتھ آگے بڑھو اور پکڑ لیں اپنے شکار کو۔ دوسرا بولا: نہیں یار آج اسے جانے دو، کل کسر نکال لیں گے۔ آج دل نہیں مان رہا اسے مارنے کو۔ پہلا بولا: تم بھی ایسے ہی ہو، کل کی کل دیکھی جائے گی، آج تو اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بولا: اوئے ابوبکر! رک جاؤ ...... نہیں بھائی......! امی جان انتظار کر رہی ہیں، میں لیٹ ہو گیا تو وہ پریشان ہو جائیں گی۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ اور تم زبان چلا رہے ہو۔ یہ کہتے کہتے وہ ابوبکر کے پاس پہنچ گیا اور جاتے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کے رخساروں پر ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا۔ پھر ایک ٹھڈا رسید کر دیا۔ اب وہ اس کا بازو مروڑ رہا تھا۔ اتنے میں اس کا دوسرا ساتھی بھی پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ظلم کے کاروبار میں شریک ہو گیا۔ اب وہ بھی ابوبکر کو مکے پہ مکے مار رہا تھا۔ ابوبکر تکلیف سے آہیں بھر رہا تھا اور نہایت بے چارگی کے عالم میں ان کے واروں کا دفاع کر رہا تھا لیکن اسے مسلسل ناکامی اٹھانی پڑ رہی تھی کیونکہ اس کا ایک ہاتھ سکول بیگ کو سنبھالنے میں مصروف تھا۔ اور وہ خوب پٹ رہا تھا۔ اب دونوں مل کر اس کو مار رہے تھے۔ اور ابوبکر یہی کہتا جا رہا تھا:

"بھائی مجھے مت مارو...... میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ مجھے نہ مارو، بہت تکلیف ہو رہی ہے...... بہت درد ہو رہا ہے...... نہ مارو بھائی...... بھائی نہ مارو، میرا قصور کیا ہے...... میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے!!؟"

وہ دونوں یہ سن کر ہنس رہے تھے اور مکے اور تھپڑ مارنے میں مصروف تھے۔

اچانک ان میں سے ایک نے ابوبکر کے بغل میں مضبوطی سے دبا کر پکڑے سکول بیگ پر ہاتھ ڈالا لیکن ابوبکر کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ گرج دار آواز میں بولا: چھوڑو میرے بیگ کو۔ نہیں بھائی! اس میں میری کتابیں ہیں، وہ خراب ہو جائیں گی۔ دونوں نے ابوبکر کو مضبوطی سے جکڑ کر کمر میں ٹانگیں مارتے ہوئے...... بیگ چھین لیا...... اور پھر دور پھینک دیا...... ابوبکر کی کتابیں گلی میں بکھر چکی تھیں...... وہ اپنی کتابوں کا یہ حال دیکھ کر بے بسی و بے کسی کے عالم میں رونے لگا...... بلکنے لگا...... ہائے میری کتابیں، ہائے میری کتابیں......

کتنا عظیم ہے یہ بچہ...... جو خود ظلم برداشت کرتا رہا مگر رویا نہیں...... لیکن کتابوں کے زمین پر بکھرنے نے اس کی چیخیں بلند کر دیں۔ جو اپنے نازک جسم کے پٹنے پر صبر و استقامت کی مسکان مسکائے جا رہا تھا...... برداشت کی مسکراہٹ مسکرائے جا رہا تھا...... اب وہ کتابوں کے بکھرنے پر روئے جا رہا تھا...... اور "ہائے میری کتابیں" پکارے جا رہا تھا۔ کتنا پیار اور والہانہ محبت تھی اسے علم سے...... اچانک ابوبکر نے رقت آمیز لہجے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التجائیہ انداز میں وہ فقرہ کہہ دیا جس نے عرش عظیم پر بیٹھے رب کریم کو بھی ضرور خوش کر دیا ہوگا۔ اور مالک کائنات، خالق کائنات کو اس بچے پر کس قدر پیار آیا ہوگا۔ اس کا وہ انمول جملہ...... وہ لاثانی فقرہ...... وہ پیار بھری آنچ پہ پگھلی سوچ دیکھ کر اور سن کر ایسے معصوم پر قربان ہوجانے کو دل چاہتا ہے۔ وہ جملہ آپ بھی سن لیں۔ ابوبکر التجائیہ لہجے میں بلبلایا:

''بھائی!...... میری کتابوں میں اسلامیات کی کتاب بھی ہے...... اس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوتا ہے۔ وہ زمین پر گرے گا تو گناہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ اٹھا لو اسے۔ اللہ کا نام زمین پر نہیں گراتے۔''

واہ معصوم شہزادے!...... میں قربان تیری سوچ اور فکر کے بہتے مثبت دھاروں پر...... تیرے عمل کے شراروں پر...... تو چھوٹی سی معصوم عمر میں کتنی عظیم سوچ رکھتا ہے...... تیرا ننھا سا دل اور دماغ کس قدر اللہ کریم کی محبت اور عظمت و ناموس سے بھرا ہوا ہے۔ مار کھاتے ہوئے بھی تجھے اپنا نہیں بلکہ اپنے پیارے رب کریم کا، اس کی عصمت و ناموس کا خیال ہے۔ کتنا بلند زاویہ ہے تیری رب کریم سے معصومانہ محبت کا...... ابوبکر التجائیں کر رہا تھا کہ اسلامیات بھی زمین پر گر گئی ہے، لہٰذا کتابوں کو بیگ میں ڈال دیا جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی نہ ہو۔ مگر وہ بدمعاش لڑکے اس کو مسلسل مار رہے تھے۔ ایک نے کمر میں ٹانگ مار کر اس کو گرا دیا۔ وہ اپنے دونوں بازو اپنے چہرے کے سامنے حائل کر کے اپنا دفاع کر رہا تھا اور اپنا چہرہ ٹھڈوں اور ٹھوکروں سے بچا رہا تھا۔

کافی دیر تک یہ بدمعاش والدین کے بدمعاش بچے اسے مارتے رہے۔ اب مار مار کے ان کے ہاتھ درد کرنے لگے تھے۔ وہ تھک ہار کر پھولے ہوئے سانس کے ساتھ پیچھے ہٹے تو ابوبکر اپنے کپڑے اور جسم جھاڑتے اور صاف کرتے ہوئے اٹھا۔ اب وہ دوبارہ مارنے لگے تو ابوبکر نے کہا: بھائی! میں اپنے ابو کو بتاؤں گا۔ میرے ابی جان مجاہد ہیں۔ دیکھنا وہ تجھے مزہ چکھائیں گے اور میرا بدلہ لیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے نے یہ سنتے ہی ایک زوردار مُکا اس کے پیٹ میں یہ کہتے ہوئے مارا کہ جب تمہارے ابو آئیں گے تو ہم ایسے ہی ان کے پیٹ میں چاقو ماردیں گے اور خون نکال دیں گے۔ ابوبکر یہ سنتے ہی اپنی تکلیف بھول گیا اور اندیشوں کے بھنور میں گرفتار ہوگیا، کہ ہائے کیوں کوئی میرے ابی جان کو چاقو مارے؟ نہیں کوئی نہیں مار سکے گا میرے ابو جان کو۔ چلو میں اپنی تکلیف برداشت کر لیتا ہوں اور ان کو اس واقعہ کا بتاؤں گا ہی نہیں، کہ نہ ان کو علم ہو، نہ وہ ان کے پاس باز پرس کے لیے آئیں اور نہ ان کو کوئی تکلیف پہنچے۔

واہ میرے بیٹے!...... واہ!...... احساس کی ایک شمع تھی جو تیرے ننھے نازک دل میں روشن تھی۔ درد کا ایک دھارا تھا جو تمہارے دل و دماغ کے صاف شفاف چشموں سے پھوٹتا تھا۔ بیٹے حقیقت میں وہی بیٹے کہلانے کے حقدار ہیں جو اپنے والدین کے آرام کا خیال رکھیں، ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ثابت ہوں، ان کے لیے پریشانی و تکلیف کا کسی بھی طرح باعث نہ بنیں۔ تو نے تو حد کردی...... اتنا حساس دل تھا تمہارا اپنے بے خبر باپ کے متعلق...... اتنا پیار کرتا تھا...... تو اس سے!!؟؟ کاش! میں تیرے نازک، ننھے، معصوم دل کے اندر اس وقت جھانک سکتا...... اور تمہارے ان فدویانہ اور جانثارانہ جذبات کو پڑھتا...... اور تمہارا فلسفۂ محبت و اطاعت جانتا...... کاش! تمہارے ننھے دماغ میں آنے والی عزم و وفا کی یہ سوچیں جان پاتا...... تو نے اس خدشے سے کہ میرے ابی جان کو کانٹا بھی نہ چبھ جائے، مجھ سے یہ واقعات ہمیشہ چھپائے رکھے اور مجھے ضمیر کا قیدی بنا دیا۔ دل اب چیختا ہے کاش! میں اپنے بیٹے کے لیے کچھ کرتا...... بیٹا! مجھے بتاتا تو سہی...... تیرا باپ تجھے محفوظ کرنے کے لیے...... تیری راہوں سے دکھ کے کانٹے چننے کے لیے...... تمہارے لبوں پر سکھ چین کی مسکان لانے کے لیے...... اپنے آپ کو بھی قربان کردیتا۔ باپ کا اصل سرمایہ اس کے بچے ہی تو ہوتے ہیں...... ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگیوں میں سکھ کی بہار لانے کے لیے ہی تو وہ...... اپنی ساری زندگی کو دکھ درد کی خزاؤں کی نذر کر دیتا ہے۔

کاش! تو اتنا حساس اور اپنے باپ کا خیال کرنے والا نہ ہوتا...... کم از کم مجھے بتاتا تو سہی تاکہ میں تمہارے لیے وہ سب کچھ کرتا جو میں کر سکتا تھا...... اور یوں میرا ضمیر مطمئن ہوتا۔

مختصراً پیارے قارئین کرام!!...... آمدم برسر مطلب، جب وہ ناہنجار و نالائق لڑکے ابوبکر کو مارتے مارتے تھک گئے تو یہ کہتے ہوئے کہ "باقی کی کسر کل نکالیں گے" چلے گئے۔ ابوبکر گرم گرم آنسوؤں سے رو رہا تھا...... مگر خاموشی سے...... خاموش آنسوؤں کی کہکشاں اس کے گلنار چہرے پر روشن و رخشاں تھی...... وہ آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے بلک رہا تھا...... لیکن کسی کو مدد کے لیے پکار نہیں رہا تھا...... کسی سے کوئی گلہ و شکوہ نہیں کر رہا تھا...... بلکہ اپنے زخموں سے چور دکھتے جسم کو صاف کر رہا تھا۔ ابوبکر نے اٹھتے ہی بھلا سب سے پہلا کیا کام کیا!!؟؟...... دور گرا اپنا بیگ پکڑا...... جھاڑا، صاف کیا...... پھر اس کی معصوم نگاہوں نے تلاش کیا اس کتاب کو...... جسے "اسلامیات" کہتے ہیں...... جس میں اس کے بقول اللہ کا نام ہوتا ہے اور...... اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ وہ اسے نہایت احترام سے اٹھا کر جھاڑ کر سب سے پہلے بیگ میں ڈال رہا تھا...... پھر اپنی باقی چیزیں اور کتابیں بیگ میں رکھ کر، گرتے پڑتے، بوجھل قدموں اور جسم کے انگ انگ میں اٹھے دردوں کے ساتھ گھر کی طرف...... کائنات کی شفیق مونس اور غمگسار ہستی...... ماں...... کی آغوش کی طرف...... چل پڑا...... کہ جلد از جلد وہاں پہنچ کر...... اپنی محبوب ہستی، اپنی غمگسار ماں کا دیدار کر کے...... اپنی درد سے دکھتی آنکھوں کے لیے...... سرمۂ دیدار سے سکون وچین اور راحت پائے۔

ابوبکر نے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ایک اور عمل کیا...... جو دنیا کے عظیم اور حساس بیٹے ہی کر سکتے ہیں...... وہ یہ کہ جب ابوبکر گھر کے قریب پہنچا...... تو اس نے اپنے بہتے آنسوؤں کو روکا...... چہرہ خشک کیا، صاف کیا...... ننھی انگلیوں کو کنگھی بنا کر بال سیدھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے...... کپڑے درست کیے...... رونی و غمگین شکل کو نارمل کیا...... چہرے پر ہلکی سی دھیمی سی، میٹھی سی مگر مصنوعی اور زبردستی کی مسکراہٹ سجائی...... دروازہ کھولا اور...... امی جان! السلام علیکم...... کہتے ہوئے گھر میں داخل ہو گیا......

یہ سب کچھ کیوں کیا؟...... اس لیے کہ مجھ سے والہانہ پیار کرنے والی میری ماں...... کے دل کو صدمہ نہ پہنچے...... اس کے حساس دل کو ٹھیس نہ پہنچے...... وہ پریشان نہ ہو...... ممتا کی ماری ماں رو نہ پڑے...... کہیں میں اس کے لیے دکھ، تکلیف اور غم کا باعث نہ بن جاؤں...... اس نے اپنے آپ کو وقتی طور پر ایسے کرلیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو...... لیکن ماں کا جگر تو پہلے ہی پھٹنے کو تیار تھا...... وہ تو پہلے ہی کرب کے دہکتے کوئلوں پر پا پیادہ چل رہی تھی...... وہ تو کب سے اپنے شہزادے کی منتظر تھی...... اور انتظار میں پل پل تڑپ تڑپ جارہی تھی...... کہ نہ جانے میرا لعل کہاں اور کس حال میں ہے!!...... وہ تو اس وقت سے اور بھی زیادہ پریشان تھی جب سے عمر اور عثمان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ابوبکر ہماری حفاظت کرتے ہوئے سکول سے واپسی پر ہمارے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ راستہ میں ہم نے بابر اور عتیق کو کھڑے دیکھا تھا، وہ ابوبکر کو دیکھتے ہی اسے بہت مارنے لگتے ہیں، کہیں انہوں نے نہ پکڑ لیا ہو...... یہ سن کر ماں طرح طرح کے وسوسوں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی، اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی قربان ہوتے ہوئے آگے بڑھی اور اپنے لخت جگر کو چوم لیا......

اور اس نے ماں...... ہاں ہاں...... ماں کو...... جو اولاد فرماں بردار ہو یا نافرمان کسی صورت میں ان کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتی...... اس ہستی کو مطمئن کرنے کے لیے اپنے ہونٹوں پر زبردستی کی میٹھی مسکان بکھیر دی تھی اور اس کو اپنی تکلیف اور اپنے اوپر ڈھائے جانے والے ظلم کے متعلق شک بھی نہ ہونے دیا۔ اور یوں اپنی ماں سے اس راز کو چھپائے رکھا...... نہیں بتایا کہ میرے ساتھ کیا کیا ظلم کی آندھیاں چل چکی ہیں۔

ابوبکر! تم میرے متعلق اور اپنی امی جان کے متعلق کتنے حساس اور نرم دل تھے...... نہ مجھے یہ ظلم کی داستان سنائی اور نہ ہی اپنی شفیق و کریم والدہ کو...... کیوں...... اس لیے کہ انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھ پہنچے گا...... تکلیف ہوگی...... اور کہیں وہ آوارہ لڑکے میرے ابو کو نقصان نہ پہنچا دیں...... کیوں کہ انہوں نے تجھے دھمکی جو دی تھی...... کتنا حساس اور نرم دل تھا تو...... ساری زندگی اس بات کو راز ہی رکھا...... کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا...... حتی کہ اس راز کو اپنے سینے میں چھپائے اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ گیا...... ابوبکر کی وفات کے بعد کچھ اس کے ہمجولیوں، کچھ اس کے بھائیوں اور کچھ محلّہ والوں کی زبانی اس پر ہونے والے ظلم کی داستانیں ہم تک پہنچیں...... اور علم ہوا کہ ابوبکر اس دن پہلی دفعہ اس قدر ظلم کا شکار نہ ہوا تھا بلکہ پہلے بھی وہ لڑکے کئی دفعہ اس طرح اس پر ظلم کر چکے تھے...... بلکہ ان کا تو معمول بن چکا تھا حتی کہ جب ان کے پاس وقت نہ ہوتا، یا کوئی رکاوٹ ہوتی، تو عتیق کہتا: یار! آج رہنے دیں کل مار لیں گے۔ اور یوں وہ دوسرے دن ابوبکر کو کسی جگہ اچانک گھیر لیتے۔ ابوبکر اپنے چھوٹے بھائیوں عمر و عثمان کو بچا کر گزار دیتا لیکن خود قابو آ جاتا اور مار کھا لیتا۔ لیکن ابوبکر گھر آ کر کچھ بھی نہ بتاتا تھا کہ اس کے ساتھ بعد میں کیا ہوا۔

کہاں سے سیکھیں ابوبکر نے یہ سب ادائیں جانثاری اور فدا کاری کی...... کون اسے اپنے والدین کے ساتھ اس قدر وفاداری اور وفا شعاری کی تربیت دے گیا...... یقیناً وہی ذات باری کہ جس نے اس کو پیدا کیا...... اور اس میں باقی لوگوں سے ہٹ کر منفرد خوبیاں بھر دیں...... اسے وفا کا مہکتا گلاب بنا دیا...... اسے وفاداری اور جانثاری کا آفتاب بنا دیا...... اسے اطاعت و فرمانبرداری کا ماہتاب بنا دیا...... اسے جنتوں کے لیے بے تاب بنا دیا......

اے ابوبکر! شہزادے......! ہمیں ہماری غفلت پر معاف کر دینا...... ہم لاعلم رہے اور تم والدین سے وفا کی انمٹ اور لازوال داستانیں رقم کرتے رہے...... ہم پر اپنی محبتیں نچھاور اور نثار کرتے رہے...... ہم تیرے جیسے ہنستے مسکراتے معصوم، نازک، حساس و دلکش اور دلربا پھول کی قدر نہ کر سکے...... ہمیں معاف کر دینا ورنہ...... ہم اپنی غفلت کی بنا پر...... سزا کے مستحق ٹھہریں گے...... اور تیری جنت میں نہ آ سکیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7

خودداری کا کوہِ گراں

گلشنِ مادر کا وہ انمول پھول
تھا نہایت با ادب اور با اصول

چھوٹی سی معصوم بالڑی عمر میں ہی کسی کے پاس بڑے سال خوردہ افراد اور داناؤں و دانشوروں سے بھی بڑی سوچ اور فکر ہو تو اسے صرف رب کریم کی عطا ہی کہا جا سکتا تھا۔ ابوبکر کے اندر ایک ایسی خوبی بھی تھی کہ جس میں وہ اپنی والدہ کا عکس تھا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ بعض معاملات میں اس خوبی میں اپنی والدہ سے بھی دو قدم آگے نکل گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ ایک اٹل حقیقت ہوگی۔ وہ کیا خوبی تھی جس نے سب کو ہمیشہ پریشان کیے رکھا......؟......وہ اس کے الفاظ میں بتائے دیتا ہوں۔ اس کی بہن حافظہ ماریہ نقاش کہ جسے ہر وقت آپی جان آپی جان کہتے ہوئے اس کی زبان خشک نہ ہوتی تھی اور وہ اپنی آپی سے بہت مانوس تھا اور اپنی ہر وہ بات جو دوسروں سے نہ کر سکتا تھا اس سے شیئر کر کے ننھے دل کا بوجھ ہلکا کرتا تھا۔ یہی آپی اپنے جان سے پیارے بھائی کی اس صفت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میرے بھائی نے 9 سال کامل ہمارے اندر رہ کر گزارے، لیکن کبھی ایک دفعہ بھی کسی بات یا چیز کا ابی جان سے مطالبہ یا فرمائش نہیں کی۔ وہ مجھ سے معصومیت کے انداز میں بڑوں والی یہ بات کہا کرتا تھا: آپی جان! آپ کو میرے زندگی بھر کے اس اصول کا پتہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے مجھے مل جائے گا لیکن میں نے کبھی اپنے ابو جان کو مطالبے اور فرمائشیں کر کے پریشان نہیں کرنا...... میں نے کبھی کسی اور سے بھی کچھ مانگنا نہیں۔"

واقعی یہ حقیقت ہے کہ ابوبکر نے کبھی مجھ سے سکول جاتے وقت جیب خرچ جو صرف 5 روپے ہوتا تھا، وہ بھی نہیں مانگا تھا، حالانکہ باقی تمام بھائی اس کے سامنے جیب خرچ کے علاوہ مزید پیسے اور اپنی باقی فرمائشیں اور ڈیمانڈیں پوری کروا رہے ہوتے تھے۔

ابوبکر دوسروں سے مانگنے کو، اپنے اصول کہ جو اس نے اپنی خودی کے جذبے کے تحت بنا رکھا تھا، برا جانتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ اسے مانگنے سے بہت شرم بھی آتی تھی۔ جب کسی نے اسے حکم دینا کہ ابو جان سے فلاں چیز یا پیسے لے کر آؤ تو وہ میرے سامنے آکر نظریں شرماتے ہوئے جھکا لیتا تھا...... یا آنکھوں کے آگے چہرے پر اپنا بازو پھیلا کر چہرہ چھپا لیتا تھا...... اور زمین کو تکتے ہوئے...... ہلکی دھیمی مسکراتی شرماتی آواز میں آہستہ سے اس بڑے فرد کا نام لے کر اس کے حکم کے مطابق اس کی ڈیمانڈ میرے سامنے بیان کر دیتا...... لیکن...... وہ اپنی ذات کو کبھی سامنے نہ لایا تھا کہ مجھے بھی فلاں چیز چاہیے۔

وہ معصوم...... ننھا منا...... کم سن...... نازک و حساس...... ضرور تھا لیکن اس کے باوجود خودداری کا کوہِ گراں تھا...... بے غرض بادشاہ تھا...... اللہ کریم کا شکرگزار ننھا منا فرشتہ تھا۔

ہمیشہ وہ ایک ہی بات وردِ زبان رکھتا:

"کبھی کسی سے مانگوں گا نہیں...... جو والدین کو مانگ مانگ کر...... مطالبے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے...... فرمائشیں کر کر کے پریشان کرتے ہیں......وہ بھوکے ہوتے ہیں...... وہ گندے ہوتے ہیں۔"

واہ! ابوبکر تیری سوچ، تخیل اور فکر کی اونچی پرواز پہ قربان جاؤں......تو کس قدر بلندیوں پر لمبی اڑان بھرتا تھا...... حالانکہ میں تو اس پروٹوکول اور اعزاز کے قابل اپنے آپ کو نہیں سمجھتا...... آج کل کے بے لگام میڈیا کے سائے میں پروردہ بچوں کے لیے اس میں کس قدر عالی شان سبق ہے، رہنمائی ہے......تو اپنے عمل سے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کی ایسی شمع جلا گیا جو یقیناً پڑھنے سننے والوں کے لیے شب تاریک میں روشنی کا مینار ثابت ہوگی! جو اولاد کو ماں باپ کے لیے باعث رحمت بن کر جنتوں کا حقدار بننے کا لائحہ عمل عطا کرے گی۔ ان شاء اللہ!

لبوں پہ کبھی شکوہ و شکایت نہ لاؤں گا:

ایک اور تکلیف دہ بات بھی بتاتا جاؤں کہ ابوبکر اپنے اس اصول کہ کبھی کسی سے مانگوں گا نہیں اور نہ ہی مانگ کر کوئی چیز والدین سے لوں گا، کی بنا پر کئی دفعہ عنایت و عطا سے محروم رہ جاتا...... سب کو ان کی من پسند چیز مل جاتی......مطالبات پورے ہو جاتے...... فرمائش پوری کردی جاتی......سب ہنسی خوشی مطلوبہ چیزیں ملنے پر شادمانی و کامرانی کے جذبے سے بے خودی کے عالم میں شور مچا رہے ہوتے تھے......جبکہ ابوبکر ایک طرف بیٹھا سب کو خوشیوں میں نہال ہوتے دیکھ رہا ہوتا تھا...... چونکہ اس کا کوئی مطالبہ، ضد اور فرمائش نہ ہوتی تھی......اس لیے ہماری غفلت اور عدم توجہ کا شکار ہو کر وہ ایک طرف خاموشی سے بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا ہوتا تھا...... لیکن اس کے ہونٹوں پر......کوئی شکوہ...... کوئی ناراضی...... کوئی فرمائش...... اور نہ ہی محروم رکھے جانے کی شکایت ہوتی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے مقدر پر شاکر رہ کر سب کو دیکھتا رہتا اور پھر خاموشی سے اٹھ کر اس محرومی کے کلفت و رنج بھرے احساس کو ختم کرنے کے لیے اپنی چھوٹی سی ٹوٹے کھلونوں کی ورکشاپ سجا کر غم غلط کرنے بیٹھ جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید قربان پر آرزوؤں کی قربانی اور محرومی کی آگ:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مجھے ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگے گا، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ایسا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے: ''لہٰذا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگتے تھے۔'' [1]

واقعی! ابوبکر نے اپنی ساری مختصر سی زندگی اس اصول پر عمل کرتے ہوئے گزار دی۔ حتی کہ عید الاضحیٰ آن پہنچی۔ عید کے تینوں دن پلک جھپکتے ہی گزر گئے تو ایک دن میری بیٹی ماریہ نقاش مجھ سے کہنے لگی:

ابی جان! آپ نے ابوبکر کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا...... کیوں کیا ہوا؟ میں نے حیران ہوتے ہوئے کہا: ماریہ جواب دیتے ہوئے بولی: آپ نے ابوبکر کو عید پر عیدی نہیں دی، آپ کو اس کے اصول کا پتہ تو تھا ہی کہ اس نے کچھ بھی مانگنا نہیں حتی کہ عیدی وغیرہ بھی۔ یوں عید کے تینوں دن اس نے مانگے بغیر گزار دیے...... کیا کہا!!......؟...... ابوبکر کو عید کے تینوں دن عیدی نہیں ملی؟ میں حیرانی سے چیخا...... جی ہاں، آپ دیتے تو ملتی نا، ماریہ نے اپنے چھوٹے بھائی کی محرومی بیان کرتے ہوئے کہا۔ اف اللہ!!! یہ کیا ہو گیا۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ بیٹا!!...... ماریہ کہنے لگی: ابی جان! یاد کریں، جب آپ نماز عید پڑھ کر آئے تو سب بہن بھائیوں نے آپ کو گھیر لیا تھا اور اپنے مطالبات آپ کے سامنے رکھ دیے تھے۔ آپ نے سب کی تمنائیں، آرزوئیں فرمائشیں اور مطالبے پورے کر دیے تھے اور ان کو نقد روپوں کی صورت میں عیدی بھی دی تھی۔ ابوبکر بھی ایک طرف خاموشی سے کھڑا مسکرا رہا تھا کہ شاید اس پر بھی نظر التفات پڑ جائے۔ باقی بچوں کی طرح اس نے مانگا کچھ نہ تھا۔ آپ کی نظر اس پر پڑی یا نہیں اس کا تو مجھے علم نہیں لیکن یہ پکی بات ہے کہ نہ اس نے آپ سے کچھ مانگا اور نہ آپ نے اسے کچھ دیا۔

[1] سنن ابی داود 295/2، حدیث: 1643، سنن نسائی: 96/5۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہر کی نماز کے بعد بچے مزید عیدی کا مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ صبح ملنے والی تمام عیدی کھانے پینے اور موجیں اڑانے میں صرف کر چکے تھے۔ آپ نے پھر سب کو دوبارہ اور پھر مغرب کے وقت سہ بارہ عیدی دی...... لیکن ابوبکر بیچارہ اب بھی محروم تمنا رہا۔ حسرت سے سب کو دیکھتا رہا...... ننھے و معصوم دل میں کرچی کرچی ہوتے ہوئے احساسات و جذبات اور ارمانوں کو سنبھالتا رہا...... تشنگی و محرومی اور بے توجہی و غفلت کا شکار ہو جانے...... معصوم خواہشوں کے قتل پر آنکھوں سے بہنے کے لیے تیار آنسوؤں کو روکے ہوئے تھا...... وہ باہر گلی میں بھی سارا دن نہ گیا تھا، جاتا بھی کیسے کہ اس کے پاس کوئی روپیہ نہ تھا۔ ابوبکر نے سارا دن آپ کے ارد گرد مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ...... جہادی ترانے گنگناتے ہوئے...... کسی آس پر...... امید پر...... گزار دیا، حتی کہ شام ہو گئی، لیکن پورے دن میں ایک دفعہ بھی آپ سے عیدی کا مطالبہ نہ کیا...... اس کا ننھا خواہشوں امنگوں اور ترنگوں سے بھرپور دل بھی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح...... کھائے پیے...... غبارے اڑائے...... جھولے جھولے...... کھلونے خریدے...... ٹافیاں بسکٹ اور چاکلیٹ خریدے...... خود بھی کھائے اور چھوٹے بھائیوں میں پیار سے یہ کہتے ہوئے تقسیم کرے کہ عثمان، عمر! لو یہ تم بھی کھاؤ، پھر ہم سائیکل چلائیں گے...... باہر جھولوں پر جائیں گے۔ اس نے ایک بار بھی نہ کہا کہ مجھے بھی عیدی دو اور نہ ہی آپ کے دل میں یہ بات آ سکی کہ ابوبکر مسلسل محروم رہ رہا ہے۔ یوں عید کا پہلا دن تمام ہوا اور ابوبکر محرومیوں و حسرتوں کی چادر تان کر روتے جھلستے دل کے ساتھ سو گیا۔

پھر عید کا دوسرا دن نکلا...... سب بہن بھائی آپ کے گرد جمع تھے اور کہہ رہے تھے آج بھی عید کا دن ہے ہمیں عیدی دیں، فلاں چیز لا کر دیں۔ ابوبکر اس وقت بھی آپ کی چارپائی کی ایک جانب چمکتے دمکتے چہرے کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اپنے باپ سے دوسرے دن بھی سب بہن بھائیوں نے دو یا تین دفعہ عیدی لی لیکن ابوبکر آج بھی محروم رہ رہا تھا۔ وہ بغیر کسی شکوے اور شکایت کے آپ کے ارد گرد مسکراتا گنگناتا منڈلا رہا تھا، ضرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دل میں یہ احساس انگڑائیاں لے رہا تھا کہ ابو جان آج مجھے دیکھیں گے تو عیدی دے دیں گے...... لیکن افسوس یہ دن بھی محرومیوں کے سورج کے ساتھ غروب ہو گیا۔

اسی طرح تیسرا دن بھی بچے ''عید کا تیسرا اور آخری دن ہے'' کہہ کر عیدی حاصل کرتے رہے...... لیکن...... افسوس صد افسوس! ہماری غفلت پر...... کہ ابوبکر آج بھی محروم تھا اور محروم ہی رہا حتی کہ تیسرے دن کی شام ہوگئی۔ پھر رات ڈھل گئی...... سائے گہرے اور اندھیرے تاریک سے تاریک تر ہو گئے...... ابوبکر بھی اپنی موہوم امیدوں اور آرزوؤں کے جگمگاتے جگنو ختم کر کے...... امنگوں کے روشن دیپ بجھا کر...... ترنگوں کی شمعیں گل کر کے...... ناکام حسرتوں کے پیامبر گرم گرم آنسو بہاتے ہوئے نہ جانے رات کے کون سے پہر سو گیا۔

یوں سب بچوں نے کھاتے پیتے موجیں اڑاتے غبارے پھلاتے، جھولے جھولتے، خوشیوں و آرزوؤں کے سنگ سنگ عید کے تینوں دن گزار دیے...... لیکن ابوبکر مسلسل افسردہ و محروم رہا...... مگر اپنے اصول پر پکا اور کاربند رہا کہ مجھے کبھی مطالبہ نہیں کرنا، جو مجھے مل گیا میں اسی پر خوش و شاکر ہوں...... اب جب مجھے اپنے فرمانبردار ہونہار بیٹے ابوبکر کی یہ ادائے دلبرانہ اور خوئے خود دارانہ یاد آتی ہے تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور پھر زار و قطار آنسو بہانا شروع کر دیتی ہیں...... اشکوں کی رم جھم رم جھم برسات غموں کے سمندر میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کر دیتی ہے...... اور دل پکار اٹھتا ہے: پیارے ابوبکر بیٹے!...... تم ایک بار کہتے...... صرف ایک بار عیدی مانگتے تو میں ہزار بار نہ دیتا تو کہتے...... تم نے کیوں خاموشیوں کے شبستانوں میں بسیرے کیے رکھے...... تم کیوں محرومیوں کے تپتے صحراؤں میں ناکام حسرتوں کی جھلستی لو میں بھنتے اور جھلتے رہے...... تم کیوں خاموش رہ کر مجھے غفلت کا مجرم اور ضمیر کا قیدی بنا گئے؟ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہ کر سکوں گا۔ تمہاری یادوں کی چبھن...... تمہاری اداؤں کی کسک...... تمہاری محرومیوں کی سسک...... کبھی دل مضطرب کو چین نہ لینے دے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر دوسروں پر اپنی عید کی خوشیاں قربان کر دیں:

میری بیٹی ماریہ نے ابوبکر کی یادوں کی کھرچن کو مزید واضح کرتے ہوئے بتایا:
عید کے دوسرے دن مجھے ابوبکر پر ترس آیا کہ اسے کل سے کوئی پیسہ نہیں ملا تو میں نے اپنی عیدی میں سے 10 روپے اسے دیتے ہوئے کہا: جاؤ ابوبکر! کوئی چیز جس کو دل چاہے لے کر کھالو۔ ابوبکر کی آنکھیں آس و امید کے جگنوؤں سے روشن ہوگئیں۔ وہ فوراً اٹھا کہ نیچے گلی سے کوئی کھانے والی چیز لائے...... کہ اتنے میں میری آنٹی (خالہ) نجمہ کے دو بچے عمیر اور انم نے ابوبکر کے ہاتھ میں دس روپے کا نوٹ دیکھ لیا اور وہ فوری ابوبکر کے پاس پہنچے اور نہایت اپنائیت سے بولے: ابوبکر! ہمارا جھولے لینے کو دل چاہ رہا ہے، تمہارے پاس دس روپے ہیں، ان کے ہمیں جھولے لے دو۔ ابوبکر کی معصوم ڈکشنری میں ''نہ'' کا لفظ تو تھا ہی نہیں۔ لہٰذا فوری تیار ہو گیا اور ان کو لطیف چوک میں لگے جھولوں پر لے گیا۔ اور دونوں کو پانچ پانچ روپے دیے۔ اب وہ جھولے جھول رہے تھے اور ابوبکر ان کو جھولے جھولتے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ دوسروں کو خوشیاں بانٹنے والا حساس دل ابوبکر ایک بار پھر خالی ہاتھ ہو چکا تھا...... لیکن اس نے کسی کا دل نہ ٹوٹنے دیا تھا۔ البتہ اپنی آرزوؤں کی قربانی دے ڈالی تھی۔

واہ ابوبکر!...... کہاں سے لاؤں میں تیرے جیسا پھول دوبارہ......اور دل کو سکون و چین کی دولت سے مالا مال کرسکوں......اس گلشن حیات میں تجھ جیسا انمول پھول ملنا ممکن نظر نہیں آتا۔

محرومیوں میں بھی جنت کی تلاش:

عام طور پر بچے جب کسی دوسرے بچے کو کوئی چیز ملتی دیکھتے ہیں تو خود بھی وہی چیز لینے کی خواہش کرتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ مقدار میں ملنے کا مطالبہ اور اصرار کرتے ہیں۔ ابوبکر کے سامنے سب کو چیز دی جاتی لیکن اس کو نہ دی جاتی تو وہ شکوہ نہ کرتا تھا کہ مجھے بھی دو بلکہ خاموش رہتا۔ اس لیے کہ وہ یہ کہتا تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"والدین بڑے ہیں اور ہم چھوٹے ہیں۔ وہ جس کو چاہیں زیادہ دیں اور جس کو چاہیں کم دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں یعنی محروم رکھیں، یہ ان کا حق ہے۔ وہ جیسے بھی کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں، وہ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں ان کا فیصلہ ماننا چاہیے...... ان سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔ وہ بڑے جو ہیں ان کا ادب و احترام اسی میں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صبر کا میٹھا میوہ (پھل) دیتے ہیں اور یہ میٹھا میوہ جنت میں ملتا ہے۔"

ابوبکر کی زندگی ایسی محرومیوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ تو نمونے کے طور پر اس کی زندگی کے آخری ایام میں سے تین دن کی ایک داستان دلفگار کی ایک جھلک تھی۔ ہم اس سے پیار کرنے والے شفیق والدین تھے۔ دوسرے بچے مطالبہ اس شدت سے کرتے کہ منظر پر وہ چھا جاتے اور ابوبکر پس منظر میں چلا جاتا اور محروم رہ جاتا...... ہمیں اس کی محرومی کا ادراک و احساس اس لیے بھی نہ ہوا کہ اس نے کبھی ہمارے اس ناروا رویے کی شکایت و نشاندہی ہی نہ کی تھی...... مطالبہ نہ کیا تھا...... شکوہ و گلہ نہ کیا تھا...... کہ باقی سب کو مل گیا، میں پھر محروم رہ گیا۔ وہ والدین کی ہر تقسیم پر راضی تھا اور اس نہ ملنے پر بھی شکر کرنے اور راضی رہنے...... اور والدین کو مطالبے کر کے پریشان نہ کرنے...... پر یہ سمجھتا تھا کہ

"اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، اور جنت کا میٹھا میوہ دیتا ہے۔"

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (المائدہ: 5/ 54)

مختصر یہ کہ ابوبکر معصوم شہزادہ اپنی محرومیوں میں بھی جنت کی تلاش و جستجو میں سرگرداں اور مصروفِ عمل رہتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8

ماں کا خادم

ماں کی حرمت تھی پیاری اسے دل اور جان سے
اونچی آواز میں نہ باتیں کبھی کیں ماں سے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيلَ: مَنْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْكِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.)) [1]

''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو، وہ آدمی ذلیل ہو، وہ آدمی رسوا ہو جائے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کس کی؟ فرمایا: جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو، اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔''

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

[1] صحیح مسلم: 1978/4، حدیث: 1525.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''والد جنت کا بہترین دروازہ ہے، لہٰذا اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر لو یا اس کو محفوظ کر لو۔'' ❶

سیدنا معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں آپ کے پاس مشورے کے لیے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہاری ماں ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''تو اسی کی خدمت میں لگا رہ، بے شک جنت اس کے قدموں میں ہے۔'' ❷

امام طبرانی نے اسے معجم کبیر ❸ میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تیرے والدین ہیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''تو ان کی خدمت میں لگا رہ، بے شک جنت ان کے قدموں تلے ہے۔'' ❹

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخْطُ الرَّبِّ فِي سَخْطِ الْوَالِدِ.)) ❺

''رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: ''میں سویا تو میں نے خود کو

---

❶ جامع الترمذی: 275/4، حدیث: 1900، امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث صحیح ہے۔ سنن ابن ماجہ: 1208/2، حدیث: 3663، مسند امام احمد: 198/5، موارد الظمان، صفحہ: 496، حدیث: 2023، صحیح سنن ترمذی: 175/2، مستدرك حاكم: 152/4، مذکورہ تمام ائمہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

❷ مسند امام احمد: 429/3، سنن کبری: 8/3، اور سنن صغریٰ: 11/6، مستدرك حاكم: 151/4، صحیح الجامع: 2604.

❸ المعجم الكبير: 325/2، حديث: 2202.

❹ الترغيب والترهيب: 214/3، امام منذری اور طبرانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

❺ جامع الترمذی: 274/4، حديث: 1899، مستدرك حاكم: (152/4) (16).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں دیکھا اور میں نے ایک قاری کی آواز سنی جو پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا: یہ حارثہ بن نعمان ہے۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''والدین سے حسن سلوک سے ایسے ہی ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والا تھا۔'' ❶

ماں کی خدمت ایک سعادت ہے۔ اور یہ سعادت گنے چنے، چند قسمت والوں کو ہی ملتی ہے۔ ماں کا خادم ہونا ...... ماں کو راضی کر لینا ...... اور پھر ماں کو راضی کر کے رب کو راضی کر لینا ...... بہت بڑا اعزاز و مرتبہ ہے۔ ابوبکر نقاش وہ شہزادہ تھا جس نے نہ صرف اپنی ماں کی بھرپور خدمت کی بلکہ خدمت کرنے کا حق ادا کر دیا۔ بعض لوگ اپنے ننھے بیٹوں کی خوبصورتی کی وجہ سے یا اس کی انتھک خدمت کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں بلکہ بیٹی ہے۔ اس لیے کہ بیٹیاں ہمیشہ سے والدین کے متعلق حساس اور آخر دم تک خدمت گزار ثابت ہوتی ہیں۔ وہ ہر دم اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے والدین کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ لیکن ابوبکر کسی بھی وجہ سے قطعاً یہ پسند نہ کرتا تھا کہ کوئی اسے بیٹی کہے، وہ فوراً ٹوک کر کہتا: نہیں جی! میں لڑکا ہوں لڑکی نہیں، اس لیے مجھے بیٹی نہ کہیں بیٹا کہیں...... لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے اپنی والدہ کی خدمت بیٹیوں سے بھی بڑھ کر کی کیونکہ وہ ضرورت و تعاون کے نقطۂ نظر سے خدمت نہ کرتا تھا بلکہ یہ سوچ کر خدمت کرتا تھا کہ میری کل کائنات میری ماں ہے...... اس کی خدمت اس کے ساتھ شدید والہانہ محبت کی بنا پر بھی ہے...... لیکن اس کی خدمت سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں...... اور جنت ہی نہیں دیتے بلکہ جنت میں ماں جیسا میٹھا پھل بھی ہمیشہ کے لیے دے دیتے ہیں۔

اب ہم آپ کے سامنے ابوبکر کی خدمتِ مادر کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ اسے ملاحظہ کرنے کے بعد آپ زبان حال سے پکار اٹھیں گے: ایسا خادم تو ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ ہم معصوم شہزادے ابوبکر کی ماں کی خدمت کو سمجھنے کے لیے دن کے تین حصے

---

❶ سلسلہ احادیث صحیحہ، (حدیث: 912) شیخ البانی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے:

- صبح کے وقت خدمت کے نظارے
- دوپہر کے وقت خدمت کے روح پرور مناظر
- شام اور رات کے وقت جفاکشی پر مبنی خدمت کی جھلکیاں

اب ہم بغور مشاہدہ کریں گے کہ وہ کس طرح والدہ کی خدمت میں ہر لحظہ کو ثواب بناتا چلا جاتا تھا اور فرشتے اس کے لیے مسلسل ثواب لکھتے چلے جاتے تھے

صبح صادق میں طلوع ہونے والا ستارہ:

صبح صبح ابوبکر اپنے گرم گرم بستر کو چھوڑ کر...... ایک چھوٹا سا تولیہ نما رومال ہاتھ میں لیے چلا آتا......وضو کرتا اور پھر اعضا تولیے سے خشک کر کے مصلے پر نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا۔ نماز سے فارغ ہو کر دیکھتا کہ والدہ نماز اور مسنون اذکار سے فارغ نہیں ہوئیں تو ناشتہ وغیرہ تیار کرنے کے لیے اپنے تعاون کی پیشکش کرتا، کہتا: امی جان! بتائیں میں کیا کام کروں؟...... یا اگر ماں کو اذکار میں مصروف دیکھتا تو جو کام دیکھتا کہ ماں کو ابھی کرنا ہے خود کرنے لگتا۔ آپ حیران ہو جائیں گے کہ وہ اپنی پیاری شفیق والدہ کے احترام سے ایسے بہت سے کام کرنے میں ذرہ برابر نہ جھجکتا تھا جن کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ تو ہمارا کام نہیں یا ہمیں زیب نہیں دیتا، یہ تو عورتوں یا لڑکیوں کا کام ہے۔ ابوبکر کو کوئی ''لڑکی'' کہے یہ تو اسے گالی کی طرح لگتا تھا۔ اگر کبھی کسی نے کہہ دیا تو وہ فوراً غصے سے کہتا: نہیں جی! میں بیٹی نہیں، بیٹا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایسے تمام کام ماں کے لیے کرنے کے لیے تیار ہو جاتا جو بیٹیوں کے کرنے کے ہوتے ہیں۔ وہ اسی میں اپنی شان دار کامیابی، والدہ کی خوشنودی اور اللہ کی رضا جانتا اور اسی میں ''اللہ جنت دیں گے'' کہہ کر جنت کا حصول سمجھتا تھا۔

وہ صبح کے ناشتے کے لیے چائے کی دیگچی بلا جھجک دھو کر کچن میں لا دیتا کہ میری ماں کو اٹھ کر نہ جانا پڑے۔ چائے کے لیے مطلوبہ مقدار میں پانی لاتا، کیتلی میں ڈال کر چولھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر رکھ دیتا۔ پھر چینی پتی اور دیگر سامان لاکر والدہ کے سامنے رکھ دیتا۔ جب ماں چائے کے اور ناشتے کے لیے برتن دھونے کے لیے اٹھتی تو اسے ایسا کرنے سے روک دیتا اور خود لے جا کر سب برتن دھو کر چمکا کر ماں کے سامنے پیش کرتا اور دھیمی آنچ پر مسکراہٹ کی حرارت بھی بخشتا جاتا۔

اپنے سکول جانے کے لیے عام بچوں یا دیگر بہن بھائیوں کی طرح ماں کا تعاون نہ لیتا...... نہ کچھ پوچھتا کہ میری فلاں چیز کہاں ہے...... یا مجھے یوں کر کے دو...... بلکہ سب کام خود کرتا...... اپنا جوتا چمکاتا...... کپڑے لاکر پہنتا...... اس کے بعد سب بہن بھائیوں کے جوتے لاکر ان کو پیش کرتا...... تاکہ وہ جوتے ڈھونڈنے میں سکول سے لیٹ نہ ہو جائیں۔ سب سے زیادہ تکلیف سکول سے لیٹ ہونے سے محسوس کرتا۔ اگر اس کے تمام تر تعاون کے باوجود سکول ٹائم سے 15 منٹ پہلے سب بھائی گھر سے نہ نکل سکے تو زاروقطار رونا شروع کر دیتا، اور یہی کہتا جاتا:

> ''ہم سکول سے لیٹ ہوگئے ہیں، ہم سکول سے لیٹ ہو گئے ہیں، اب ٹیچر ناراض ہو جائے گی۔''

دوپہر کے وقت اطاعت کے سورج کی تابناکی:

کچھ عرصہ قبل ہم نے بچوں کو سکول لے جانے اور واپس لانے کے لیے ایک اماں جان کی ذمہ داری لگائی ہوئی تھی۔ وہ اچانک بیمار ہوگئی تو یہ ذمہ داری بھی ابوبکر کی والدہ کے سر آن پڑی، اب وہ ان کو صبح لے کر جاتی اور بھاگی بھاگی واپس آتی اور ان کا دوپہر کا کھانا تیار کرنے لگتی۔ اور پھر سکول سے لینے کے لیے دوڑتی۔ کچھ عرصہ تک ابوبکر نے اپنی اکیلی ماں کی یہ مصروفیت دیکھی تو اس معصوم کو اپنی ماں پر بہت ترس آیا۔ اب اس نے یہ ذمہ داری بھی خود سنبھال لی۔ وہ یکدم چھوٹا سا معصوم ہونے کے باوجود ایک بڑے دانا اور سیانے ذمہ دار فرد کا روپ دھار گیا۔ صرف اپنی ماں کو سکھ اور سکون دینے کے لیے وہ اپنے چھوٹے بھائیوں عمر اور عثمان کو اپنے آگے لگاتا اور خود ان سے چند قدم پیچھے چلتا۔ راستے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان کو یوں ہدایات دیتا رہتا:

جلدی چلو بھائی سکول نہ لگ جائے...... دائیں مڑو...... اب رک جاؤ، بھینسیں گزر جانے دو...... اب سڑک آ گئی ہے، رک کر دائیں بائیں دیکھو کوئی گاڑی وغیرہ تو نہیں آ رہی، پھر چلنا اور اسے کراس کرنا...... چلو چلو، اب جلدی سڑک کراس کرو۔

وہ سکول پہنچنے تک اپنے بھائیوں کا ہر زاویے سے فکر مندی سے خیال رکھتا اور یوں روزانہ ان کو لے کر جاتا اور پھر واپس بھی لاتا۔ ان سے چند قدم تقریباً سات 7 فٹ کے فاصلے پر رہتا، تاکہ ان کی نگرانی و حفاظت کر سکے۔ یوں اس نے اپنی ماں کا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا تھا۔

دوپہر کو واپس آ کر وہ یونیفارم اتارتا، بیگ جوتے وغیرہ ایک طرف رکھتا، منہ ہاتھ دھوتا اور اپنی والدہ کے ساتھ مل کر بھائیوں کو کھانا کھلاتا اور خود بھی کھاتا۔

اس کے بعد دوپہر (عصر کے وقت) ماریہ بیٹی کو اکیڈمی چھوڑنے کا مسئلہ تھا، سوال یہ تھا کہ اس کی والدہ کے ماریہ کو اکیڈمی چھوڑنے جانے کے بعد گھر میں عمر و عثمان اور ابوبکر کو کون سنبھالے، وہ گھر سے باہر نکل گئے تو گھر کے دروازے پر چلتی ٹریفک میں کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائیں۔ حیران کن بات ہے کہ ماں کی یہ پریشانی جب ابوبکر نے دیکھی تو بے تاب ہو گیا اور یہ ذمہ داری بھی سنبھال کر ماں کو ہر طرح کے متوقع خطرے سے بے خوف کر کے سکون بخشا۔ وہ والدہ کے اکیڈمی جانے کے بعد گراؤنڈ فلور کے مین دروازے کو اندر سے لاک کر دیتا، اور خود اوپر آ کر بھائیوں کا دھیان بٹانے میں لگ جاتا، کہ ان کو امی کی کمی محسوس نہ ہو۔ کسی کا دروازے کے باہر چلتے بازار میں جانا تو درکنار وہ کسی کو دروازے کی طرف آنے والی سیڑھیوں کی طرف بھی نہ جانے دیتا۔ یوں سب کا خیال پہرے دار کی طرح رکھتا۔ جب والدہ واپس آتیں، دروازہ کھٹکھٹاتیں تو ایک مستعد نوکر کی طرح بھاگ کر کھولتا اور ایک سعادت مند بیٹے کی طرح نہایت عاجزی سے ماں کا بوجھ بٹاتا، جن کے ہاتھوں میں کچھ سبزی پھل وغیرہ کے شاپر ہوتے جو انہوں نے واپسی پر ضرورت کی اشیاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدی ہوتی تھیں۔ ابوبکر اپنی امی جان کو وزن اٹھائے دیکھتا تو تڑپ اٹھتا...... کہتا: امی جان! آپ ہمارے لیے کتنا وزن اٹھاتی ہیں! لائیں میں اٹھا لیتا ہوں آپ کا یہ بوجھ، یہ کہہ کر وہ ایک دو شاپر والدہ کے ہاتھ سے پکڑ لیتا اور ساتھ ہی بلند آواز سے پکارتا: عمر بھائی، عثمان بھائی! دیکھو امی جان نے وزن اٹھا رکھا ہے۔ جلدی آؤ پکڑو امی سے۔ وہ ہر چیز والدہ سے پکڑتا اور اس کی مقررہ جگہ کچن، فریج وغیرہ میں قرینے سے سنبھال کر سجاتا جاتا۔ اگر والدہ سبزی بھی لائی ہوتیں تو وہ بغیر امی جان کے کہے چھری، ٹرے اور ٹوکری برتن وغیرہ لا کر سامنے رکھ دیتا اور پھر اپنی والدہ کی مدد کرنے کے لیے ایک چھری خود پکڑ کر چھوٹے چھوٹے معصوم ہاتھوں سے سبزی بنانے لگتا۔ اس دوران ماں کے ساتھ سبزی اور پھل وغیرہ کے متعلق باتیں کرتا جاتا...... مسکراتا جاتا...... اور جس طرح کی اس سے کٹتی سبزی کاٹ کر ماں کی راحت وسکون کا باعث بنتا جاتا۔ کبھی کبھی ماں اس کی اپنے ساتھ بے انتہا محبت اور خدمت کے جذبوں سے متاثر ہوتی تو کہہ دیتی: اے ابوبکر! تو میری پیاری سی بیٹی ہے۔ یہ سن کر وہ ناراض ہو جاتا اور کہتا: امی جان! میں لڑکا ہوں لڑکی نہیں، ایسے نہ کہا کریں۔

ہم اس ننھی معصوم جان کی دلربا اداؤں پر مبنی وہ مناظر کیسے بھولیں کہ جب والدہ جھاڑو دینے لگتیں تو وہ آگے بڑھ کر جھاڑو پکڑ لیتا اور امی جان سے کہتا: ''رہنے دیں، آرام کریں۔ یہ کام میں کر لیتا ہوں۔'' یہ کہہ کر صحن میں اور سیڑھیوں میں جھاڑو لگا دیتا۔

باپ کے کمرے کا محافظ ونگراں:

رات کے وقت میرے گھر پلٹنے سے پہلے پہلے کسی کے کہے بغیر خود ہی میرے کمرے میں جھاڑو لگاتا...... بستر کو جھاڑ کر ترتیب اور قرینے سے بچھاتا...... اور کمرے کی ہر چیز کو صاف کر کے ایک ترتیب سے منظم انداز میں سجا دینا اس کا معمول تھا...... فالتو کاغذ کے ٹکڑوں کو میرے بستر سے اٹھا کر جمع کر کے ڈسٹ بن میں گرانا بھی وہ کبھی نہ بھولتا تھا...... اس لیے کہ اسے علم تھا کہ ابو جان کو یہ بکھرے فالتو پرزے بہت ناپسند ہیں۔

اللہ اللہ!!...... کیا فرض شناس تھا۔ کیا مزاج شناس تھا...... کیا مدبر تھا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازار سے سودا سلف خرید کر ماں تک پہنچانا:

وہ ماں کو گھر کے قریب واقع دکانوں سے ضرورت کی چیزیں بھی خرید کر لا دیتا اور یوں ماں کو کسی بڑے بھائی یا بچے کی آمد کا جان لیوا انتظار نہ کرنا پڑتا۔ وہ ہر کام میں چاہے کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو، کہتا تھا:

''امی جان! مجھے بتاؤ (مجھے حکم دو نا) میں کر دیتا ہوں، امی جان! مجھے کہیں نا۔''

سبزیاں کاٹ کر کھانا پکانے میں معاون:

کبھی ماں نے حکم دیا تو وہ لہسن اور پیاز الٹا سیدھا کاٹ کر جیسا اس بے چارے معصوم سے کاٹا جاتا تھا، کونڈی میں ڈال کر ڈنڈے سے اس کو پیس دیتا تھا، ذرا نہ کہتا کہ یہ کام میرے لیے تکلیف دہ اور مشکل ہے۔ اس حال میں کہ پیاز کاٹنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہوتا تھا لیکن وہ آہ بھی نہ کرتا تھا...... بس ماں کا حکم تھا جسے مان کر اسے خوشی ہوتی تھی، اور اس کی والدہ کے لبوں پر شفقت اور لاڈ پیار کے جذبوں کی حامل دھیمی سی مسکراہٹ بکھر جاتی تھی اور قوس قزح کی طرح ماں کے متبسم ہونٹوں پر بکھری یہ مسکراہٹ کی خوشبو ہی تو تھی جو اسے محظوظ و مسرور رکھتی تھی۔ اپنی شفیق والدہ کے لبوں پر مسکراہٹوں کی بدلیاں بکھرتے دیکھ کر وہ کھل اٹھتا تھا...... چہک اور مہک اٹھتا تھا...... اس کی آواز میں شوخی و شرارت اور میٹھی حرارت آ جاتی تھی۔

ماں کو پریشانی سے بچانے کے لیے دوسرے بھائیوں کو تسلیاں دینا:

کھانا پکانے کے دوران ماں کو کبھی ادھر ادھر ہونا پڑتا تو وہ ماں کے حکم پر پکتی ہوئی ہنڈیا کو ہلا بھی دیتا تھا، تاکہ جل نہ جائے۔ اگر بھائی زیادہ بھوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے قرار ہو رہے ہوتے تھے تو انہیں پچکار کر تسلی دیتے ہوئے کہتا:

''بھائی! پلاؤ پک جانے لگا ہے...... ابھی امی آپ کو گرم گرم بوٹی والا پلاؤ پلیٹ میں ڈال کر دیں گی...... پریشان نہ ہوں...... ابھی ہم مزے مزے سے کھائیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کبھی یہ نہ کہتا تھا کہ مجھے بھی بھوک لگی ہے تاکہ امی جان پریشان نہ ہوں۔ حالانکہ اسی طرح بھوک تو اس معصوم جان کو بھی لگی ہوتی تھی۔ وہ الٹا دوسرے بھائیوں کو طفل تسلیاں دے رہا ہوتا تھا...... بھائی! لو پک گیا پلاؤ، چند منٹ کی تو بات ہے!!...... تاکہ وہ اس کی امی جان، پیاری امی جان کو پریشان نہ کرسکیں۔

واہ کیا دلبرانہ مگر طفلانہ ادائیں تھیں ابوبکر کی ...... جو سوچ اور فکر کے اعتبار سے چھوٹا ہوکر بھی بڑوں کو مات کر جاتا تھا۔ اور ماں کے مقام کو اس نے ایسے جانا اور پہچانا تھا جیسا پہچاننے کا حق تھا۔

ادھورے اور بھولے ہوئے کام یاد کروانا:

وہ اپنی ماں کو ادھورے رہ جانے والے کام یاد کراتا کہ فلاں کام کر لیں ورنہ نقصان و پریشانی اٹھانی پڑے گی، مثلاً: دودھ ابھی تک گرم نہیں کیا گیا، پھر وہ دودھ چولھے پر رکھ دیتا لیکن جب دودھ میں جوش آجاتا تو شور مچا دیتا: امی جان! دودھ ابل گیا......دودھ ابل گیا...... کیونکہ یہ معصوم اس ابلتے دودھ کو کنٹرول کرنا نہیں جانتا تھا۔ پھر کہتا: امی جان! آٹا باہر پڑا ہے خراب ہوجائے گا فریج میں رکھ دوں!!؟ اور اجازت ملنے پر خود ہی جا کر فریج کھول کر رکھ دیتا، چھوٹی سی جان بڑے بڑے کام کرتی کتنی بھلی اور عجیب لگتی تھی!!

یوں یہ عظیم معصوم شہزادہ ہر وقت اپنی ماں کو ہر فکر و پریشانی سے آزاد کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔

کبھی دودھ پھٹ جاتا تو

اگر کبھی دودھ پھٹ جاتا تو وہ اس کو بھی ضائع نہ جانے دیتا تھا۔ وہ کہتا: فضول خرچی اور اسراف سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، پھٹے ہوئے دودھ کو کارآمد بنانے کا طریقہ اس نے اپنی شفیق والدہ سے سیکھ لیا تھا۔ ہوتا یوں کہ جب کبھی دودھ پھٹ جاتا تو وہ اسے پنیر بنا لیتا اور چینی ڈال کر خود بھی کھاتا بہن بھائیوں اور والدہ کو بھی بطور مٹھائی دیتا، سب مزے مزے سے کھاتے ہوئے تبصرے کرتے جاتے، جنہیں وہ سن سن کر دھیمی مسکراہٹوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھول اور کلیاں برسا کر اپنی پسندیدگی و رضا کا اعلان کرتا جاتا کہ اس کے اچھے کام کو سراہا جا رہا ہے۔

کبھی گاجروں کا حلوہ بنانے کا پروگرام ہوتا تو والدہ کو گاجریں دھودھو کر لا کر دیتا، ان کو چھیلتا، حلوہ بنانے میں معاون تمام سامان اور اشیاء والدہ کے پاس لا لا کر حاضر کرتا۔ ماں حلوہ تیار کرنے میں مصروف ہو جاتی اور وہ معصوم ایک طرف کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر ایک خادم اور نوکر کی طرح، ہر حکم پر عمل کرنے کے لیے اپنی کائنات اپنی امی جان کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا اور حلوہ جلد از جلد تیار ہونے کا انتظار کرنے لگتا، کیونکہ اس کو گاجر کا حلوہ بہت پسند تھا۔

جب کھانا تیار ہو جاتا تو تمام بھائی بہنوں کو کمروں میں جا کر اطلاع دیتا کہ کھانا تیار ہے، امی جان کہتی ہیں آ کر کھالو...... والدہ سب کے پینے کے لیے پانی کی بوتلیں نکالنے کے لیے فریج کی طرف جانے کا ابھی ارادہ کر ہی رہی ہوتیں کہ وہ بھانپ جاتا اور ماں کے اٹھنے سے پہلے بھاگ کر ٹھنڈے پانی کی بوتلیں فریج سے نکال کر ان کے حضور پیش کر دیتا، اور پھر برتن لا کر دستر خوان پر چن دیتا...... کھانا کھانے کے بعد تمام برتن اکٹھے کر کے ایک طرف رکھ دینا اور دستر خوان سے ٹکڑے اور ہڈیاں علیحدہ علیحدہ رکھنا، دستر خوان جھاڑ کر تہہ کر دینا...... یہ گویا اس کی والدہ یا بہنوں کا کام ہوتا تھا لیکن وہ اسے باقاعدگی سے انجام دے رہا ہوتا تھا۔ کہتا تھا: آپی آپ زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور ڈاکٹر بن جائیں، پھر ہم آپ سے دوائی لینے آیا کریں گے۔ آپ کے کرنے کے کام میں کر دیتا ہوں۔

یوں وہ بغیر کسی لالچ کے اپنی ماں کا بے دام غلام تھا۔ اسے کیا لالچ تھا یہ سب کچھ کرنے میں! کچھ بھی تو نہیں...... یہ خصائل و عادات حسنہ تو رب کریم نے اس کی عادت ثانیہ بنا کر اس کی گھٹی میں شامل کر دی تھیں، اس کے خمیر میں ملا دی تھیں۔

وہ ماں، بہن اور بھائیوں، سب کی ذمہ داریاں اور کام خود خادم بن کر نبھاتا...... ان کو زحمت نہ کرنے دیتا بلکہ اپنی اپنی جگہ بٹھائے رکھتا...... اور خدمت کے لیے خود لٹو کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھومتا پھرتا رہتا...... حرکت میں رہتا...... سب کے لیے آسانیاں پیدا کرتا...... سب کو آرام، سکون و چین اور خوشیاں دیتا...... اگر چہ یوں وہ سب کام کر کے ظاہری طور پر نوکر اور خادم بن گیا تھا...... لیکن یہ کائنات کی ایک اٹل اور ناقابل تردید حقیقت اور سچائی ہے کہ:

((سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ.))

''قوم کا سردار حقیقت میں ان کا خادم ہوتا ہے۔''

وہ خادم بن کر...... نوکر رہ کر...... چھوٹا ہو کر...... سب کا آقا بن چکا تھا...... چھوٹا ہو کر بھی بڑا بن چکا تھا...... سب کی آنکھوں کا تارا بن چکا تھا...... دل کا سہارا بن چکا تھا...... چشم پرنم کا نور...... اور قلب و جگر کا سرور بن چکا تھا...... اب حقیقت میں وہ اللہ کریم کے ہاں اور پھر دنیا والوں کے ہاں اپنے کارناموں کی بنا پر:

سب کا سید (بادشاہ) بن چکا تھا۔

وہ لمحات بھی کتنے پرسرور تھے جب والدہ تیسری منزل پر واقع پانی کی ٹنکی بھرنے کے لیے، گراؤنڈ فلور پر لگے سوئچ کو آن کرنے کے لیے نچلی منزل میں سیڑھیاں اتر کر جانے کا ارادہ کرتی تو اس معصوم کا آگے بڑھ کر نہایت عاجزی سے یہ کہنا: ''امی جان! آپ ادھر ہی رہیں، میں موٹر چلا آتا ہوں'' یہ کہہ کر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تین منزلوں کی سیڑھیاں اترتا اور نیچے آکر موٹر چلاتا اور یوں ماں کو تکلیف اور تھکاوٹ سے بچاتا۔

اسی طرح جب گھر میں روزانہ دودھ دینے والا آتا تو اس کا بھاگ کر ماں کے کچھ کہنے سے پہلے ننھے ہاتھوں سے ڈول اٹھاتا اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر کر بمشکل دودھ کو اوپر اٹھا لاتا اور پھر خالی ڈول نیچے لے جا کر واپس کر کے اوپر آتا۔

ایسے ہی جب کوڑا کرکٹ اٹھانے والا آتا تو خود ہی ڈسٹ بن اٹھا کر خاکروب کو دے کر خالی کروا کے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے واپس اوپر آتا۔ اور جب دروازے پر دستک ہوتی تو امی اور آپی جان کو اس کا روک دینا اور خود نچلی منزل میں جا کر دروازہ کھولنا اور اوپر آکر امی جان کو بتانا کہ فلاں آیا ہے، وہ یہ بات کہہ رہا ہے، کیا کہوں اس کو؟ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی امی جان اور آپی جان کے لیے راحت جان بن جانے والی یہ ننھی جان کیا تھکتی نہ تھی کبھی، اکثر میں سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ کیا وہ کوئی لوہے کا بنا روبوٹ تھا جو دن بھر بھاگ بھاگ کر خدمت کرنے کے باوجود تھکتا نہ تھا اور اپنی زبان پر کام کی زیادتی کا شکوہ لانے کی بجائے فرحت و انبساط کے مچلتے ارمان ہوتے تھے کہ جنہیں وہ اپنے حساس دل میں پالے ہوئے تھا۔ وہ سب کی خدمت کرنے کو اپنے لیے بے انتہا خوشی، اعزاز اور خوش قسمتی تصور کرتا اور اپنی سعادت و خوش نصیبی جانتا تھا۔ مجھے یاد ہے اس نے کبھی بھی تھکاوٹ کی شکایت نہ کی تھی...... بخار ہوتے ہوئے بھی...... کبھی کسی کام کو نہ کرنے کے لیے اس نے بخار کی شکایت نہ کی تھی...... وہ بیمار ہو کر بھی تندرستوں کی طرح ماں کا خادم بنا رہتا اور جنتوں کے حصول کی کٹھن راہوں کو آسان کرتا رہتا۔

ابوبکر دن بھر ماں کی خدمت کا فریضہ انجام دینے کے دوران جب وقفہ ملتا، بیگ کھول کر سکول کا کام دیکھنے لگتا، یا کام کرتے کرتے زبانی طور پر اپنا سبق دہرانے لگتا۔ اور اس کے کام کرنے کا انداز یہ ہوتا تھا کہ وہ کام کرتا جاتا تھا اور ساتھ ساتھ جہادی ترانے گاتا جاتا تھا حتی کہ رات کے 9 بج جاتے۔ اب اس معصوم شہزادے پر تھکاوٹ کے آثار اس وقت نمایاں محسوس ہوتے جب اس کی چہکار...... مہکار...... اور میٹھی مسکراہٹ...... میں کمی آجاتی...... چال ڈھال میں سستی اور بوجھل پن آجاتا...... شوخ طبیعت میں چہک چہک کر تیز آواز میں لہک لہک کر بات کرنے کی بجائے...... سنجیدگی اور خاموشی غالب آجاتی...... مترنم آواز کا زیر و بم ہلکا اور مدہم ہو جاتا...... اور کام کے دوران ماں جیسے سایہ دار درخت کی چھاؤں کے نیچے اسے اونگھ آنے لگتی...... نیند کے غلبے کی وجہ سے کبھی یکدم گردن ایک جانب ڈھلک جاتی تو...... یہ معصوم دوسرے ہی لمحے چاق چوبند، مستعد و ہوشیار ہو کر یوں بیٹھ جاتا...... جیسے اسے کبھی نیند آئی ہی نہیں تھی...... لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کے ارادے کمزور ہو جاتے...... تھکاوٹ سے چور جسم پر آرام کی خواہش غلبہ پا لیتی اور تھوڑی دیر بعد وہی جھونکا اور جھٹکا نیند کا دوبارہ لگتا...... اس کے باوجود اس دوران اگر ماں کا کوئی حکم اسے سنائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا تو...... وہ عذر...... یا بہانہ کرنے یا سستی دکھانے کی بجائے فوراً اٹھ کر چل پڑتا اور......جی امی جان کا نعرہ لگاتے ہوئے:

ہر گھڑی تیار کامراں ہوں میں...... تیری ممتا کوکھ کا نشاں ہوں میں......

کا ثبوت دیتا۔

لیکن ممتا کا نرم و نازک اور حساس دل...... شفقتوں، مروتوں، محبتوں...... چاہتوں، الفتوں، لاڈ پیار کے جذبوں سے بھرپور...... مہربان دل کی مالک یہ شفیق و کریم ہستی "ماں......" جان لیتی کہ اب میرا چاند دبیز بادلوں کی تہہ میں عارضی طور پر چھپ جانا چاہتا ہے...... تا کہ وہ دوبارہ اسی آن سے...... اسی شان سے...... اسی امنگ اور ترنگ سے...... اسی سبک رفتاری سے، اور شیریں گفتاری سے...... نرم دم گفتگو گرم دم جستجو...... کا مصداق بن کر دوبارہ طلوع ہو سکے۔ ماں شفقت سے پکارتی: میرے پیارے ابوبکر بیٹے! میرے چاند! جی، جی، جی امی جان...... جی...... وہ فوراً لبیک کہتا ہوا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا اور جواب دیتا۔ ماں اسے اذن استراحت دیتے ہوئے پکارتی: میرے لاڈلے بیٹے! اب سو جاؤ، بہت تھک چکے ہو، سو جاؤ میری جان...... سو جاؤ میرے چاند...... تو وہ نہایت خاموشی سے ایک فرمانبردار غلام کی طرح اٹھتا اور...... آہستہ آہستہ بوجھل قدموں سے...... مدہوشی کے عالم میں...... چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا...... اپنے چھوٹے بھائیوں عمر اور عثمان کے ساتھ ایک سائیڈ پر پہلو کے بل اس دعا کو زبان سے ادا کرنے کے بعد لیٹ جاتا......:

((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى .)) [1]

"اے اللہ!...... تیرا ہی نام لے کر میں سونے لگا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی (سو کر صبح) دوبارہ اٹھوں گا۔"

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی نیند کے خمار سے اٹی ہوئی موٹی موٹی سرمگیں

[1] ابوداؤد کتاب الادب، باب ما یقول عند النوم (ح: 5045)، بخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا نام (ح: 6312).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدہوش آنکھیں مٹک مٹکا تا...... کبھی اِدھر کبھی اُدھر...... کبھی چھت کی طرف...... کبھی سوئے ہوئے بھائیوں کی طرف...... خاموشی سے دیکھتا...... پھر...... نیند کی میٹھی وادی میں اڑن کھٹولے میں سوار ...... پرواز بھرتا ...... اور نندیا پور کی سیر کرنے لگتا...... اور شیریں و معصوم خوابوں کی تعبیر کے لیے، نئی منزلوں اور نئی راہوں پر چلتے ہوئے، میٹھی نیند کی وادی میں چلا جاتا۔

شفیق ماں! اس ہونہار بیٹے کے سرہانے بیٹھ جاتی ...... اس کے بالوں میں اپنی انگلیوں سے کنگھی کرتی...... اس کے بالوں کو سہلاتی...... خیالوں ہی خیالوں میں اس کے معصوم لبوں و رخساروں کے بوسے لیتی اور پکار اٹھتی:

''میرے پیارے معصوم شہزادے!...... تجھے کسی کی نظر نہ لگے...... تو کامیابی و کامرانی کے جھولے جھولے ...... تو ہمیشہ خوشیاں دیکھے...... جو انیاں مانے...... عزت پائے...... دولت و کامیابی پائے...... جیسے تو مجھے سکھی اور سکون میں رکھتا ہے ایسے ہی تو بھی ہمیشہ سکھی رہے...... کبھی غم کی پرچھائیاں تجھ پر سایہ نہ کریں...... اللہ کریم تیری خواہش پوری کرتے ہوئے جنت تیری جاگیر بنا دیں...... اور جنت میں حور و غلمان کی دنیا کا تجھے بے تاج بادشاہ بنا دیں، آمین یا رب العالمین!''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9

بے مثال فرمانبردار

فرماں برداری میں تھا وہ پیش پیش
سب کی خدمت میں رہا وہ پیش پیش

ننھا منا بچہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پنسل پکڑے کاپی پر کچھ آڑی ترچھی لکیریں لگا کر کچھ بنانے میں مصروف تھا۔ وہ نہایت انہماک سے پنسل کا استعمال کر رہا تھا اور کسی ماہر آرٹسٹ کی طرح اپنا خاکہ مکمل کرنے میں ہمہ تن مصروف تھا۔ وہ اپنے بنائے جانے والے پورٹریٹ میں اس قدر منہمک تھا کہ اسے اپنے اردگرد کا کچھ ہوش نہ تھا، کہ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے اور کون کیا کر رہا ہے۔ اس نے اپنے پاس مختلف رنگوں کی پنسلیں بھی قرینے سے سجا کر رکھی ہوئی تھیں۔ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ننھا بچہ اپنا خاکہ مکمل کرنے کے بعد اس میں رنگ بھرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہے۔

وہ اپنے شاہپارے کی جزئیات کو دھیمے دھیمے، دھیرے دھیرے مکمل کرتا جا رہا ہے۔ کبھی رک کر کچھ سوچتا ہے...... جبکہ اس کی والدہ دور بیٹھی اپنے گھریلو کام میں مشغول ہے...... لیکن کبھی کبھی وہ ایک طائرانہ نظر ڈال کر اپنے چاند کا جائزہ بھی لیتی ہے...... اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچتی ہے کہ اللہ جانے یہ میرا ننھا بیٹا کس چیز کی ڈرائنگ کر رہا ہے۔ پھر وہ کچھ سوچ کر اٹھتی ہے کہ کہیں کوئی غلطی نہ کر رہا ہو، میں اس کی اصلاح کروں کہ بیٹا ایسے نہیں یہاں سے ایسے بناؤ۔ وہ اصلاح کے لیے اس کے پاس پہنچتی ہے اور دیکھ لیتی ہے کہ ننھا معصوم فرشتہ کیا بنا رہا ہے...... یہ تو ایک شرارتی ٹام اینڈ جیری کا کارٹون بنا رہا ہوتا ہے، ماں اسے پیار سے مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے:

میرے پیارے بیٹے ابوبکر!...... اسے چھوڑو، منہ اوپر اٹھاؤ اور میری طرف دیکھو، میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ امی جان! بس ایک منٹ رکیں، یہ خاکہ مکمل ہونے لگا ہے، بس ایک منٹ صبر۔ ابوبکر جواب دیتا ہے۔ نہیں بیٹا! یہیں چھوڑ دو...... ابوبکر اپنی چلتی متحرک پنسل کو اپنی ماں کا حکم سن کر وہیں روک دیتا ہے اور پیار، اطاعت اور فرمانبرداری کے ملے جلے احساسات کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنی والدہ کے چہرہ کو دیکھتا ہے اور جی امی جان کہتا ہوا ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔

بیٹا! یہ کارٹون بنانے کا تجھے کیا ٹیچر نے کہا ہے؟ نہیں، امی جان! میں ویسے ہی خود شوق سے بنا رہا تھا۔ فارغ بیٹھا تھا سوچا کہ کچھ کروں، اس لیے...... ابوبکر نے جواب دیا:

"میرے پیارے بیٹے!...... جانداروں کی تصویریں بنانے سے گناہ ہوتا ہے۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بنانے والے کو جہنم کی آگ میں پھینکیں گے اور جو لوگ جانداروں کی تصویریں بنانے سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کہیں گے: تم نے دنیا میں یہ بت بنائے تھے اب ان میں جان بھی ڈالو، لیکن وہ جان کیسے ڈال سکیں گے!؟ ایسا تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ جب وہ جان نہ ڈال سکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں ڈال دیں گے۔ اسی طرح میرے پیارے بیٹے!...... جو لوگ کیمرے وغیرہ سے اپنی شوقیہ تصویریں بناتے یا بنواتے ہیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، ان کو گناہ دیتے ہیں اور ان کو بھی آگ میں ڈالتے ہیں۔ اگر تم نے تصویر بنانی ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو کسی، ایسی چیز کی بنا لو جو جاندار نہ ہو مثلاً پہاڑ، درخت وغیرہ۔"

ابوبکر یہ سن کر ڈر گیا اور فوراً اپنی بنائی ہوئی تصویر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کہنے لگا: امی جان! میں آئندہ کبھی تصویر نہ بناؤں گا، اللہ مجھ سے ناراض تو نہیں؟ اب اللہ (تصویر پھاڑنے کے بعد) مجھ سے خوش ہیں نا؟ ہاں بیٹا! توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ بندے سے خوش ہو کر اس کو ثواب دیتے ہیں۔ ماں نے جواب دیا۔

مسجدوں کا ماہر آرکی ٹیکٹ، انجینئر اور مصور:

اس کے بعد کبھی ابوبکر نے کوئی تصویر، کوئی کارٹون نہ بنایا......اب بھی اس کی پنسل حرکت کرتی...... مختلف رنگوں کی پنسلیں اس کے پاس ہوتی تھیں......وہ تصویریں بھی بناتا تھا......مگر ہم تجسس سے آگے بڑھ کر دیکھتے تو یہ......اس کی اپنے پیارے رب کریم سے محبت کی ترجمان تصاویر ہوتی تھیں...... اس مقام کی تصاویر ہوتی تھیں جس کے متعلق اللہ کے آخری رسول سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:

"جس نے اسے بنایا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے آخرت میں جنت کے اندر ایک خوبصورت محل بنائے گا۔"

یہ مقام کون سا ہے جس کے بدلے میں بنانے والے کے لیے سلطان مدینہ سرور قلب و سینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ جنت میں خوبصورت عالیشان محل کی خوشخبری دے رہے ہیں......تو یہ ہے...... مسجد......یعنی اللہ کا گھر......

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ .)) ❶

"جو مسجد بنائے اور وہ اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو، اللہ تعالیٰ

❶ صحیح بخاری: 544/1، حدیث: 450، صحیح مسلم: 378/1، حدیث: 533.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے ویسا ہی جنت میں (گھر) بنا دیتے ہیں۔"

ماں کی فہمائش کے بعد جب کبھی ہم دیکھتے تو ابوبکر اللہ کا گھر...... مسجد بنا کر...... اس میں رنگ بھر کر اس کو خوبصورت بنانے کی کوشش کر رہا ہوتا تھا۔ جب کبھی کسی جگہ ریت کا ڈھیر دیکھتا تو اس کو گیلی کر کے اسے فرش پر ہی بچھا کر مسجد کا ایک خوبصورت ماڈل ایک قابل انجینئر اور معمار کی طرح بنانے لگتا۔

اب اسے کارٹونوں وغیرہ کی ڈرائنگ کی بجائے مسجدوں کے بنانے سے پیار ہو گیا تھا۔ کبھی کبھی وہ درخت، گھر اور پھلوں کی تصویریں بھی بناتا تھا لیکن کبھی جاندار کی تصویر بھولے سے بھی نہ بناتا ...... کیوں؟...... اس لیے کہ اس کی شفیق و کریم والدہ نے اسے حدیث رسول سنا کر اور اس میں وارد ہونے والی وعید سنا کر منع جو کر دیا تھا...... اب وہ گاہے گاہے ماں کو یاد کراتا کہ امی جان میں اب کارٹون نہیں بناتا بلکہ اللہ کا گھر بناتا ہوں، اللہ مجھ سے خوش ہو جائے گا نا؟ ہے نا امی جان!؟ اور اس کی ماں تصدیق کرتی: ہاں بیٹا: ضرور اللہ تجھے ثواب دیں گے۔

تصویروں والی اشیاء خریدنے سے اللہ کریم کی ناراضی کا ڈر اور خوف:

ماں کے اس بے مثال فرمانبردار بیٹے نے ماں کے منع کرنے کے بعد کبھی نہ کارٹون بنایا اور نہ کوئی تصویر بنائی۔ اب وہ کوئی ایسی چیز خریدنے سے گریز کرتا تھا جس پر کوئی تصویر بنی ہوئی ہو۔ اگر کوئی دوسرا بھائی تصویر والی چیز خرید لیتا تو وہ اپنی والدہ سے شکایت کرتے ہوئے کہتا: دیکھیں امی جان! اس نے بھوت (بت) خرید لیا ہے، اسے گناہ ہوگا۔

وہ کیمرے سے اپنی تصویر بنوانے سے بہت ڈرتا تھا اور آنکھیں پھیلا کر خوفزدہ ہونے کا انداز بنا کر ڈرتے ہوئے کہتا:

"اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے...... گناہ ہوگا...... اور قیامت کے دن تصویر میں جان ڈالنا پڑے گی...... نہ کرو بھائی ایسا نہ کرو...... امی جان! اس کو روکو...... اسے گناہ ہو گا...... اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ننھا مجاہد، اطاعت و فرمانبرداری کا مجسمہ اپنی امی جان کی بات کو آخری اتھارٹی مانتا تھا۔ اس کی سچائی اور حقانیت پر اسے اپنی ذات سے بھی زیادہ یقین ہوتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے لیکن میری امی جان کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ سچ وہی ہے جو میری امی جان کی زبان سے نکلا ہے۔ یہ اس کا یقین محکم ہی تو تھا جس کی بنا پر وہ آخر دم تک ہر حال میں اپنی امی جان کی کہی ہوئی بات کو دنیا کی سب سے بڑی حقیقت اور سچائی مان کر اس پر عمل کرتا رہا۔

امی اور ابی جان کے حکم کے خلاف کسی کو کچھ نہ کرنے دوں گا:

وہ والدین کے ہر حکم پر خود عمل ہی نہ کرتا تھا بلکہ دوسروں سے بھی کرواتا تھا...... اور اس کے پاس اپنی بات منوانے کی دلیل کیا ہوتی تھی؟ اس کی نشاندہی اس کے منہ سے اکثر نکلنے والا یہ جملہ کرتا تھا:

"امی جان نے ایسے ہی کہا ہے......یا...... امی جان نے جو کہا ہے...... ابی جان کا حکم ہے...... لہٰذا سب کو ایسے ہی کرنا پڑے گا۔"

امی جان یا ابی جان کے حکم کے آگے وہ ہر حال میں سر تسلیم خم کرتا اور اس حکم کے بعد اس کی سوچ کام کرنا بند کر دیتی تھی، شاید اسکی ننھی سوچوں کی آخری منزل ہی یہی تھی۔

میرے دودھ میں چینی نہ ڈالنا کیوں کہ......:

جب سب کوئی مشروب، ملک شیک اور خاص طور پر دودھ پی رہے ہوتے یا تیاری کر رہے ہوتے تو وہ اپنے دودھ میں چینی ڈالنے سے منع کر دیتا۔ اور کہتا:

میرے دودھ میں چینی کا ایک دانہ بھی نہیں ڈالنا کیونکہ امی جان نے منع کر دیا ہوا ہے۔ امی جان کہتی ہیں: چینی کھانے سے پیٹ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں...... اور قد چھوٹا رہ جاتا ہے۔ اسے ڈر تھا کہ اگر زیادہ چینی کھانے سے میرا قد چھوٹا رہ گیا تو پھر میں مجاہد کیسے بنوں گا!!؟

ماضی قریب میں ایک دفعہ اس کی امی جان نے چینی اور میٹھی چیزوں کی طرف اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد سے بڑھی رغبت دیکھ کر اسے سمجھایا اور زیادہ چینی کھانے سے منع کر دیا۔ وہ دن گیا اور اس کا معمول یہ ٹھہرا جیسے اس پر چینی حرام ہو گئی ہو۔ اس نے کلیتًا چینی کو الوداع کہہ دیا۔ اور جب کسی کو چینی سے منع کرتا تو اس کی توتلی زبان سے ٹیپ ریکارڈر چل پڑتا، وہ مخاطب کو وہی باتیں بتانے لگتا جو اس کی ماں نے اسے ایک عرصہ قبل بتائی تھیں۔

یہ ''ونڈی'' کی حرام چیز لینے جارہے ہیں انہیں روکیں!

ایک دفعہ محلّہ میں کوئی غیر اللہ کے نام کی چیز بانٹی جارہی تھی اور بانٹنے والے آوازیں لگا رہے تھے کہ بچو آ کر لے جاؤ۔ یہ سن کر ابوبکر بھی باہر گلی کی طرف لپکا تو اس کی والدہ نے اسے روکا اور بتایا کہ ابوبکر اس طرح کی بانٹی ہوئی چیز کبھی نہیں لینی، یہ شرک ہے، یہ غیر اللہ کے نام پر تقسیم کی جارہی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ وہ ایسی چیز کھانے والے کے پیٹ میں آگ بھر دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی ابوبکر کے بڑھتے قدم رک گئے...... ایک دفعہ کے لیے نہیں...... بلکہ ہمیشہ کے لیے رک گئے......اب اگر کوئی اور بانٹی جانے والی چیز لینے گھر سے باہر جانے کی کوشش کرتا تو ابوبکر سیڑھیوں میں اپنے ننھے بازو پھیلا کر کھڑا ہو جاتا اور سیڑھیوں کا راستہ بند کر دیتا۔ یوں ان کو باہر نکلنے سے روکتا......اور توتلی زبان میں کہتا:

''بھائی یہ ونڈی کی چیز حرام ہے......اللہ تعالیٰ تمہارے پیٹ میں آگ ڈال دیں گے......اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے......نہ جاؤ......یہ حرام ہے۔''

اگر پھر بھی کوئی اس دوران بزور طاقت سیڑھیاں اتر کر نیچے جانا چاہتا تو وہ اونچی اونچی آواز میں رونے لگتا اور کہتا جاتا: یہ حرام ہے۔ غیر اللہ کے نام کی ونڈی کی چیز ہے۔ یہ کیوں لینے جارہے ہیں؟...... امی جان! ان کو روکیں...... کتنا بھلا لگتا ہوگا...... کتنا پیارا لگتا ہوگا...... کتنا دلکش و دلربا لگتا ہوگا......اس کا یہ رونا...... واویلا کرنا......سسکنا...... تڑپنا...... آنسو بہانا...... آوازیں لگانا......اس کے خالق و مالک، اس کے رب کریم کو...... جس نے اس انمول شہزادے کو دنیا میں بھیجا...... اور اس نے اپنے رب کی محبت میں وفا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال قائم کر دی۔

بھائی کھا لو، اس میں شہد لگا ہوا ہے:

جب کبھی گھر میں پھل آتا اور اس میں ایسا چتری والا کیلا ہوتا جو ذرا نرم ہوتا یا زیادہ پک گیا ہوتا، اور اسے کوئی بھی نہ کھاتا، ہر کوئی نخرے کرتا اور ناک منہ چڑھاتا، کہتا: یہ تو گلا ہوا ہے..... یہ تو خراب ہو گیا ہے..... یہ تو گل سڑ گیا ہے..... کالا ہو گیا ہے..... کوئی اس نرم کیلے کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ ابوبکر بھی ان میں شامل ہوتا اور ایسا نرم کیلا کھانے سے انکار کر دیتا۔

ایک دفعہ ایسا ہی ہوا۔ پھل تقسیم ہونے پر نرم کیلا کوئی نہیں لے رہا تھا۔ اس کی والدہ نے ابوبکر کو پیار سے مخاطب کیا اور کہا:

"بیٹا ابوبکر!..... یہ کھالو، یہ خراب نہیں ٹھیک ہے..... بلکہ اس میں تو شہد لگا ہوا ہے..... کھالو اسے..... دیکھو تو سہی شہد کی طرح میٹھا لگے گا تمہیں!"

ابوبکر اپنی امی جان کی رائے اور فیصلے کو دنیا والوں کی ہر رائے اور فیصلے سے اعلیٰ سمجھتا تھا۔ لہٰذا اس نے یقین کرتے ہوئے فوراً کیلا پکڑا اور کھا لیا۔ پھر جب کوئی نرم کیلا نہ لیتا تو ماں ابوبکر کو یہ کہتے ہوئے دے دیتی کہ ابوبکر! یہ شہد والا ہے، لے لو۔ وہ بغیر کسی حیل و حجت کے نہایت فرمانبرداری وعقیدت سے آگے بڑھ کر لے لیتا اور کھا لیتا۔ وہ اپنی ماں کی بات کی عملی طور پر تصدیق کرتا۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی عثمان کو نرم کیلا لینے سے انکار کرنے پر کہتا: عثمان بھائی!..... لے لو..... کھالو..... امی جان کہتی ہیں: اس میں شہد لگا ہوا ہے..... کھالو پاگل، امی جان نے جو کہہ دیا ہے کہ اس میں شہد لگا ہے۔

عجیب خواہش اور طمع:

ابوبکر کو ہمیشہ یہ خواہش، طمع، لالچ اور حرص ہوتی تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنی امی جان کو زیادہ سے زیادہ خوش کر سکے۔ لہٰذا جب سب ایسا کیلا یا کوئی اور چیز کھانے یا لینے سے انکار کر رہے ہوتے تو ماں اس کو پکارتی، وہ جی امی جان! کہتے ہوئے سامنے آ حاضر ہوتا۔ والدہ وہ چیز اس کو دے دیتی اور وہ خاموشی سے اپنا مقدر، قسمت اور ماں کی خوشی جان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لے لیتا اور کھا لیتا۔ کبھی ایسے موقع پر جب سب انکار کر رہے ہوتے تو وہ ماں کو خوش کرنے کے لیے خود آگے بڑھتا اور کہتا: امی جان! لائیں مجھے دے دیں۔ پھر وہ کھانے لگتا اور اپنے بھائیوں سے مخاطب ہو کر کہتا: پاگلو! کھالو، امی جان کہتی ہیں: اس میں شہد لگا ہے۔ وہ کھاتے ہوئے ماں کی فرمانبرداری کر کے مسکرا رہا ہوتا، پھولے نہ سما رہا ہوتا......اور اپنی امی جان کے چہرے کی طرف ممنونیت و فرحت کے احساسات کے ساتھ دیکھتا جاتا اور مسکراتا جاتا۔

اطاعت کے مناظر کی یادیں اور ماں کے آنسو:

اب جب کبھی پھل سامنے آتے ہیں تو اس کی والدہ چشم تصور میں اپنے فرمانبردار بیٹے کے اطاعت کرنے کے مناظر دیکھنے لگتی ہے اور بے اختیار رونا شروع کر دیتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ میرا بیٹا میری ہر بات پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتا تھا، اس کو دنیا کا سب سے بڑا سچ مانتا تھا۔ بچے جب زیادہ نرم کیلے نہیں کھاتے تھے اور میں اسے دے دیتی تھی، تو وہ انہیں شہد سمجھ کر کھا لیتا تھا۔ کہیں میرا یہ امتیازی اور ناروا سلوک......کل قیامت کے دن میرے احتساب کا باعث تو نہ بن جائے گا...... کہیں یہ ناانصافی میں تو شمار نہیں ہوگا......اس نے کبھی نہیں کہا تھا کہ امی جان! مجھے بھی ایک صحیح سلامت کیلا دے دیں بلکہ میں جو دے دیتی تھی اسی کو اپنی قسمت اپنا نصیب اور میرا حکم سمجھ کر منہ پر قفل اطاعت لگا کر قبول کر لیتا تھا۔ یہی نہیں، وہ آگے بڑھ کر خود گلا ہوا نرم کیلا طلب کرتا تھا، تاکہ میں خوش ہو جاؤں۔ کہیں اس سے اللہ تعالیٰ ناراض تو نہ ہوگا، گناہ تو نہ دے گا مجھے!!؟؟

موت سے دو دن قبل فرمانبرداری کی ایک عظیم مثال:

شہید ہونے سے دو دن قبل ابوبکر اطاعت و فرمانبرداری کی ایک اور منفرد سی مگر عظیم مثال چھوڑ گیا اور اپنے آپ کو بے مثال فرمانبردار بیٹا ثابت کر گیا۔ ہوا یوں کہ 5 ستمبر 2012ء کو میں نے فروٹ شاپ سے 5 کلو سرخ گولڈن سیب خریدے اور گھر جا کر فریج میں رکھ دیے۔ ہر سیب تقریباً ڈیڑھ پاؤ کا تھا۔ یوں ایک کلو میں تقریباً تین یا چار سیب آئے۔ ابوبکر کی والدہ اس کے چھوٹے بھائی عثمان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی ہوئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دوران سب بھائی سکول سے واپس آئے تو فریج سے ایک ایک سیب نکال کر پکڑ لیا اور کھانے لگے۔ اب سیب بڑا ہونے کی وجہ سے پورا کھایا نہ گیا تو سب نے باقی کا سیب جہاں بیٹھے تھے وہیں پڑا رہنے دیا اور اپنی دوسری سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ابوبکر اپنی آپی ماریہ سے کہنے لگا:

”یہ سب بھائی سیب ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے تھا چھری سے کاٹ کر آدھا سیب لیتے اور باقی فریج میں رکھ دیتے، اگر مزید ضرورت ہوتی یا دل چاہتا تو باقی رکھا ہوا بھی لے لیتے۔ لیکن ہر ایک نے ایک دفعہ ہی اتنا بڑا سیب اٹھا لیا اور کہ اب جگہ جگہ پھینکتے پھر رہے ہیں۔ اس طرح رزق ضائع ہوتا ہے، یہ فضول خرچی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ آپی جان! ان کو منع کریں کہ وہ ایسا نہ کریں۔“

ماریہ نے اس کی حقیقت پر مبنی بات سن کر بھائیوں کو کچھ کہنے یا روکنے کی بجائے الٹا ابوبکر سے سوال کر دیا کہ تمہارا دل چاہ رہا ہے نا سیب کھانے کو؟...... ابوبکر نے شرما کر نگاہیں جھکا لیں اور گردن جھکا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ اس کی یہ ادا زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ اس کا دل بھی چاہ رہا ہے سیب کھانے کو۔ ماریہ بولی: جاؤ تم بھی فریج سے سیب نکال لاؤ اور کھا لو۔ ابوبکر بولا:...... لیکن آپی جان! امی جان تو گھر میں نہیں ہیں، میں ان کی غیر موجودگی میں اجازت کے بغیر کیسے سیب لے سکتا ہوں؟ ماریہ نے کہا: میں جو کہتی ہوں لے لو۔ آپی جان! اگر آپ امی جان کو بتا دیں گی کہ ابوبکر کو میں نے سیب دیا تھا، اس نے خود سے نہیں لیا تھا تو میں لے لیتا ہوں۔ ہاں بھائی لے لو میں امی جان کو بتا دوں گی کہ آپ گھر میں نہیں تھیں تو ابوبکر کو میں نے ایک سیب دے دیا تھا۔ پھر آپی نے ابوبکر کو سیب دے دیا۔ اس نے ابھی اپنے ننھے ہاتھوں میں سیب تھاما ہی تھا کہ ماریہ کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا:

”ویسے امی جان کو گئے کافی دیر ہو گئی ہے، وہ ابھی پہنچنے ہی والی ہوں گی۔ شاید ادھر کہیں قریب ہی آ رہی ہوں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر ابوبکر کے ہاتھ رک گئے...... ننھے قدم آہستہ آہستہ فریج کی طرف بڑھنے لگے...... پھر اس نے اپنے ننھے ہاتھوں سے فریج کا دروازہ کھولا اور...... ہاتھ میں پکڑے سیب کو اس کی جگہ پر رکھ کر یہ کہتے ہوئے فریج بند کر دی:

"اگر امی جان آنے ہی والی ہیں تو پھر میں ان کا انتظار کرتا ہوں۔ میں امی جان سے اجازت لے کر سیب لوں گا اور کھاؤں گا۔ امی جان کی اجازت کے بغیر نہ لوں گا۔ (امی جان کی بات نہ ماننے اور بغیر اجازت کچھ لینے سے اللہ ناراض ہوتا ہے)۔"

امی جان نماز عشاء کے قریب عثمان کا چیک اپ اور میڈیکل ٹیسٹ کروا کر واپس آئیں تو ابوبکر کو سیب والا واقعہ اور سیب کھانے کی اپنی خواہش وتمنا، سب بھول چکے تھے۔ یوں وہ خاموشی سے سو گیا تھا۔ صبح ماں کے ساتھ ہسپتال چلا گیا اور 3 بجے کے قریب ہسپتال سے واپس آیا تو ماں نے اگلے دن ہونے والے آپریشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم نے رات 12 بجے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں ...... اس نے سمجھا شاید ابھی سے کھانا پینا بند کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا وہ سیب کو دیکھ کر بھی نہ اٹھا سکا کہ امی جان نے کھانا پینا بند کر دیا ہے...... کہنے لگا: کل ہونے والے آپریشن کے بعد آ کر کھا لوں گا...... تقدیر کا لکھا غالب آیا...... فرشتۂ اجل آن پہنچا...... صبح آپریشن ہوا...... اور وہ ہمیشہ کی نیند سو گیا ...... نہ گھر آیا...... نہ سیب اٹھایا...... نہ کھایا...... سیب وہیں کا وہیں پڑے کا پڑا رہ گیا...... فریج میں پڑا سیب زبان حال سے پکار پکار کر یہ کہہ رہا تھا:

"اے دنیا میں رہنے والے ماؤں کے بیٹو...... اپنے والدین کے ایسے فرمانبردار بنو کہ اپنی تمام خواہشیں، تمنائیں اور آرزوئیں، ان کی رضا مندی و ناراضی پر قربان کر دو...... جیسا کہ ابوبکر نے عملی طور پر کر دکھایا...... پھر تم دنیا میں بھی کامیاب و کامران اور آخرت میں بھی کامیاب و سرخرو ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10

بہن کا فوجی پہرے دار

بھائی بہنوں کا سرمایہ ہوتے ہیں......ان کی ڈھال اور تحفظ کے ضامن ہوتے ہیں...... ان کا مان اورارمان ہوتے ہیں......بہنیں ہمیشہ اپنے اپنے بھائیوں پر فخر کرتی ہیں۔ وہ ہر دم رب کریم کے حضور ان کی سلامتی کے لیے دعا گو رہتی ہیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں معاشرتی طور پر بہنوں کے ساتھ نہایت ناروا و نازیبا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اکثر بھائی بہنوں کو احترام دینے، ان سے پیار کرنے، ان کا خیال رکھنے اور ان کی جائز ضروریات کا خیال رکھنے کی بجائے ان کو اپنی نوکر چاکر سمجھ کر ان پر بے تکا رعب جماتے ہیں، بے جا ان بیچاریوں پر برستے رہتے ہیں، کوستے رہتے ہیں......نہیں خیال کرتے کہ یہ پرائی امانت ہیں۔ اکثر مشاہدہ میں جو بات آئی ہے وہ یہ کہ ان کا حقیقی سکھ چین کا زمانہ وہی ہوتا ہے جو انہوں نے والدین کے گھر میں ان کی محبت و شفقت کی چھتری کے نیچے گزارا ہوتا ہے۔ پرائی ہو جانے کے بعد عزت، وقار، احترام اور پیار نصیب والیوں کو ہی ملتا ہے، ہر کسی کی قسمت میں کہاں نازعروساں اور......فرحت و انبساط کے چمن میں آزادانہ سانس لینا۔

ابوبکر شہزادہ کی سانس اپنی بہنوں کی سانس کے ساتھ چلتی تھی، وہ تو ان کے دم سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیتا تھا۔ وہ ان کو خوشی ملنے، عزت ملنے اور کامیابی ملنے پر خوشی سے پھولے نہ سماتا اور مسرت سے کھل اٹھتا تھا...... دمک اٹھتا...... ان کی پریشانی وغم میں نہ صرف یہ کہ غمگین و اداس ہو جاتا تھا...... اور اللہ کریم سے دعائیں مانگنے لگتا تھا: اللہ کریم! میری آپی جان کو دوبارہ ایسی تکلیف و پریشانی اور غم نہ دکھانا۔ وہ اپنی بہنوں کے معاملے میں بہت حساس اور نرم دل ثابت ہوا تھا۔ اسے بہنوں کی کسی پریشانی کا سن کر ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے نازک و حساس دھڑکتے دل کے اندر آتشیں کانٹا چبھ گیا ہو۔ وہ کسی وارد ہو چکنے والی پریشانی کو دیکھ یا سن کر اپنی بہنوں کا چھوٹا سا...... معصوم سا...... بھولا بھالا سا بھائی...... ہونے کے باوجود بڑے بزرگوں اور ہمدردوں کی طرح انہیں نصیحتیں کرتا...... ان کی رہنمائی کرتا...... ان کو منع کرتا کہ:

"اب فلاں کام دوبارہ ایسے نہ کرنا...... فلاں لڑکی سے بے مقصد، ضرورت کے وقت کے علاوہ بات نہ کرنا بلکہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکنا...... اب خاموش نہ رہنا بلکہ اپنے ٹیچر کو اصل مسئلہ بتا دینا ورنہ فلاں لڑکی اور زیادہ ہوشیار چالاک ہو کر پریشان کرے گی...... کوئی بات نہیں دل نہ چھوٹا کرو، آپ اس بار اور بھی زیادہ محنت کرنا، تمہارے نمبر سب سے زیادہ آ جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔"

یہ ہے میرا ننھا معصوم شہزادہ...... میرا معصوم بیٹا...... ابوبکر نقاش ابتدائی کلاس کا طالب علم ہونے کے باوجود سیکنڈ ائیر کی طالبہ اپنی آپی کو نصیحتیں اور گُر کی باتیں کتنے معصومانہ بچگانہ وطفلانہ انداز میں سمجھا رہا ہے۔ وہ اپنی آپی سے محبت کا اظہار کرنے کے لیے اس کے لیے "آپی بے چاری" کے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ وہ بہنوں کے حقوق کے لیے سب بھائیوں سے لڑ پڑتا تھا۔ بہنوں کے متعلق کسی کو گرم سرد نہ کہنے دیتا۔ ہر بات میں تسلی دیتا: آپی! فکر نہ کریں، میں جو ہوں۔ میں آپ کے لیے یوں کر دوں گا وغیرہ وغیرہ۔

آپی کو پریشان کرنے والے کا صفایا کر دوں گا:

یہ معصوم شہزادہ اپنی بہنوں کے لیے کس قدر حساس اور جذباتی تھا اور کتنا گہرائی میں جا کر ان کی حفاظت وخوشی کے متعلق سوچتا اور پلاننگ کرتا تھا، یہ اس کی بہن کی زبانی سنئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، وہ بتلا رہی ہے کہ:

''ایک دفعہ ابوبکر مجھ سے کہنے لگا: آپی جان! جب ابی جان مجھے سائیکل لے کر دیں گے تو میں اسے خوب چلایا کروں گا اور تمہاری اکیڈمی میں بھی آیا کروں گا۔ سنا ہے آج کل چور بچوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی چور آپ کے پیچھے پیچھے آئے اور آپ کو پکڑنا چاہے تو آپ نے مجھے فون کر دینا ہے، پھر دیکھنا میں کیا کرتا ہوں اس چور کا...... میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا کہ بھائی آپ کو پتہ ہے کہ میرے پاس تو موبائل ہے ہی نہیں اور نہ میں رکھتی ہوں، تو اس طرح میں آپ کو فون کر کے کیسے بتاؤں گی؟ تو کہنے لگا: پاگل! میں تجھے موبائل لے کر دوں گا تا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ ہو یعنی کوئی چور آپ کے پیچھے لگ جائے تو میرے فون پر کال کر کے بتانا۔

چلو ٹھیک ہے پیارے ابوبکر! اب آگے بتاؤ کیا کہہ رہے تھے...... اپنی بات کو دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا: جب تمہارا فون آئے گا نا تو میں تیزی سے اپنی سائیکل گھر سے باہر نکالوں گا...... اور پھر اسے بھگاتے بھگاتے...... اس دوران چھوٹا بھائی ٹوکتے ہوئے کہنے لگا: میں بھی اپنی سائیکل پر تمہارے ساتھ جاؤں گا، سب سے چھوٹا عثمان بولا: میں بھی عمر کی سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر آپی کو بچانے جاؤں گا...... ابوبکر کا بہن سے محبت کا جوش و جذبہ سرد ہونے کی بجائے دو آتشہ ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی وہ بات مکمل نہ کرتا تھا کہ درمیان میں کوئی بول پڑتا تھا۔ ''نہیں ابوبکر! میں جاؤں گا چور کا مقابلہ کرنے کے لیے''، سب سے چھوٹا عثمان کہنے لگا: نہیں میں جاؤں گا۔ عمر بولا: تم میری سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر میرے ساتھ چلے جانا۔ نہیں، میں اپنی سائیکل پر جاؤں گا اور چور کی خوب پٹائی کروں گا۔ ابوبکر ان کی یہ بحث سن کر ان کا دل رکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں بولا:

''ٹھیک ہے تم بھی جانا...... اور ان سے لڑنا...... لیکن...... بھائی تم دونوں بہت چھوٹے ہو...... وہ چور طاقتور ہوں گے...... وہ تمہارے قابو میں نہ آئیں گے...... پھر دیکھنا بچو! میں تو مجاہد ہوں، میں ان سے نہیں ڈرتا۔ میں بہادر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرار ہوں۔ تم سے بڑا بھی ہوں۔ اور طاقتور بھی ہوں...... میں آؤں گا...... ایسے تیزی سے سلپ لگاتے ہوئے سائیکل گھماؤں گا اور ساتھ ہی اسے ان چوروں سے ٹکراؤں گا...... پھر تیزی سے سائیکل بھگا کر لاؤں گا، سلپنگ لگاتے ہوئے ان کے پاؤں پر اور ٹانگوں پر چوٹ لگا کر ان کو گرا دوں گا...... پھر نیچے اتر کر ان کو پکڑوں گا...... اور پھر ٹھشوں ٹھشوں...... ان کو پنچ ماروں گا...... پھر ڈز ڈز...... ڈز...... ٹھاہ ان کو ککیں ماروں گا۔ پھر فشوں فشوں ان کو مکے مار مار کر گراتا جاؤں گا اور ان کا خون نکال کر رکھ دوں گا۔ اگر وہ بھاگنے لگیں تو عمر، عثمان! تم دونوں نے ان کو بھاگنے نہیں دینا...... بلکہ پکڑ لینا ہے، مجھے ان کی ناک پر ایک ایک ڈنڈا مار کر آپی کو سائیکل کے پیچھے بٹھانا ہے اور ان چوروں سے بچا کر لے آنا ہے...... لیکن عمر و عثمان بھائی! میرے آنے کے بعد تمھیں ان کا مقابلہ کرنا ہے، ان کو خوب مرغا بنانا ہے...... اور ہم تک آنے سے روک کے رکھنا ہے...... تاکہ کہیں وہ پھر بیچاری آپی کو پکڑنے کے لیے ہمارے پیچھے نہ دوڑ پڑیں...... تمھیں ان کو اتنا مارنا ہے، اتنا مارنا ہے کہ وہ بھاگ جائیں...... پھر کبھی دوبارہ آپی جان کے راستے میں نہ آئیں......۔''

پھر وہ تائید حاصل کرنے کے لیے میری طرف دیکھتا اور کہتا: ہے نا آپی جان! یعنی ٹھیک ہے نا آپی جان، میں صحیح کہہ رہا ہوں نا؟ میں اسے آگے بڑھ کر پیار سے چوم لیتی اور کہتی: میرا بھائی مجاہد ہے نا...... بہادر ہے نا...... ضرور اپنی بہنوں کو بچانے کے لیے کشمیر میں بھی جائے گا...... اور کافروں سے خوب لڑائی کرے گا۔

سکول و کالج جانے والی بچیوں کے لیے گھمبیر مسئلہ:

واہ واہ!! میرے مالک...... اے میرے خالق...... اے ارض و سما کی وسعتوں کے تھامنے والے...... کیسی عظیم سوچ تھی اس ننھے دماغ میں...... کیا ولولہ انگیز جذبات تھے اس نازک و ناتواں دل کے نہاں خانوں میں...... کیا قابل رشک جذبات و احساسات تھے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحر بیکراں اور قطرہ قطرہ قلزم کی روانیوں اور جولانیوں میں...... کیا اسرار و رموز اور زر و جواہر اور گوہر ہائے آبدار پنہاں تھے اس سیپ کے اندر...... اپنے ننھے دماغ اور توتلی زبان سے اس نے ہمارے معاشرے کے ایک کتنے بڑے سنگین مسئلے اور اس کے حل کی نشاندہی کر دی تھی۔ آج کتنی ہی حوا کی بیٹیاں سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے اکیلی (بغیر کسی محرم) کے گھر سے نکلتی ہیں اور پھر واپسی پر تعلیمی ادارے سے گھر کے لیے دوبارہ اکیلی سفر کرتی ہیں، راستے میں کتنے چور...... ایمان کے ڈاکو...... بدکار...... سیاہ کار...... مختلف نازیبا رویوں کی بنا پر بیٹیوں کا جینا محال کیے رکھتے ہیں...... ان کو روزانہ دہکتے کوئلوں اور نوکیلے کانٹوں پر چل کر سفر کرنا پڑتا ہے...... طرح طرح کے آتشیں جملے سننے پڑتے ہیں...... وہ روزانہ جیتی اور روزانہ مرتی ہیں...... سسک سسک کر بلک بلک کر، لمحاتِ زیست مسلسل زہر ہلاہل پیتے ہوئے گزارتی ہیں۔ لیکن بھولے سے بھی حرف شکایت لبوں پر نہیں لاتیں۔ مداوا و تلافی کے لیے کبھی اپنے دکھ اور کرب کا اظہار اپنوں سے بھی نہیں کرتیں...... کیوں؟ کیوں؟

وہ کیوں گھٹ گھٹ کے قطرہ قطرہ موت کو برداشت کرتی چلی جاتی ہیں...... اور لبوں پہ قفل سکوت و خاموشی چڑھائے وقت کے پہیے کو دھکیلتی رہتی ہیں...... اس لیے کہ اگر انہوں نے اکیلے سکول یا اکیڈمی جاتے ہوئے پیش آنے والے ناگفتہ بہ واقعات و حالات کا ہلکا سا تذکرہ بھی کر دیا...... تو جھوٹی اور کھوکھلی غیرتوں کی ریت کے ستونوں پر کھڑے بھائیوں اور باپوں کے انا پرستی کے بتوں میں مصنوعی غیرت کی برق شرربار دوڑ جاتی ہے...... اور پھر ایک طوفانِ غیظ و غضب اُمڈ آنے کے بعد فیصلہ یوں سنائی دیتا:

"اس کمینی نے بہت پڑھ لیا، اب اسے تعلیم سے اٹھا لینا چاہیے اور...... اس کی تعلیم ختم کر کے گھر بٹھا دینا چاہیے...... اب مزید یہ بے غیرتی ہم سے سہی نہیں جاتی۔"

غیرتوں کے کچ کے کھلونوں سے کھیلنے والے ان محرموں سے کوئی پوچھے کہ تمہاری غیرت کہاں سو جاتی ہے جب تم اپنی بچیوں، بہنوں کو بے پردہ اکیلی باہر جانے دیتے ہو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ تم ان کو پردہ کیوں نہیں کرواتے اور انہیں خود مدرسہ پہنچانے کا اہتمام و انتظام کیوں نہیں کرتے، یا کیوں خود مدرسہ چھوڑ کر نہیں آتے کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

اگر باپ، بیٹا یا بھائی خود چھوڑ کر آئیں تو کبھی زہر کے گھونٹ پیتے ہوئے کسی بہن کو زندگی نہ گزارنی پڑے...... اور نہ اس کو یہ اندیشہ وخطرہ لاحق ہو کہ اگر میں نے شیطانوں کے ہاتھوں اپنی ستائے جانے والی تکلیف کا اظہار کیا تو میری تعلیم ہی ختم کر دی جائے گی۔ کتنا ہی سہانا سماں ہو کہ بھائی بہن کا محافظ بن کر...... پشتیباں...... بن کر...... نگران ونگہبان بن کر...... اس کے ساتھ جائے اور اسے واپس لائے۔

واہ! قربان جاؤں ابوبکر تیری ننھی منی بصیرت پر جو دوسروں کے لیے مشعل راہ ہے۔ کیا سبق ہے تیری زندگی میں کہ اگر بھائی زندہ ہیں تو وہ بہن کے سر پر وقار کا تاج پہنائیں...... احترام پر مبنی محبتوں کے گلدستے پیش کریں...... اس کی حفاظت ونگہبانی کے لیے قربانی تک دے دیں...... ایسے بدبختوں کے لیے آہنی باڑ بن جائیں۔

آپی کی تعلیم کی تکمیل کے لیے ہر دم دھڑکنے والا ننھا دل:

ابوبکر کی آپی حافظہ ماریہ نقاش جب اکیڈمی جانے کے لیے ٹائم دیکھتی اور اگر کبھی اتفاق سے کلاک بند یا خراب ہوتا تو وہ ابوبکر سے کہتی: جاؤ بھائی باہر انکل طالب کی دکان پر نصب کلاک سے ٹائم دیکھ کر آؤ۔ اگر کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے ابوبکر سستی کا مظاہرہ کرتا تو آپی صرف اتنا کہتی: اگر میں لیٹ ہوگئی تو سر مجھے ماریں گے......

یہ سنتے ہی ابوبکر سب کام چھوڑ چھاڑ کر ''آپی جان ابھی آیا'' کہہ کر گھر کی پہلی منزل کی سیڑھیاں اتر کر باہر بھاگ جاتا اور فوراً واپس آ کر اسے ٹائم بتاتا۔ یوں وہ تیاری کر کے والدہ کو ساتھ لے کر اکیڈمی چلی جاتی۔ جب وہ اکیڈمی سے واپس آتی تو نہایت معصومیت اور ہمدردی سے پوچھتا: آپی جان! سر نے آپ کو لیٹ جانے پر مارا تو نہیں تھا؟ آپی جان آپ نے صحیح وقت پر پہنچ کر اپنا ٹیسٹ دیا ہے نا...... ٹیسٹ صحیح ہو گیا ہے نا آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا؟؟؟ کتنی فکر ہوتی تھی اس ننھی جان کو اپنی آپی کی...... اور کس طرح وہ قربان ہو ہو جاتا تھا اپنی آپی پر...... ایسے انمول و بے مثال بھائی کا خزانہ اللہ کریم ہر بہن کو عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین!

وہ اکیڈمی سے واپسی پر اپنی توتلی زبان سے آپی سے دریافت کرتا:

آپی جان! آج تمہارے ساتھ تمہاری کسی سہیلی یا فائزہ اور اقرا وغیرہ نے کوئی ضد تو نہیں لگائی...... کوئی لڑائی تو نہیں کی...... کسی کو ساڑا (حسد) تو نہیں پڑا۔

آپی جان! آپ کو کسی نے مارا ہے تو مجھے بتائیں:

ایک دفعہ اکیڈمی سے واپسی پر ابوبکر کی آپی بہت افسردہ اور بجھی بجھی سی تھی۔ ابوبکر کے اصرار و استفسار پر بتانے لگی: بھائی! آج پہلی دفعہ کسی سر نے میرے ہاتھ پر سٹک (چھڑی) ماری ہے...... کیوں آپی کیوں ماری سر نے؟ اس لیے کہ ایک طالبہ جو میرے پیچھے بیٹھی تھی، اس نے پیپر حل کرتے ہوئے میری نقل کی۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ کون کیا کر رہا ہے۔ میں تو اپنی دھن میں مگن اپنا پیپر حل کر رہی تھی۔ نہ میں نے کبھی کسی کو نقل کروائی اور نہ ہی میں اس کے حق میں ہوں۔ جب سر نے پیپر چیک کیے تو میرے پیچھے بیٹھ کر پیپر دینے والی لڑکی نے بھی ویسے ہی سوالات حل کئے تھے جیسے کہ میں نے۔ سر نے کہا کہ تم نے نقل کروائی ہے۔ میں نے کہا: سر! میں لاعلم ہوں اس مسئلہ سے۔ کوئی اگر میری لاعلمی میں میری نقل کر لیتا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہ ہوا۔ سر نے پھر بھی کہ تمہاری نقل کیوں ہوئی، میرے ہاتھ پر ایک سٹک لگائی۔ میری زندگی میں یہ پہلے ٹیچر سر ذیشان ہیں جنھوں نے الفاران اکیڈمی شاہدرہ میں مجھے مارا۔ ورنہ آج تک ایسا نہ ہوا تھا۔

ابوبکر کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ آپی کے ہاتھ کو پیار سے پکڑ کر دیکھتے ہوئے بولا:

''آپی جان! سر کتنے ظالم ہو گئے ہیں...... آپی کو مارتے ہیں...... جبکہ ان کو اصل قصور وار کا پتہ چلتا نہیں، سر پہلے تو ایسے نہ تھے...... کیوں مارتے ہیں میری آپی جان کو؟......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کے بعد وہ کئی دن تک جب آپی اکیڈمی سے واپس آتی تو باقاعدگی سے پوچھتا رہا: آپی جان! آج تو نہیں سر نے آپ کو مارا؟"

بے دام فوجی پہرے دار و محافظ:

میری ہونہار بیٹی ماریہ جب مطالعہ کے لیے بیٹھتی تو وہ فوجی پہرہ دار بن کر آپی سے کافی فاصلے پر کھڑا ہو جاتا اور اعلان کر دیتا، خاموش! کوئی شور نہ کرے، نہ اس طرف آئے، نہ ادھر کے لیے آنے کا ارادہ ہی کرے...... کیونکہ آپی پڑھ رہی ہے۔ کوئی اس کی پڑھائی خراب نہ کرے، جسے کھیلنا ہے، شور مچانا ہے، سائیکل چلانی ہے وہ اوپر چھت پر چلا جائے۔

پھر وہ ایک مستعد اور چاق چوبند پہریدار کی طرح اپنی ڈیوٹی پر کھڑا ہو جاتا اور کسی کو ادھر پھٹکنے نہ دیتا کہ آپی پڑھ رہی ہیں۔ وہ اپنی آپی کو مخاطب کر کے کہتا:

"آپی جان! پوری تسلی سے پڑھو، میں کسی کو ادھر آنے اور شور کر کے تمہاری پڑھائی خراب نہیں کرنے دوں گا۔ تم زیادہ سے زیادہ پڑھو، تمھیں ڈاکٹر بننا ہے، پھر ہمیں آپ سے دوائی لینے آیا کرنا ہے۔"

اگر کبھی چھوٹے بھائی کنٹرول نہ ہوتے اور وہاں سے جاتے نظر نہ آتے تو وہ اپنی آپی کو مخاطب کر کے تسلی دیتے ہوئے کہتا:

"آپی جان! میں سب کو اوپر (دوسری منزل) پر لے کر جا رہا ہوں، تم بے فکر ہو کر پڑھو۔"

واہ قسمت واہ! کہاں سے ڈھونڈیں بہنیں ایسے انمول موتی اور ہیرے جیسے بھائی۔

پتہ نہیں، آپی مطالعہ کر رہی ہے اور تجھے کہانی سننے کی پڑی ہے:

چھوٹے بیٹے عمر کو بچوں کی کتاب سے تصویریں دیکھ کر اندازے سے اور تصویروں کے خاکوں کی مدد سے کہانی بنانے اور پھر سنانے کا بہت شوق ہے۔ اگر ماریہ مطالعہ کر رہی ہوتی اور اس دوران میں عمر جونہی کوئی تصویروں والی کتاب پکڑ کر کوئی کہانی یا بات شروع کرتا تو ابوبکر نہایت بیزاری سے کہتا:

"لو جی! پھر کہانی شروع ہوگئی عمر صاحب کی، اسے پتہ نہیں چلتا کہ آپی پڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہیں۔"

آپی مطالعہ نہ چھوڑو، میں یہیں کھانا لا دیتا ہوں:

ابوبکر کبھی میڈیکل کی کتاب نکال کر جراثیم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا: آپی یہ وائرس ہے نا؟ پھر دوسری تصویر پر انگلی رکھ کر پوچھتا: یہ جراثیم کی تصویر ہے نا؟ اور پھر کتاب کی تصویریں دیکھ چکنے کے بعد جس صفحہ پر آپی پڑھ رہی تھی اسی صفحہ پر کوئی چیز یا پنسل وغیرہ رکھ کر کتاب بند کر کے قرینے سے رکھ دیتا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اگر میں نے نشانی نہ رکھی تو آپی کو پتہ نہیں چلے گا کہ اس نے مطالعہ کہاں سے چھوڑا تھا اور یوں اس کو پریشانی ہو گی۔ وہ مطالعہ میں مصروف اپنی آپی کو چارپائی سے اٹھنے نہ دیتا بلکہ وہیں اس کو کھانا وغیرہ اور چائے لا کر دیتا کہ اگر وہ اٹھ کر گئی تو پڑھائی کا حرج اور نقصان ہو گا۔

آپی جان! مزید پڑھو تمہارے ذمہ کے تمام کام میں کر دیتا ہوں:

آپی جان کے مطالعہ کے بعد چارپائی سے اٹھ جانے کے بعد نہایت محبت و احترام اور عقیدت سے اپنی آپی کا بستر جھاڑ کر اور صاف کر کے بچھا دیتا اور کمبل وغیرہ قرینے سے تہہ کر دیتا۔ کبھی وہ آپی کو مزید پڑھنے اور محنت کرنے کی یوں تلقین کرتا:

"آپی جان!...... اقرا اور فائزہ (ماریہ کی سہیلیاں) بڑی چیاک (چالاک ہوشیار) ہیں، وہ کالج جا کر بھی پڑھتی ہیں اور اکیڈمی میں بھی۔ تم بھی کالج جایا کرو اور زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو، تاکہ زیادہ پڑھ کر ان سے آگے نکل کر جیت جاؤ"

بہن سے انتہا درجہ کی محبت و احترام اور ایثار کا بحر بیکراں تھا یہ ننھا فرشتہ، کبھی کبھی وہ اپنی آپی کو یوں خوشیاں دیتا:

"آپی جان!......میں نے سارے گھر کی صفائی کر دی ہے......بستر جھاڑ کر بچھا دیے ہیں......واش بیسن بھی چمکا دیا ہے...... اب تم نے صرف روٹی پکانی ہے (جو کہ مجھے پکانی نہیں آتی، ورنہ شاید میں وہ بھی پکا دیتا) اور اپنے ٹیسٹ (پیپر) کی تیاری کرنی ہے اور پڑھنے بیٹھ جانا ہے۔ بس! اب تجھے کوئی کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان نہیں کرے گا.....کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا..... بے فکر ہو کر پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے گا۔'' (ان شاء اللہ)

بہن کا وکیلِ صفائی:

کبھی جب والدہ گھر میں نہ ہوتی اور چھوٹے بھائی عمر و عثمان ضد کرتے کہ ہمیں ابھی کھانا پکا کر دو، تو ابوبکر بہن کا وکیل بن کر ان کو یوں سمجھاتا:

عمر، عثمان بھائی!..... ضد کر کے آپی جان کو پریشان نہ کرو۔ اس نے اکیڈمی جانا ہے۔ وہ لیٹ ہو جائے گی، امی جان ابھی آنے ہی والی ہیں، وہ ابھی آجائیں گی اور آ کر تمہیں کھانا بنا کر دیں گی۔

ان کو سمجھانے کے بعد وہ اپنی پیاری آپی کے شوز اور دوسری چیزیں ڈھونڈ کر مہیا کرتا اور کہتا: آپی! جلدی جاؤ اکیڈمی سے لیٹ نہ ہو جانا۔ میں ان کا خیال رکھتا ہوں۔

جب ایک بہن کو ایسا انمول بھائی مل جائے، جس میں باپ کی شفقت کا عکس ہو، تو وہ کیسے ایک منٹ کے لیے بھی ایسے جان نچھاور کرنے والے بھائی کی جدائی برداشت کر سکتی ہے..... لیکن اس کی آپی کو یہ صدمہ سہنا پڑ رہا ہے..... وہ کلاس میں لیکچر کے دوران بھی..... نقاب کے پیچھے..... اپنے بھائی کی باتوں کو یاد کر کے روتی رہتی ہے۔ بہت سمجھایا سب نے کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔ لیکن وہ کہتی ہے کہ میں کیا کروں..... کیسے بھلاؤں اپنے معصوم بھائی کو..... ہر لمحے، ہر جگہ، ہر چیز کے ساتھ اس کی یادیں جڑی ہوئی ہیں، کبھی تو لگتا ہے کہ بھائی کی محبت مجھے اس کے پاس ہی پہنچا دے گی۔ پیارے بھائی! تم تو ہمیشہ کے لیے جدائی کا صدمہ دے گئے لیکن تمہاری مہکتی یادیں کبھی ہم سے جدا نہ ہو سکیں گی اور نہ ہم انہیں کبھی ختم کر سکیں گے۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے سنگ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11

ہمدرد و غمگسار اور دمساز بھائی

بھائی بہنوں سے جڑا رہتا تھا وہ
ماں کے قدموں سے لگا رہتا تھا وہ

ساری دنیا میں ننھے بچوں کی جبلت ایک جیسی ہے۔ ہر بچہ دوسرے بچے سے حسد کرتا ہے کہ یہ چیز اس کے پاس کیوں ہے؟ یہ تو میرے پاس ہونی چاہیے تھی۔ یا پھر یہ میرے پاس ہی ہونی چاہیے۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ بچے ضد کرتے ہیں کہ یہ چیز صرف میرے پاس ہی ہونی چاہیے اور دوسرے بچے کے پاس بالکل ہونی ہی نہیں چاہیے۔ جذبہ رقابت، عداوت یا حسد غیروں کی نسبت اپنوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی عمومی طور پر ایک بھائی کا اپنے دوسرے حقیقی بھائی کے متعلق جذبہ رقابت و حسد زیادہ ہوگا۔

بعض اوقات تو بچے وہ چیز بزور قوت اپنے دوسرے بھائی سے چھین لیتے ہیں۔ اسی کشمکش میں کبھی دوسرے کو نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں۔ میں اپنے رب کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جس ذات کبریا نے ایسی انمول صفات کا حامل ننھا فرشتہ ابوبکر ہماری جھولی میں ڈال دیا تھا، کہ جس میں ایسی صفات بالکل نہ تھیں بلکہ وہ ایسے عمومی رویوں کے بالکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برعکس طبیعت لے کر پیدا ہوا تھا۔ وہ دوسرے بھائی کی خوشی کی خاطر اپنے ننھے منے ارمان، آرزوئیں، خواہشیں، کھلونے اور کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ اکثر قربان کر دیتا تھا، اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی محروم تمنا رہ کر دوسرے کو خوش ہوتا دیکھ کر مسکراہٹوں کے دلآویز پھول بکھیرنا شروع کر دیتا تھا۔ عجیب ننھی جان تھی کہ اس کو اکثر دوسروں کی خوشیاں اپنی خوشیوں سے زیادہ عزیز ہوتی تھیں۔

اللہ ہمیں اور دے دے گا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے پاس اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔ جس نے دنیا میں چلتا پھرتا جنتی دیکھنا ہو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد انصار کا ایک آدمی (صحابی) آیا، اس کی داڑھی سے اس کے وضو کا پانی گر رہا تھا۔ وہ اپنے جوتے اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ جب اگلا دن ہوا (ہم نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمھارے پاس اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔“ پھر وہی آدمی اپنے پہلے روپ میں آیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ”تمھارے پاس اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔“ پھر وہی آدمی اپنے اسی پہلے روپ میں آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اس شخص کے پیچھے چل دیئے اور اس کے پاس پہنچ کر عرض کیا: میں اپنے باپ سے جھگڑ پڑا ہوں اور میں نے قسم کھا لی ہے کہ میں تین راتیں گھر نہ جاؤں گا۔ اگر آپ مجھے اپنے پاس (اس عرصہ میں رہنے کے لیے) جگہ دے دیں، حتیٰ کہ میری قسم پوری ہو جائے تو میں ایسا کر لوں گا (اور پھر میں دوبارہ اپنے والد کے پاس چلا جاؤں گا) انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''ٹھیک ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ وہ اس شخص کے ساتھ ایک رات یا تین راتیں رہے، اسے رات کو کچھ قیام کرتے ہوئے بھی نہ دیکھا، صرف یہ کہ جب وہ اپنے بستر پر جاتا تو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہتا حتی کہ نماز فجر کے لیے اٹھتا تو پورا وضو کرتا۔ عبداللہ فرماتے ہیں: ہاں یہ ہے کہ میں نے اس سے سوائے خیر کے کچھ نہیں سنا۔ جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر جانوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ناراضی نہیں ہوئی تھی مگر میں نے یہ بہانہ آپ سے، اس لیے کیا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے متعلق تین مجلسوں میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تمھارے پاس اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔'' سو تین مرتبہ تم ہی آئے، تو میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رہوں اور تمہارا عمل دیکھوں کہ کس عمل کی بنا پر تمہاری یہ شان ہے۔ میں نے تمہیں کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر وہ کون سی چیز ہے جو تمھیں وہاں تک لے گئی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ وہ صحابی جواباً کہنے لگا: میرے اندر ایسا تو کچھ بھی نہیں، ہاں سوائے اس کے کہ جو کچھ تم نے دیکھا۔ بس وہی میرا نیکی والا عمل ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس کے ہاں سے نکلا تو اس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا: ''میرا کوئی خاص عمل تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے جو کچھ تم نے دیکھا۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی بھی مسلمان کے لیے کینہ نہیں رکھتا اور نہ اس پر کسی ایسی بھلائی (نعمت) میں حسد رکھتا ہوں جو اللہ نے اسے خاص طور پر عطا کر رکھی ہو۔'' سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یہی تو وہ چیز ہے جس کے تجسس و جستجو اور تلاش نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا اور یہی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے، جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔"[1]

ایک دن ابوبکر شہزادے سے چھوٹے بھائی عمر اور سب سے چھوٹے عثمان کے درمیان رسہ کشی کی فضا خوب گرم تھی۔ دونوں کے درمیان چپقلش کا باعث چین کی بنی ایک گاڑی تھی جو عمر کا دعویٰ تھا کہ یہ میری ہے، ابی جان نے مجھے لا کر دی ہے جبکہ عثمان کسی دلیل کے بغیر ضد پر تھا کہ نہیں یہ مجھے لینی ہے اور وہ بزور قوت عمر سے چھیننے کے لیے خوب زور لگا رہا تھا۔ عمر تھا کہ اس کو قریب بھی نہ پھٹکنے دے رہا تھا۔ بلکہ جونہی وہ عمر کے ہاتھ میں پکڑی گاڑی پکڑنے کے لیے قریب آتا، عمر ہلکا سا دھکا دے کر اس کو اپنے سے دور کر دیتا۔ اسی دھکم پیل میں عثمان دو دفعہ فرش پر گر چکا تھا لیکن پھر بھی ہمت نہ ہار رہا تھا اور گاڑی حاصل کرنے کے لیے روتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔

ابوبکر یہ سارا منظر خاموشی سے ایک طرف کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا...... اس کے دل میں بھی یہ ارمان مچل رہا تھا کہ یہ گاڑی میرے پاس ہونی چاہیے۔ وہ دونوں سے بڑا اور طاقتور بھی تھا، چاہتا تو خود لے لیتا اور دونوں کی چھٹی کروا دیتا۔ لیکن وہ تو ہمیشہ صلح جو فیصل ثابت ہوا تھا۔ وہ اچانک آگے بڑھا، عمر کو نہایت لاڈ سے عثمان سے علیحدہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی عمر کے کندھے پر نہایت مشفقانہ انداز میں ہاتھ رکھ کر دھیمے مگر پیار بھرے انداز میں یوں گویا ہوا:

"بھائی! چھوڑو...... عثمان ہمارا چھوٹا بھائی ہے نا...... وہ رو رہا ہے...... آپ یہ گاڑی اس کو دے دیں...... اللہ ہمیں اور دے دیں گے۔"

واہ قربان جاؤں تیری فراست پر اے میرے شہید شہزادے......! یہ فقرے اس لیے

---

[1] مسند امام احمد: 166/3، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، صفحہ: 493، حدیث: 463، الترغیب و الترھیب: 13/4، منذری کہتے ہیں اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔ المغنی عن حمل الاسفار في الاسفار فی تخریج احادیث الاحیاء: 187/3، حواشی احیاء پر عراقی فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کہے تھے کہ ابوبکر اور عمر دونوں مل کر اس گاڑی سے کھیل رہے تھے کہ انہیں کھیلتا دیکھ کر عثمان آ گیا تھا، اور آتے ہی اسے حاصل کرنے کی ضد کرنے لگا تھا۔ ابوبکر نے نہ اپنا حق جتلایا، اور نہ یہ کہا کہ اس نے ہمارا کھیل خراب اور بدمزہ کر دیا۔ اور نہ ہی دلائل دیے کہ یہ تو ہماری گاڑی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے۔ بلکہ اپنے تمام حقوق سے دست بردار ہوتے ہوئے اپنے پیارے مولا کریم پر کامل یقین کا معصومانہ اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ:

"کوئی بات نہیں عمر! یہ گاڑی ہم اپنے چھوٹے بھائی عثمان کو دے دیتے ہیں...... (بدلے میں) اللہ تعالیٰ ہمیں اور دے دیں گے۔"

تقسیم ہو تو ایسی!

کئی دفعہ ابوبکر گھر کے سامنے واقع انکل عبدالواحد، انکل یونس اور انکل طالب کی دکانوں سے ٹافیاں بسکٹ وغیرہ لاتا اور بڑے منصف و جج کی طرح نہایت سنجیدگی کے عالم میں ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کر کے نہایت خوش ہوتا۔ اف! ساری چیزیں تقسیم کرنے کے بعد بعض دفعہ اسے علم ہوتا کہ غلطی سے اس نے سب کچھ بانٹ دیا ہے اور اس نے اپنے لیے کچھ نہیں بچایا یعنی اپنا حصہ بھی ان کو تقسیم کر دیا ہے۔ ایسے موقع پر جب اسے یہ علم ہوتا کہ میں اپنا حصہ لینا بھی بھول گیا ہوں اور سب کچھ تقسیم کر کے خود دوسروں کی طرف خالی ہاتھ دیکھنے کے لیے مجبور ہوں، تو ہم نے ایسے بے بسی کے عالم میں دیکھا، ایک چیز اس کے پاس پھر بھی بچی ہوتی تھی...... وہ کیا تھی؟...... وہ اس کی صبح کے نمودار ہونے والے سورج کی نیم گرم روشن شعاؤں جیسی...... روشن روشن گرم دم جستجو...... میٹھی ہلکی آنچ پر دوسروں کو پگھلا دینے والی...... اس کی...... مسکراہٹ...... ہوتی تھی...... جسے وہ سنبھالے دوسروں کو کھاتے پیتے دیکھ کر مسلسل بکھیر رہا ہوتا تھا۔

بعض اوقات وہ دیکھتا کہ چھوٹے بھائی کو گرنے کی وجہ سے چوٹ لگ گئی ہے اور وہ رو رہا ہے...... اس کے پاس جاتا اور اس کے جسم کو سہلاتے ہوئے پیار سے پچکارتے ہوئے کہتا:

عثمان! بھائی...... ہئی (درد) ہو رہا ہے۔ چپ کر جاؤ، کوئی بات نہیں، بہادر بنو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ آرام دے دیں گے۔

پھر وہ بھائی کے سامنے کوئی کھانے کی چیز رکھ کر مثلاً ٹافی وغیرہ لا کر یا پھل فریج سے لا کر سامنے رکھ کر کہتا: بھائی یہ لے لو...... بھائی یہ کھالو۔ سارا تم اکیلے ہی کھالو (لیکن پلیز چپ ہو جاؤ رونا بند کردو)۔ پھر وہ فوراً اپنی والدہ کے پاس آتا اور اسے اطلاع دیتا کہ عثمان رو رہا ہے، شاید اسے ہئی (درد) ہو رہا ہے۔

جرم کسی اور کا احتساب ابوبکر کا:

ابوبکر شہزادے میں ایک ایسی صفت بھی تھی جو کسی سے بیان کریں تو وہ بالکل یقین نہ کرے۔ وہ کہے کہ ایسا اس جہاں کی مخلوق میں پایا جانا ناممکن ہے۔ یہ تو کسی اور ہی مخلوق کی داستانِ دل ربا سنا رہے ہو۔ وہ صفت کچھ یوں تھی کہ ابوبکر اپنے چھوٹے بھائیوں کو خوشیاں مسرتیں اور فرحتیں دینے کے لیے دوسرے کا جرم خود قبول کر لیتا تھا، تا کہ اس کو سزا نہ ملے بلکہ بھائی کی غلطی کی سزا مجھے مل جائے اور یوں وہ تکلیف سے بچ جائے۔

اس کی اس عادت، قربانی، ایثار اور جذبۂ جان نثاری سے دوسرے بھائی کبھی کبھی غلط فائدہ بھی اٹھاتے۔ وہ اپنی کسی غلطی، نقصان یا جرم کا الزام ابوبکر پر لگا دیتے۔ ابوبکر ان کے سامنے بیٹھا یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا تھا...... لیکن کبھی یہ نہیں کہتا تھا کہ یہ چیز میں نے تو نہیں توڑی بلکہ عمر نے ہی توڑی ہے، میں تو اس وقت سکول گیا ہوا تھا جب یہ حادثہ رونما ہوا۔ یا عمر سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ کبھی اپنی صفائی نہ دیتا اور اپنے اوپر لگائے گئے جھوٹے الزام کی سزا خود برداشت کر لیتا۔

کئی دفعہ اس نے ناکردہ جرم کو قبول کر کے اپنی خوب پٹائی کروائی...... لیکن حقیقت کو پردے میں ہی رہنے دیا۔ کیا ملتا تھا اسے دوسروں کو خوشیاں دینے کی خاطر خود کو پٹوا کر......؟!!! ہم آج تک یہ فلسفہ سمجھنے سے عاری و قاصر ہیں...... وہ ایسا کیوں کرتا تھا...... وہ اپنے اس فلسفہ کا جواب اور وضاحت بھی اپنے ساتھ لے گیا اور ہمیں ہمیشہ سوچتے رہنے کے لیے حیران و ششدر چھوڑ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چائنہ بیٹری کی چار جنگ کس نے ختم کی؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: (تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ) وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ؟ فَقَالَ: (اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ).)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کی اکثریت کے جنت میں داخلے کا سبب بنے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرنا اور حسن اخلاق اپنانا۔ اور اس چیز کے متعلق پوچھا گیا جو زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی تو فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔''

اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس شخص کے لیے جنت کے آباد حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے جھگڑا چھوڑ دیا (بحث مباحثہ میں نہ پڑا) اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور اس شخص کے لیے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ چھوڑ دیا گو کہ مزاح کرتے ہوئے ہی کیوں نہ ہو۔ (وہ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے) اور اس شخص کے لیے جنت کے اعلیٰ ترین مقام میں ایک گھر کا (ضامن ہوں) جس کا اخلاق اچھا ہو۔'' ❷

مجھے عید الاضحیٰ یعنی اس کی زندگی کے آخری ایام کا وہ واقعہ آج بھی یاد ہے جب میرا

---

❶ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ جامع الترمذی: 19/4، حدیث: 2004، صحیح سنن الترمذی: 194/2، البانی کہتے ہیں کہ یہ حسن سند والی ہے۔ سنن ابی ماجه: 1418/2، حدیث: 4246.

❷ سنن ابی داود: 150/5، حدیث: 4800، ریاض الصالحین، حدیث: 634، صحیح الجامع الصغیر، حدیث: 1464، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا شعیل چائنہ کی ایک بیٹری سے چلنے والی لائٹنگ لایا۔ وہ ان چھوٹی چھوٹی لائٹوں کا کنکشن بیٹری سے جوڑتا تو وہ جگمگانے لگتیں۔ شعیل جوان تینوں سے بڑا ہے۔، اس بیٹری کو چھپا کر سکول گیا۔ عمر جو کہ بہت چالاک ہوشیار ہے، اس نے کسی طرح سے سکول سے واپس آتے ہی اسے ڈھونڈ لیا اور پھر لائٹوں کو روشن کر کے کھیلنے لگا۔ شعیل جونہی ٹیوشن سے واپسی پر گھر میں داخل ہوا تو اس کی نظر عمر پر پڑی کہ وہ اس کی لائٹوں کو جلا بجھا رہا ہے۔ وہ وہیں سے بولا: ٹھہر جاؤ میں تمہارا علاج کرتا ہوں اور تیزی سے اپنا بیگ کمرے میں رکھ کر عمر کی طرف لپکا۔ عمر یہ سارا خطرہ پہلے ہی بھانپ چکا تھا۔ اس نے شعیل کے اپنے تک پہنچنے سے پہلے ہی فرش پر بیٹری کو رکھ کر سامنے بیٹھے ابوبکر کی طرف لڑھکا دیا یعنی ابوبکر کی طرف پھینک دیا۔

وہ فرش پر گھسٹتی ہوئی آئی اور اب وہ ابوبکر کے پاؤں میں پڑی تھی۔ اور عمر کہہ رہا تھا: بھائی! دیکھو بیٹری کس کے پاس ہے، وہ (ابوبکر) ہی اس سے کھیل رہا ہے اور اس نے اس کی چارجنگ ختم کر ڈالی ہے۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ اب شعیل کا روئے سخن غصے میں ابوبکر کی طرف تھا: کیوں بھائی کتنی دفعہ کہا ہے کہ میری چیزیں بغیر اجازت نہ لیا کرو اور تم ہو کہ نہ صرف میری چیزیں لاعلمی میں لے لیتے ہو بلکہ خراب اور ضائع بھی کر دیتے ہو۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔ یہ کہتے ہی ایک...... دو...... تین...... چار...... کک...... دھکا...... ابوبکر کی بڑے بھائی سے خوب مرمت ہو رہی تھی، شعیل کو بہت غصہ آیا ہوا تھا...... ابوبکر صحت مند و طاقت ور بھی تھا...... لیکن مسلسل مار کھائے جا رہا تھا...... مار اور چوٹوں وضربوں کی تکلیف بھی ہو رہی تھی...... وہ رو بھی رہا تھا...... لیکن نہ تو بھائی کا ہاتھ روک رہا تھا...... اور نہ زبان درازی کر رہا تھا...... کیوں؟...... اس لیے کہ شعیل اس کا بڑا بھائی تھا...... اور بڑوں کے آگے نہ بولتے ہیں...... آنکھیں ملا کر بات کرتے ہیں...... نہ ان کی بات کو رد کرتے اور جھٹلاتے ہیں...... اور طاقت و قوت ہوتے ہوئے بھی ان کی زیادتی کے باوجود ان کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھاتے...... بلکہ خاموشی سے مار کھا لیتے ہیں...... اور چپکے چپکے رات دن رو رو کر سو جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ میرے انمول بیٹے، جنت کے متلاشی شہید شہزادے کے خود ساختہ مگر انمول اصول تھے...... اپنے انہی اصولوں کی خاطر وہ شعیل سے مسلسل مار کھائے جا رہا تھا...... لیکن اپنے اوپر لگنے والے الزام کی صفائی میں کچھ نہ بول رہا تھا...... جب مار کی زیادہ تکلیف اور درد محسوس ہوتی تو اپنے چہرے کے آگے دفاع کے لیے پھیلائی اپنی کہنیوں یعنی بازوؤں کے درمیان سے شکوہ و رنج بھری نظروں سے سامنے کھڑے اپنے چھوٹے بھائی عمر کو دیکھتا، جو سامنے خاموش کھڑا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا...... دونوں بازوؤں کے حصار سے اس کی عمر کو دیکھتی روتی آنکھیں زبان حال سے فریاد کناں تھیں:

''اے میرے بھائی عمر!...... اب خوش ہو مجھے مار پڑوا کر...... چلو تم تو بچ گئے...... میرا کیا ہے میں تو پہلے بھی آپ لوگوں کے لیے مار کھانے کا عادی ہوں...... لیکن میرا پیارا بھائی تو بچ گیا نا...... اس کی مسکان کے کھلے پھولوں میں تو سسکیوں اور آہوں کے کانٹے نہیں بھرے نا۔''

اس موقع پر بس اک لمحہ کے لیے حسرت و دکھ بھری نظروں سے ابوبکر نے عمر کو دیکھا...... اور پھر اپنے بازو چہرے اور آنکھوں کے سامنے کر کے...... اور تختۂ مشق بن کر مار کھانے میں...... اور رونے میں...... مصروف ہو گیا۔

کہاں سے لاؤں اتنا حساس...... شفیق...... کریم...... غمگسار و ہمدرد اور دمساز بیٹا میں اس جہاں میں؟...... نہیں ملتا مجھے اس جیسا کوئی اور

تری خوشبو نہیں ملتی، ترا لہجہ نہیں ملتا
ہمیں تو شہر بھر میں کوئی بھی تجھ سا نہیں ملتا

اے ننھے فرشتے...... میں تیری مسکان کی خوشبو سے مزید سیراب و معطر ہوتا...... زیادہ سے زیادہ وقت تیرے سنگ گزارتا...... اور تجھے کبھی وہ نہ کہنا پڑتا...... جو تو نے اپنی والدہ سے چند دفعہ کہا کہ:

''ابی جان! مجھے پیار نہیں کرتے...... اور نہ مجھے وقت دیتے ہیں...... نہ کبھی مجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی بات پوچھتے اور نہ ہی کوئی بات کرتے ہیں۔"

میرے شہزادے! میں نے کبھی تمہارے پاس زیادہ دیر بیٹھ کر تمہاری شخصیت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی...... کبھی تو نے مجھ سے کوئی شکوہ شکایت کی ہوتی...... کہ میں اس کا مداوا کرنے کی کوشش کرتا...... آج میں مجرم سمجھتا ہوں اپنے آپ کو تیرا...... تو کتنا عظیم تھا جو سب کے دکھ بانٹتا تھا...... سب کی خاطر ماریں کھاتا...... لیکن کبھی مجال ہے جو ہونٹوں پر "اف" بھی آیا ہو...... اور میں کتنا بدنصیب ہوں جو تجھ جیسے ہونہار بیٹے کی سعادتوں سے محروم...... تجھے اپنے پیار سے محروم رکھا...... تجھے تشنۂ الفت و شفقت رکھا...... مجھے معاف کر دینا بیٹا...... مجھے معاف کر دینا...... مجھے امید ہے تو مجھے معاف کر کے جنت میں اپنے درجات کو مزید بلند کر لے گا...... کیونکہ تو آج تک سب کو معاف کرتا آیا ہے...... میں تو تیرا باپ ہوں...... اللہ کیلئے مجھے قیامت قائم ہونے سے پہلے معاف کر دینا۔

ننھا ٹیوٹر:

ابوبکر، عمر اور عثمان تینوں بھائی ایک ہی کلاس کے طالب علم تھے۔ لیکن ابوبکر سب سے زیادہ لائق ہوشیار اور محنتی تھا۔ وہ ہر حال میں اپنے تعلیمی شیڈول اور وقت کا پابند تھا۔ گھر میں سونے سے پہلے اور صبح سکول جانے سے قبل وہ اپنے دونوں بھائیوں کو سبق یاد کرواتا اور ان کا ہوم ورک مکمل کرواتا۔ ان کو اپنی نگرانی میں سکول لے کر جاتا اور جب ٹیچر بچوں کا سبق سنتی تو وہ اپنے دونوں بھائیوں کو جلدی جلدی دوبارہ ان کا سبق دُہرا دیتا اور یاد کرا دیتا تاکہ سبق بھولنے کی صورت میں ان کو باقی طالب علموں کے سامنے سبکی و ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یوں دونوں بھائی اس کے ہوتے ہوئے کسی قسم کے خطرے یا پریشانی سے آزاد ہوتے تھے۔ ان کو یہی کافی ہوتا تھا کہ ابوبکر ان کے ساتھ سکول میں ہے، اب کوئی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سکول سے گھر واپسی پر آ کر کوئی خاص کھانا پکا ہوتا...... یا گھر میں کوئی نئی ڈش بنی ہوتی...... یا نیا پھل آیا ہوتا...... تو وہ فوری خود کھانے نہ بیٹھ جاتا بلکہ...... چھوٹے بھائی عمر اور عثمان کو پکارتا: عثمان! آ جاؤ! امی جان کے پاس تمہارے لیے میٹھی جیجو (چیز)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، کھالو، عمر بھائی! تم بھی آ کر کھالو۔

ہمیشہ کا محروم تمنا اور پیار کا فلسفہ:

ابوبکر کے ساتھ ہماری طرف سے نادانستگی میں مسلسل ایک زیادتی ہوتی رہی...... جس کا ہمیں اب شدت سے احساس ہوتا ہے...... اللہ رب العالمین سے التجا ہے کہ وہ ہمیں معاف کر دے۔ وہ یہ کہ ہم اس کے سامنے اکثر اس کے دونوں بھائیوں کو زیادہ پیار کرتے، ان کے مطالبے فوری پورے کرتے، ان کو چومتے، ہنساتے، کھلاتے پلاتے...... لیکن ابوبکر حسرت سے سامنے بیٹھا یہ منظر دیکھتا رہتا، اس نے کبھی ہم سے شکوہ و شکایت نہ کی۔ اپنے چھوٹے بھائیوں سے ہمارے پیار کی زیادتی کو دیکھ کر اس نے کبھی حسد کا مظاہرہ نہیں کیا تھا...... کہ امی جان اور ابو جان کیوں ان سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور مجھے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کیا میں ان کا بیٹا نہیں ہوں؟...... بلکہ اس کے ذہن میں ایک فلسفہ سما چکا تھا جس کے مطابق وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیار صرف چھوٹے بچوں کا حق ہوتا ہے...... بڑوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی لیے تو وہ کہا کرتا تھا:

''پیار تو چھوٹے بچوں سے کیا جاتا ہے...... میں کوئی چھوٹا تھوڑی ہوں......
میں تو اب بڑا ہو چکا ہوں۔''

وہ اپنے آپ کو چھوٹا ہو کر بھی بڑا سمجھتا تھا۔ اور اس پیار کی دولت سے اپنی محرومی کو یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتا تھا کہ پیار چھوٹے بچوں سے کیا جاتا ہے، میں تو بڑا ہو گیا ہوں۔ کون سمجھاتا اس معصوم شہزادے کو کہ پیار ایسی خوراک ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، یہ عمروں کی حد بندیوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ بچے والدین کے لیے بچے ہی ہوتے ہیں خواہ وہ خود بچوں والے ہی ہو جائیں۔ وہ بچوں والے ہو کر بھی اپنے والدین کے پیار کو ترستے ہیں اور ان کا پیار پانے کے لیے طرح طرح کے جتن کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ابوبکر یہ سمجھتا تھا کہ لاڈ پیار، محبت حاصل کرنا اور نخرے دکھانا، مطالبے منوانا یہ سب میرے چھوٹے بھائیوں کا حق ہے اور میں تو اب چھوٹا نہیں رہا بلکہ بڑا ہو چکا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون اس کو اس حقیقت سے آشنا کرتا کہ تم ایسے طفل نازک ہو، ابھی تو ایک عرصہ بعد جا کر جوان رعنا (مجاہد) بننا ہے لیکن بڑوں کی محبت اس وقت بھی تمہارا حق ہو گی۔

معصوم مزاح پیارے:

ابوبکر کبھی کبھی مزاح بھی کرتا تھا۔ وہ اپنی بڑی بہن کو پیار سے ''پاگل'' کہا کرتا تھا۔ کہتا: پگلی نے اپنے سر میں جوؤں کی بستی بسا رکھی ہے۔ کبھی اپنی بہن کو پیار سے تنگ کرتے ہوئے اپنی آپی ماریہ سے ہنستے ہوئے کہتا: آپی، اس کے قریب نہ سونا ورنہ جوئیں ایسے ایسے تمہارے سر کو چمٹ جائیں گی۔ پھر وہ ''ایسے ایسے'' کی عملی تفسیر کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو جوؤں کی چال سے مشابہ حرکت دیتا جیسے کوئی آہستہ آہستہ چل کر دوسری طرف جا رہا ہو۔ کبھی شہنیلا کو تنگ کرنے کے لیے سر میں کنگھی کر کے کنگھی کو غور سے دیکھتا اور کن اکھیوں سے بہن کی طرف دیکھ کر کہتا: شائد کہیں سے رات تیرے سر میں جوئیں پڑ گئی ہیں۔ بہن یہ سن کر بھنا اٹھتی اور اس کے پیچھے پڑ جاتی۔

جب کبھی بہن بھائیوں میں سے کسی بھی دو فریقوں میں لڑائی ہو جاتی اور ابوبکر لڑائی رکوانے میں ناکام ہو جاتا تو خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو جاتا۔ اب وہ دیکھتا کہ جو مظلوم ہوتا، بے قصور ہوتا اور کمزور ہوتا اور مار کھا رہا ہوتا، وہ اپنی دانست میں اس کو زیادتی سے بچانے کے لیے یہ ترکیب اختیار کرتا کہ کوئی چھوٹا موٹا جوتا یا سٹک ڈھونڈ کر اس کو لا دیتا اور کہتا: اپنا دفاع کرو۔ جب مسلسل مار کھانے والا اپنے دفاع میں فریق مخالف کو پہلی سٹک یا جوتا رسید کرتا اور وہ غیر متوقع مزاحمت دیکھ کر پریشان ہو کر رک جاتا اور ادھر ادھر دیکھتا کہ اب وہ کیا کرے!!؟ اس موقع پر ابوبکر کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوتے اور وہ پھر خوب ہنستا کہ اس نے جارح اور ظالم کو روک کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

ابوبکر میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بڑے بہن اور بھائیوں کا نہایت ادب و احترام کرتا تھا۔ ان کے سامنے نظریں جھکا کر، ذرا شرما کر، آواز مدھم رکھتا اور ان کے غلط یا صحیح فیصلے پر مزاحمت و مخالفت نہ کرتا تھا کہ بڑوں کی گستاخی نہ ہو۔ ہاں البتہ اگر اسے فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادتی پر مبنی اور یکطرفہ محسوس ہوتا تو اپنی امی جان سے اس کا اظہار کر لیتا کہ امی جان! یہ زیادتی ہے اور نا انصافی ہے۔

اس کے چھوٹے بھائی اب اس کی کمی کو بہت محسوس کرتے ہیں۔ عمر سے جب یہ پوچھا: ہم نے سنا ہے تم سکول میں ابوبکر کی یاد میں روتے ہو؟ تو وہ معصومیت سے کہنے لگا:

"نہیں میں روتا کب ہوں...... کلاس میں سب بچے پڑھ رہے ہوتے ہیں...... مجھے ابوبکر یاد آتا ہے تو میری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔ ٹیچر بھی دیکھ کر خاموش رہتی ہیں، مجھے کچھ نہیں کہتیں بلکہ پیار کرتی ہیں۔ صرف آنسو نکلتے ہیں میری آواز تھوڑی نکلتی ہے۔"

اب بھی عمر اور عثمان اپنی نئی سائیکل سے کھیلتے ہوئے گلوگیر آواز میں، کسی ماہر خطیب کی طرح لمبی طرز لگا کر غمگین و پرسوز لہجے اور رندھی آواز میں، نظم پڑھنے کے ترنم کے سے انداز میں اسے پکارتے سنائی دیتے ہیں، وہ ابوبکر کو یوں مخاطب کرتے ہیں:

ابوبکر بھائی...... پیارے بھائی!

اب آجاؤ نا...... ہم بہت اداس ہیں تمہارے بغیر...... دیکھو ہم نے نئی سائیکل لی ہے...... آؤ مل کر چلائیں گے...... اب ہم تم سے نہیں لڑیں گے بھائی...... ہمیں معاف کر دو...... آجاؤ نا، سکول میں اب کوئی ہمیں سبق یاد نہیں کرواتا...... کوئی ٹافیاں بسکٹ لے کر نہیں دیتا...... لڑکے بھی اب ہمیں مارتے ہیں...... کیا تم جنت میں ہی رہو گے...... یعنی واپس نہیں آؤ گے...... ابوبکر آجاؤ...... ہمارا دل نہیں لگ رہا...... کلاس روم میں میری آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں، لیکن میں آواز نہیں نکالتا (عمر نقاش)...... آجاؤ ابوبکر آجاؤ...... ہم بہت اداس ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12

ننھا دلاور مجاہد

عزم تھا اس کا مجاہد میں بنوں
کفر کے لشکر کو میں پسپا کروں

ننھا ابوبکر اکثر اپنی والدہ سے پریشانی و بیقراری کے عالم میں یہ سوال کرتا کہ:
امی جان! ...... مجھے بتائیں میں کب بڑا ہوں گا!!؟؟......

اس کی والدہ کہتی: جلد ہی بڑے ہو جاؤ گے، اور پھر میدان جہاد میں جری و جرار مجاہد بن کر جا سکو گے۔ کھانا باقاعدگی سے وقت پر کھایا کرو، ملائی کھایا کرو، دودھ پیا کرو...... تو ایسا کرنے سے تم جلد جوان ہو جاؤ گے۔ وہ ان ہدایات پر فوراً ممکنہ حد تک عمل شروع کر دیتا۔ ایک دفعہ کسی نے اس کو بتا دیا کہ ہڈیوں والا گوشت کھانے اور ہڈیاں چوسنے سے انسانی جسم کی ہڈیاں جلدی بڑھتی ہیں اور جسم جلد پروان چڑھتا ہے، بندہ طاقتور و مضبوط ہوتا ہے اور جلدی بڑا ہو جاتا ہے...... کیا عجیب جذبہ جہاد تھا اس ننھے فرشتہ میں...... کہ کسی طرح میں جلد از جلد بڑا ہو جاؤں...... اور پھر کشمیر میں اپنی بہنوں کی عزت بچانے کے لیے جہاد و قتال کرنے کے لیے مجاہد بن کر جاؤں...... اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہاں لڑتے لڑتے کفار کو نیست و نابود اور تباہ و برباد کرتا ہوا شہید ہو جاؤں......اور پھر شہادت کا تمغہ سینے پر سجائے اللہ کریم کی جنتوں کا مالک بن جاؤں۔

جلد از جلد بڑا ہو کر مجاہد بننے کا عجیب و غریب فارمولا:

اسی جوش و جذبہ اور ولولہ کا اثر تھا کہ اب جب گھر میں گوشت پکتا تو وہ خاص رغبت سے گوشت کھاتا۔ اس کا زندگی بھر کا یہ اصول تھا کہ اس نے کسی بھی وجہ سے کبھی کوئی چیز مانگ کر نہیں لی بلکہ جو مل جاتی یہ سمجھتا کہ اسی پر صبر شکر کر کے گزارہ کرنا ہے۔ اس کے دل و دماغ میں سمائے ہوئے اس خیال کے تحت زیادہ گوشت کھاؤں گا تو جلدی بڑا ہو کر مجاہد بن جاؤں گا، اس کا دل تو بہت چاہتا کہ وہ اپنے ملنے والے حصے کے علاوہ مزید امی جان سے مانگ لے......لیکن اس کا اپنا ہی بنایا ہوا اصول آڑے آ جاتا اور وہ تمنا ہونے کے باوجود مزید کا مطالبہ کرنے سے رک جاتا......جبکہ سب بہن بھائی گوشت چکن پیس وغیرہ کے لیے ایک دفعہ کھانے کے بعد بار بار مطالبہ کر رہے ہوتے تھے اور مزید چکن و بیف اور میٹ (چھوٹا گوشت) جو بھی پکا ہوتا، اپنی اپنی پلیٹوں میں ڈلوا کر کھاتے جاتے اور مزید مطالبہ کرتے جاتے، اگر نہ ملتا تو ریں...... ریں...... کر کے مزید حاصل کرتے اور کھاتے جاتے...... مگر ابوبکر خاموشی و سنجیدگی سے گم سم بیٹھا سب کو دیکھتا رہتا...... اور سب کے کھا کر فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہتا...... کیوں سب کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا تھا یہ ننھا مجاہد......؟...... اس کیوں کا پتہ اس وقت چلتا جب ایک عجیب منظر دیکھنے کو ملتا...... آنکھیں بے یقینی کے عالم میں جھپکنے سے انکار کر دیتیں...... عقل حیران و ششدر رہ جاتی...... قوت بصارت...... قوت سماعت اور قوت حس مل کر بھی سامنے نظر آنے والے منظر کے متعلق کسی اٹل اور دوٹوک فیصلے تک نہ پہنچ پاتیں......سامنے نظر آنے والا منظر ہی ایسا ہوتا......

ہوتا یوں کہ جب کھانا کھا کر سب فارغ ہو جاتے تو ابوبکر سب کی چھوڑی ہوئی ہڈیاں اکٹھی کرتا اور آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے ان کو چوستا جاتا......کڑک مڑک ان کو چباتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا...... کھاتا جاتا......اب اس کو کوئی روکنے والا نہ ہوتا تھا، نہ وہ اپنے اصول کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا تھا...... کیونکہ یہ ہڈیاں اسے کسی سے مانگنی نہ پڑتی تھیں بلکہ سب انہیں چھوڑ کر اٹھ چکے ہوتے تھے...... جب ابوبکر اپنے اس انوکھے شوق سے فارغ ہوتا تھا اس کے سامنے چھوٹا سا چبائی ہوئی اور چوسی ہوئی ہڈیوں کا ڈھیر ہوتا تھا۔

ایسا کیوں ہوتا تھا؟

کیا ابوبکر بھوکا تھا......نہیں وہ تو اس کے بالکل برعکس تھا...... کئی دفعہ وہ اپنا کھانا چھوٹے بھائی کو دے دیتا تھا کہ اس کو زیادہ بھوک لگی ہے اور خود بھوکا رہ لیتا تھا۔ ابوبکر سب بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ نفاست پسند تھا، اپنے کپڑوں پر داغ دھبہ نہ ڈلنے دیتا تھا، اس کے سب سے زیادہ چمکدار، صاف و شفاف کپڑے ہوتے تھے۔ بال سنورے، صابن سے منہ دھویا رہتا تھا......کھانا کھانے اور واش روم جانے کے بعد باقاعدہ صابن سے ہاتھ دھوتا تھا، پرفیوم اور عطر لگاتا تو خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر کر کے نہایت خوشی محسوس کرتا۔ اور وہ مسحور کن انداز میں آنکھیں بند کر کے مسرت و انبساط اور خوشبو کے تسکین بخش احساس کو باور کرواتا اور دھیرے دھیرے میٹھی مسکان سے مسکراتا......تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

اتنا صاف شفاف ہونہار بچہ......سب کی بچی کھچی ہڈیاں چوسنے میں کیوں مصروف ہے...... جبکہ زندگی کے باقی مرحلوں میں وہ ایسے بچے ہوئے کھانے پینے، مانگ کر لینے، بغیر اجازت اٹھا کر کھانے اور گری پڑی چیز کو اٹھانے والوں پر ''بھوکے ہیں''، کا فتویٰ و فیصلہ صادر کر دیتا تھا......اور ایسے موقعوں پر اکثر ایک ہی جملہ کہتا تھا:

''میں کوئی بھوکا (شہدا) ہوں۔''

تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا انمول و پاکیزہ بچہ ایسا عمل کیوں کر رہا ہے؟......

جی ہاں...... اس لیے کہ وہ جہاد و مجاہدین کا دلدادہ و شیدائی تھا...... جلد کشمیر میں جا کر تمغہ شہادت حاصل کرنا چاہتا تھا...... کسی نے اس کے ننھے معصوم ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تم دودھ و گوشت کے بعد یہ ہڈیاں زیادہ سے زیادہ استعمال کرو گے تو بہت جلد بڑے ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤ گے...... اور پھر جلد مجاہد اور کمانڈو بن جاؤ گے...... وہ جہاد پر جانے کے لیے اور جلد بڑا ہونے کے لیے ایسا کرتا تھا...... جو کہ اس کی زندگی کے خود ہی بنائے ہوئے اصولوں کے خلاف تھا۔ لیکن جہاد کی محبت اس کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

واہ مولا کریم! تیری شان...... قربان جاؤں تیری شان کریمی پر...... جہاد سے محبت اور شوق دلانا چاہے تو ایسے معصوموں کو یہ ذوق و شوق، یہ سوز دروں، یہ ولولۂ تازہ عطا کر دے اور دوسروں کے لیے ماڈل بنا دے...... اور محروم رکھے تو بڑے بڑے مفکروں مدبروں، سکالروں اور تھنک ٹینکس کو بھی مختلف وسوسوں، شکوک و شبہات...... اور فکری گمراہی کے حملوں سے مجروح کر کے محروم کر دے...... اور وہ تشکیک و شبہات کی وادیوں میں سرگرداں ٹکریں مارنے کے بعد، جہاد کی نیت کر لینے والی حدیث کے مصداق دنیا و آخرت میں خسارے کا شکار ہو کر نفاق کی چادر اوڑھ کر ہمیشہ کے لیے قبروں میں جا سوئیں...... یہ تیری شان کریمی ہے:

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

مجاہد بننے کے لیے اضطراب و بیقراری کا یہ عالم عجیب:

ابوبکر ایسی کئی تدبیریں کرنے کے باوجود مطمئن نہیں ہوتا تھا...... اس کے ذہن میں ایک ہی سودا سمایا ہوا تھا کہ میں چند دنوں میں بڑا ہو جاؤں اور جہاد پر روانہ ہو جاؤں۔ وہ کبھی کبھی بڑے ہونے کے جان لیوا انتظار سے عاجز ہو کر بیقراری و اضطراب کے عالم میں بے چین روح کی طرح کائنات کی سب سے عظیم ہستی سے کہ جس کو دنیا والے ''ماں'' کہتے ہیں، پوچھ ہی بیٹھتا:

''امی جان!...... مجھے بتا دیں نا کہ میں کب بڑا ہوں گا...... بتا دیں نا، آپ کیوں نہیں بتاتیں!؟''

ماں خاموش رہتی، پھر وہ التجا انگیز لہجے میں بلبلاتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پیاری امی جان!...... آپ دعا کریں نا...... اور اللہ تعالیٰ سے کہیں نا کہ میں جلدی سے بڑا ہو جاؤں، پھر میں اپنے دونوں ہاتھوں میں (کلاشنیں) گنیں پکڑوں گا، ایک ہی وقت میں اکیلا دو دو گنوں سے فائر کرکے لڑوں گا (اور کافروں کو ٹھشن ٹھشن کرکے ماروں گا)۔"

جب ابوبکر کے سامنے یہ حدیث پیش کی جاتی کہ مجاہد کو اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی معاف کر دیا جاتا ہے اور اس کی جان نکلنے سے پہلے پہلے اسے اسی وقت جنت دکھا دی جاتی ہے تو وہ اپنے چھوٹے بھائی عمر نقاش کو مخاطب کرکے کہتا:

"بھائی! جب ہم کافروں سے لڑیں گے تو ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جونہی ہمیں پہلی ہی گولی سینے پر لگے گی ہمیں کسی تکلیف کے بغیر شہید ہو جانا ہے اور اسی وقت جنت میں داخل ہو جانا ہے۔ وہاں ہمارا چمکتا ہوا روشنیاں بکھیرتا ہوا پیارا سا گھر ہوگا...... نہریں ہوں گی...... پیارے باغات ہوں گے...... جن میں کیلے، سیب، انگور، آم اور بہت سے پھل ہوں گے...... اس کے علاوہ اور بھی بڑے مزے کی چیزیں ملیں گی، پھر وہاں بڑا مزا آئے گا بھائی......"

پھر وہ اپنی بات کی تصدیق کے لیے اپنی امی جان کی طرف رخ کرکے کہتا: ہے نا امی جان؟...... وہ کہتیں بالکل، کیوں نہیں۔

مصنوعی جنگ کا نقشہ اور خوب لڑائی میں کافروں کا قتل:

کبھی وہ اپنے ننھے منے معصوم خوابوں اور خیالوں میں ہی کافروں سے لڑائی کرتا...... اور جنگ کا میدان گرم کیے رکھتا۔ سب اس کے گرد ہوتے، اسے دیکھ رہے ہوتے تھے لیکن وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنی ہی دھن میں مصروف ہوتا۔ وہ اپنے اعضاء اور زبان سے علامتی جنگ لڑتا، خود ہی مکالمے بولتا، خود ہی کافر کو مارتا اور پھر مر کر گرتے کافر کا منظر بھی خود ہی پیش کرتا۔ وہ جنگ کا منظر کبھی کبھی یوں بھی بناتا:

"(خود ہی سے مخاطب ہو کر) دیکھو دیکھو...... وہ دیکھو کافر آرہا ہے...... جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ پائے.....پکڑو پکڑو اسے..... مارو مارو.....آگے نہ آئے..... نشانہ لے لیا؟..... ہاں، لے لیا جی! دشمن نشانے پر ہے.....تو پھر گولی مارو جلدی کرو...... مارو مارو..... ٹھشن ٹھشن.....ٹھاہ ٹھاہ..... ڈز ڈز ڈز..... تڑڑ تڑڑ.....تڑڑ تڑڑ..... وہ مار دیا..... اللہ کا دشمن مار دیا.....لو وہ زمین پر گر رہا ہے.....لو وہ کافر زمین پر گر گیا..... اللہ اکبر..... کا جملہ بولنے کے بعد وہ اپنے ایک ہاتھ کو لڑھکنیاں کھاتے ہوئے زمین پر گرا دیتا..... اور اسے جامد و ساکت کر دیتا، کہتا: لو مر گیا اللہ کا دشمن۔''

کبھی کبھی وہ ایک کاغذ کی شیٹ کو کمپیوٹر کی سکرین تصور کر لیتا اور اس سکرین میں دیکھے گئے خیالی مناظر بیان کر کے لڑائی شروع کر دیتا..... اور پھر تصور میں، چشم تخیل میں میدان کارزار خوب گرماتا، اور کافروں، ہندو فوجیوں کے لاشے گراتا جاتا...... جس ہاتھ کو کافر کا فوجی قرار دے کر نیچے گرا چکا ہوتا تھا اس کو پھر بلند کرتا اور لڑھکنیاں کھا کر گرتے ہوئے فوجی کا قائم مقام بنا کر پھر گرا دیتا اور کہتا.....لو یہ بھی مر گیا..... بھئی جلدی کرو..... حملہ تیز کرو..... آگے بڑھو..... جنت ملے گی..... جنت ملے گی..... ڈزن ڈزن..... ڈزن..... تڑڑ تڑڑ، مارو مارو......

امی جان! قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے مجھے جہاد پر بھیج دو:

ایک دن میں رات گئے گھر لوٹا تو اہلیہ پہلے سے ہی محو انتظار تھی، رسمی گفتگو کے بعد اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی کہ جس نے وقتی طور پر مجھے حیران و ششدر کر دیا، میں حیرت کی وادیوں میں گم ہو گیا اور بے اختیار میرا دل پکار اٹھا:

''یا رب کریم!..... یہ ابوبکر کیا چیز ہے؟ کیا تو ہم جیسے گناہگاروں کو بھی ایسی انمول اولاد کی نعمت سے نواز سکتا ہے جس کے تخیل کی پرواز کی بلندی کا یہ عالم ہو کہ نیچے خوابدان ارضی پر بسنے والے نظر آنا ہی بند ہو جائیں؟''

اہلیہ نے بتایا کہ آج ابوبکر نہایت معصومیت اور فکرمندی و تشویش کے ملے جلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات کے ساتھ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''پیاری امی جان!...... دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت قائم ہو جائے (یعنی قیامت آ جائے اور دنیا ختم ہو جائے)...... یا پھر مجھے (بے کار کی فضول) موت آ جائے اور میں جہاد پر جائے بغیر ہی مر جاؤں...... کہیں ایسا نہ ہو جائے...... اس لیے جتنا جلدی ہو سکے مجھے قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے جہاد پر روانہ کر دیں (کیونکہ میں شہادت کا رتبہ پانا چاہتا ہوں)۔''

میں سوچ اور فکر کی وادیوں میں گھومنے لگا کہ جب تک ہماری قوم میں ایسے گل رعنا، ایسے طفلِ مکتب جہاد اور ایسے ہونہار بچے جنم لیتے رہیں گے دنیا کی کوئی قوم ہمیں جہاد کے میدانوں میں نیچا نہیں دکھا سکتی۔ اور جب تک ایسے بہادر و جری بچے پروان چڑھ کر جسور و غیور جوانوں کا روپ دھارتے رہیں گے...... دنیائے کفر پر ایسے مسلمانوں کی ہیبت اور دبدبہ ہی کافی ہوگا...... بقول اقبال:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی!
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

کافروں کے خلاف معصوم بچے کی منصوبہ بندی:

یہ ننھا اور معصوم فرشتہ...... یہ ننھا مجاہد...... یہ دلاور و خبردار...... کبھی کبھی ظالم کافروں اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف اپنے ذہن کے مطابق سوچی سمجھی اور پلان کی ہوئی، مستقبل کی منصوبہ بندی بھی بیان کرتا، تو دیکھنے اور سننے والے حیرانی سے منہ میں انگلیاں ڈال کر ایک دوسرے کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھنے لگتے...... کہ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں اور کیا سن رہے ہیں!!!؟؟ ننھا شیر دل ابوبکر اپنے ایک معصوم منصوبے کا اکثر اظہار یوں کرتا:

امی جان...... امی جان...... سنو نا، میری بات، (ہاں سناؤ، میں سن تو رہی ہوں، ماں جواب دیتی تو کہتا) امی جان!

''مجھے جہاد کے میدانوں میں اللہ کے دشمنوں، کافروں سے لڑنے اور مقابلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ایک ایسا جہاز بنانا ہے جس کا وہ کبھی مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ یہ جہاز ہواؤں میں بھی اڑے گا، کافروں پر گولے گرائے گا...... ان پر حملے کرے گا...... اگر یہ سمندر کے اوپر اڑ رہا ہوگا ہوتو میں ایک بٹن دباؤں گا اور پھر پلک جھپکتے وہ بڑی ساری سمندری کشتی (جنگی بحری جہاز) بن جایا کرے گا۔ کافروں کی کشتیوں اور جہازوں کو سمندر میں ڈبو دے گا...... یہی جہاز جب کشتی بن کر سمندر کے کنارے پر آئے گا تو میں اب ایک دوسرا بٹن دباؤں گا...... تو یہ کشتی گاڑی بن کر کار کی طرح سڑک پر دوڑنے لگے گی...... اور کافروں کا مقابلہ کرے گی۔ اسی طرح میرا جہاز کافروں پر ہوا سے بھی گولے برسائے گا، سمندر میں بھی گولے مار کر ان کے جہازوں کو آگ لگا کر پانی میں غرق کرے گا۔ اور زمین پر بھی ان کا مقابلہ کرے گا۔''

واہ! واہ! قربان جاؤں اے معصوم شہزادے!...... تو نے اللہ کے کافروں کے خلاف اپنے معصوم ذہن سے منصوبہ بندی کر کے جہادی میدانوں میں لڑنے اور مرنے یا مارنے کی خوب نیت کی!! اور یہ نیت کر کے...... رب کریم و رحیم کے خزانوں سے کبھی نہ ختم ہونے والے ثواب کے اکاؤنٹ کھلوا گیا۔ رب کی رضا و خوشنودی کی خوشبو سے اپنے نصیب کو معطر کر گیا۔ اے میرے لخت جگر...... میرے نور نظر...... میرے قلب ونظر...... میں تیری خوش نصیبی پر شاداں و فرحاں اور اپنی کم نصیبی پر نادم و حرماں نصیب ہوں...... کہ تمام تر دعوں اور جہاد سے وابستگی و قربانی کے بلند و بانگ دعووں کے باوجود...... ابھی تک اپنے خاکی وجود کو شہادت کی نعمت سے محروم گھسیٹے پھر رہا ہوں۔

تیری کل کائنات...... تیری جہادی تربیت کرنے والی تیری عظیم ماں، یقیناً ایسی دلنواز تربیت پر قیامت کے دن...... رب کائنات کی رضا کا تاج پہنے گی...... اللہ کریم دنیا میں ہمیں فخر و ریا کے مرض سے بچائے، آمین یا رب العالمین۔ اے میرے ننھے معصوم شہزادے!...... مجھے تم پر فخر ہے کہ تو مجھ ناچیز کا مثالی و فرمانبردار بیٹا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے جہادی ولولوں کو تازہ دم رکھنا:

ابوبکر شہزادہ ہر دم اپنے جہادی جذبوں کو عملی مہمیز دینے کے لیے اشعار اور ترانوں کے ذریعے رب کائنات سے جہادی معرکوں میں لڑنے اور شہادت کا تمغہ سینے پر سجانے کے لیے عہد و پیمان باندھتا رہتا تھا۔ وہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اکثر ان مشہور جہادی ترانوں کو اپنی زبان پر جاری و ساری رکھتا تھا:

جا رہا ہوں ترا فیصلہ چاہیے
پیاری ماں! مجھ کو تیری دعا چاہیے
جب شہادت ملے مجھ کو کشمیر میں، اور کیا چاہیے

❀❀❀

مجاہدو! اے غازیو، اے دین کے محافظو!
بڑھے چلو تم شوق سے جہاد کے میدان میں

❀❀❀

اے دین کے مجاہد! تو کہاں چلا گیا ہے؟
یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں

❀❀❀

میرے زندان کے ساتھی! کہیں تم بھول نہ جانا
اذیت کے کٹہروں میں جو ہم نے دن گزارے ہیں

❀❀❀

ہر وقت تصور میں میرے مقتل کا سماں ہو
اور یاد شہیدوں کی میرے دل میں بسی ہو

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ایمان کی آبیاری کریں
دل میں اللہ کا خوف طاری کریں

جا رہا ہوں ترا فیصلہ چاہیے
پیاری ماں! مجھ کو تیری دعا چاہیے

رنگ و ریشم بہت زیب تن کر لیے
اب تو خاک اور خوں کی قبا چاہیے

سرخرو ہو کے لوٹوں گا ان شاء اللہ
مر گیا تو مجھے اوز کیا چاہیے

جب شہادت ملے مجھ کو کشمیر میں
اور کیا چاہیے اور کیا چاہیے

امی جان! جب میں معرکہ لڑوں گا تو آپ میری آواز سن رہی ہوں گی؟

ننھا معصوم مجاہد ابوبکر جب یہ ترانہ پڑھتا تو نہایت معصومیت سے اپنی والدہ سے دریافت کرتا: امی جان! جب میں کشمیر میں جا کر جہادی معرکے کی طرف روانہ ہوں گا اور یہ ترانہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھوں گا تو آپ میری آواز سن رہی ہوں گی، جس طرح اس مجاہد کی ماں سن رہی ہوگی۔ والدہ بتاتی: بیٹا! یہ مجاہد جب اپنے گھر سے جہاد کے لیے نکلا تھا تو اس وقت اس نے اپنی ماں سے کہا تھا کہ امی جان میں جہاد پر جا رہا ہوں، مجھے اجازت دیں اور دعا دیں کہ اللہ کریم مجھے قبول کر لے اور شہادت نصیب کرے۔ یہ لڑتے وقت معرکے کے میدان میں نہیں پڑھ رہا تھا، کہ اس کی ماں ادھر پاکستان میں اس کی پڑھنے کی آواز سن رہی ہو۔ ایسے ہی جب تم جہاد پر جانے لگو گے تو گھر سے نکلتے وقت یہ نظم پڑھنا، تو میں تجھے روانہ کرتے ہوئے سن رہی ہوں گی اور تجھے دعائیں دے کر رخصت کروں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ باتیں نہایت معصومیت مگر انہماک سے سنتا، ایسے محسوس ہوتا جیسے وہ ابھی جہاد پر جانے کی تیاری کرنے لگا ہے۔

رب کی عظمت بیاں اس نے ترانے گائے
اک مجاہد تھا وہ، سو گیت گائے جہاد کے گائے

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمارے سب بیٹوں میں جہاد کی ایسی ہی چنگاری پیدا کرکے انھیں شعلۂ جوالہ بنا دے جو خرمنِ دشمن کو خس و خاشاک کی طرح جلا کر راکھ کر دے اور ہمارے لیے باب الجہاد سے جنت میں داخلہ ممکن و آسان بنا دے۔ آمین یا رب ذوالجلال والاکرام!

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13

گنگناہٹیں

ننھے ابوبکر کو معصوم ہونے کے باوجود کافی حد تک شعری ذوق بھی تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ گنگناتا رہتا یا پنجابی خطیب کی طرح سریلی لے میں اور ایک ترنم والی طرز میں تقریر کرتا رہتا۔ غیر موجود سامعین کو مخاطب کر کے وعظ و نصیحت اور خطبہ دیتا رہتا۔ اکثر اس کے لبوں پر یہ دعا رہتی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اَهْدِنِی فِیْ مَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِی فِی مَنْ عَافِیتَ .))

''اے اللہ کریم!...... مجھے تو ہدایت دے (ان میں داخل کر کے) جن کو تو نے ہدایت دی اور عافیت دے مجھے (ان میں شامل کر کے) جن کو تو نے عافیت دی۔''

معصوم لبوں پہ مچلتے حمد و نعت کے نغمے:

- وہ حمد باری تعالیٰ گنگنا کر ایک روحانی کیفیت میں مگن رہتا۔
- چھوٹی سورتوں کی یا الحمد شریف کی تلاوت کرتا رہتا۔
- کبھی عربی خطبہ پڑھتا رہتا۔
- کبھی نعت پڑھ کر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی جان کو تو ترنم سے اشعار پڑھنے بھی نہیں آتے:

داد طلب انداز سے...... شرمیلے پن میں...... جھکی نگاہوں سے، نیم وا پلکوں سے،...... آہستگی اور خاموشی سے...... اپنی امی جان کی طرف دیکھتا کہ وہ کیا کہتی ہیں...... یا رائے دیتی ہیں۔ اپنی تحسین پر پھولے نہ سماتا اور مزید موج میں آ کر پڑھنے لگتا اور جھومنے لگتا۔ کسی سے جو نظم، نعت یا اشعار سنتا اس کی نقل اتارتا اور پھر کہتا: ابی جان کو ان الفاظ کی ادائیگی کرنی ہی نہیں آتی،...... ان سے بہتر تو میں زیادہ ترنم اور سوز سے پڑھ لیتا ہوں۔ بعض اوقات کہتا: لو ابی جان کو یا آپی جان کو کوئی ڈھنگ سے پڑھنا آتا ہے!!؟ لو ان کو پڑھنا آتا نہیں اور...... سنو! ایسے صحیح پڑھتے ہیں...... پھر وہ ایک طرز پر نقل اتارتا، ایک ترنم بناتا، گنگناتا، مسکراتا اور کہتا: ایسے پڑھتے ہیں جی!

خیالی و تصوراتی مجمع کا خطیب:

رمضان المبارک میں قادسیہ مرکز سے قاری عبدالودود عاصم کے پیچھے تراویح پڑھ کر آتا تو قنوت نازلہ کی نقل اتارتا اور ایک آدھ جملے کو ہی بار بار دہراتا جاتا۔ کبھی کبھی وہ کسی تصوراتی مجمع کو مخاطب کر کے تقریر کیے جاتا اور پھر نہایت جوش و خروش سے دھواں دھار خطاب کرتا...... اس میں الحان و ترتیل سے عربی کے جو جملے اور سورتیں یاد ہوتیں پڑھتا...... جہادی ترانوں کے اشعار بڑی لے اور ترنگ میں پڑھتا...... اور عام طور پر نثر کو ہی نظم کا رنگ دے کر گائیکی کیے جاتا۔

طوطے نے اڑ جانا:

میں نے ایک فقیر سے یہ جملہ سنا:

رہ جانا اے پنجرہ خالی............ طوطے نے اڑ جانا۔

گھر جا کر یہ سنایا اور اس کی وضاحت یوں کی کہ وہ فقیر اس حقیقت کو بیان کر رہا تھا کہ ایک دن ایسا بھی آنا ہے جب یہ جسم کا بت (پنجرہ) خالی پڑے کا پڑا رہ جانا ہے اور اس میں سے روح (طوطے) نے نکل (اڑ) جانا ہے۔ اس کی مراد موت کا دن ہے...... ابوبکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ سب کچھ سن لیا...... اب وہ کبھی کبھی خاموشی کے عالم میں......تنہائی اور سناٹے میں...... اداسی کے موسم میں......افسردہ موڈ میں گنگنائے چلا جاتا:

رہ جانا اے پنجرہ خالی..................طوطے نے اڑ جانا۔

ایک دن واقعی ایسا آن پہنچا......کہ ٹھہانے والا......چہچہانے والا...... گنگنانے والا ...... مسکرانے والا...... چہکنے والا...... ہمکنے والا...... دمکنے اور چمکنے والا...... اور چہکاریں بھرنے والا یہ بلبل ...... یہ طائر ہمنوا اور رنگیں ادا...... یہ جہادی کوئل کوکتے کوکتے...... خاموش ہو گیا...... تھوڑے وقفے کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے...... اس کے نغمے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے......لیکن ہواؤں میں اس کی یادوں کی مہک باقی رہ گئی...... جو ہم میں سے ہر ایک کے دل کو اس کی محبت کے نشے میں مسحور کیے رکھتی ہے۔ آخر من کا پنچھی لمبی اڑان بھر کر اڑ چکا ہے اور پنجرہ خالی کا خالی پڑا رہ گیا۔ بلکہ اب تو وہ پنجرہ بھی زمین کی آغوش میں چھپ چکا ہے۔

حق کے (بلی) ولی:

ابوبکر شہید اپنی زندگی میں عموماً گنگناتا رہتا لیکن میری سمجھ میں زیادہ تر یہ ایک فقرہ ہی آتا کہ:

اصحاب محمد حق کے بلی (ولی)
ابوبکر، عمر، عثمان و علی

میں اکثر اس کے یہ جملے سنتا رہتا تھا لیکن کبھی غور کرنے کی کوشش نہ کی کہ وہ کیا گنگناتا ہے، اس کا کیا مطلب و مفہوم ہے۔ البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ان اشعار میں چونکہ اس کا نام ''ابوبکر'' آتا تھا، وہ معصوم یہ سمجھتا تھا کہ اس میں اس کا نام ''ابوبکر'' پکارا جا رہا ہے، اس کی دیکھا دیکھی اس کے چھوٹے بھائی عمر اور عثمان بھی یہ سوچ کر کہ اس نظم میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے ان کا نام بھی لیا جا رہا ہے، جھوم جھوم کر اسے پڑھتے اور گنگناتے۔ ابوبکر کی شہادت کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ تو ایک مشہور ترانہ ہے کہ جس میں رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ گویا معلوم ہوا کہ ہر وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ومحبت کے ترانے گانا ابوبکر کا معمول بن چکا تھا۔ مجھے معصومیت بھرے انداز میں اس کا کہا ہوا توتلے انداز میں لفظ ''بلی'' بڑا پیارا لگتا۔ اس کی شہادت کے بعد پتہ چلا کہ اصل لفظی ''ولی'' تھا جس کو اس کی معصوم زبان ادا نہ کرسکتی تھی اور وہ اسے ''بلی'' کہتا، جیسے وہ اللہ و اکبر کو اللہ با کبر کہتا تھا۔ میں یہ حقائق جاننے کے بعد پکار اٹھا: ''واہ ابوبکر! تیری قسمت اور نصیب کے کیا کہنے کہ تو مرتے دم تک عظمت صحابہؓ اور شان صحابہؓ کے ترانے اپنی معصوم توتلی زبان سے الاپتا رہا اور اسی حالت میں اللہ کے دربار میں "لبيك اللهم لبيك" کے مصداق حاضر ہوگیا۔ شان صحابہؓ کے ترجمان اس ترانہ کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

اصحابِ محمد حق کے ولی، ابوبکر، عمر، عثمان و علی
وہ شمع حرم کے پروانے وہ ختم رسل کے دیوانے
یارانِ نبی میں سب سے جلی ابوبکر عمر عثمان و علی
اصحاب محمد حق کے (بلی) ولی، ابوبکر عمر عثمان و علی

اسلام نے جن کو عزت دی، اسلام کو قوت جن سے ملی
ایمان کی روایت جن سے چلی، ابوبکر عمر عثمان و علی
اصحاب محمد حق کے (بلی) ولی، ابوبکر عمر عثمان و علی

ترتیب خلافت بھی ہے یہی، ترتیب فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہ ترتیب ہر دل کو بھلی، ابوبکر، عمر عثمان و علی
اصحاب محمد حق کے (بلی) ولی، ابوبکر عمر عثمان و علی

اس نظم کی خوشبو پھیلے گی، یہ خوشبو ہر سو پھیلے گی
گونجے گا یہ نغمہ گلی گلی، ابوبکر عمر عثمان و علی
اصحاب محمد حق کے (بلی) ولی، ابوبکر عمر عثمان و علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14

مثالی طالب علم

ننھا معصوم بچہ آنسوؤں سے زاروقطار روتا جارہا تھا۔ وہ ایک ہی بات دہرائے جارہا تھا کہ:

آج میرا اسکول لگنا تھا لیکن آپ نے میری چھٹی کروا دی ہے۔ میرا سبق رہ جائے گا...... دوسرے طالب علم آگے گزر جائیں گے...... میں پیچھے رہ جاؤں گا...... ٹیچر ناراض ہو گی...... میں ایک دن سکول سے غیر حاضر ہو جاؤں گا...... آج مجھے سکول جانا تھا لیکن آپ نے چھٹی کروا دی......

وہ پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھے مسلسل...... معصومیت سے...... توتلے پن سے...... روتے ہوئے بلبلائے جارہا تھا......۔

عام طور پر اکثر بچے سکول سے چھٹی ہونے پر بہت خوش ہوتے ہیں اور بہانے بہانے سے سکول سے چھٹی کر کے موج مستی، کھیل کود اور سیر و تفریح میں خوش و خرم رہتے ہیں۔ وہ سکول سے چھٹی کرنے کے لیے مختلف بہانے تلاش کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے بچپن میں میرے سکول میں ایک بچہ سکول سے چھٹی کرنے کے لیے استاد سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیا کرتا تھا۔ وہ اکثر اپنی سکول سے چھٹی اور غیر حاضری کا استاد کے پوچھنے پر یوں جواب دیتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”استاد جی! کل میرے تایا ابو فوت ہو گئے تھے...... کل میرے چاچو فوت ہو گئے تھے......کل میری پھوپھو فوت ہو گئی تھی...... میرے دادا ابو بیمار تھے...... میرے نانا ابو فوت ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔“

وہ ایک دن اس وقت پکڑا گیا جب استاد نے کہا: شاہ زیب تم نے مہینہ پہلے ہی تو بتایا تھا کہ میرے نانا ابو فوت ہو گئے ہیں۔ آج تم پھر نانا ابو کو دوبارہ فوت کر رہے ہو۔ شاید بھول گئے ہو آج تو تجھے کسی اور کو فوت کرنا چاہیے تھا جس کو پہلے نہ کیا ہو۔ وہ لڑکا یہ بن کر بہت شرمندہ ہوا اور اس کے بعد اس کا اعتماد ختم ہو گیا۔

بعض طالب علم گھر سے ہی نہیں جاتے، وہ گھر والوں کو اپنے ذہن کے تراشے مختلف بہانے بتاتے ہیں۔ کل ٹیچر نے بتایا تھا کہ وہ کسی کی وفات پر جانے کی وجہ سے یا کسی کام سے دوسرے شہر جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے سکول نہیں آئیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یوں بچے سکول سے جان چھڑانے کے لیے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں اور گھر میں رہ کر کھیلنے کودنے میں خوش رہتے ہیں۔

قارئین محترم!...... یہ بھی بچہ ہے جسے وہم ہو گیا ہے کہ آج سکول کھلا ہے۔ طالب علموں کی کلاسیں لگی ہیں...... لیکن میرے گھر والوں نے میری چھٹی کروا دی ہے...... اور میں اپنی آج کی ٹیچر کی دی گئی تعلیم سے محروم ہو گیا ہوں۔ وہ اس غم میں مسلسل آنسوؤں سے روئے جا رہا ہے۔ اس کے رونے کی بلند آواز مکان کی دوسری منزل میں بھی سنائی دے رہی ہے۔ مجھ سے کسی کا رونا برداشت نہیں ہوتا بلکہ بہت تکلیف دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا مطالعہ وہیں چھوڑا اور اوپر والی منزل میں جا پہنچا، تاکہ معلوم کر سکوں کہ ماجرا کیا ہے؟ میں نے اوپر پہنچتے ہی دیکھا کہ اس کی شفیق والدہ اس کو بہت پیار سے سمجھا رہی ہے کہ آج سکول کے اعلان کے مطابق چھٹی ہی تھی، سکول صبح لگے گا، میں اپنے بیٹے کو تیار کر کے بھیجوں گی۔ وہ اسے انگلیوں پر شمار کرتے ہوئے بتا رہی ہے کہ میرے چاند یہ دیکھو! 26 اکتوبر 2012ء کو تجھے پانچ چھٹیاں ہوئیں۔ 31 کا مہینہ ہے۔ آج 31 اکتوبر ہے، یوں پانچویں چھٹی ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح یکم نومبر ہو گی اور تمہارا سکول کھلے گا اور تم اپنی کلاس میں جاؤ گے۔ سارے حساب کتاب کر کے دلائل دینے کے باوجود اس ننھے بچے کے ذہن میں سمائی بات نکل نہیں رہی تھی کہ آج سکول کھلا ہے لیکن میری آپ نے چھٹی کروا دی ہے۔ یوں میں اپنے تعلیمی نقصان کو کیسے پورا کروں گا؟ وہ اسی بات پر روئے جا رہا تھا اور چپ ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔

یہ میرا بیٹا ابوبکر نقاش تھا۔ وہ انمول ہیرا کہ آج تک ایسا ہیرا میں نے زمانے کی کان میں چمکتا دمکتا نہیں دیکھا۔ اب اس کو اس کا بڑا بھائی شرحبیل نقاش مختلف انداز سے سمجھا رہا تھا کہ بھائی تمہاری چھٹی نہیں ہوئی۔ آج سکول سے چھٹی ہی ہے کل سکول کھلے گا، آج 31 اکتوبر ہے، تمہاری پانچویں اور آخری چھٹی ہے۔ کل یکم نومبر کو کلاسیں لگیں گی۔ لیکن ابوبکر کی ایک ہی ضد ہے کہ نہیں تم نے فضول میں چھٹی کروا کر میرا نقصان کر دیا ہے۔ تھک ہار کر بھائی نے غصے میں آ کر اسے دو چپت لگا دیے کہ اسے کوئی بات سمجھائیں تو یہ سمجھتا ہی نہیں، ایک ہی رٹ لگائے جا رہا ہے۔

تعلیمی معاملے میں اتنا حساس بیٹا! میں حیران و ششدر یہ منظر دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا اتنے ذمہ دار اور حساس طالب علم تو بچپن میں ہم بھی نہ تھے۔ ہم بھی چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح آج چھٹی ہو جائے اور ہم کھیل کود میں مصروف رہ کر دن گزاریں۔ لیکن یہ بچہ کمال کی حد تک علم سے محبت اور والہانہ لگاؤ رکھتا ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر نہایت پیار سے پچکارتے ہوئے اسے سمجھایا لیکن اس کو اپنے مؤقف سے پھر بھی ہٹا نہ سکا۔ تھک ہار کر میں نے بھی غصہ میں آ کر ایک لگا دی اور نیچے اپنی لائبریری میں چلا آیا......ابوبکر اب بھی گھر کے ایک کونے میں چھپ کر کھڑا رو رہا تھا کہ میرا آج سکول نہ جا کر تعلیمی نقصان ہو گیا ہے جو پھر کبھی پورا نہ ہو سکے گا۔

سکول روانگی سے قبل گریہ زاری:

ابوبکر نقاش تعلیم کے معاملہ میں بہت زیادہ حساس تھا۔ وہ سکول لگنے سے پندرہ منٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے ہی آنسوؤں سے رونے لگتا اور ایک ہی رٹ لگائے جاتا: میں سکول سے لیٹ ہوگیا...... ٹیچر ناراض ہوگی...... میں لیٹ ہوگیا...... ہم اسے سمجھاتے کہ ابھی تو پندرہ منٹ پڑے ہیں سکول جانے میں لیکن وہ اپنے مؤقف سے ٹس سے مس نہ ہوتا اور روئے جاتا اور اپنی بات دہرائے جاتا۔ اس کی روح کے جنتوں کی طرف پرواز کر جانے کے بعد ایک دن میں نے اس معاملہ کا بغور جائزہ لیا تو اس حقیقت تک پہنچا کہ ابوبکر ٹھیک ہی روتا تھا۔ گھر سے سکول تک پیدل جاتے ہوئے بھی تو پندرہ یا بیس منٹ لگ جاتے ہیں۔ وہ راستے میں سفر کرنے کے پندرہ منٹ بھی شامل کر کے سمجھ لیتا تھا کہ 7:45 پر چلیں گے تو 8:05 پر پہنچ سکیں گے۔ جبکہ ہم صرف یہ دیکھتے تھے کہ اب گھڑی پر 7:45 ہوئے ہیں جب کہ سکول 8 بجے لگے گا۔ جب وہ راستے کے پندرہ منٹ نکال کر پانچ یا دس منٹ سکول ٹائم سے پہلے گھر سے نکلتا تو اس کا چہرہ خوشی سے مسکرا رہا ہوتا تھا۔ وہ ہلکی ہلکی ہنسی ہنس رہا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی گنگنا بھی رہا ہوتا تھا۔ اس خوشی میں کہ میں دوسرے طالب علموں کی نسبت آج پانچ منٹ پہلے سکول پہنچ جاؤں گا اور ٹیچر مجھ سے خوش ہوں گی۔

پاگل! ٹیچر کی بات بھلا غلط ہو سکتی ہے؟

واہ ننھے معصوم طالب علم!...... تیری دلنواز اداؤں کے کیا کہنے!!...... ابوبکر اپنے والدین خاص طور پر والدہ کے بعد اپنی ٹیچر کی بات کو دنیا کی سب سے بڑی سچائی جانتا تھا۔ جو ٹیچر نے کہہ دیا وہ اس کے دل و دماغ پر پتھر پر نقش کی طرح ثبت ہوگیا۔ وہ کسی بات کی سچائی اور حقانیت کو بیان کرنے کے لیے کسوٹی کے طور پر بس ایک ہی جملہ کہتا تھا:

"پاگل! ٹیچر نے بتایا ہے...... ٹیچر نے کہا ہے...... پاگل! ٹیچر کی بات بھلا غلط ہو سکتی ہے!!"

اپنے استاد کی بات کو دنیا کی سب سے دوسری بڑی سچائی جاننے والا ان کی ناراضی سے بہت خوف کھاتا تھا۔ ان کی رضا و خوشنودی کا ہمیشہ سے حریص تھا۔ وہ ہر وہ کام کرتا اگرچہ مشکل ہی ہو، جس سے ٹیچر خوش ہو اور اسے شاباش دے۔ جو ٹیچر اسے پیار کرتی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بہت پسند کرتا اور چلتے پھرتے اس کے حسن اخلاق کے تذکرے چھیڑتا رہتا۔ وہ کبھی کبھی اس وقت الجھ جاتا جب اس کی والدہ ہجے جوڑ توڑ کر کے الفاظ ٹیچر کے طریقہ سے مختلف طریقہ سے پڑھاتی تو وہ نہ تو ماں کو جھٹلا سکتا تھا اور نہ ہی ٹیچر کو کہ دونوں کا درجہ ذہن میں سچائی کے منبع و مجسمہ کا سا تھا۔ ایسے موقع پر والدہ جب اسے تذبذب اور الجھن کا شکار دیکھتی تو فیصلہ سناتی، ہاں میرے چاند! جیسے تمہاری ٹیچر نے پڑھایا ہے تم ویسے ہی پڑھو وہی ٹھیک ہے۔ وہ مطمئن ہو جاتا اور خوش ہو جاتا کہ امی نے میری محترم ٹیچر کی تصدیق کر دی۔

سب کا ہمدرد و خیر خواہ اور غمخوار دوست:

ابوبکر اگرچہ چھوٹا سا بچہ تھا لیکن اللہ کریم نے اسے دل بہت بڑا دیا تھا۔ وہ نہ صرف اپنا اور اپنے بھائیوں کا خیال رکھتا تھا بلکہ دوسرے کلاس فیلوز کا بھی ویسے ہی خیال رکھتا جیسے وہ سب اس کے حقیقی بھائی ہوں۔ وہ چاہتا تھا کہ جیسے عمر اور عثمان کو ٹیچر سے ڈانٹ نہ پڑے اسی طرح اس کی کلاس کے دوسرے طالب علم بھی ٹیچر کی ناراضی سے بچے رہیں۔ اسی بنا پر وہ کلاس میں بیٹھے بیٹھے اپنے اردگرد بیٹھنے والے طالب علموں کو غلط سوال حل کرتے، غلط لکھتے ہوئے یا کوئی کام سکول ٹیچر کی ہدایات کے خلاف کرتے دیکھتا تو فوراً کہتا: بھائی! ایسے نہیں کرنا بلکہ ایسے کرنا ہے ورنہ ٹیچر ناراض ہوں گی۔ وہ اپنا جاری کام چھوڑ کر دوسروں کو لکھانا، پڑھانا اور سمجھانا شروع کر دیتا، ان کو ڈکٹیشن دیتا۔ اس کو یہ یاد ہی نہ رہتا کہ میں اپنا کام کرنا چھوڑ چکا ہوں، ابھی ٹیچر کو میرا کام بھی چیک کرنا ہے۔ اس کام پر کئی دفعہ ٹیچر سے اس کو ڈانٹ بھی پڑی کہ تم نے دوسروں کی اصلاح و درستگی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ تم اپنا کام کیا کرو۔ جب ٹیچر سبق سن رہی ہوتی تو وہ اپنے چھوٹے بھائیوں عمر اور عثمان کو اچھی طرح بار بار سبق دُہرا دیتا، رٹا دیتا، تاکہ ٹیچر ان پر غصے نہ ہوں۔

ٹیچر کا کمال تابعدار شاگرد:

اس کی تابعداری، فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ ٹیچر جس ڈیسک کی طرف اشارہ کر کے حکم دیتی کہ ابوبکر! تمھیں یہاں بیٹھنا ہے وہ اس کے بعد چھٹی ہونے تک مسلسل وہیں بیٹھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا۔ حالانکہ اس دوران لڑکے شرارتیں کرتے رہتے، اپنے ہمجولیوں دوستوں کو بدلتے ہوئے اپنے ڈیسک تبدیل کرتے رہتے، کبھی اس دوست کو ناپسند کر کے دوسرے دوست کے ساتھ جا کر بیٹھ جاتے۔ کبھی ان کو جگہ اور ڈیسک اور کبھی ساتھ بیٹھا طالب علم ساتھی پسند نہ آتا تو وہ اپنے ڈیسک بدلتے رہتے تھے۔ لیکن ابوبکر کو ٹیچر نے جہاں بیٹھنے کا حکم دیا ہوتا وہ وہیں بیٹھا رہتا اگرچہ کوئی اسے وہاں تنگ بھی کر رہا ہو، اسے وہاں کوئی تکلیف بھی ہو، کوئی مار رہا ہو یا شارپنر، پنسل ربڑ اور سکیل (پیمانہ) یا کتاب چھین کر پریشان کر رہا ہو۔ اسے لبوں پر مہر خاموشی لگا کر وہیں بیٹھے رہنا ہے...... کیوں...... اس لیے کہ اسے اس کی استانی نے وہیں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ مجال ہے جو وہ ٹیچر کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا تصور بھی کر سکے۔ حتی کہ تفریح کا وقت ہو جاتا، بچے اچھلتے کودتے، کھیلتے، کھاتے پیتے، اس کے اپنے بھائی عمر اور عثمان بھی کبھی کبھار اپنے ڈیسکوں سے اٹھ کر چلے پھر رہے ہوتے...... لیکن ابوبکر شہزادہ اپنے کلاس روم میں اپنے ڈیسک پر اکیلا بیٹھا...... مٹک مٹک...... اپنی شرمیلی...... سرمگیں...... گول مٹول...... موٹی...... روشن آنکھوں کو چمکائے سب کو اچھلتے کودتے بھاگتے دوڑتے دیکھ رہا ہوتا تھا۔ اس کا بھی دل چاہ رہا ہوتا تھا کہ وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ننھی دنیا کی رنگینیوں میں شامل ہو، کھیلے کودے...... کھائے پیے...... خوش گپیاں کرے...... ان خوش رنگ نظاروں میں شامل ہو کر خوب محظوظ ہو اور انجوائے کرے لیکن نہیں...... وہ ایسا نہیں کرتا تھا...... بلکہ اپنے ڈیسک پر بیٹھ کر یا تو کچھ لکھنے پڑھنے میں مصروف ہوتا...... یا پھر بھاگتے دوڑتے ہوئے کلاس فیلوز کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوتا...... وہ کیوں نہیں اٹھتا تھا!!؟...... اس لیے کہ اس کے ننھے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ مجھے میری استانی نے یہاں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں سے کسی اور جگہ اور اپنے ڈیسک کو چھوڑ کر کسی اور ڈیسک یا جگہ پر جانے کا حکم تو نہیں دیا۔...... پھر وہ کیسے حکم عدولی کر سکتا تھا اپنی روحانی ماں (استانی) کی...... تفریح کے دوران جب بھی ٹیچر اس کو اکیلا اور تن تنہا کلاس روم میں ڈیسک پر بیٹھا دیکھ لیتی تو کہتی:

"ابوبکر! تم کیوں اکیلے کلاس روم میں گم سم بیٹھے ہو؟ چلو اٹھو اور دوسرے بچوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کھیلو، کھاؤ پیو اور تھکاوٹ اتار لو۔‘‘

یہ سن کر گویا اس کے لبوں اور رخساروں پر چمک دمک کی صورت میں بہار آ جاتی...... ہونٹوں پر مسکان اور جسم میں جان......وہ فوراً تعمیل میں ڈیسک سے اٹھتا اور بھاگم بھاگ باقی بچوں میں پہنچ جاتا کہ اب اسے اس کی ٹیچر نے ڈیسک سے اٹھنے کی اجازت دے دی ہے۔

واہ ابوبکر!...... کہاں سے لاؤں ایسا فرمانبردار بیٹا اور مثالی طالب علم کہ......جس کی اطاعت کا یہ عالم ہو کہ وہ اپنا اٹھنا اور بیٹھنا بھی ٹیچر کے حکم اور اس کی رضا پر موقوف رکھے۔ کس نے بھر دیں تمہارے چھوٹے سے ننھے منے دماغ میں اتنی وفاداریاں، وفاشعاریاں...... تابعداریاں ......فرمانبرداریاں...... یقیناً اس مالک الملک نے جس نے تجھے پیدا کر کے دنیا میں بھیجا......جس نے تمہارے اندر زمانے بھر سے مختلف، انمول اور بے نظیر خصوصیات و صفات بھر دیں، وہی مالک الملک جس کو تو اپنی توتلی زبان سے بان اللہ......بان اللہ...... کہہ کر پکارتا تھا...... وہ مالک تجھ سے کتنا خوش تھا۔

میرے رخسار ’’پر سٹار‘‘ ہے نا؟

ٹیچر کہتی ہے: اس نے میرے حکم کے بغیر کبھی اپنا ڈیسک بھی نہ بدلا تھا، جہاں بٹھا دیا بیٹھ گیا...... پھر کبھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے اپنا ڈیسک ہی بدل لے اگرچہ اسے وہاں کوئی تکلیف و پریشانی ہی ہو۔

جب اس کی ٹیچر اس کے گال پر سرخ پنسل سے سٹار بنا دیتی تو وہ گھر آ کر اپنا رخسار بطور سند دکھاتا پھرتا: امی جان ...... امی جان...... آپی جان...... دیکھو تو سہی...... سنو تو سہی...... دیکھو میرے گال پر کیا ہے؟...... ہاں ہے نا ایک سٹار! آج ٹیچر نے مجھے پیار کیا تھا۔ اور مجھے گال پر سٹار دیا تھا...... ٹیچر بہت اچھی ہیں۔ بہت پیاری ہیں...... کبھی بتاتا آج ٹیچر نے مجھے شاباش دی ہے، مجھے حوصلہ دیا ہے......وہ بس اس حوصلہ افزائی سے پھول جاتا اور خوشی سے پہاڑ بن بن جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے بھائیوں کا ٹیوٹر:

وہ رات کو سونے سے قبل اور سکول جانے سے پہلے بھائیوں کی کاپیاں اور سبق چیک کرتا...... ان کو کاپیوں پر لائنیں لگا کر دیتا...... ہوم ورک مکمل کرواتا...... حالانکہ تینوں بھائی ایک ہی کلاس کے طالب علم تھے، ایسا نہ تھا کہ ابوبکر بڑی کلاس کا طالب علم تھا۔ ابوبکر اپنے بھائیوں کو سبق یاد کرواتا اور سنتا، سکول بیگ کا سامان اور کتابیں ڈھونڈنے میں مدد کرواتا، اس حال میں کہ اس کی والدہ سب کاموں کی نگرانی کر رہی ہوتی اور خود ان کو پڑھا رہی ہوتی جس میں ابوبکر بھرپور طور پر اپنی امی جان کی مدد کرتا۔ جب ابوبکر اپنا ہوم ورک کر رہا ہوتا تو پڑھنے لکھنے میں اس قدر منہمک اور مدہوش ہوتا کہ اسے اپنے ارد گرد کا ہوش نہ ہوتا۔ اگرچہ نیچے گلی میں ڈھول بھی بج رہے ہوں لیکن وہ اپنی لگن میں دنیا و مافیھا سے بے خبر چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مختلف الفاظ سے جملے بنانے میں اور پھر ان کو نہایت خوبصورتی سے صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے میں مگن و مصروف ہوتا۔

گھر سے سکول تک بھائیوں کا محافظ و نگہبان:

گھر سے سکول کے لیے نکلنے کے بعد وہ خود پیچھے پیچھے رہتا اور اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو آگے چلاتا...... خود پیچھے ان سے سات یا آٹھ فٹ کے فاصلے پر رہتا۔ پیچھے سے ان کو یوں ہدایات دیتا جاتا:

آہستہ چلو...... آگے بھینسیں آ رہی ہیں...... سائیڈ پر ہو کر چلو ان کے نیچے نہ آ جانا...... اب جلدی چلو، تیز قدم اٹھاؤ ٹائم تھوڑا ہے، سکول لگ جائے گا...... ٹھہرو...... مین سڑک آ گئی ہے، گاڑیاں آ رہی ہیں...... دائیں بائیں دیکھو...... پھر سڑک کراس کرو...... چھوٹی گلی کی طرف جاؤ...... وہاں رش نہیں ہوتا...... یوں ہم جلد سکول پہنچ جائیں گے...... شاباش...... عثمان، تم آہستہ چل رہے ہو...... چلو جلدی چلو...... ہم لیٹ نہ ہو جائیں...... ورنہ ٹیچر ناراض ہو جائیں گی۔

یوں ابوبکر اپنے بھائیوں کا محافظ و نگہبان بن کر ان کے پیچھے پیچھے چلتا، ان کو سکول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتا۔ وہ ٹیچر کی چیکنگ کے وقت اپنا پیمانہ اپنے چھوٹے بھائی عثمان کو دے دیتا کہ اسے ٹیچر کی ڈانٹ نہ سننی پڑے۔ اس وقت وہ یہ بھول ہی جاتا کہ چیکنگ پر خود مجھے بھی تو ڈانٹ پڑ سکتی ہے کیونکہ اب اس کے پاس اپنا جو پیمانہ نہ ہوتا تھا۔ وہ تو ایثار کا خوگر ننھا شہزادہ تھا۔ دوسروں کا ہمدرد و غمگسار تھا۔ خود تکلیف برداشت کر لیتا لیکن دوسروں کو راحت پہنچانا اس کا شیوہ تھا۔

ابوبکر کی ٹیچر کا رونا:

اچانک جب یہ ننھا فرشتہ اِس دنیا کو چھوڑ کر اُس دنیا میں جا مکین ہوا......تو چند دن بعد اس کی والدہ ابوبکر کے سکول عمر و عثمان کو چھوڑنے گئی تو اس نے جب اس کی ٹیچر حمیرہ کو بتایا کہ تمہارا ہونہار شاگرد تمھیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر شہر خموشاں میں جا سویا ہے، تو وہ یہ سنتے ہی حیران و پریشان ہوگئی اور زار و قطار رونے لگی۔ اس کے ہمدرد و شفیق دل سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ اسے کچھ ہوش نہ رہا، شدت شفقت و رحمت کے احساسات کے جلو میں وہ سکول سے روتی ہوئی اپنے گھر چلی گئی اور کلاس کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ گھر میں اس کی والدہ محترمہ جن کے قریب بیٹھ کر ابوبکر ٹیوشن پڑھا کرتا تھا، جب انھیں اس کے ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے روٹھ جانے کا علم ہوا تو وہ رونے لگیں۔

چند دن بعد ٹیچر نے بتایا کہ میں نے اس قدر حساس، تابعدار، فرمانبردار اور لائق سٹوڈنٹ نہیں دیکھا۔ پہلی کلاس میں ہو کر بھی اس کی ہینڈ رائٹنگ میٹرک کے طلبہ کے برابر تھی۔ وہ دوسروں کا بہت خیال رکھتا تھا جس کی بنا پر اس نے دوسروں کے لیے ہم سے چند دفعہ ڈانٹ بھی برداشت کی۔ ہم کہتے تھے کہ تم صرف اپنا کام دھیان سے کیا کرو۔ دوسروں کو سدھارنے کا تم نے ٹھیکہ تھوڑا لے رکھا ہے۔

تعلیمی اداروں اور مساجد میں ابوبکر کے لیے دعائے خیر:

اس کی آپی ماریہ کی اکیڈمی الفاران شاہدرہ اسٹیشن لاہور میں جب اس کی وفات کا علم ہوا تو اس کے شفیق و حلیم اساتذہ میں سے سر ذکی اور سر کاشف نے کلاسز روک کر دعائے مغفرت کروائی۔ اسی طرح الفاران اکیڈمی کے روح رواں اور مالک استاذ محترم سردار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف صاحب نے بھی دعائے مغفرت کروائی۔ اخبارات میں جہاں جہاں خبر پہنچی لوگوں نے ابوبکر کے لیے رو رو کر دعائیں کیں۔ اللہ کریم نے اپنے سے محبت کرنے والے اس معصوم بندے کی محبت سب کے دل میں ڈال دی تھی اور اب وہ اس معصوم مثالی طالب علم کے لیے آنسوؤں کے ساتھ دعائیں مانگ رہے تھے۔

ابوبکر کے سکول بیگ کا مشاہدہ اور دلفگار چیخیں:

ابوبکر ایک مثالی طالب علم تھا اور میرے لیے خاص طور پر اللہ کریم کی رحمتوں کے نزول کا باعث تھا، جب یہ ننھا فرشتہ عالم بالا کو سدھار گیا تو ایک دن اس کے چھوٹے اور بڑے بہن بھائیوں نے اس کے سکول بیگ کے متعلق کچھ عجیب باتیں بتائیں۔ میرے دل میں اس خیال نے انگڑائی لی کہ میں خود اپنے لاڈلے کا سکول بیگ منگوا کر اس کا مشاہدہ کروں گا، تاکہ ان کی باتوں کی تصدیق ہو سکے۔ لہٰذا میں نے اس کی آپی کو بیگ لانے کو کہا وہ کتابوں سمیت لے آئی۔ اب بیگ میرے سامنے تھا:

ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا تھا ابوبکر، عثمان اور عمر کو سکول جاتے ہوئے۔ اب وہ تینوں بھائی پریپ کے بعد ون کلاس کے طالب علم تھے۔ لیکن میں نے کبھی بیگ کو قریب سے نہ دیکھا تھا۔ میں نے بیگ سے کتابیں نکالیں اور ان کے ورق الٹ الٹ کر دیکھنے لگا۔ کتابیں اعلیٰ ذوق، نفاست، صفائی اور احتیاط سے رکھی گئی تھیں، ان کے اجلے پن بغیر پنسل وغیرہ کے نشان کے برقرار تھے اور نہ ہی کسی کتاب کے ورق کی نکر مڑی ہوئی تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے آج ہی خریدی گئی ہوں۔ ٹیچر کی مختلف صفحات پر سبق کی لگی ڈیٹ بتا رہی تھی کہ کتابیں کافی پہلے خریدی گئی تھیں لیکن کسی نے ان کو اپنی جان کی طرح سنبھال کر عزیز رکھا ہے۔

مجھے نہیں یاد کہ ابوبکر کی مؤدب طبیعت نے پاس ادب کے تحت کبھی میرے ساتھ آنکھیں ملا کر بات کی ہو۔ وہ ہمیشہ زمین پر نظریں گاڑ کر...... دھیمے لہجے اور پست آواز میں...... شرما کر...... سوچ سوچ کر...... آہستہ آہستہ ”ابو جان!......“ کہہ کر بات شروع کرتا...... اور پھر بات مکمل کرنے کے بعد جھکی جھکی نگاہوں کے ساتھ ایک طرف ہٹ جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اسی شہزادے نے مجھ سے کمال محبت کا مظاہرہ کیا تھا، جو مجھے سامنے نظر آرہا تھا...... میں نے سنا وہ معصوم نہایت فخر اور خوشی سے مسکرا کر بتایا کرتا کہ میں طاہر نقاش کا بیٹا ہوں۔ وہ مجھ ناچیز کو اللہ جانے کیا چیز سمجھتا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے ہر ڈکٹیشن اور سبق شروع ہونے سے پہلے صفحہ کے بائیں جانب خوش خط لکھائی میں Abu Bakr اور اس کے مقابل لائن کے آخر پر دائیں طرف Naqqash لکھا ہوا ہے۔کیا عام بچوں کی طرح کاپی کے شروع میں ایک دفعہ ہی طالب علم کا نام لکھ دینا کافی نہ تھا؟ لیکن ابوبکر کو نہ جانے کس طرح کا سرور حاصل ہوتا تھا کہ وہ بار بار کاپی کے ہر دوسرے صفحہ پر اپنے نام کے ساتھ اپنے حقیر فقیر پُرتقصیر والد کا نام Naqqash لکھتا تھا۔

میں اس کی یہ ادا دیکھ کر دم بخود رہ گیا کہ وہ مجھ سے اتنا والہانہ پیار کرتا تھا...... لیکن کبھی اس نے میرے پاس بیٹھ کر اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ہاں ایک پیار کا منفرد اظہار مجھے آج بھی یاد ہے جو اس نے دوسرے بھائیوں کے سامنے کئی دفعہ اختیار کیا تھا۔ وہ یوں کہ جب دوسرے بہن بھائی سکول کا جیب خرچ پیسے مانگتے یا کوئی چیز خریدنے کے لیے روپوں کا مطالبہ کرتے اور میں جواب میں چپ رہتا تو ابوبکر میری چپ سے یہ اندازہ لگاتا کہ آج یا تو ابی جان کے پاس روپے نہیں ہیں اور اگر ہیں تو بہت کم ہیں۔ وہ اس موقع پر رعب دار آواز نکال کر سب کو ڈانٹتے اور نصیحت کرتے ہوئے کہتا:

> ”(پچکار کر چھوٹے بھائی کو) عثمان بھائی! دیکھو ابی جان بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ان کو بار بار مانگ کر تنگ اور پریشان نہ کرو۔ دیکھو! ابی جان صبح گھر سے نکلتے اور شام کو آتے ہیں۔ ہمارے لیے بہت سا کام کر کے تھک جاتے ہیں......اور پیسے لا کر ہمیں دیتے ہیں۔ ابی جان بیچارے کہاں سے لائیں تمہارے لیے روز روز اتنے زیادہ پیسے۔“

پھر اپنے پاس سے جو اسے بطور جیب خرچ ملے ہوتے تھے پانچ روپے نکال کر ننھے ہاتھ پر رکھ کر، ہاتھ میرے سامنے بڑھا دیتا اور کہتا: ابی جان! یہ بھی لے لیں۔ آپ کو تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔ مجھے نہیں چاہئیں۔ میں پھر کسی دن لے لوں گا۔

اس معصوم کی ننھی آفر دیکھ کر میرا دل اس کی محبت سے سرشار ہو کر چیخ اٹھتا:

میرے معصوم بیٹے!...... ایسی انمٹ وفا کی مثالیں قائم نہ کرو کہ تجھے کچھ ہو جائے تو بھلانا مشکل ہو جائے۔

ایسے عالم میں اس کے دوسرے بھائی کبھی اپنے مطالبے سے دست بردار ہو جاتے اور کبھی کہتے: ابوبکر نے اپنے پیسے لوٹا دیے، ہمیں نہیں پتہ، ہم نے تو لینے ہیں۔ لیکن ابوبکر اپنے فیصلے پر قائم رہتا اور اپنی ننھی معصوم خواہشات کو اپنے باپ کی آسانی اور سہولت کی قربان گاہ پر قربان کر کے خوش ہو جاتا۔ میں اس کا جذبۂ ایثار و قربانی دیکھ کر اس کے...... نہیں نہیں...... کہتے ہوئے بھی...... ہنستے ہوئے اس کی جیب میں اس کے دیے ہوئے پانچ روپے واپس ڈال دیتا۔

میں دیکھ رہا تھا کہ ابوبکر کی کتابوں اور کاپیوں پر 12-11-6 نومبر 2012 کے بعد کی کوئی ڈیٹ نہیں لگی۔ اس کی کتاب مکمل ہونے میں صرف ایک پیج باقی رہ گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کی کتاب ختم ہو جانی تھی۔ اس کے متعلق اس نے 5 نومبر کو گھر آ کر اپنی والدہ کو یہ مژدہ بھی سنایا تھا کہ:

”امی جان!...... میری بک کا صرف ایک پیج باقی رہ گیا ہے۔ کل میں وہ بھی پڑھ لوں گا۔ اور تعلیم میں سب سے آگے چلا جاؤں گا...... سب طلبہ کو پیچھے چھوڑتے ہوئے جیت جاؤں گا...... دیکھو! امی صرف یہ ایک پیج رہ گیا ہے۔ یہ پیج نمبر 64 ”شکریہ ادا کرنے والا رہ گیا ہے۔“

اسے کیا علم تھا کہ اس کی حیات مستعار اور زیست ناپائیدار کی کتاب کا بھی آخری ورق 7 نومبر باقی رہ گیا ہے اور اس کے ایک دن بعد 8 نومبر کو اسے بھی لپیٹ دیا جائے گا۔ اور اس کی زندگی کا باب بند ہو جائے گا۔ وہ شکریہ ادا کرنے کا باب پڑھنے سے پہلے ہی سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ملک عدم کو روانہ ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیگ میں ایک پلاسٹک کا بکس اور ایک زپ والا پرس بھی ملا۔ بکس میں اس کے سکول میں استعمال ہونے والے قلم ربڑ وغیرہ تھے جبکہ پرس میں کسی بھی ہنگامی صورت حال سے نبٹنے کے لیے زائد سامان تھا۔ چھوٹی بڑی 5 عدد پنسلیں۔ 3 شارپنر، 2 ربڑ اور ایک سکیل تھا...... یہ کس لیے...... کہاں سے آیا...... کس نے یہ سب اسے لے کر دیا...... اور کیوں لے کر دیا؟...... تحقیق کی تو علم ہوا ابوبکر نے اپنا روزانہ کا پانچ روپے ملنے والا سکول جیب خرچ بچا بچا کر یہ سب خرید خرید کر جمع کیا ہوا تھا...... کیوں جمع کیا تھا یہ سب اپنی کھانے پینے کی خواہشات کو قربان کر کے...... علم ہوا یہاں بھی ابوبکر کا وہ فلسفہ اور روشن وسنہری سوچ کارفرما تھی۔ وہ کہتا تھا: مجھے کبھی بھی امی جان سے کچھ مانگنا نہیں ہے حتی کہ اپنی پنسل شارپنر ربڑ وغیرہ تک بھی نہیں مانگنے۔ اگر کبھی پنسل وغیرہ کی ضرورت پڑ جائے تو مجھے مانگنی نہ پڑے، اس لیے اس نے گاہے گاہے اپنا جیب خرچ بچا بچا کر کسی ہنگامی ضرورت کے لیے یہ سب کچھ اس پرس میں جمع کر چھوڑا تھا۔ اگر کبھی اس کے چھوٹے بھائی عثمان کو ضرورت پڑتی، ٹیچر ریزر وغیرہ چیک کر رہی ہوتی تو وہ چپکے سے اپنے "ریزرو پرس" سے نکال کر نہایت پیار سے بھائی کو دے دیتا۔ یوں اسے پریشانی سے اور ٹیچر سے پڑنے والی ڈانٹ سے بچا لیتا۔ لیکن ایک دو دن میں اپنے جیب خرچ سے نئی ریزر خرید کر ریزرو پرس میں رکھ دیتا اور یوں تعداد دوبارہ پوری کر دیتا۔

یہ بکس اور ریزرو پرس میرے سامنے پڑے ہیں۔ پنسلیں، ربڑ، شارپنر وغیرہ آج بھی ویسے ہی اس میں بھرے پڑے ہیں لیکن ان کا نگران، مالک اور معصوم فرشتہ نہیں رہا...... کہ اب کسی پریشان حال کو تسلی دے کہ بھائی! گھبرانا نہیں، مجھ سے لے لو پنسل، اور پھر نکال کر اسے دے اور یوں خوشیاں بانٹے۔

ہاں تو پیارے ومحترم قارئین کرام!...... میں بتا رہا تھا کہ ننھے ابوبکر نقاش کے سکول بیگ کے متعلق میں نے کچھ عجیب باتیں سنیں تو بیگ منگوا لیا لیکن اس کی کتابوں کی طرف متوجہ ہو گیا، بیگ کو دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ جب میں نے غور سے بیگ کو دیکھا تو اس کے بھائیوں کی باتیں سچ ثابت ہو گئیں۔ Benio برانڈ کا بیگ جگہ جگہ سے بوسیدہ ہو چکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا...... زپ خراب ہو کر ناکارہ ہو چکی تھی...... اب وہ نہ کھلتی تھی اور نہ بند ہوتی تھی...... دوسری سائیڈ والی پاکٹ زپ بھی غائب تھی اور...... پاکٹ غیر محفوظ اوپن تھی...... بیگ میں زپ نہ ہونے......اور...... شولڈر بیلٹ ٹوٹ جانے کی بنا پر......کھلا رہتا...... کتابیں گرنے کا احتمال ہر وقت لگا رہتا...... کیوں ابوبکر نے درویشوں جیسا حال بنا رکھا تھا؟......کیا میں اتنا ہی ظالم تھا کہ مجھے پتا چلتا تو میں اسے بیگ لے کر نہ دیتا۔ میں تو مجموعی طور پر اپنے بچوں کو جب کہتا:

''بیٹا میں تمہارا نوکر ہوں...... غلام ہوں...... خادم ہوں......آرڈر کرو، کیا مجال ہے جو میں اس کی تعمیل نہ کروں۔''

تو وہ تڑپ کر کہتا:

ابی جان ایسا نہ کہا کریں...... آپ تو ہمارے ابی جان اور ہم آپ کے بیٹے ہیں...... جب بڑے ہوں گے تو آپ کو کام نہ کرنے دیں گے...... آپ گھر بیٹھا کریں گے...... اور ہم (دونوں بازو ہوا میں کھول کر) اتنے (لفظ اتنے کو بہت لمبا کھینچ کر) زیادہ پیسے آپ کو لا کر دیا کریں گے...... آپ پھر مسلسل کام کر کے تھکا نہیں کریں گے...... ابی جان! آپ اپنے آپ کو نوکر نہ کہا کریں، ہمیں اچھا نہیں لگتا۔

سکول بیگ کی یہ خستہ حالی ، بدحالی، پیرانہ سالی اور شکستگی دیکھ کر میرا دل چیخ اٹھا: پیارے ابوبکر...... اچھا! تو اس لیے پرانے بیگ کو اٹھا کر......کندھے پر لٹکا کر نہ چل سکتا تھا۔ کہ زپ خراب ہونے کی وجہ سے کہیں کتابیں باہر نہ گر پڑیں...... تو اسے عاجزوں مسکینوں کی طرح...... بغل میں دبائے گلی گلی......محلّہ محلّہ...... پھرتا رہا......تکلیف اٹھاتا رہا...... اپنی ننھی منی معصوم خواہشوں کو...... ابو جان کو مطالبہ کر کے پریشان نہیں کروں گا...... کے اپنے وفاؤں کی ہواؤں سے لبریز فلسفے پر قربان کرتا رہا...... کیوں نہیں بتایا مجھے...... اور میری بدقسمتی یہ کہ تو نے تو اظہار کرنا اپنی آن کے منافی سمجھا لیکن میں بھی کبھی تمہاری طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھیان نہ دے سکا...... تو ایک کہتا میں دس بیگ لا کر دیتا...... میں تو تجھ پر ہیرے، جواہر اور چاندی کے بیگ بھی قربان کر کے خوشی محسوس کرتا...... کاش تو ایک بار تو مجھ سے اظہار کرتا...... تو نے مرتے دم تک اپنے قول کو سچ کر دکھایا کہ:

"مجھے ان بچوں میں سے نہیں ہونا جو والدین کو مطالبات کر کے پریشان کرتے ہیں۔"

تو وفاؤں کے پھول نچھاور کرتا ہوا...... دوسروں کے احساس کی سولی پر چڑھ گیا...... کتنی تکلیف سے اٹھائے پھرتا تھا تو اس بیگ کو...... مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا تو جب اسے اٹھائے تھک جاتا تھا...... تو رکتا نہیں تھا بلکہ دوسری بغل میں دبا لیتا تھا...... اور اپنے تعلیمی سفر پر گامزن رہتا تھا۔

اے ننھے شہزادے!...... اے ننھے شہید تو مجھے نہ مٹنے والا احساس محرومی...... اور ضمیر کے قرض تلے دبا گیا...... میں کیسے تلافی کروں تیری محرومیوں کی...... مجھے تو پتہ ہی تیری ہمیشہ کے لیے عدم کی طرف روانگی کے بعد چلا...... تو اتنا حساس کیوں تھا...... کیوں اپنے باپ کا اتنا وفادار، پاسدار اور احساس رکھنے والا تھا...... کیوں میری رضا و خوشنودی اور آسانی پر اپنی ننھی منی پھولوں...... غباروں...... تتلیوں...... والی خواہشوں کو قربان کرتا رہا!!؟؟؟......

ابوبکر بیٹا!...... میں شرمندہ ہوں۔ کاش تو سن سکتا اور دیکھ سکتا...... کہ میں یہ لکھتے ہوئے زار و قطار رو رہا ہوں...... اللہ کے لیے مجھے معاف کر دے...... میں تیری سبحان اللہ والی جنتوں میں آنا چاہتا ہوں...... تیرا خطا کار...... سست رفتار...... اور تیرے ننھے دل کے حساس جذبات سے بے خبر...... باپ ہوں کہ جس سے تو پیار سے مسکرا کر...... شرما کر...... نگاہیں جھکا کر...... توتلی آواز میں کہا کرتا تھا:

"ابی جان...... پیارے ابی جان!"

میں وہی ہوں، مجھے معاف کر دے۔ مجھے معاف کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15

ننھا انجینئر و سائنسدان

بچوں کے اپنے اپنے بچپن میں اپنے اپنے شوق ہوتے ہیں، کوئی کھیل کود کو پسند کرتا ہے تو کوئی سیر سپاٹے کو...... کوئی ویڈیو گیموں کو تو کوئی جھولے جھولنے کو...... کوئی پتنگ بازی کو پسند کرتا ہے تو کوئی آتش بازی کو...... اسی طرح راقم کے بھی بچپن میں کئی شوق تھے: سکے، ٹکٹیں، کتابیں، میگزین اور رسالے جمع کرنا اور ہاکی و بیڈمنٹن کی گیم کرنا۔ اسی طرح اس بچے ابوبکر میں بھی اپنے بچپن کے اس معصوم دور میں کھیلنے کے ارمان تھے، لیکن اس کے شوق بھی اس کی سوچ اور فکر کی طرح دوسروں سے مختلف ہوتے تھے۔ اس نے کافی ساری چھوٹی چھوٹی گاڑیاں جمع کر رکھی تھیں، کسی کا پرزہ، کسی کا وہیل یا کسی کی باڈی کسی اور کے ساتھ فٹ کر کے ایک نئی چیز بنا لیتا، پھر اس کو چلانے کا کامیاب تجربہ کرتا اور تجربے کی کامیابی پر خوشی سے تالیاں پیٹتا اور یوں چلاتا:

چل گئی...... چل پڑی...... دوڑ پڑی۔

انوکھا جہاز:

وہ اکثر اپنے ننھے ذہن کے ایک عظیم الشان منصوبے کی جزئیات کے تانے بانے بننے کی ادھیڑ بن میں الجھا رہتا۔ وہ اس منصوبے کے متعلق اکثر پلاننگ کرتا لیکن کسی کو اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلاننگ نہ بتاتا سوائے اپنی والدہ کے۔ وہ اپنے اس منصوبے کے متعلق زبان حال سے پکار کر کبھی یوں انکشافات کرتا:

''میں ایک ایسا جہاز بنانا چاہتا ہوں جو (مسلمانوں پر ظلم کرنے والے) کافر فوجیوں پر فضا سے بم گرا کر ان کو مار دے...... اور فضاء میں دشمن کے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دے...... اور پھر جب میں دیکھوں کہ نیچے سمندر ہے...... وہاں دشمن کے بحری جہاز کھڑے ہیں تو...... اپنے جہاز کا ایک بٹن دباؤں اور وہ فوراً کشتی بن جائے...... اور ان کافروں کے جہازوں کا مقابلہ کر کے ان کو غرق و تباہ کر دے...... پھر میں ایک تیسرا بٹن دباؤں تو وہ بہت بڑی کار کی طرح گاڑی بن جائے...... اور دشمن کے ٹینکوں کا مقابلہ کرے...... اور ان کو ٹھاہ ٹھاہ کر کے تباہ کر دے...... پھر میں یہاں سے فارغ ہو کر اس کا ایک تیسرا بٹن دباؤں تو وہ اسی وقت جہاز بن کر ہوا میں اڑ جائے۔''

اپنے اس جہادی اور پاک وطن کے دفاعی منصوبے کی پلاننگ میں وہ الجھا رہتا لیکن اس کمسن سائنسدان کو یہ سمجھ نہ آتی کہ وہ اسے عملی جامہ کیسے پہنائے۔ اس کے لیے وہ مختلف چیزوں کو ہوا میں پہنچانے اور اڑانے کے بعض عجیب و غریب تجربے بھی کرتا۔

اڑا دیا...... اڑا دیا:

ایک دفعہ یہ ننھا سائنسدان کہیں سے باڈی سپرے کی ٹین کی خالی بوتل اٹھا لایا اور لگا اس پر تجربے کرنے۔ اللہ جانے اچانک ذہن میں کیا سمائی کہ چولھے پر رکھ کر نیچے ہلکی آنچ کی آگ جلا دی۔ بوتل گیس بھر جانے کی بنا پر سیدھی اوپر کو اڑ گئی اور پھر آواز پیدا کرتے ہوئے ٹھاہ کی آواز کے ساتھ فضا میں بلندی پر جا کر پھٹ گئی...... اب ابوبکر پر جوش انداز میں چلا رہا تھا:

اڑا دیا...... اڑا دیا......

وہ ایسے خوش ہو رہا تھا جیسے اس نے کوئی راکٹ بنا لیا ہو اور پھر اس کو صحیح نشانے پر داغ کر ہدف کو تباہ کر دیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ننھی موٹر سائیکل:

اس نے کئی چھوٹے چھوٹے مقناطیس جمع کر رکھے تھے۔ وہ ایک خاص ترکیب سے مقناطیس کے ساتھ سیون اپ کی بوتلوں کے خالی ڈھکن چپکا کر، ان پر ان کے ساتھ لکڑی کے کچھ راڈ نما ٹکڑے ملا کر ایک ننھی منی موٹر سائیکل بنالیتا تھا اور بہت خوش ہوتا تھا۔ اور ہر کسی کو حوصلہ افزائی اور داد حاصل کرنے کیلئے بتاتا پھرتا کہ دیکھو میں نے یہ موٹر سائیکل بنائی ہے۔

گھریلو پنکھا:

وہ کسی فالتو مارکر یا ہائی لائیٹر کو بیس (بنیاد) بنا کر اس پر گورمے کی آئیس کریم کھانے والی سٹکیں جوڑتا اور جوائنٹ کر کے ہیلی کاپٹر کے گھومنے والے پر بنا لیتا، پھر وہ دھاگے، ڈوری کو ساتھ لگا کر اس کو ایک راڈ پر لپیٹتا اور اس کی ایڈجسٹمنٹ اس انداز اور طریقے سے کرتا کہ اس کو نیچے کی طرف کھینچنے سے پر ہوا میں گھومنے لگتے۔ تب خوشی اور کامیابی کی مسرتوں کا طوفان اس کے سر پر سوار ہو جاتا اور پر جوش انداز میں پکار نے لگتا:

چل گیا...... چل گیا...... چل گیا......

اس کی شفیق سکول ٹیچر صابرہ (اقرا روضۃ الاطفال آف سر خلیل صاحب ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور) نے اس کے سکول بیگ میں اس کے پاس موجود اس کی نئی بنائی ہوئی چیزوں خاص طور پر اس پنکھے کو دیکھا تو بہت حیران ہوئی اور پیار سے کہنے لگی:

"ابو بکر! تم نے کتنا پیارا پنکھا بنایا ہے، ایک مجھے بھی بنا دو نا۔"

مختلف چیزیں بنانے کے دوران مطلوبہ ہدف تک پہنچنے کے لیے کسی رکاوٹ کے کھڑا ہو جانے پر، یا کوئی مسئلہ حل ہوتا نظر نہ آ رہا ہوتا تو وہ عمیق سوچوں اور فکروں کے سمندر میں اتر جاتا۔ اس دوران اسے اپنے گرد رونما ہونے والے واقعات کا کچھ علم نہ ہوتا۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا۔ وہ ایک پیارا سا ننھا سا کمسن سائنسدان نظر آ رہا ہوتا تھا۔

اس کمال انہماک و گہرائی سے اس کو سوچ بچار کرتے ہوئے دیکھ کر کسی کو یہ لگتا ہی نہ تھا کہ یہ کوئی معصوم بچہ ہے...... ناداں ہے، کمسن ہے، کھلونوں سے کھیلنے والا ہے...... اس دوران اسے جب تک حل طلب مسئلہ کا حل نہ مل جاتا، وہ کسی سے بات نہ کرتا، نہ کسی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ سنتا، نہ کچھ طلب کرتا بلکہ بھوکا پیاسا ہمہ تن مگن و مصروف رہتا۔

بوتل کے پائپوں اور ڈھکنوں کے جہاز اور گاڑیاں:

ابوبکر شہید گھر میں مہمانوں کی تواضع کے لیے آنے والی بوتلوں سے پائپ نکال نکال کر محفوظ کر لیتا تھا اور پھر ڈھکنوں کے اندر سوراخ کر کے مختلف ترکیبوں سے جہاز اور گاڑیاں بناتا تھا۔ اسی طرح کاپی کے کاغذ سے کاغذی جہاز بھی بناتا اور پھر اسے گھر کی تیسری منزل کی چھت پر لے جا کر فضا میں پھینک کر اڑاتا اور بغور اس کا مشاہدہ کرتا، اور نہایت غوروفکر میں ڈوبے انداز سے اس کی پرواز کا اور پھر یکدم نیچے آنے کی موومنٹ کا جائزہ لیتا۔

ننھے سائنسدان کی ننھی ورکشاپ:

ابوبکر شہید نے ایک ننھی منی ورکشاپ بھی بنا رکھی تھی۔ اس کی ورکشاپ میں کتنی ہی چھوٹی چھوٹی پلاسٹک اور میٹل (دھات) کی گاڑیاں اوران کے سپیئر پارٹس اور پرزے جمع تھے۔ جب وہ کوئی نئی چیز بنانے کے موڈ میں ہوتا تو اس کے اردگرد کا ماحول ایک ورکشاپ کا سا سماں پیدا کر رہا ہوتا تھا۔ وہ اپنے گرد مختلف زاویوں سے ننھے منے مکینکی کے اوزاروں اور ٹوٹی پھوٹی، مرمت شدہ اور صحیح سالم گاڑیاں سجا لیتا اور پھر ہر ایک کو اٹھا کر اپنے چہرے کے سامنے لاتا اور مختلف زاویوں سے اس کا جائزہ لیتا اور کچھ سوچنے و غور کرنے کے بعد اسے اس کی جگہ پر رکھ دیتا اور دوسری گاڑی یا کوئی کھلونا پکڑ کر اس کا جائزہ لینے لگتا۔

بعض دفعہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ اس بات کا بھی اندازہ لگا رہا ہوتا تھا کہ اس کے [illegible] منصوبے میں کس گاڑی یا کھلونے کا کوئی سپیئر پارٹ یا حصہ استعمال ہو کر مطلوبہ نتائج برآمد کر سکتا ہے، پھر اسے ناموزوں جانتے ہوئے اپنی جگہ پر واپس رکھ دیتا اور دوسرے سامان کو اسی زاویے سے پرکھنا شروع کر دیتا۔ آخر کبھی تو گھنٹوں اور کبھی دنوں کی محنت کے بعد وہ کوئی نئی چیز بنا کر اسے چلانے میں کامیاب ہو جاتا...... اور خوشی سے اپنی کامیابی کے گن ترنم اور طرز لگا کر گاتا پھرتا...... اپنی شفیق والدہ کو ننھے منے ہاتھوں سے اپنی نئی ایجاد دکھاتا اور اس کی افادیت بیان کرتا۔ ماں شاباش دیتی تو اس حوصلہ افزائی پر وہ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوکل لوڈر گاڑی گھر کی ورکشاپ میں تیار ہوتی ہے:

وہ اپنے تجربات کے لیے کسی چیز کی کبھی فرمائش نہ کرتا تھا بلکہ گھر میں پائی جانے والی چیزوں یا اپنے جیب خرچ سے خریدے گئے کھلونوں کو جوڑ توڑ کر اس سے ہی اپنی ہر ضرورت پوری کر لیتا تھا۔ کبھی کبھی وہ ایسی معمولی چیزوں سے کچھ نہ کچھ بنا لیتا تھا کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ اس نے ایک لوڈر گاڑی بنا رکھی ہے اور اس پر سامان لاد کر اس کو دھاگہ سے ٹوچن کر کے کھینچتا ہوا چلاتا جا رہا ہے اور...... ہٹو بچو، دائیں ہو جاؤ بائیں مڑنا ہے...... کی آوازیں لگا رہا ہے۔ میں نے دیکھا اس نے معمولی لپٹن چائے کی 100 گرام پتی والی خالی ڈبی کے گتے میں چاروں سائیڈوں پر متوازی آر پار سوراخ کر کے ان میں جھاڑو کے موٹے تنکوں کو بطور راڈ ڈالا اور ان کے ساتھ پیپسی کولا کے ڈھکنوں میں سوراخ کر کے پرو دیا اور یوں وہ پہیے (Wheel) بن گئے تھے۔ اب اس لوڈر کے فرنٹ سے موٹا دھاگا باندھ کر اسے کھینچ رہا تھا اور مختلف سامان کی ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر نقل مکانی کر کے خوش ہو رہا تھا۔ اب یہ لپٹن چائے کا گتے کا ڈبہ کیری ڈبے کی طرح چل رہا تھا اور ابوبکر دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنی ہی ننھی دنیا بسا کر اس میں مگن تھا۔ اسے یہ بھی پتہ نہ تھا کہ ہم دور کھڑے اس کی تمام کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

مسجد کا ماڈل اور خوشیوں کے ترانے:

ابوبکر کو اللہ کے گھر مسجد سے خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا وہ اکثر مسجد میں جاتا رہے۔ قادسیہ مسجد چوبرجی مرکز لاہور جاتا تو اتنا خوش ہوتا کہ کھانا پینا تک بھول جاتا۔ وہ گھر میں تعمیراتی کام میں استعمال ہونے والی ریت دیکھتا تو اس میں پانی ڈال کر گیلا اور موٹا کر کے مسجد کا تفصیلی ماڈل زمین پر بنا ڈالتا۔ اس ماڈل میں مسجد، اس کا صحن علیحدہ نظر آتا اور وہ سائیڈوں پر ریت کو گولائی میں جمع کر کے اس میں لکڑی کی کوئی سٹک بطور مینار گاڑ دیتا۔ یوں وہ مسجد کے میناروں کو بھی علامتی طور پر ظاہر کر کے خوش ہوتا اور کہتا: دیکھو! میں نے مسجد بنائی ہے۔ میں نے اللہ کا گھر بنایا ہے۔

❀ کبھی وہ پلاسٹک کی بوتل میں ہوا بھرنے کے بعد اسے دونوں گھٹنوں میں پکڑ کر اتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دباؤ ڈالتا کہ زور کے پریشر سے ڈھکن خود بہ خود آواز نکالتا ہوا دور جا گرتا۔ وہ ڈھکن کے یکدم نکل کر دور جا گرنے اور پیدا ہونے والی آواز پر سوچنے لگتا۔

- کبھی وہ پیپسی کے ٹن پیک کو جلتے چولھے کے اوپر رکھ دیتا۔ نیچے سے آگ حرارت دیتی تو گیسیں پیدا ہوتیں اور یہ ڈبہ ایک دھماکے سے پھٹ جاتا۔ وہ خاموشی اور سنجیدگی سے اس سارے عمل کے متعلق اللہ جانے کیا کیا سوچتا رہتا۔ اس وقت وہ سوچتا ہوا بچہ ایسے محسوس ہوتا جیسے ایک عمر رسیدہ تجربہ کار ماہر سائنسدان ہوتا ہے۔

بہر حال یہ بات ثابت ہے اور وہ اس کا بار بار اظہار بھی کرتا رہتا تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز بنانا چاہتا ہے جو جہاد میں فوج اور مجاہدین کی معاونت کا باعث بنے اور کافروں خاص طور پر پاکستان کے دشمن بھارت کی کشمیر میں ستم ڈھانے والی ظالم فوجوں کی تباہی کرے۔ اس مقصد کے لیے وہ زیادہ تر غور وفکر اور زور ایک ایسے طیارے پر صرف کرتا تھا جو فضا میں حملہ بھی کرے، سمندر میں بحری کشتی یا بحری جہاز بن جائے جبکہ خشکی پر بہت بڑی جنگی تیز رفتار بکتر بند گاڑی بن کر کافروں پر حملہ کر سکے اور جب ضرورت ہو میدان سے...... شوں...... کر کے گاڑی سے جہاز بن کر فضا میں پہنچ کر اپنے ہدف کی طرف پرواز کر کے یا فضا میں سے ہی کافروں کی فوج کو نیست و نابود کرے۔ مجھے اپنے رب کریم سے قوی امید ہے کہ وہ اسے اس کی اس نیت کا اجر وثواب ضرور دے گا، جو صرف اس کی محبت میں اس کے باغیوں سے ٹکرا کر اپنے آپ کو قربان کر دینے پر مبنی تھی۔

ارمانوں کا خون اور ننھے سائنسدان کے جھلملاتے آنسو:

بدقسمتی سے ابوبکر کو اپنے چھوٹے بڑے بھائیوں کی طرف سے ایسے تعمیری تحقیقی و سائنسی کارناموں پر ستائش و حوصلہ افزائی نصیب نہ ہوتی تھی، شاید یہ اس کی بدقسمتی تھی یا آزمائش۔ وہ بھائیوں کی طرف سے اکثر جبلی وفطری حسد کا شکار ہو جاتا۔ جب وہ کئی دن کی یا گھنٹوں کی محنت شاقہ کے بعد کوئی نئی چیز بنانے میں کامیاب ہو جاتا اور خوشی سے اسے اپنی والدہ کو دکھاتا یا دکھانے کے لیے تیار ہوتا تو چھوٹا بھائی عمر یا بڑا شعیل یہ کہہ کر کہ ”بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گیا ہے سائنسدان کہیں کا'' اس کی نئی ابھی ابھی مکمل ہونے والی کاوش کو توڑ پھوڑ دیتے...... اس موقع پر اس کے کرب کا وہی اندازہ کر سکتا ہے......

- جس نے پیہم محنت و مشقت سے ایک چیز بنائی ہو اور مکمل ہوتے ہی کوئی آ کر اسے ملیا میٹ کر دے...... تو پھر پتہ چلتا ہے کہ
- کیسے ارمانوں کا خون ہوتا ہے......
- کیسے مچلی ہوئی خواہشات دم توڑتی ہیں......
- کیسے بنے بنائے سپنے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں......
- کیسے خواب شرمندہ تعبیر ہونے سے پہلے بکھر جاتے ہیں......
- کیسے غرقاب آب کو کنارا پر پہنچتے ہی طوفانی موج دبوچ کر پھر بیچ سمندر بھنور میں دھکیل دیتی ہے......
- کیسے منزل پر پہنچ کر جب کوئی محروم منزل ہو کر صحرا میں بھٹکتا پھرتا ہے...... بعد

ان سب کیفیتوں کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کے ساتھ ایسا سانحہ پیش آیا ہو۔ ابوبکر جب اپنے ارمانوں کا خون ہوتا دیکھتا...... جب اپنی نئی ننھی ایجاد کے بھائیوں کی طرف سے ٹوٹنے کے بکھرے ٹکڑے دیکھتا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیتا...... پھر شدت کرب سے مٹھیاں بھینچتا۔ اس کے جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی...... وہ چیخیں مار مار کر رونے لگتا اور کائنات کے عظیم مددگار و غمگسار رشتے...... ماں...... کو پکارنے لگتا۔ ام...... ام...... امی...... امی جان...... انہوں نے میرا ہیلی کاپٹر توڑ دیا ہے...... ماں سینے سے لگا کر تسلی دیتی اور اس کی نئی ایجاد کی تعریف کرتی تو...... خاصی دیر رونے کے بعد جب ذرا غم ہلکا ہوتا تو ابوبکر پھر سے بکھرے ٹکڑوں کو اکٹھا کرنے لگتا اور...... ایک بار پھر دوبارہ انھیں جوڑنے اور مرمت کرنے میں لگ جاتا......

تجھے سلام اے ابوبکر......

کاش! تیرے بھائی تیرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے۔ اور تیرے رخساروں پر الم کے آنسو جھلملانے کی بجائے مسکراہٹیں رقص کرتیں!!!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16

کمسن مفتی

مفتیانہ گفتگو کرتا تھا وہ
دم سدا اسلام کا بھرتا تھا وہ

اگر میں یہ کہہ دوں کہ ابوبکر شہزادہ ''مفتی'' بھی تھا، تو آپ لوگ تردد و تذبذب میں پڑ جائیں گے۔ سوچیں گے کہ مفتی تو بڑی دشوار علم کی منزلیں طے کرنے اور اسی تگ و دو میں عمر عزیز کا ایک حصہ کھپا دینے کے بعد بنتا ہے۔ پھر وہ کسی مسئلے میں شرعی حکم لگاتا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام اور جائز یا ناجائز ہے۔ مگر آپ ایک کمسن کو ''مفتی'' کا خطاب دے رہے ہیں۔ جی ہاں! میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا ابوبکر نہ تو مفتی تھا اور نہ اتنی چھوٹی عمر میں مفتی بن سکتا تھا۔ لیکن ......اس کے باوجود...... میں اسے مفتی ہی کہتا تھا اور کہتا ہوں...... کیوں؟...... اس لیے کہ اس کی والدہ ماجدہ نے اسے کچھ ایسے اصول بتا دیے تھے جن کی بنا پر وہ ہر مسئلہ کا اپنی معصوم دانست کے مطابق فیصلہ سنا دیتا تھا کہ ایسے نہ کرو یہ حرام ہے...... ایسے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں...... ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں ڈال دیتے ہیں...... یوں کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے اور جنت دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں...... اگر کسی مسئلے میں اس کا ننھا اور معصوم ذہن فیصلہ کرنے میں گومگو اور تذبذب کا شکار ہوتا، اسے پتہ نہ چل رہا ہوتا کہ میں اس مسئلے کا کیا حل نکالوں اور فیصلہ کروں تو وہ سوالیہ نظروں سے اپنی امی جان کی طرف دیکھنے لگتا۔ مطلب یہ ہوتا تھا کہ پیاری امی جان! میں اس مسئلے کے حل اور فیصلے میں الجھ گیا ہوں، آپ میری رہنمائی فرمائیں۔ پھر اس مسئلے کا جو حل اس کی والدہ بتاتی وہ ساری عمر کے لیے اس کے دماغ کے کمپیوٹر میں فٹ ہو جاتا۔ اس کے بعد پھر کبھی وہ مسئلہ یا اس سے ملتا جلتا مسئلہ پیش آتا تو وہ جھٹ سے وہی فیصلہ سنا دیتا جو کہ ایک یا دو سال قبل اس کی والدہ محترمہ نے اس کو بتایا ہوتا تھا۔

اس کی ننھی توتلی زبان پر اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لیے یا دیگر عزیزوں وغیرہ کے لیے جو پاس ہوتے، ہمیشہ یہی الفاظ گونجتے رہتے تھے:

- ایسا کرنے سے اللہ ناراض ہوتے ہیں......
- ایسا کرنے سے جہنم کی آگ میں پھینک دیتے ہیں بچو!......
- یوں کریں تو اللہ تعالیٰ جنت دیتے ہیں......
- ایسے کریں تو جنت میں میٹھی جیجو (چیز) دیتے ہیں......
- یہ حلال ہے...... یہ حرام ہے......
- ایسا کیوں کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر سزا دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس کا ہمیشہ کسی مسئلے کے متعلق کیا ہوا فیصلہ درست ہوتا تھا......ایک دفعہ ڈھول والے آئے، ڈھول پیٹ رہے تھے۔ اس طرف متوجہ اپنے چھوٹے بھائیوں کو پکار کر کہنے لگا:

''عمر، عثمان!...... نہ دیکھو ان کو، یہ شیطان کے بھائی ہیں۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ دیکھنے اور بجانے والوں دونوں کو جہنم کی آگ میں پھینکتے ہیں۔ یہ حرام کام ہے۔

پھر وہ اپنے فتوے اور فیصلے کی تصدیق کے لیے اپنی شفیق والدہ کی طرف دیکھتا اور کہتا: ہے نا امی جان؟ بتائیں امی جان میں نے ٹھیک کہا؟ والدہ نہایت پیار سے کہتیں: بالکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک کہا ابوبکر نے، وہ اپنے چھوٹے بھائیوں پر خاص طور پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتا۔ اکثر اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے رہتے:

''یہ حرام ہے بھائی، نہ کرو ایسے، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔''

کبھی موٹی آنکھیں حیرت سے پھیلا کر کہتا: عثمان! نہ کرو، پتہ ہے اللہ تعالیٰ آگ میں ڈال دیں گے، یہ حرام ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر ہی تو میں اسے نقاش فیملی کا ''مفتی'' کہتا تھا اور اس کے دن رات جاری ہونے والے نت نئے فتوے سے ہم کبھی الجھے نہیں تھے بلکہ خوش ہوتے تھے۔ اور مزے کی بات یہ کہ اس کے فتوی کی زد میں چھوٹے بڑے سب حتی کہ میں اس کا باپ اور والدہ بھی آ جاتے تھے۔ وہ جس بات کو حق سمجھتا تھا کہہ دیتا تھا۔ بس فرق صرف اتنا تھا کہ جب کبھی کسی بڑے کی یا میری یا اپنے بڑے بھائی کی یا کسی بھی عزیز رشتہ دار کی کمی کوتاہی کی پکڑ کرتا تو فتویٰ لگانے کا تھوڑا سا انداز بدل لیتا۔ چھوٹوں پر تو بلند آواز میں علی الاعلان فتویٰ صادر کرتا لیکن جب ہماری باری آتی تو شرم سے آنکھیں جھکا لیتا ...... گردن نیچی کر لیتا ...... آواز کو قدرے دھیما اور سپاٹ مگر باادب بنا لیتا .... اور کہتا:

> لو ابی جان کو بھی نہیں پتا کہ یہ حرام ہے، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ آگ میں پھینکتے ہیں۔ لو جی! امی جان کو بھی پتا نہیں (حیرانی سے) امی جان نے فلاں چیز سب میں برابر تقسیم نہیں کی، اللہ تعالیٰ پوچھے گا ان سے۔

امی جان! یہ حرام کی چیز ہے:

بچپن کا زمانہ تھا، ایک دن گلی میں ''کڑیو منڈیو چیز ونڈی دی لئی جاؤ'' کی بلند آوازیں گونج رہی تھیں۔ ابوبکر نے بھی آواز کی طرف کان لگائے اور اپنی امی جان کی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھنے لگا تو والدہ نے بتایا:

> بیٹا! یہ لوگ غیر اللہ کے نام کی چیز بانٹ رہے ہیں۔ یہ شرک ہے اور شرک حرام ہے اور حرام کام کرنے والے کو اللہ تعالیٰ آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں کہیں بھی غیر اللہ کے نام کی کوئی چیز بانٹی جائے وہاں سے دور چلے جانا چاہیے، اس کو کھانا تو دور کی بات ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہیے، ورنہ یہ ہاتھ آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

ابوبکر نے اپنے بچپن کے معصومانہ دور میں یہ بات اپنے دل و دماغ کی تختیوں پر انمٹ نقوش کی طرح رقم کر لی اور تہیہ کیا کہ وہ کبھی غیر اللہ کے نام پر تقسیم ہونے والی کسی چیز کے متعلق سوچے گا بھی نہیں۔ اس واقعے سے ملنے والے سبق کے بعد جب کہیں غیر اللہ کے نام کی چیز بٹتی نظر آتی تو ابوبکر پکار اٹھتا: امی! غیر اللہ کے نام پر حرام کی چیز...... امی حرام کی چیز۔

ایک دفعہ اس مسئلے میں بانٹی جانے والی چیز کی صدا لگی تو عمر اور عثمان لا ابالی پن میں سیڑھیوں کی طرف لپکے کہ ہم بھی دیکھ کر آتے ہیں کہ کیا تقسیم ہو رہا ہے۔ ابوبکر بھاگ کر سیڑھیوں میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تمھیں نیچے نہیں اترنے دینا۔ بھائیوں نے اصرار کیا تو سیڑھیوں میں پاؤں پسار کر اور بازو کھول کر ہوا میں معلق کر کے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا:

"میں نہیں جانے دوں گا...... میں نہیں لینے دوں گا یہ چیز...... یہ ونڈی کی چیز حرام ہے۔"

اگر وہ ضد کرتے کہ پیچھے ہٹو، ہمیں دیکھنے کے لیے ضرور جانا ہے تو ایک انچ پیچھے نہ ہٹتا بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط اور جم کر کھڑا ہو جاتا، اور اگر بس نہ چلتا یا ان کے سامنے عاجز آ جاتا تو بے بسی سے رونے لگتا، ساتھ ہی اپنی امی جان کو آوازیں دینے لگتا: امی جان! ان کو روکو...... یہ حرام کی چیز لینے جا رہے ہیں...... وہ غیر اللہ کے نام پر تقسیم ہونے والی چیز کو "ونڈی کی چیز" کہتا تھا۔

حرام چیز ہے، بھائیو بچ جاؤ:

ایک دفعہ ابوبکر اپنے بھائیوں کے ساتھ سکول سے واپس آ رہا تھا کہ کسی نے نہایت پیار سے نان اور حلیم ہاتھ میں تھما دیا۔ صبح سے سکول میں مغز ماری کر کے اور پھر وہاں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیوشن پر جا کر مسلسل پڑھنے کی وجہ سے شام ہو چکی تھی اور بھوک زوروں پر تھی۔ خوب چمکی ہوئی تھی۔ ابوبکر بھائیوں کے ساتھ مل کر کھانے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ پتہ چلا یہ تو غیر اللہ کے نام پر بانٹی گئی چیز ہے۔ تو یکدم ٹھٹک کر جامد و ساکت ہو گیا اور فوراً پکار اٹھا!

بھائی! یہ ونڈی کی چیز ہے، یہ غیر اللہ کے نام کی چیز ہے...... اللہ ناراض ہوں گے...... بھائی یہ حرام ہے...... اس ونڈی کی چیز کو کبھی ہاتھ بھی نہ لگانا...... گناہ ہو گا...... ہم اسے بالکل نہیں کھائیں گے۔"

پھر اس کو راستے میں ہی کہیں ایک طرف ڈال کر گھر آ گیا...... اور اپنی کل کائنات...... اپنی متاع دین و دنیا...... اپنی جنت...... اپنی ماں کو ساری تفصیل بتائی اور پوچھا:

"امی جان!...... ہم نے غیر اللہ کے نام کی چیز کو بھوک ہونے کے باوجود ہاتھ تک نہیں لگایا، کھانے کی بجائے ایک طرف رکھ آئے ہیں، اللہ تعالیٰ، ہمارے پیارے اللہ خوش ہوں گے نا، ہوں گے نا، بتاؤ نا امی جان!!؟؟؟...... ہاں کیوں نہیں میرے چاند، اللہ تجھے ......شہد، دودھ کی نہروں والی جنت دیں گے میرے چاند...... یہ کہہ کر ماں نے اپنے لخت جگر، نور نظر اور دل کے چین...... کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر...... اس کی پیشانی پر ایک انمول بوسہ دیا...... اور رخسار کو چوم لیا۔

یہ آگ ہے، نہ پکڑنا جل جاؤ گے:

گھر میں اگر کوئی والدہ کی غیر موجودگی میں غیر اللہ کے نام کی کوئی چیز دے جاتا تھا تو ابوبکر اس کو چھوتا تک نہ تھا اور نہ کسی کو ہاتھ لگانے دیتا، کہتا:

یہ آگ ہے...... یہ آگ ہے...... اسے کھانا نہیں بلکہ کہیں پھینک دو...... ورنہ اللہ تعالیٰ غصے میں آ کر ہمیں آگ میں پھینک دیں گے۔

بعض اوقات غیر اللہ کے نام کی ایسی کوئی چیز پکڑ کر چھت پر پھینک دیتا تھا کہ کیڑے مکوڑے اور جانور کھا جائیں گے یا وہیں ضائع ہو جائے گی مگر غیر اللہ کے نام پر بانٹی گئی چیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے منہ اور پیٹ میں نہ جا سکے گی اور کسی کے ہاتھ میں جا کر پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے کا باعث نہ بن سکے گی۔

"اے مولا کریم......اے رب رحیم......اے اللہ العالمین......اے رب المجاہدین و المستضعفین!!!

اپنے اس ننھے منے......معصوم......شہزادے کی اس انمول محبت......کی لاج رکھ لے......اس کی معصوم توحیدی اداؤں کی قدر تو یقیناً کرے گا......التجا ہے اس کو جنتوں میں اعلیٰ و ارفع مقام بخش دے...... اور ہمیں اس کی جنت میں داخلے کا مستحق بنا...... کیونکہ ہم تیرے اس معصوم بندے...... عاجز غلام...... موحد معصوم......کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے......اس کی جنت میں بسیرا کرنا چاہتے ہیں...... تیرے رحم و کرم، تیری توفیق و عنایت اور رضا و خوشنودی کے ساتھ۔

اے اللہ ذوالجلال والاکرام! ہماری قسمت میں کر دے کہ یہ دلنواز شہزادہ تیرے پیارے آخری نبی کے فرمان کے مطابق ہمیں حوض کوثر پر ملے اور...... ہمارا بازو یا انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ چلنے کو کہے......اور پھر تیری طرف رخ کر کے التجا کرے کہ...... اے اللہ! میں اپنے ابی جان، امی جان اور بہن بھائیوں (دادا، دادی اور نانا و نانی جان) کو اپنی جنت میں لے جانا چاہتا ہوں...... میں نے دنیا میں ان سے وعدہ لیا تھا کہ میری جنت میں آ کر رہنا...... الٰہی! کرم کر دے، ان کو بخش دے، معاف کر دے اور میرے ساتھ جانے کی اجازت بخش دے...... اور اے اللہ العالمین!......تو خوشی سے اپنی رضا کا اعلان کر دے کہ "جا میرے بندے!......ان کو اپنے ساتھ لے کر اپنی جنت میں داخل ہو جا، آج تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔"

جہنم میں جائے گا......!!!؟

ننھا بچہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیگ کا جائزہ لینے کے بعد کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی چیز، پنسل، شارپنر، ربڑ، وغیرہ یا کوئی کتاب کم تو نہیں۔ اب وہ بیگ پکڑ کر اٹھانے کے لیے آگے بڑھا لیکن اس کو وہیں چھوڑ کر اپنی شلوار کا جائزہ لینے لگا۔ باقی سب بچے اس سے بے خبر تیاریاں مکمل کر رہے تھے جبکہ یہ بچہ اپنی شلوار کا پاؤں کی طرف سے خاص طور پر جائزہ لیے جا رہا ہے۔ پھر وہ بغور دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کے بعد شلوار کو نیفے کی طرف سے سمیٹنے لگتا ہے، یوں وہ اپنے پائنچوں کو اپنے ٹخنوں سے کافی اوپر کر رہا ہے۔ یہ اس کا معمول ہے روزانہ کا سکول جانے سے پہلے۔ وہ نہایت فکر مندی کے عالم میں اپنی شلوار کو ٹخنوں سے اوپر کر کے مطمئن ہوتا ہے اور سکول روانہ ہوتا ہے۔

قارئین محترم...... یہ بچہ کون ہے؟ ہاں...... یہ ابوبکر نقاش ہی تو ہے، یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ اس کو شلوار کے ٹخنوں سے نیچے چلے جانے کا اتنا فکر اور پریشانی کیوں لاحق ہے!!؟؟ اس لیے کہ ایسے ہی ایک روشن دن کی ابتداء میں جب یہ اسکول جا رہا تھا، تو اس کی عظیم امی جان نے اسے حکم دیا تھا کہ بیٹا شلوار ٹخنوں سے اونچی رکھا کرو۔ یاد رکھو! جتنی تمہاری شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوگی اتنا جسم کا حصہ یعنی تمہارے پاؤں جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے...... اس دن سے ابوبکر نے اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر ایسے کی کہ ایک دفعہ بھی پھر زندگی میں نیچے نہ آنے دی۔ وہ اپنے بھائیوں کی شلوار جب ٹخنوں سے نیچے دیکھتا تو ان کو مخاطب کر کے کہتا:

”پاگل! پتا نہیں امی جان نے کہا ہے کہ اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھو ورنہ ٹخنوں سے نیچے جانے والی شلوار کا جسم آگ میں جلایا جائے گا۔“

یوں وہ اپنی ماں کا حکم اپنے ننھے دماغ کے کمپیوٹر میں فیڈ اور محفوظ کر چکا تھا۔ وہ اس پر خود بھی عمل کرتا اور دوسروں کو بھی بتاتا کہ امی جان نے یہ حکم دیا ہے اور اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو تمہارے پاؤں آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

ہمیں یاد ہے جب اس کی ماں نے اسے بتایا کہ ٹخنوں سے نیچے والا جسم کا حصہ جہنم میں جلے گا تو اس نے نہایت خوف، ڈر اور حیرانی کے عالم میں اپنی موٹی موٹی روشن سرگیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں وحشت سے مٹکا اور پھیلا کر کہا تھا:

اچھا امی جان!!! جہنم میں جائے گا امی جان!!!! ایسے ہی ہے نا امی جان!!!؟ ہمارا پاؤں آگ میں جلے گا!!!؟

یہ سنتے ہی اس نے شلوار کو ایسے ٹخنوں سے اوپر سرکایا تھا جیسے ابھی جہنم کی آگ اس کے پاؤں کی طرف برق رفتاری سے بڑھی ہو...... اور اس نے اس سے بچنے کے لیے فوری طور پر اپنی شلوار اوپر کر لی ہو۔ اس وقت کی ٹخنوں سے اوپر کی گئی شلوار...... اس ننھے معصوم...... کو غسل میت دینے سے قبل...... کپڑے اتارتے وقت تک...... ٹخنوں سے اوپر ہی رہی...... یوں اس کا خاتمہ بھی سنت سے وفاداری اور پیار پر ہوا۔

این سعادت بزورِ بازوئے نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17

شیطان کے بھائی

جو ابھی نو سال ہی کا تھا پسر
پر تھی باتوں می بزرگی سر بہ سر

انکل شفیق (میرے ہم زلف) ایک شادی کے موقع پر آرام سے کھڑے سگریٹ پی رہے تھے۔ گھر میں بڑے اور سربراہ ہونے کی وجہ سے سب کو ہدایات بھی دے رہے تھے کہ تم یہ کرو، تم وہ کرو، تم باہر سے فلاں چیز لاؤ وغیرہ وغیرہ۔ ابوبکر خاموشی سے ایک طرف کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ کچھ سوچ بھی رہا تھا۔ بھائی شفیق ابوبکر کو دیکھتے ہی کہنے لگے: ابوبکر! ادھر میرے پاس آؤ، شاباش جلدی آؤ۔ نہیں انکل! مجھے نہیں آنا آپ کے پاس۔ کیوں بھائی کیوں نہیں آنا میرے پاس؟ شفیق نے حیرانی سے پوچھا:

"انکل اس لیے کہ آپ شیطان کے بھائی ہیں۔" ابوبکر نے معصومیت سے جواب دیا۔ ہائیں میں شیطان کا بھائی ہوں! وہ کیسے ابوبکر؟ ...... اس لیے کہ آپ سگریٹ پیتے ہیں...... آپ ٹی وی بھی دیکھتے ہیں۔ یہ شیطان کے بھائیوں کے کام ہیں۔ ایسے لوگوں سے دور اور بچ کے ہی رہنا چاہیے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انکل نے اسے ڈانٹ کر کہا: تمہارا باپ نہیں شیطان کا بھائی؟...... کیوں جی وہ کیسے ہوئے؟...... وہ کوئی سگریٹ پیتے ہیں، وہ کوئی ٹی وی تھوڑا دیکھتے ہیں آپ کی طرح۔ یہ کہہ کر ابوبکر نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔

ابوبکر کے ہاں کچھ درجے تھے لوگوں کے ان کی خصوصیات واعمال کی بنا پر، ان کے اعمال وافعال اور کردار کی وجہ سے۔ مثلاً قاری صاحب اس کو بہت اچھے لگتے تھے...... گانے گنگنانے والوں پر وہ فوری ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ''شیطان کے بھائی'' کا فتویٰ لگا دیتا تھا۔

یہ دراصل اس کی والدہ محترمہ کی تربیت کا نتیجہ تھا، اس اللہ کی بندی نے کچھ کاموں کی نشاندہی کر کے اسے بتادیا تھا کہ ان کاموں کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اوران کے مرتکبین کو آگ میں جلاتے ہیں۔ ایسے کام صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو شیطان لعین کے بھائی اور دوست ہیں۔ اب ابوبکر ان کاموں سے ہی نہیں بلکہ ان کاموں کے مرتکبین سے بیزاری وکراہت کا اظہار کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا، اگرچہ وہ بہت قریبی عزیز رشتہ دار یا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ اوراس پر ''شیطان کا بھائی ہے'' کا فتویٰ اور فیصلہ سنا کر کے اس کے دل ودماغ اور ضمیر پر ایک کاری ضرب لگاتا کہ شاید یوں وہ اس اللہ کی بغاوت والے کام سے باز آجائے۔ اپنا فیصلہ سنانے کے بعد وہ خاموشی سے کسی بھی ممکنہ ومتوقع خطرے یعنی تکلیف وہ ردعمل کے انتظار میں نظریں جھکا کر، شرما کر، ادب سے کھڑا ہو جاتا۔

بھائی! نہ دیکھو ان کو، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ان کے ساتھ آگ میں ڈال دیں گے:

کبھی کبھار گلی محلے میں ڈھول بجانے والے آجاتے اور ڈھول بجاتے ہوئے گزرتے تو اس کے چھوٹے بھائی تجسس میں آکر کہ باہر کیا ہو رہا ہے، بالکنی کی طرف لپکتے کہ دیکھیں، تو وہ پکارتا:

> ''بھائی نہ جاؤ، ان کو دیکھنے سے گناہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آگ میں پھینکتے ہیں، یہ شیطان کے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے...... نہ جاؤ، گناہ ہوتا ہے...... وہ آگے بڑھ کر ان کا راستہ روکتا...... اور یہ بھی بتاتا کہ پاگل! امی جان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تم کو بھی آگ میں پھینک دیں گے۔"

یہ سب اس کی والدہ کریمہ کی تربیت کا اثر تھا۔ جو باتیں اس نے اس سے کہی تھیں اس فرمانبردار بچے نے اپنے دل و دماغ کی سکرین پر انمٹ نقوش کی طرح نقش کر لیں اور پھر وہ انہی کی روشنی میں مختلف مراحل پر فیصلے کرتا کہ یہ صحیح ہے یا غلط، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے اور اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کہیں ہمیں بھی تو آگ میں نہ ڈال دیں گے؟

گھر میں مستری مکان کے تعمیری کام میں لگے ہوئے تھے۔ اس دوران وہ سگریٹ پی کر فالتو سگریٹ کے ٹکڑے زمین پر پھینک دیتے۔ ابوبکر جب سکول سے واپس آتا اور فرش پر پڑے سگریٹ کے چند بچے کھچے ٹکڑوں کو دیکھتا تو پریشان ہو جاتا۔ اور گھر کے اندر آ کر والدہ سے پوچھتا:

"امی جان! امی جان! یہ شیطان کے بھائی ہیں...... سگریٹ پیتے ہیں اور اس کے ٹکڑے ہمارے گھر میں پھینک دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل کی وجہ سے اللہ ہمیں تو نہ پوچھے گا، ہمیں تو سزا نہ دے گا نا؟"

شب برأت پر آتش بازی کرنے والے سے نفرت:

وہ شب برات یا شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع پر آتش بازی کرنے والوں سے نفرت کرتا، ان سے بات کرنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ شب برات پر پٹاخے چلانے والوں سے کہتا:

تم شیطان کے بھائی ہو، اللہ تم سے ناراض ہو جائے گا۔ اور تم کو عذاب دے گا، نہ کرو ایسے یہ شیطان کے کام ہیں۔

پتنگ ٹکڑے ٹکڑے:

کسی کی کٹی ہوئی پتنگ اگر اڑتی اڑاتی چھت پر آ گرتی تو ننھا ابوبکر فوراً یہ کہتے ہوئے پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیتا: "شیطانی کام ہے، اللہ ناراض ہوتے اور آگ میں پھینکتے ہیں۔" میرا ایک بیٹا شعیل جسے میں سب کے سامنے اپنا دوست قرار دیتا ہوں، پتنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑانے یا اُڑتی پتنگوں کو دیکھنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ جب بھی کسی پتنگ کے بو ہو جانے (کٹ جانے) پر اس کی اڑتی ہوئی ڈور گھر کے اوپر سے گزر رہی ہوتی تو وہ زور سے پکارتا: ابوبکر ڈور پکڑلو، جلدی کرو، دوسرے کی چھت پر چلی جائے گی۔ تو وہ ناگواری سے نہایت غصے اور تلخی سے اپنے بڑے بھائی کو جواب دیتا:

''مجھے نہیں پکڑنی، امی جان کہتی ہیں ڈور پکڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔''

جب وہ کوئی پتنگ دیکھتا تو اس کے ہاتھ اسے پھاڑنے کے لیے بے قرار ہو جاتے، اور جب تک وہ اسے پھاڑ نہ لیتا اس کی بے چین روح کو قرار نہ آتا تھا۔

ایک دن اپنی نیک عادت وطبیعت سے عاجز آکر ابوبکر نے اپنے بڑے بھائی شعیل کی چھت پر لُوٹ کر چھپائی ہوئی پتنگ ایک کمرے سے برآمد کی اور پھر اس کا وہ حشر کیا جو مجاہد ہندو ظالم فوجیوں کا کشمیر میں کرتے ہیں۔ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ اور پھر اس کے کٹے پھٹے ملبے کو ایک جگہ چھپا دیا، تاکہ پتہ نہ چلے کہ پتنگ پھاڑ دی گئی ہے۔ بلکہ یہ سمجھا جائے کہ کہیں گم ہوگئی ہے، تاکہ اپنی پتنگ کا یہ عبرتناک انجام دیکھ کر کہیں بھائی اس کو مارنے نہ لگے۔ ویسے وہ کئی دفعہ سب کے سامنے بھی بے دھڑک پتنگ پھاڑ دیتا کہ گناہ ہوتا ہے۔

یہ بات میں نے مجموعی طور پر سب بچوں سے کہی کہ جب بھی پتنگ آئے اسے پھاڑ دیا کرو، یوں اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ یہ سن کر ابوبکر نے اپنے دماغ میں یہ بات بٹھالی۔ اب پتنگ اڑانے والے بچے ہمیشہ اس سے اپنی پتنگ چھپا کر رکھتے۔ کئی دفعہ پھاڑنے پر بے چارے نے مار بھی کھائی لیکن اپنے عمل سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ اور یہی کہتا رہا:

''امی جان کہتی ہیں جب پتنگ آئے پھاڑ دیا کرو، پتنگ اڑانے سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں۔''

کبھی کبھار باقی بچے پتنگ بازی کا نظارہ کر رہے ہوتے لیکن ابوبکر اپنے سائنسی تجربوں اور بلاک بنانے اور گاڑیاں بنانے میں مصروف ہوتا تھا۔ اسے کافروں کے خلاف بم بنانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے اسی مقصد کے لیے گھر میں کئی تجربات بھی کیے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18

ابوبکر اور جنات سے مقابلہ

اچانک لائٹ چلی گئی۔گھر میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ والدہ نے شمع جلا کر روشنی کی۔ والدہ کو کسی چیز کی ضرورت پڑی تو یاد آیا کہ وہ تو اوپر والی منزل کے فلاں کمرے میں پڑی ہے۔ بچوں سے کہا کہ کوئی اوپر جائے اور مطلوبہ چیز اٹھا کر لائے۔ ماں نے ٹارچ بھی دی لیکن پھر بھی کوئی بچہ اوپر جانے کو تیار نہ ہو رہا تھا۔ عذر یہ تھا کہ اوپر اندھیرا ہے، ہمیں ڈر لگ رہا ہے، وہاں کوئی جن بھوت یا چڑیل ہمیں پکڑ نہ لے۔ ماں نے بہت سمجھایا کہ ہم بھی آپ کے پاس گھر میں ہیں، کچھ نہیں ہوگا۔لیکن ہر کوئی اندھیرے میں جانے سے ڈرتے ہوئے کنی کترا رہا تھا۔ ان میں ابوبکر بھی شامل تھا۔ آخر ناکام ہو کر والدہ کو خود ہی اوپر جانا پڑا اور مطلوبہ چیز لانی پڑی۔

ایسا پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا۔ آج پھر ویسا ہی ہو رہا تھا۔ ابوبکر کا ننھا، حساس اور ماں کی محبت سے شرابور دل بہت کڑھ رہا تھا کہ کوئی بڑا بھی امی جان کی بات نہیں مان رہا۔ امی جان کو خود جانا پڑ رہا ہے، لیکن کیا کرتا وہ خود بھی تو ایک بچہ تھا، اور بڑے بچوں کی طرح جنات و شیاطین سے ڈرتا بھی تھا۔ اور اس کو تو کئی دفعہ دوسرے بچوں نے اندھیرے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوت کا روپ دھار کر ڈرایا بھی تھا، اس پس منظر میں وہ دوسروں سے زیادہ خوفزدہ ہوتا تھا۔کسی نے آج تک اس کو یہ بھی نہ بتایا تھا کہ آپ کو اندھیرے میں جو بھوت نظر آیا وہ بھوت نہ تھا بلکہ ہم نے ڈرامہ اور مذاق کیا تھا محض تمہیں ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کے لیے۔ ابوبکر تو آج تک اس کو حقیقی واقعہ سمجھتا چلا آ رہا تھا۔

اس ذہنیت اور سوچ کا ایک خاص پس منظر بھی ہے۔ وہ یہ کہ جب ہم نے یہ گھر خریدا تو اس میں رہنے والے توہم پرستوں نے خاص طور پر ہمیں تاکید کی کہ اس گھر میں کوئی سرکار بابائے جنات رہتے ہیں۔ آپ نے ان کو خوش کرنے کے لیے ہر جمعرات کو اگر بتیاں، شمعیں اور گھی کے چراغ ضرور جلانے ہیں، ایسا نہ کرنے کی صورت میں بابا جی آپ کو نقصان پہنچائیں گے اور سزا بھی دیں گے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے گھر میں ایک جگہ پر خاص طور پر دیوار میں ایک چھوٹا سا طاقچہ بھی بنا رکھا تھا جس میں تیل اور گھی کے چراغ ہر وقت پڑے نظر آتے تھے۔ ہم نے گھر خریدنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ پشاوری چپل سے مٹی کے تمام دیے توڑ دیے، اور جن بابا کے خلاف اعلان بغاوت کرتے ہوئے اس کو پکارا کہ میدان میں آؤ اور جو کر سکتے ہو کر لو۔ ہم نے جمعرات چھوڑ کبھی کسی بھی دن چراغ نہیں جلاتے، ہم ہندو نہیں مسلمان ہیں۔ اس کے بعد نہ کسی بابا میں جراءت ہی تھی اور نہ ہی کسی نے ہمارے خلاف کوئی کارروائی کی۔ البتہ اگر کبھی ہمارا کوئی اتفاقی طور پر نقصان ہوا تو ان کمزور عقیدہ اور توہم پرست لوگوں نے یہی کہا کہ یہ نقصان بابا جی نے ان سے ناراض ہو کر کیا ہے کیونکہ انہوں نے وہاں جلائے جانے والے بابا کے دیے توڑ دیے تھے اور آئندہ دیے و چراغ جلانے سے انکار کر دیا تھا۔

بہر حال گلی محلے اور گردونواح میں یہ بات مشہور تھی کہ طاہر نقاش کے گھر میں بابائے جنات اور ان کی ذریت رہتی ہے۔ یہ سب باتیں بچوں تک بھی پہنچیں اور وہ ان سے کچھ متاثر ہوئے اور اوپر والی منزل میں جانے سے گریز کرنے لگے۔ جہاں جنات کا بسیرا مشہور تھا، اس کمرے کا نام ہی بچوں نے ''جن والا کمرہ'' رکھ چھوڑا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تمام پس منظر اس لیے بیان کرنا پڑا تا کہ معلوم ہو سکے کہ بچے اوپر جانے سے کیوں ڈرتے تھے، اور پھر خاص طور پر اندھیرے میں اوپر ''جنات نگر'' میں جاتے ہوئے ان کی جان کیوں نکلتی تھی۔ ابوبکر بھی چونکہ اسی دنیا کا باسی تھا، وہ بھی متاثر ہوا اور جنات سے باقی لوگوں اور بچوں کی طرح ڈرنے لگا۔ اس کے ننھے دل و دماغ میں بھی جنات اور بھوت پریت اور چڑیلوں کا خوف سمایا ہوا تھا۔ بچے بھی کئی دفعہ اندھیرے میں بھوت بن کر اس کو ڈرا چکے تھے اب جب ماں کو اوپر والی منزل سے کوئی چیز منگوانے کی ضرورت پڑتی تو وہ بہت پریشان ہوتی اور آخر کار اسے خود ہی اوپر سے جا کر لانی پڑتی، اتنی دیر میں دوسرے جاری کام کے خراب ہونے، یا چولھے پر پکنے والے کھانے کے ضائع ہونے کا اندیشہ مسلسل سر پر سوار رہتا۔

امی جان! مجھے جن پکڑ لے گا:

ایک دن ماں کے ذہن میں اس مسئلے کے حل کی ایک ترکیب آئی۔ اس نے اس پر عمل کرتے ہوئے ابوبکر کو بلایا اور کہا کہ ابوبکر اوپر والی منزل سے ''جن والے کمرے'' میں فلاں چیز پڑی ہے، وہ اٹھا کر لاؤ۔ ماں کا فرمانبردار، تابعدار اور خادم بیٹا ابوبکر یہ سن کر شش و پنج میں پڑ گیا، وہ اب گومگو کی کیفیت میں گرفتار تھا کہ والدہ کو انکار بھی نہیں کر سکتا مگر اوپر بھی نہیں جا سکتا، کہ وہاں تو جن بیٹھا ہے، جو اسے دبوچ لے گا...... وہ نظریں جھکائے گردن نیچی کیے تابعداری سے خاموش کھڑا رہا۔ ماں کے دوبارہ کہنے پر صرف اتنا جواب دیا:

''امی جان وہاں ڈن (جن) بیٹھا ہے۔ وہ مجھے پکڑ لے گا۔''

اور پھر خاموش ہو گیا۔ ماں نے نہایت پیار بھرے انداز میں کہا:

''نہیں بیٹا! میں تمہیں ایک طریقہ نہ بتاؤں کہ جس پر عمل کرنے پر جن تم سے ڈریں گے اور تم سے دور بھاگیں گے۔''

ننھا ابوبکر کہنے لگا! جی امی جان بتائیں۔

ماں نے اسے سینے سے لگا کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور کہا: بیٹا جب تم اندھیرے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر والی منزل میں جاؤ، خاص طور پر جنات والے کمرے میں جاؤ، تو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جاؤ۔ اللہ کا ذکر کرنے سے بندے میں ایسی طاقت اور روشنی آ جاتی ہے کہ جن اگر اس کے قریب آئیں تو فوراً مر جائیں۔ اس لیے جب بندہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے تو جنات کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو ذکر کرنے والے کے قریب آنے پر اپنے جسم میں آگ لگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اس لیے وہ اس بندے سے ڈر کے مارے دور دور بھاگتے ہیں، اس کے قریب نہیں آتے کہ اللہ کے ذکر کی طاقت سے کہیں آگ میں جل کر مر ہی نہ جائیں، جل نہ جائیں۔ پھر ماں نے حکم دیتے ہوئے کہا:

جاؤ میرا بیٹا!...... اللہ کے ذکر کو آزما کر دیکھو، تجھے کچھ نہیں ہو گا بلکہ جن تمہارے وہاں جانے سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ چکے ہوں گے۔ بس اللہ کا ذکر کرنا نہیں چھوڑنا۔ جاؤ میرا بیٹا، میں ادھر کھڑی تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

ابوبکر تھوڑا سا جھجکا اور پھر کچھ سوچ کر اوپر کی منزل کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ہر طرف رات کا اندھیرا سماں تھا اور ہر طرف بجلی بند ہونے کی وجہ سے گھپ اندھیرا اور تاریکی ہی تاریکی تھی...... جبکہ ابوبکر اوپر ہی اوپر سیڑھیاں چڑھتا جا رہا تھا، اس حال میں کہ اس کی توتلی زبان پر یہ ذکر بآواز بلند جاری تھا، وہ کہتا جا رہا تھا:

سبحان اللہ......سبحان اللہ......سبحان اللہ......

اللہ باکبر...... اللہ باکبر...... (یعنی اللہ اکبر......اللہ اکبر)

تھوڑی دیر بعد وہ نیچے آیا تو اس کی زبان پر ذکر اللہ جاری تھا اور ہاتھوں میں مطلوبہ چیز پکڑی ہوئی تھی، جسے وہ ٹارچ کی روشنی میں اندھیروں سے ڈھونڈ لایا تھا۔

اس کے بعد جب کبھی اوپر جانے یعنی جنات نگر میں جانے اور کوئی چیز لانے کی ضرورت پڑتی، اس حال میں کہ اندھیرے کا ہر طرف راج ہوتا، یا رات کی تاریکی ہوتی تو والدہ ابوبکر کو حکم دیتی، وہ اسی وقت اللہ کا ذکر اپنی زبان پر جاری کرتا اور چل پڑتا۔ اسی طرح اگر کوئی مین دروازے پر دستک دیتا یا رات کو موٹر چلا کر پانی حاصل کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت پڑتی تو ماں اسے حکم دیتی، وہ فوراً ذکر اللہ کے اسلحہ سے مسلح ہو کر نچلی سنسان منزل میں اندھیروں کو چیرتے ہوئے جا پہنچتا، دروازہ کھولتا یا موٹر کا سوئچ آن کر کے اوپر آ جاتا اور معصومیت سے اپنی ماں کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا: امی جان! اب تو ڈن (جن) مجھ سے ڈرتے ہیں نا، کبھی میرے سامنے نہیں آتے بلکہ میرے جانے سے پہلے ہی بھاگ جاتے ہیں۔

ماں کے فرمانبردار بیٹے!......تو دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ کامران ہے۔ تو ہمارے لیے یہ سبق چھوڑ گیا کہ ماں کا خادم و فرمانبردار بن کر انسان کیسے کنکر سے ہیرا اور موتی بن جاتا ہے۔

اندھیروں سے خوف کھانے والا آخر اندھیروں کا مکین بن گیا:

قارئین محترم!......آپ کو ایک اور عجیب بات بتاؤں؟ ہاں ایک اور بھی اندھیرا تھا جس سے ابوبکر بہت ڈرتا تھا۔ وہ اپنے اس ڈر اور خوف کا اظہار صرف اپنی شفیق و کریم اور حلیم والدہ سے یوں کرتا تھا اور کہتا تھا:

امی جان...... مجھے قبر کے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا ہے...... وہاں کوئی ساتھ نہ ہو گا...... میں اکیلا ہوں گا...... وہاں گھپ اندھیرا ہو گا...... روشنی نہیں ہوگی...... اس اندھیرے میں تو میرا سانس گھٹ جائے گا...... امی جان! مجھے قبر کے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا ہے۔

وہ ابوبکر جسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا کے اندھیروں سے خوف نہیں آتا تھا...... وہ قبر کے اندھیروں کا تصور کر کے کانپ جایا کرتا تھا......اور جب زیادہ خوف محسوس ہوتا تو اپنی والدہ سے آ کر کہنے لگتا: امی جان مجھے قبر کے اندھیروں سے بہت ڈر لگتا ہے۔

وہی ننھا ابوبکر...... وہی اللہ کا معصوم بندہ...... وہی ننھا فرشتہ...... وہی توتلی زبان میں باتیں کرنے والا طوطا...... آج قبر کے اندھیروں میں پڑا ہے...... تنہائی اور اکیلے پن سے گھبرا جانے والا ...... وحشت زدہ ہو جانے والا...... آج تن تنہا قبر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریکیوں میں...... اپنی شفیق والدہ سے علیحدہ...... کہ جس کے بغیر وہ ایک پل گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا......دنیا سے الگ تھلگ...... اپنی آپی سے دور......اپنے چھوٹے بھائیوں عثمان و عمر کے بغیر...... یک و تنہا...... اندھیروں کی دنیا کا باسی بن چکا ہے۔شہر خموشاں میں......اندھیروں کے نگر میں......اگرچہ اکیلا ہے......لیکن جس کا وہ اتنے مان اور اعتماد سے بان اللہ بان اللہ کہہ کر ذکر کیا کرتا تھا، اس ذات نے اسے تنہا نہ رہنے دیا ہو گا۔ان شاء اللہ۔ اس نے اپنے سے اتنا پیار کرنے والے معصوم کے لیے جنت کے غلمان دوست و ساتھی اس کے پاس بھیج دیے ہوں گے......جو جنتوں میں اس کے ساتھ کھیل رہے ہوں گے......اس ذات نے ضرور اس کے لیے حوروں کی ڈیوٹی لگا دی ہو گی کہ...... مجھ سے پیار کرنے والے میرے اس ننھے بندے کا خیال رکھو......اسے تنہائی اور اپنی شفیق والدہ کی جدائی کا احساس نہ ہونے پائے......وہ اپنی معصوم خواہش کے مطابق جنت میں خوبصورت ہیرے جواہرات سے مرصع ننھی سائیکل چلاتا...... بھگاتا...... دوڑاتا...... پھر رہا ہو گا......جس کے متعلق اس نے اپنی آپی اور والدہ سے کہا تھا......میں نے سبحان اللہ کا ذکر کر کے جنت میں کافی سارے درخت لگوا لیے ہیں۔ وہ انھی درختوں کے سائے میں دودھ اور شہد کی نہروں کے کناروں پر جنت کے جوش مارتے چشموں کے سامنے اپنی سائیکل خراماں چلاتا پھر رہا ہو گا...... اور جنت کے غلمان اپنی ننھی سائیکلوں پر ہنستے مسکراتے اسے کھلاتے ہوئے اس کی معیت میں اس کے پیچھے پیچھے...... آ رہے ہوں گے...... وہ ان کا سربراہ و سردار اور شہزادہ ہو گا...... اور وہ اس کے خدمت گزار...... کہ ماں باپ کے خادموں اور فرمانبرداروں کو اللہ ایسا ہی رتبہ و مقام دیتے ہیں۔ان شاء اللہ۔ ان شاء اللہ۔ ان شاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19

خزاؤں میں کھلا گل رنگین ادا

ابوبکر نقاش کی اچانک اس ہنستی مسکراتی دنیا سے رحلت نے.....غیر متوقع وفات و جدائی نے، جہاں سب کو سوگوار و غمزدہ کر دیا وہاں اس کی قربان ہونے والی آپی ماریہ کو نہ تھمنے والے آنسوؤں کے موسم بھی دے دیے۔ اب خزاؤں کے پت جھڑ کے اداس و غمزدہ اور ویران موسم اس کا مقدر بن کر رہ گئے ہیں۔ اچانک داغ جدائی دے جانے والے اپنے بھائی کو وہ ہر دم یاد کر کے روتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنی کلاس میں بیٹھی نقاب کے پیچھے آنسو بہاتی رہتی ہے۔ اس کے اساتذہ نے مجھ سے کہا کہ ہم اس صدمے میں بھرپور کوشش کر رہے ہے کہ ماریہ بیٹی نارمل ہو جائے، ہم اس کو مسلسل سمجھا رہے ہیں لیکن اس کے آنسو اور آہیں ہیں کہ رکنے کا نام نہیں لیتیں۔ آپ چونکہ اس کے باپ ہیں آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں، تاکہ اس کی تعلیم کا مزید نقصان نہ ہو سکے۔ میں ان کو کیسے بتاتا کہ میں تو خود اندر سے کانچ کے برتن کی طرح کرچی کرچی ہو چکا ہوں، اس کو تسلی دیتے دیتے خود میری آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔ بہرحال پھر بھی میں نے دل پر پتھر رکھ کر بیٹی کو یوں سمجھایا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کی ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ پڑھ کر ڈاکٹر بن سکو۔ اگر تمہاری یہی حالت رہی تو تمہارے مرحوم بھائی کی خواہش کیسے پوری ہوگی!!؟ لہٰذا پوری دلجمعی سے تعلیم پر توجہ دے کر اپنے معصوم بھائی کی خواہش کو پورا کرو۔ اس دوران مجھے علم ہوا کہ ماریہ نقاش اپنے الفاظ کے موتی برساتے ہوئے اپنے بھائی سے تنہائی میں باتیں کرتی رہتی ہے۔ ڈائری کی دنیا میں الفاظ کے نگینے رقم کرتے ہوئے وہ مسلسل رم جھم برستے آنسو صاف کرتی رہتی ہے اور قلم برداشتہ ہوکر بھائی سے محو گفتگو رہتی ہے۔ میں نے ڈائری منگوا کر پڑھی۔ ڈائری زیادہ تر انگلش میں لکھی گئی تھی، بعض صفحات میں اردو میں تحریریں بھی تھیں۔ ایک جگہ ابوبکر کے متعلق بھی اردو میں تحریر لکھی گئی تھی۔ میں نے جب یہ تحریر پڑھی تو خود رو پڑا لیکن ساتھ ہی میں نے اسے حکم دیا: ماریہ بیٹا!.... جی ابی جان کیا حکم ہے؟ پیارے بیٹے! آج کے بعد آپ نے ڈائری نہیں لکھنی بلکہ یہی ٹائم اپنے ٹیسٹوں کی تیاری پر صرف کرنا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے مجبوراً سر تسلیم خم کرتے ہوئے بیٹی بولی: جی ابی جان، جیسا آپ کا حکم ویسا ہی ہوگا۔ اور پھر میری بات مانتے ہوئے بیٹی نے واقعی ڈائری لکھنی تو چھوڑ دی ہے مگر ہر اتوار کو اپنی والدہ اور چھوٹے بھائیوں کے ہمراہ ابوبکر کی قبر پر جا کر دعا مانگنا اور وہاں کھڑے ہوکر گرم گرم آنسو بہا کر ابوبکر کے لیے رب کریم سے وسیع جنتوں کا سوال کرنے کو اپنا معمول بنا لیا ہے۔ ابوبکر نقاش کے متعلق بہن کی اداس یادوں کے چند ورق یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک بہن اپنے بھائی کی وفات والے دن سے پہلے اس کی زندگی کی آخری رات اور اس جہان فانی سے کوچ کرنے کی صبح کی گھڑیوں کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنی ڈائری میں لکھتی ہے:

7 نومبر بروز بدھ کی رات کوئی عام رات نہ تھی...... ایک نہایت خاموش، ہولناک اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحشت زدہ رات تھی، آسمان پر جابجا بادلوں کے آوارہ ٹکڑے گشت کرتے پھر رہے تھے، ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے غباروں کی طرح انجانی منزلوں کے سفر پر رواں تھے۔ آسمان کا سینہ سیاہ بادلوں کی دبیز تہہ سے ڈھک چکا تھا۔ ایسے میں تصورات کا زرد اور خزاں رسیدہ چاند ناکام سی کوشش کر رہا تھا کہ بادلوں کی اوٹ سے نکل کر آسمان دنیا کے دامن پر جلوہ افروز ہو سکے۔ تاریک دنیا کو اپنی مدہم مگر امید افزا روشنی کی کرنوں سے منور کر سکے، تاریکی کی منہ زور موجوں کو شکست دے کر اس پر غلبہ پا سکے۔ چاند اپنی ڈبڈباتی روشنی کے ساتھ اس ناکام کوشش میں مصروف تھا کہ کسی طرح ماحول کی وحشت کو اپنی پرمسرت چاندنی سے ختم کر کے قابل دید اور خواب ناک تصوراتی رات میں تبدیل کر دے۔ دن بھر کے مشقتوں اور مصیبتوں کے مارے لوگوں کو اپنی ٹھنڈی نرم و ملائم دل لبھا دینے والی چاندنی سے متاثر کرتے ہوئے میٹھی نیند سلا دے۔ ان کے دن بھر کے محنت و مشقت کی بنا پر لگے ہوئے شکست خوردگی و پژمردگی کے زخموں کے لیے ٹھنڈک اور سکون کا باعث ہو اور ان کو میٹھی نیند سلا دے۔

ان تمام خواہشات کی تکمیل میں بادلوں کے شوخ، بدمست اور آوارہ ٹکڑے رکاوٹ بن کر حائل ہو گئے تھے، بادلوں اور چاند کے درمیان اسی جاری جنگ اور جدوجہد میں رات دھیرے دھیرے سرکتی ہوئی ماضی کا حصہ بن رہی تھی......رفتہ رفتہ لمحات گزرتے جا رہے تھے......کبھی چاند بادلوں پر غالب آ رہا تھا اور کبھی بادل چاند پر...... اسی دوران کبھی دریا کی روانی کی طرح جاری ہوا نے سرسراتے پتوں کو لوری دی۔ اور کبھی شبنم، جھومتے پھولوں اور مسکراتی کلیوں کو غسل دینے آئی، ان تمام امور میں ایک ربط تھا ......مگر ...... پھر بھی کچھ تھا جو ماحول کو...... مایوسی، اداسی، اور خوف سے نکلنے نہ دیتا تھا، کوئی تو......کوئی وجہ تھی جو مجھے (ابوبکر نقاش کی آپی کو)...... چاند اتنا کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی ٹھنڈی رم جھم برستی چاندنی مجھے زنگ آلود کیوں دکھائی دے رہی تھی۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ معمول کے مطابق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج بھی چاند وسیع آسمان کے وسط میں بے تاج بادشاہ کی طرح اپنی چمک دمک سے ارد گرد کے ماحول کو کیوں مرعوب نہیں کر پا رہا؟ کیوں یہ چند کمزور اور بے جان سے سیاہ بادل کے ٹکڑے بار بار اتنے بڑے روشن روشن چاند کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں...... کیوں چاند اتنی سست روی سے اپنا سفر طے کر رہا ہے...... آج کیوں مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ مغرب سے مشرق تک کا یہ سفر کرنا چاند کے لیے بھی مشکل اور صبر آزما ہوتا جا رہا ہے...... یہ مسافت ختم کیوں نہیں ہو جاتی...... مشرق و مغرب کا یہ فاصلہ اتنا زیادہ کیوں ہو گیا ہے...... لیکن ایسے میں واحد ایک وقت ہے جو رک نہیں رہا بلکہ نہایت تیز رفتاری سے گزر رہا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے...... رات اپنے پچھلے پہر کو الوداع کہتے ہوئے صبح کاذب کے ابتدائی زینے پر قدم رکھ رہی ہے۔

- مضطرب چاند ہے کہ ماتمی انداز میں خود کو بادلوں کی دبیز تہہ کے حوالے ہونے سے روک رہا ہے۔
- کیوں آج چاند آسمان کے سینے پر زیادہ دیر تک جلوہ افروز ہونا چاہتا ہے؟ کیوں چاند چمک دمک اور روشنی کے سیلاب لانے والے سورج کو آج اپنی جگہ دینے پر آمادہ نہیں ہے......
- کیوں چاند بے قرار مسافر کی طرح اور پر جوش موج کی مانند اپنی منزل کو سامنے بہت قریب پا کر بھی دیوانہ وار اس کی طرف لپک نہیں رہا...... کیوں......
- کیوں منزل کا نشان اسے بیتاب و بے قرار نہیں کر رہا...... کیوں، کیوں آخر کیوں......
- آخر کیا وجہ تھی کہ تمام رموز کے پس پردہ انتہائی روشن سورج اپنی چمکدار شعائیں بکھیرتا ہوا، نور کا تاج پہنے ہوئے، ردائے شب کا سینہ چاک کر کے نمودار ہوا......
- کیوں چاند نہ چاہتے ہوئے اور مزاحمت کرتے ہوئے بھی بے نشان ہو گیا ہے......
- کیوں صبح کی روشنی اندھیرے پر غالب آ گئی۔ جبکہ چاند ساری رات مصروف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاحمت رہا۔

✿ دل چاہ رہا تھا کہ یہ شب کبھی ختم نہ ہو...... طویل سے طویل تر ہوتی جائے......
کیوں آسمان کی نیلاہٹ سرخی میں بدلتی ہوئی اک نئی صبح میں تبدیل ہوگئی......

کیوں؟ کسی کے پاس ہے کوئی جواب، آخر کیوں؟ میں بتاتی ہوں اس کا جواب کیا ہے...... کیوں کہ انہیں حکم ربی تھا۔ خالق ارض وسما کے حکم کے مطابق رات کو زوال پذیر ہونا ہی تھا اور صبح کو فتح پانی ہی تھی کیونکہ اس صبح کی رخصتی کے بعد دوپہر کے آغاز میں ایک بندہ مومن کو اس جہان فانی سے کوچ کرنا تھا۔ صبح ہوئی اور پھر دوپہر میں ڈھل گئی۔

عزرائیل حکم الہ العالمین کے مطابق دنیا میں آیا......اور اس معصوم کی روح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچ گیا...... وہ معصوم مطیع و فرمانبردار بن کر نہایت عاجزی کا مجسمہ بنے......نہایت خاموشی سے...... ڈاکٹروں کے گھیرے میں لیٹا تھا...... گویا حکم الٰہی پر لبیک کہتے ہوئے...... اپنی جان اپنے پیارے رب کے بھیجے ملائکہ کے وفد کے حوالے کرنے کو پہلے ہی تیار و منتظر ہو...... لہٰذا وہ معصوم بندہ مومن...... اور میرا ننھا پیارا بھائی ابوبکر نقاش...... ہم سب کو...... تمام دنیا والوں کو...... اس دنیا فانی کو...... کائنات کے سب سے حساس و عظیم رشتے...... ماں...... کو فی امان اللہ کہتا ہوا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس ذات لاشریک کے پاس چلا گیا...... اور اس کا خاکی وجود بت بنا ہمارے درمیان پڑے کا پڑا رہ گیا۔

میں اب سوچتی ہوں کیوں مجھے سورج، چاند، ستارے اور آسمان سب سوگوار نظر آرہے تھے...... کیوں صبح کے نمودار ہونے سے اجرام فلکی گریزاں دکھائی دے رہے تھے...... یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں......اپنے خالق و مالک کا حکم پا کر اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے اپنی اپنی ڈیوٹیاں نبھا رہے ہیں...... کسی سستی اور کاہلی یا غیر حاضری کے بغیر اپنے طے شدہ مداروں میں ازل سے لے کر آج تک گھوم رہے ہیں اور تا ابد اس ذات باری کے حکم کی بجا آوری میں مصروف و مگن رہیں گے۔ ان پر کسی بڑے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے انسان کے پیدا ہونے یا فوت ہونے کا کچھ اثر نہیں پڑتا حتی کہ ہمارے پیارے رسول سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ نے آقائے دوجہاں کے شفقت و رحمت بھرے بازوؤں کے درمیان دم توڑ دیا...... اور فرشتۂ اجل روح قبض کر کے چلتا بنا...... لیکن شمس وقمر اور زمین و آسمان کی گردشوں میں کوئی تبدیلی وتغیر نہ آیا...... کوئی غمزدہ و غمناک نہ ہوا...... میرا بھائی ابوبکر تو ان ہستیوں کے جوتوں کو لگنے والی خاک کے برابر بھی نہ تھا...... اس کے لیے آسمان کیوں غمزدہ ہوتا؟...... چاند کیوں غروب ہونے سے گریزاں ہوتا؟...... چاند سورج کیوں متاثر ہوتے؟...... تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ...... پھر یہ سب کچھ ایسا کیوں تھا...... جو میری جیتی جاگتی ہستی محسوس کر رہی تھی...... بے پناہ سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ بھائی سے بے پناہ محبت کی بنا پر تھا...... اگلے روز متوقع آپریشن کے خطرات و خدشات کے پیش نظر...... قلب ونظر میں اٹھنے والے اندیشوں کے بھنور کی وجہ سے تھا...... مجھے یہ سب مناظر اس لیے دکھائی دے رہے تھے کہ صبح میرے ننھے معصوم بھائی کا آپریشن تھا...... اللہ جانے آپریشن کے بعد وہ زندہ جی اٹھتا ہے...... یا اپنے قول کہ انہوں نے مجھے بیہوشی میں ہی مار دینا ہے، کے مطابق ہمیشہ کی نیند سو جاتا ہے۔

...... اور پھر ہو بھی ویسے ہی گیا؟

8 نومبر بروز جمعرات سال 2012ء...... ابوبکر بن طاہر نقاش اپنے سب عزیز واقارب، دوست احباب اور اپنے مشفق و مہربان والدین کو تنہا، سسکتے، تڑپتے، بلکتے اس کی جدائی میں آنسو بہانے کے لیے چھوڑ گیا۔ وہ اس خالق کائنات کے پاس لوٹ گیا جس نے ہمیں بیش بہا صلاحیتوں کا مالک بھائی ابوبکر عطا کیا، خوشنودئ خداوند باری اور طلب جنت کے پاکیزہ خیالات رکھنے والا...... جنت کے حسین سپنے دیکھنے والا...... عذاب خداوندی سے ڈرنے والا...... قبر کی ہولناکی سے وحشت زدہ ہو جانے والا...... عذاب قبر کے متعلق احادیث رسول سن کر سہم جانے والا...... اپنے والد و والدہ سے علیحدگی کے تصور سے ہی کانپ جانے والا...... کسی کے لیے تکلیف کا ذریعہ بننے سے گریز کرنے والا...... میرا وہ عظیم بھائی ابوبکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ان تمام خصوصیات اور تصورات سے بالاتر ہو کر اپنے تمام اصولوں کو توڑ کر...... اپنی روح اللہ رب العزت کے حوالے کرتے ہوئے...... قبر کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے...... قبر کی گود میں اپنا وجود دیتے ہوئے...... قبر کی خوفناک مٹی، اندھیرے اور تنہائی کی زینت بن گیا۔ وہ ابوبکر جو اندھیرے سے ڈر کر اپنے پیاروں سے لپٹ جاتا تھا، آخر اسی اندھیری قبر میں جا سویا کہ...... جس کے متعلق سن کر ہی وہ ساکت و جامد ہو جاتا تھا اور کچھ لمحے قبر کے تصور میں خود کو دنیائے فانی کے خیالات سے آزاد کر کے، قبر میں کامیابی یا ناکامی کے خیالات میں محو ہو جاتا، اس کے معصوم چہرے کے بدلتے تاثرات اور ہر لمحے بدلتے رنگ، اس کی اندرونی دلی کیفیت کو بآسانی ہم پر عیاں کر رہے ہوتے تھے۔

8 نومبر کی صبح کوئی معمولی صبح نہ تھی، یہ وہ صبح تھی جس کا بے قرار، بے چین سورج ردائے شب کو چاک کر کے دنیا کے دامن میں اندھیروں کو ختم کر کے اجالا دینے والا تھا۔ مگر ابوبکر کے گھرانے کو اک بہت بڑی اور گہری شب کی تاریکی سے نکال کر صبح کے اجالوں میں خوفناک تاریکی دینے والا تھا۔ یہ وہ صبح تھی جس کی پہلی کرن بادلوں کی دبیز تہہ کو پسِ پشت ڈالتی ہوئی زمین کی گہرائیوں میں ابوبکر کی زندگی کی آخری صبح کا پیغام لے کر اتری...... یہ کوئی عام صبح نہ تھی بلکہ ایک نہایت روشن اور چمکیلی صبح تھی۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ گویا رات کے اندھیرے کی فوج کو شکست دے کر اب اپنی فتح پر شادمانی و مسرت کا اظہار کر رہا ہو۔ یہ وہ صبح تھی کہ جس کی ہر بڑھتی اور ڈھلتی کرن ابوبکر کی زندگی کے چراغ کو اندھیرے کا پیغام دے رہی تھی۔ ہر لمحہ، ہر پل گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کی کرن کو مدھم کرتا ہوا...... حیاتِ مستعار کے چراغ کی لَو کو بجھ کر دم توڑ دینے کے قریب کر رہا تھا۔

یوں اس صبح کا سورج اپنا سفر نہایت تیزی سے طے کرتے ہوئے وسیع آسمان کے وسط میں آ گیا۔ دن کا ابتدائی حصہ صبح کی منزل طے کر کے دوپہر کے سفر پر رواں تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ساتھ ابوبکر کی زندگی خاموشی سے آخرت کی منزل کے سفر پر رواں دواں تھی۔ یہ وہ صبح تھی جس کا اختتام ہوا چاہتا تھا اور روشن دوپہر کا آغاز ہونے والا تھا...... جبکہ معصوم ابوبکر بھی اپنی مسکراتی، گنگناتی زندگی کا اختتام کر کے ابدی زندگی کا آغاز کرنے والا تھا۔ سورج مغرب کی طرف پوری تابانی کے ساتھ محو سفر تھا اور ابوبکر روشنی سے تاریکی میں ڈوبتا ہوا...... زندگی کے عذابوں کو خدا حافظ کہتا ہوا...... جنت کے راستوں پر محو سفر تھا۔ جہاں آٹھ نومبر کی صبح کا اختتام ہوا وہاں سے ابوبکر کی خزاں رسیدہ شامِ زندگی نے جنم لیا اور یوں سنہری صبح کو اندھیری شام میں بدلنے کا اہتمام شروع ہو گیا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ دوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20

6 نومبر 2012ء

موت کی شروعات کا دن

گیا تھا ہاسپٹل ممتا کی جس چھاؤں میں
ملا صاد اجل اس کو مسیحاؤں میں

6 نومبر 2012ء بروز منگل صبح 7 بجے کا وقت ہے۔ ایک معصوم بچہ سکول جانے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس کی والدہ اس کے قریب ہی اپنا ہینڈ بیگ تھامے کھڑی ہے۔ اس بچے کے ماتھے پر آنکھ کے اوپر بائیں طرف چنے کے دانے جتنا ایک غیر محسوس پھنسی نما ابھار ہے۔ ماں سوچ رہی ہے کہ میں نواز شریف ہسپتال واقع یکی گیٹ ریلوے اسٹیشن لاہور میں اپنے بیمار بھائی حبیب اللہ (سابقہ مسئول داؤد ہرکولیس ببر شیر یوریا کھاد فیکٹری شیخوپورہ) کی خبر لینے کے لیے جا رہی ہوں، کیوں نہ اپنے اس بیٹے ابوبکر کو بھی ساتھ لے جاؤں۔ میرے خوبصورت بیٹے کے ماتھے پر پھنسی نما ہلکا سا یہ ابھار اچھا نہیں لگتا، اس کے متعلق ڈاکٹر سے مشورہ کر کے دوا بھی لے لوں گی اور یوں یہ چھوٹی سی پھنسی ختم ہو جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ یہ سوچ کر وہ اپنے سکول جانے کے لیے تیار ہونے والے بچے ابوبکر کو مخاطب کرتے ہوئے پکارتی ہے:

ماں: ابوبکر بیٹا! میرے چاند ابوبکر!

بیٹا: جی امی جان جی، کیا حکم ہے؟

ماں: بیٹا! آج آپ کو نواز شریف ہسپتال چیک اپ کے لیے جانا ہے۔

بیٹا: (افسردگی سے ماتھے پر فکر مندی کی شکنیں ڈال کر) امی جان! مجھے سکول سے چھٹی نہیں کرنی۔ میری کتاب مکمل ہونے والی ہے، صرف ایک ورق باقی رہ گیا ہے۔ اگر میں نے چھٹی کر لی تو فائق (کلاس فیلو) مجھ سے پڑھائی میں آگے نکل جائے گا۔

ماں: (پیار سے پچکارتے ہوئے) پیارے ابوبکر بیٹے! ایک چھٹی کرنے سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ ویسے بھی ابھی تمہارے سالانہ امتحانات ہونے میں تین ماہ باقی ہیں۔ بعد میں پڑھ لینا، بلکہ میں خود تجھے پڑھا دوں گی یہ ایک ورق۔

بیٹا: خاموشی ہے...... (ایک وقفے کے بعد) جی امی جان! جیسے آپ کا حکم۔

آٹھ بج کر تیس منٹ پر ماں اپنے دوسرے بچے عثمان کو بھی ساتھ لے کر رکشہ پر ریلوے اسٹیشن یکی گیٹ میں واقع ہسپتال کے لیے روانہ ہوتی ہے۔ ابوبکر شہزادے کی متجسس طبیعت ایسی ہے کہ وہ سامنے نظر آنے والے ہر واقعے اور اہم مشاہدے کے متعلق معلومات ضرور حاصل کرتا ہے۔ اس کے لیے وہ اکثر گھر آ کر یا اگر والدہ ساتھ ہے تو اسی وقت دریافت ضرور کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی ماں دنیا کی ہر چیز کے متعلق علم رکھتی ہے اور اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب دے سکتی ہے۔

معصوم و دلچسپ سوال و جواب کا سلسلہ:

اسی جذبہ محرکہ کے تحت وہ راستے میں ٹوٹی سڑکیں اور میٹرو بس سروس کے لیے نئی تعمیر کا کام اور شاہدرہ موڑ سے شروع ہو کر کاہنہ گجومتہ تک بننے والے نئے میٹرو کے پل کو دیکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اپنی والدہ سے اپنے ذہن میں آنے والے اشکالات کو سوالات کی شکل دینے لگتا ہے:

ابوبکر: امی جان! یہ سڑکیں کیوں توڑتے جا رہے ہیں؟

ماں: اب بیٹا نئی کشادہ اور بڑی خوبصورت سڑکیں بنائیں گے۔ اس پل پر ایک نئی خاص قسم کی گاڑی ''میٹرو'' چلا کرے گی۔

ابوبکر: شاید L.T.C کی بسیں بھی چلیں گی؟

ابوبکر: اچھا امی جان! وہی گرین کلر کی بسیں چلیں گی جن کا گرین کارڈ آپی ماریہ کو شہباز شریف صاحب نے چیف منسٹر ہاؤس میں دیا تھا۔

ماں: ہاں ہاں شاید وہی بسیں ہوں۔

اتنے میں دریائے راوی کا پل آجاتا ہے۔ اور راوی مکمل طور پر خشک ہے، بنجر و ویران ہے۔ اسے دیکھ کر......

ابوبکر: یہ دریا خشک کیوں ہے؟ پہلے تو تھوڑا سا پانی ہوتا تھا اس میں، اب کہاں چلا گیا؟

ماں: بیٹا ابوبکر! یہ دریا ہندوستان سے ہوکر آتا ہے، وہاں کافروں اور ظالموں کی حکومت ہے۔ ان کافروں نے اس دریا کا پانی راستے میں روک رکھا ہے۔ ان کے پانی روک لینے کی وجہ سے ہمارا دریا خشک اور زمینیں بنجر ہو رہی ہیں۔

ابوبکر راستے میں سڑک کی تعمیر کا کام، کرینوں کو کام کرتے دیکھتے ہوئے اور اپنے چھوٹے بھائی عثمان کو ہدایات دیتے ہوئے کہہ رہا تھا: عثمان ٹھیک طرح سے بیٹھو، رکشہ کے گیٹ سے پیچھے ہوکر بیٹھو ورنہ گر جاؤ گے، چوٹ لگ جائے گی وغیرہ...... یوں ہم نواز شریف ہسپتال جا پہنچے۔

جی یہ میرا بیٹا ابوبکر نقاش ہے جس کی زندگی کے صرف دو دن باقی ہیں اور اب ہم پیش کریں گے اس کی والدہ کی زبانی ان آخری دو دنوں کی المناک داستان و کہانی۔ سنیے! اس کی والدہ اور میری زوجہ محترمہ روبینہ نقاش بیان کر رہی ہیں کہ ہم ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کدھر منہ اٹھائے چلی جا رہی ہو؟

ابوبکر کے چیک اپ کے لیے میں ڈاکٹر حافظ سعید کی طرف جانے لگی کہ ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا ہیلپر نہایت درشتی سے کرخت لہجے میں بولا: بی بی کدھر منہ اٹھائے چلی جا رہی ہو، مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ رک جاؤ آگے نہ جاؤ، یہ آپ نے رش کیوں لگا رکھا ہے؟ پیچھے ہو جائیں۔ وہ مسلسل بولتا چلا جا رہا تھا۔ میں فوری رک گئی اور بولی: بھائی! مجھے اپنے بچے کا چیک اپ کروانا ہے۔ فوراً بولا: کیا مسئلہ ہے مجھے بتاؤ۔ میں نے اپنے چھوٹے بچے عثمان کے ہاتھ کی ہڈی دکھانی ہے۔ ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟ (یہیں سے تباہیوں اور سفاکیوں کی داستان شروع ہوتی ہے) اس ہیلپر نے ڈاکٹر سعید تک پہنچنے ہی نہ دیا بلکہ خود ڈاکٹر بن بیٹھا اور ابوبکر کی آنکھ کے اوپر ماتھے کے حصے پر ہلکے سے پھنسی نما ابھار کو دیکھ کر کہنے لگا:

> ''یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں، بس معمولی سا ابھار (اور چھوٹی سی پھنسی) ہے۔ کل آ جائیں۔ اس کا نارمل سا ایک چھوٹا سا آپریشن ہو گا۔ صرف 10 منٹ لگیں گے اور ہم پٹی (ڈریسنگ) کر کے آپ کو فارغ کر دیں گے۔''

میں آپریشن نہیں کراؤں گا، انہوں نے میری آنکھ کاٹ دینی ہے:

ابوبکر آپریشن کا لفظ سنتے ہی سہم گیا اور گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ اللہ جانے وہ کیا کیا اپنے ننھے دماغ میں سوچ رہا تھا لیکن خوف و پریشانی اس کے چہرے سے صاف عیاں تھی۔ ابوبکر نے اس ڈاکٹر بنے بہروپیے کے سامنے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی اپنے کسی اختلافی ردِّ عمل کا اظہار کیا۔ جب میرے ہم زلف بھائی حبیب اللہ کو بھی ڈاکٹر نے چیک کر لیا تو ہم سب ہسپتال سے باہر پارکنگ والی جگہ کہ جہاں ان کا رکشہ کھڑا تھا، وہاں ابوبکر اور عثمان کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں واپس آئی تو دیکھا کہ بھائی حبیب ابوبکر کو ڈانٹ رہے تھے۔ میں نے ابوبکر کو ڈانٹنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ابوبکر آپریشن کے لیے آمادہ نہیں ہو رہا۔ پھر بڑبڑا کر کہنے لگے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اینوں پہلے ای پتہ لگ گیا اے کہ ایناں ڈاکٹراں مینوں مار دینا اے، میری اکھ کٹ دینی اے۔"

یعنی اسے آپریشن سے پہلے ہی پتہ چل گیا ہے کہ ان ڈاکٹروں نے اسے مار دینا ہے اور اس کی آنکھ کاٹ دینی ہے۔

میرے دریافت کرنے پر اس کی تفصیلات کا جو علم ہوا وہ کچھ یوں ہے:

جب بھائی حبیب نے ابوبکر کو بتایا کہ ابوبکر صبح تمہارا آپریشن ہے۔ "آپریشن" کے نام سے تو بڑوں بڑوں کے پتے ہوا ہو جاتے ہیں، سانسیں مارے خوف کے رک جاتی ہیں، جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، ویسے بھی "آپریشن" کا لفظ ہی دہشت و وحشت اور خوف کی علامت ہے۔ یہ تو بیچارہ معصوم بچہ تھا۔ آپریشن کا سن کر سہم گیا اور کہنے لگا:

مجھے آپریشن نہیں کروانا...... مجھے ادھر سے بھاگ جانا ہے...... بیڈ کے نیچے یا صوفے کے پیچھے چھپ جانا ہے...... وہ مجھے مار دیں گے...... میری آنکھ کاٹ دیں گے...... مجھے بیہوش کر کے مار دیں گے۔

انکل حبیب نے جواباً کہا: تمہیں بھاگنے کس نے دینا ہے، دیکھنا ہم تمہیں کیسے پکڑ کر قابو کرتے اور آپریشن کرواتے ہیں۔ تم بھاگ کر تو دکھانا ذرا!

امی جان! جیسا آپ کا حکم ہو گا ویسا ہی کروں گا:

یہ باتیں سن کر جب میں نے سوالیہ نظروں سے اپنے لخت جگر...... نور نظر کی طرف دیکھا کہ کیا ایسے ہی کہا ہے تو نے؟ تو اس نے فوراً ماں کے احترام میں شرمندگی کے احساس سے نظریں جھکا لیں اور گردن نیچی کر کے زمین کو گھورتے ہوئے مؤدب و خاموش کھڑا ہو گیا، جیسے کائنات میں سب سے زیادہ اپنی ہمدرد ماں کے اپنے بارے میں فیصلے کے جاری ہونے کا منتظر ہو۔ میں نے اسے فیصلے کا منتظر پا کر کہا:

بیٹا......! ہم تمہاری بہتری کے لیے آپریشن کروا رہے ہیں، یوں تمہارے ماتھے سے پھنسی نما چھوٹا سا ابھار کا نشان ختم ہو جائے گا۔ تمہیں وہ چند منٹ کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیہوشی کا انجکشن لگائیں گے تا کہ تمہیں تکلیف محسوس نہ ہو، پھر تم جلد ہی ہوش میں آ جاؤ گے اور اٹھ کر ہمارے ساتھ چلو پھرو گے۔ میرے چاند تمہیں کچھ نہیں ہوگا، کروا لو آپریشن۔ انہوں نے تجھے جب انجکشن لگانا ہے تو تجھے پتہ بھی نہیں چلنا کہ کیا ہوا، تکلیف ہونا تو دور کی بات ہے۔

ابوبکر نے میرا یعنی اپنی والدہ کا حکم سننے کے بعد ہمیشہ کی اپنی عادت کے مطابق ماں کے حکم کے سامنے اپنی گردن سر تسلیم خم کرتے ہوئے جھکا دی اور نہایت فرمانبرداری سے کہنے لگا:

''جی امی جان ...... ایسے ہی ہو گا جیسا آپ نے حکم کیا ہے۔ اب آپ کو میرے منہ سے انکار سننے کو نہ ملے گا۔ میں خاموشی سے آپریشن کروا لوں گا۔''

پھر ابوبکر نے کائنات میں اپنی سب سے ہمدرد و مونس ہستی اپنی ماں سے تسلی و تحفظ کے ضامن الفاظ سن کر ایسے محسوس کیا جیسے اس کے خدشات و خطرات کے بادل ماں کے حوصلہ دینے کے بعد چھٹ گئے ہوں، اور اسے ایک نئی، مطمئن و پرسکون اور بے خطر زندگی مل گئی ہو۔ وہ نہایت خوشی سے تمتماتے چہرے کے ساتھ آگے بڑھا اور اپنا ننھا منا چھوٹا سا ہاتھ آگے بڑھا کر اپنے انکل حبیب سے ہاتھ ملایا اور سلام لیا۔ گویا کہ وہ ان کو مطمئن کر کے یقین دہانی کروا رہا ہو کہ ماں جیسی عظیم ہستی سے مجھے میرے تحفظ کی گارنٹی مل چکی ہے۔ اب مجھے کوئی غم اور خوف و خطرہ نہیں۔ اب میں آپ کے سامنے آپریشن کروانے سے انکار نہیں کروں گا۔ اب انہوں نے اس سے اس کی تعلیم اور سکول کے متعلق کافی سوالات کیے جن کے اس نے فر فر جواب دیے۔

ننھے عثمان کے ساتھ آخری کھیل ''چھپن چھپائی'':

کسے علم تھا کہ یہ ننھا معصوم فرشتہ اس خوابدان ارضی پر صرف آج اور کل کا دن قیام پذیر ہے۔ پھر اسے صرف ایک دن کے بعد اس دنیا سے منہ موڑ کر شہر خموشاں میں جا بسیرا کرنا ہے..... اگر کسی کو اس بات کا اندازہ ہوتا تو...... وہ اس سے زیادہ سے زیادہ باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیتا..... وہ جو کہنا چاہ رہا تھا اور ہم اس کو خاموش رہنے کا حکم دے کر چپ کروا رہے تھے، اس کی وہ ساری باتیں وہ دل کے ارمان...... دل و دماغ میں آنے والے خیالات وجذبات...... ننھی توتلی زبان سے سن لیتے......اور اس کی انمٹ یادوں کی مالا پرو کر اپنے دامن دل میں ہمیشہ کے لیے سجا لیتے...... نہ جانے وہ کیا کچھ کہنا چاہتا تھا......کون جانتا تھا یہ ننھا شہزادہ مہمان ہے چند گھڑیوں کا...... اس سے جس قدر ہو سکے پیار کر لو......اس کی ننھی ننھی خواہشات پوری کر دو......اگر مجھے تھوڑا بہت ہی پتہ چل جاتا میں اس کو خوب کھلاتی پلاتی، اپنے کندھے پر سوار کر کے......یادگار اور چڑیا گھر کی سیر کراتی......اس کو گھماتی پھراتی ......لیکن کون جانتا ہے کل کیا ہونے والا ہے، سوائے ذات باری تعالیٰ کے۔

بھائی حبیب کا ایکسرے ہونا تھا جس کے لیے ہمیں خاصی دیر وہاں کھڑا ہونا پڑا۔ اس دوران ابوبکر و عثمان دونوں بھائی باہم مل کر ہسپتال کے لان میں کھڑی گاڑیوں کے پیچھے چھپن چھپائی کھیلنے لگے۔ جب عثمان ابوبکر کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچھ دور نکل جاتا تو ابوبکر پریشان ہو جاتا اور فوراً اپنی چھپنے کی جگہ سے نکل کر اسے واپس لے آتا اور کہتا: بھائی! زیادہ دور نہیں جاتے ورنہ گم ہو جاتے ہیں۔ کون بتاتا اسے کہ تم تو خود ایک دن بعد دنیا کی دوڑ میں گم ہونے والے ہو۔ سب لوگ مل کر کوشش کرنے کے باوجود تجھے واپس نہ لا سکیں گے۔

ابوبکر نواز شریف ہسپتال کی بلڈنگ کا بہت باریک بینی سے مشاہدہ کر رہا تھا اور جائزہ لے رہا تھا۔ ساتھ ساتھ ننھے ذہن میں آنے والے سوالات بھی کرتا جا رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ سب سوالات آج ہی پوچھ کر دم لے گا۔ میں نے عثمان کی فرمائش پر اسے بھی مکئی کا بھٹا (سِٹا) اور میٹھا لچھا لے کر دیا۔ وہ کھا رہا تھا اور بار بار اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا جا رہا تھا اور پوچھتا جا رہا تھا: امی جان! یہ کیسے بنتا ہے؟

اس دوران بھائی حبیب کا داماد فیاض کیلوں کا شاپر لے کر آیا، ابوبکر کو چونکہ پھلوں میں کیلا بہت پسند تھا، اس لیے دیکھتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں......اس کی والدہ نے دیکھا کہ ابوبکر کا دل چاہ رہا ہے کیلا کھانے کو......وہ خاموش رہی کہ اگر مانگے گا تو دیکھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، کیونکہ کیلے ہمارے نہ تھے بلکہ انکل کے تھے، اس لیے ان سے لے کر ابوبکر کو دیتے شرم آتی تھی۔ لیکن دل کے چاہنے کے باوجود ابوبکر نے منہ سے فرمائش کا ایک لفظ بھی نہیں نکالا اور نہ اشارہ کیا کہ میرا دل چاہ رہا ہے، مجھے کیلا دو......کیوں؟......اس لیے کہ دستِ سوال دراز کرنا اور مانگنا تو اس کی سرشت میں ہی شامل نہ تھا۔ سو نہ اس نے مانگا اور نہ اس کی والدہ اور آنٹی نے اسے دیا۔

دھوکہ باز پٹھان کا ابوبکر سے فراڈ:

البتہ ہسپتال سے باہر آ کر میں (اس کی والدہ) نے ادھر ادھر نظر دوڑائی شاید کوئی کیلا بیچنے والا یا پھل فروش نظر آ جائے اور اپنے بیٹے کی تمنا پوری کر دوں۔ اب ایکسرے ہو چکنے کے بعد میری بہن باجی سلمہ اور بھائی حبیب واپس آ گئے لیکن ڈرائیور بھائی عبد اللہ وہاں موجود نہ تھے، لہٰذا ہمیں اس کے انتظار میں مزید رکنا پڑا۔ ابوبکر کے ساتھ اس کا بھائی عثمان بھی ہمارے ساتھ تھا۔

میں نے اپنی بہن سے کہا کہ میرے بچوں کو بہت بھوک لگی ہے لیکن یہاں تو کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی، لہٰذا بچوں کو کیا چیز کھلائی جائے۔ بھائی حبیب نے ہسپتال کے دوسرے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہاں کچھ اشیائے خورد ونوش کی دکانیں ہیں، وہاں جاؤ اور کھانے کے لیے کچھ لے آؤ۔ میں بچوں اور باجی کو لے کر دوسرے گیٹ پر پہنچی تو وہاں مکئی کے بُھٹے بھوننے والا ایک پٹھان اپنی ریڑھی لیے کھڑا تھا۔ ہم نے 5 بُھٹے بھوننے کا آرڈر دیا۔ پٹھان نے ایک چھوٹا سا بُھٹا عثمان کو مفت دینے کا وعدہ کیا اور بھون کر اس کو دے دیا۔ عثمان نے کھانا شروع کر دیا۔ جب ہم پیسے دینے لگے تو پٹھان نے عثمان کے سٹے کے بھی پیسے طلب کیے تو باجی نے کہا: بھائی یہ تو آپ نے چھوٹے بچے کو خود مفت دیا تھا، اب آپ نے خاموشی سے اس کے پیسے کاٹ لیے ہیں۔ پٹھان نے طوطا چشمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آنکھیں پھیر لیں اور ہاتھ میں آئے ہوئے پیسوں سے اس کی قیمت کاٹ کر بقایا واپس دیتے ہوئے نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا: نہیں، ہم اس کا پیسہ ضرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے گا، معاف نہیں کرے گا۔ خیر ہم نے بحث نہ کی کہ تم نے دھوکا کیا ہے بلکہ پیسے ادا کیے اور چلتے بنے...... لیکن ابوبکر کے حساس دل و دماغ میں پٹھان کا یہ دھوکا اور فراڈ بیٹھ گیا، اور اسے اس کا بہت دکھ تھا۔

پیاری نندیا میں ماں کے قدموں کے بوسے:

ہم گھر واپس آ گئے۔ ابوبکر نے سب کے لیے کھانا وغیرہ بنوانے میں میری کافی مدد کی۔ آخر نماز وغیرہ پڑھ کر دن بھر کے تھکے ہارے ہم بستروں پر دراز ہو گئے اور سب نیند کی وادی میں چلے گئے۔ خاصی رات گئے عثمان کے رونے پر میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ میری چار پائی پر سونے کی ضد کر رہا تھا۔ لائٹ بند تھی۔ اندھیرے میں ہی ابوبکر جو عثمان کے رونے کی آواز پر مجھ سے پہلے ہی بیدار ہو چکا تھا، عثمان کو میرے بیڈ پر لے آیا۔ لہٰذا میں عثمان کو ساتھ لٹا کر سو گئی۔ خاصی دیر بعد سوتے میں میں نے محسوس کیا کہ ابوبکر میرے سرہانے کھڑا آہستہ آہستہ مسلسل کچھ کہہ رہا ہے۔ میں نے آنکھیں ملتے ہوئے بغور اسے مؤدب و منتظر کھڑا دیکھا۔ وہ معصوم سی شکل بنائے التجا بھرے لہجے میں گلوگیر آواز میں یوں عرض کناں تھا:

> ''امی جان!...... ایک التجا ہے میری، پوری کر دیں گی نا؟ جی جلدی بتاؤ میرا بیٹا، میں نے تڑپ کر کہا، تو وہ بولا: آپ کے قدموں میں سونے کو آج پھر دل چاہ رہا ہے۔ اجازت دے دیں۔''

میں نے اس کے رخساروں پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اجازت دے دی۔

وہ چار پائی کی پائنتی پر میرے قدموں میں، پاؤں کو نہایت عقیدت و احترام سے پکڑ کر اپنے رخسار میرے قدموں پر رکھ کر ایسے سو گیا جیسے اسے دنیا جہان کے خزانے مل گئے ہوں۔ جیسے وہ کونین کے خزانوں کا مالک لاشریک بن گیا ہو...... ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ماں کے قدموں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر بوسے لے رہا ہو۔

اس کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی کہ وہ رات کو اپنی شفیق و کریم امی جان کے قدموں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوئے، کبھی کبھار اس کو میری طرف سے اس کی اجازت بھی مل جاتی تھی۔ وہ اس اٹل حقیقت کو سمجھتا تھا کہ انہی قدموں کے نیچے جنت ہے، انہی پاؤں تلے دنیا جہان کی کامیابیاں......کامرانیاں......رفعتیں......عزتیں...... بلندیاں ...... سربلندیاں ...... چھپی ہیں ......لہٰذا 6 نومبر 2012ء کی رات کو...... وہ معصوم شہزادہ......زندگی میں آخری دفعہ......اپنی قربان ہو جانے والی ماں......کی چارپائی پر اس کی پائنتی پر......اس عظیم ہستی کے قدموں میں اپنا چہرہ رکھے......پاؤں سے لپٹ کر......مسرور و مسحور، پرسکون نیند سو رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21

7 نومبر 2012ء

زندگی کا آخری مکمل دن

پھر نہ ماں باپ کے گھر بیٹا سلامت لوٹا
جہاں ملتی تھی شفاواں سانس کا رشتہ ٹوٹا

کتنا معصوم...... بھولا بھالا......نادان لگ رہا تھا یہ بچہ......جو اپنی کائنات ......اپنی متاع کل......اپنی جنت......کے قدموں پر اپنا سر رکھے......عقیدت بھرے انداز میں ایسے سو رہا تھا جیسے......وہ بہت بڑی دولت پا کر دنیا کا امیر ترین شخص بن چکا ہو......وہ ایسے اپنی والدہ کے قدموں پر اپنے رخسار رکھے سو رہا تھا......جیسے اپنی جنت کے قدموں پر تقدس و عقیدت مندی سے بوسے ثبت کر رہا ہو......انہی قدموں کے متعلق آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کے نیچے جنت ہے......ان قدموں پر سر تسلیم خم کیے وہ ایسے مدہوش سویا ہوا تھا......گویا ساری دنیا کا سکون و چین اس کی اسی قدم بوسی میں پنہاں و مضمر ہو۔ اچانک مساجد سے دلنواز صدائیں بلند ہوئیں......پکارنے والے نے پکار بلند کی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ اَکْبَر...... اَللّٰہُ اَکْبَر...... حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ...... حَیَّ عَلَی الْفَلَاح...... اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ. (الخ)

''اللہ سب سے بڑا ہے...... اللہ سب سے بڑا ہے...... نیند سے بیدار ہو جاؤ اور اپنے اس پیدا کرنے والے خالق و مالک رب کریم کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لیے چلے آؤ۔ اس کے سامنے سجدہ ریزیاں آہ و زاریاں ہی دنیا جہان کی فلاح اور کامیابیوں کی ضامن ہیں...... لہٰذا اپنے رب کو منانے کے لیے نیند ترک کر دو...... اور اپنے رب کریم کے سامنے سر سجدے میں رکھ کر اسے منا لو، راضی کر لو...... تمہارا محبت پر مبنی یہ عمل...... رب کے لیے محبت پر مبنی یہ ادا...... نیند سے کہیں بہتر ہے...... کیوں؟...... اس لیے کہ یہ مولا کریم کو بہت پسند ہے۔ اٹھو نماز کے لیے۔''

یہ صدائیں بلند ہو رہی تھیں...... اللہ اکبر کی بلند ہوتی صدائیں کام کر گئیں۔ یہ ننھا فرشتہ ابوبکر...... نہایت خاموشی سے...... آنکھیں ملتے ہوئے...... چار پائی سے نیچے اترا...... اور خراماں خراماں...... دھیرے دھیرے...... چلتے ہوئے، پانی کی اس ٹونٹی کے سامنے جا کھڑا ہوا جو ڈائریکٹ ٹینکی سے آ رہی تھی...... جس کے اندر دسمبر کی ٹھٹھرتی راتوں میں برف کی طرح یخ ٹھنڈا پانی بھرا ہوا تھا، ابوبکر نے باقی بہن بھائیوں کی طرح وضو کے لیے گرم پانی کا مطالبہ یا انتظار کرنے کی بجائے اسے کھولا اور ٹھنڈے پانی کی پھوار اور دھار کو اپنے چھوٹے چھوٹے نازک حساس ننھے ہاتھوں پر ڈالنے لگا۔ وہ ٹھنڈک برداشت کرنے کے لیے سی...... سی سی...... سی...... کی آواز منہ سے نکالتا جا رہا تھا...... اور خون منجمد کر دینے والے، ساری رات پائپ میں رہ کر برف بن جانے والے ٹینکی کے پانی سے وضو کرتا جا رہا تھا۔ نہ مطالبہ گرم پانی کا، نہ تولیے کی دریافت کہ مجھے جسم خشک کرنا ہے۔ بلکہ خاموشی سے وضو مکمل کرنے کے بعد نچڑتے قطروں سمیت سردی کی وجہ سے کانپتے جسم اور بجتے دانتوں کے ساتھ...... جائے نماز بچھا رہا ہے...... اس کی سمت قبلہ درست کر رہا ہے...... پھر بغور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لے رہا ہے کہ کہیں قبلہ رخ متعین کرنے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی...... جائے نماز پر مصلّے سیدھا ہے ٹیڑھا تو نہیں۔ اطمینان کے بعد اپنی توتلی آواز کے ساتھ ”اللّٰہ اکبر“ کی بجائے اللہ بکبر کہتے ہوتے نماز شروع کرتا ہے، یوں یہ معصوم اپنے رب کریم کے ساتھ چپکے چپکے عبادت کی لذت کے نشے میں نہایت ادب اور خشوع و خضوع کے عالم میں...... اپنے خالق کے ساتھ محبت بھری سرگوشیوں میں مگن ہے۔ اس ذات کبریا کی کبریائی کے نغمے الاپ رہا ہے...... اس کی وحدانیت کا اقرار کر رہا ہے...... اتنی چھوٹی سی عمر میں اپنے معصومانہ اور طفلانہ انداز میں اپنے رب کریم، اپنے مولا کے حضور اپنی محبتوں کے نذرانے پیش کر رہا ہے۔ محبتوں اور چاہتوں کے پھول نچھاور کر رہا ہے۔ راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہے۔

ماں کے حکم کے بعد آپریشن کی تیاریاں:

نماز پڑھنے کے بعد ابوبکر نے برش کیا اور دانت خوب چمکائے اور غسل کیا۔ اس کے بعد منہ ہاتھ دوبارہ صابن سے دھو کر بالوں کو تیل لگا کر آراستہ کیا۔ نئے کپڑے پہنے...... یہ ساری تیاریاں وہ کیوں کر رہا ہے؟ اس لیے کہ اس کی والدہ یعنی میں ناچیز نے اسے گزشتہ شام بتایا تھا کہ کل صبح 8 بجے اس کا آپریشن ہے، وہ اپنی ماں کے حکم پر خود ہی تیار ہو رہا تھا۔ ماں کو ذرہ بھر زحمت یا پریشانی نہ اٹھانی پڑی۔ وہ آپریشن کے لیے ہر طرح سے تیار تو ہو گیا ہے...... لیکن سکول سے آج اس کی چھٹی ہو جائے گی، اس غم و پریشانی نے اس کو پریشان کر رکھا ہے۔ آخر وہ کچھ سوچتے ہوئے میرے پاس آ حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے:

”لیجیے امی جان! میں آپ کے حکم کے مطابق آپریشن کے لیے تیار ہو گیا ہوں۔ اب حکم کریں مجھے سکول جانا ہے یا ہسپتال۔“

شاید ہم ہسپتال ہی جائیں، تم فی الحال بستر میں ہی لیٹ جاؤ۔ ابھی خاصا وقت پڑا ہے۔ اور سردی بھی بہت ہے۔ میں نے جواب دیا: لہٰذا وہ حکم کے مطابق دوبارہ بستر میں لیٹ گیا۔ ابوبکر ایک دفعہ بیدار ہونے کے بعد دوبارہ نہ سوتا تھا اور نہ ہی بستر میں لیٹتا تھا بلکہ میری خدمت کے لیے خادم بن کر کھڑا ہو جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپریشن سے پہلے معصوم ننھے ہاتھوں سے ماں کی خدمتیں:

جب میں نے نماز اور اذکار وغیرہ مکمل کر لیے اور ناشتہ بنانے لگی تو جھٹ سے اٹھ کر بستر سے نیچے اتر آیا اور اپنی والدہ کا خادم بن کر حکم کا منتظر سامنے کھڑا ہو گیا۔ کچن میں برتن پڑے تھے، اسے علم تھا یہ اب ناشتے کے لیے استعمال ہونے ہیں لیکن دھوئے ہوئے نہیں، لہٰذا خود ہی وہ تمام برتن اٹھا کر واش بیسن پر لے گیا کہ ماں کو نہ دھونے پڑیں اور اپنی سابقہ عادت کے مطابق چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مل مل کر صابن سے دھو کر چمکا دیے اور پھر ماں کی خدمت میں پیش کر دیے۔ پھر سب بھائیوں کو جا کر بلا لایا کہ بھائی جان، بہنا جان، آ جاؤ آ کر ناشتہ کر لو۔ جب تمام بہن بھائی ناشتہ کر کے سکول چلے گئے تو میرے پاس آ گیا اور نہایت ادب اور پریشانی کے عالم میں عرض پرداز ہوا:

> ''امی جان! میں آپریشن کے لیے تیار ہو چکا ہوں۔ جلدی لے چلیں مجھے ہسپتال۔ کہیں ڈاکٹر آپ سے یہ نہ کہیں کہ آپ نے آنے میں دیر کر دی۔

معصوم ابوبکر کا آپریشن کے لیے دل نہ مان رہا تھا لیکن اس نے ایک دفعہ بھی اس کا اظہار نہ کیا...... کیوں؟...... اس لیے کہ میرا حکم جو تھا آپریشن کروانے کا...... اس حکم کو یہ کبھی رد کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنی ماں کی بات کو پوری دنیا کی سچائیوں سے بڑی سچائی اور غیر متبدل حقیقت سمجھتا تھا۔ اطاعت و فرمانبرداری اس پر ختم تھی۔ وہ اپنا ہر کام مجھ سے حکم لے کر کرتا تھا۔ ہمیں اس وقت حیرانی ہوتی تھی جب بھی اسے واش روم جانا ہوتا تھا اور حاجت بہت شدت کی ہوتی تھی، ایسے وقت میں بھی میرے پاس آ کر کہتا: امی جان! واش روم چلا جاؤں؟ میں ہنستے ہوئے کہتی: لو! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، یہ تو عام معمول کی بات ہے، اس میں پوچھنے یا اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تکلیف سے منہ بسورتے ہوئے بے چینی کے عالم میں ٹانگوں کو ساتھ ملاتے اور ضبط کرتے ہوئے کہتا:

> ''امی جان! آپ کہہ دیں نا کہ جاؤ چلے جاؤ۔'' میں کہہ دیتی: ہاں میرے بیٹے! چلے جاؤ۔ تب وہ فوراً واش روم چلا جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنی اس عارضی ننھی منی معصوم زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اجازت حاصل کرنے کے بعد کرتا۔

شاہی قلعہ کے متعلق ابوبکر کا استفسار:

اب ناشتہ کرنے اور باقی بہن بھائیوں کو سکول بھیجنے کے بعد میں اسے لے کر نواز شریف ہسپتال کی طرف روانہ ہوئی۔ جب ہم مینار پاکستان پہنچے اور پھر جب شاہی قلعہ کے سامنے سے گزرے تو اپنی ہر چیز کے متعلق معلومات حاصل کر لینے کی طبیعت سے مجبور ہو کر قلعہ کو بغور دیکھتے ہی دریافت کرنے لگا: امی جان!...... یہ شاہی قلعہ کی دیواریں اتنی موٹی موٹی کیوں بنائی ہوئی ہیں اور اس کے اوپر وہ گول گول سے درے سے کیوں بنائے گئے ہیں اور یہ کیا ہیں؟ میں نے بتایا: یہ قلعہ کی موٹی مضبوط دیواریں ہیں۔ یہ قلعہ میں رہنے والوں کی حفاظت کے لیے اس قدر موٹی بنائی گئی ہیں۔ اگر باریک ہوتیں تو کوئی بھی آسانی سے توڑ کر اندر گھس سکتا تھا۔ دیواروں کے اوپر فوجیوں کی چوکیاں بنائی گئی ہیں، تاکہ وہ وہاں بیٹھ کر قلعہ کے باہر کی نگرانی کر سکیں، اور نظر رکھ سکیں کہ کوئی قلعہ کو نقصان تو نہیں پہنچانا چاہتا، یا رسے سے یا کسی اور ذریعہ سے اوپر چڑھ آنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ مثلاً سیڑھی وغیرہ کے ذریعہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ میں چوری سے گھس تو نہیں رہا۔

ایک دفعہ میں نے سیر کے دوران بچوں کو قلعہ کی ہسٹری بتائی تھی۔ ابوبکر کے ننھے ذہن میں وہ پرانی یادیں تازہ ہو چکی تھیں۔ اب وہ یادوں کی کھرچن میں مصروف تھا اور قلعے اور اس کے باسیوں کے متعلق مختلف سوالات کر رہا تھا۔ کہنے لگا: امی جان اتنے بڑے قلعے میں رہنے والے شہزادے شہزادیاں سب مر گئے تھے۔ ان کو کس نے مار دیا تھا؟ میں اس معصوم کے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ اس قلعے میں پہلے مغل اور پھر افغان حکمران رہے تھے۔ پھر نصف صدی تک یہ قلعہ سکھوں کے قبضے میں رہا۔ انھوں نے یہاں بڑی قتل و غارت کی تھی۔ سکھ اس قدر وحشی تھے کہ بادشاہی مسجد پر قبضہ کر کے اس کے صحن میں گھوڑے باندھتے تھے اور مسجد کے حجروں میں سکھ فوجی رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے لاہور پر قبضہ کیا تو کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی درخواست پر بادشاہی مسجد انھیں واپس مل گئی اور یہاں پھر اذانیں گونجنے لگیں۔ یہ تفصیلات بتائیں تو ابوبکر افسردہ سا ہو کر کہنے لگا:

ابوبکر بولا: ہائے ہائے امی جان! سکھ اتنے ظالم تھے! مسجد تو دوبارہ آباد ہوگئی......لیکن دیکھو آج اتنا بڑا قلعہ ویران و خالی پڑا ہے۔ یوں باتوں باتوں میں نواز شریف ہسپتال آ گیا۔ رکشہ والے کو کرایہ دے کر والدہ نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر احتیاط سے اسے سڑک کراس کرائی، کیونکہ سڑک پار کرتے گاڑیوں کے ازدحام میں وہ اکثر سہم جاتا تھا۔

خوبصورت مقتل:

اب ہمارا رخ ہسپتال کی نئی بلڈنگ کی طرف تھا کیونکہ آپریشن تھیٹر اسی طرف تھا۔ ہسپتال کے ایمرجنسی گیٹ سے ہم جب اندر داخل ہوئے تو ابوبکر مبہوت سا ہو کر ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا: امی جان! یہ ہسپتال تو بہت پیارا بنا ہوا ہے۔ امی جان! دیکھیں تو اس کی چمکدار ٹائلیں کس قدر چمکدار اور ملائم ہیں۔ وہ ٹائلوں پر ہاتھ پھیر کر ان کی نفاست کی داد دے رہا تھا۔ اس معصوم کو کیا پتہ تھا کہ یہی ہسپتال جس کی وہ اتنی تعریفیں کر رہا ہے، یہی اس کا مقتل اور مذبح بننے والا ہے۔ یہیں جلاد بھی ہیں کہ جن کا کام حرص و ہوس کے پجاری بن کر معصوموں، مظلوموں کی جانیں لینا اور اپنی تجوریاں بھرنا ہے۔ وہ پوری توجہ سے اسی کو دیکھتے ہیں جو ان کے پرائیویٹ کلینک پر آ کر نوٹوں سے ان کی جیب گرم کرے۔ وہ تو کسی غریب کو بیہوش بھی خود نہیں کرتے بلکہ نرسوں یا دوسرے جاہل لڑکوں کو کہہ دیتے ہیں: یار اس کو مناسب مقدار میں خود ہی بیہوشی کا انجکشن لگا دینا، میں ذرا مصروف ہوں، میرے کچھ مہمان دوست آئے ہوئے ہیں، میں ان کو کمپنی دے رہا ہوں۔

نواز شریف ہسپتال میں قاتل مسیحا:

میں نے جب آپریشن تھیٹر کے سامنے جا کر پرچی اندر بھیجی کہ آج اس بچے کا آپریشن تجویز ہوا ہے تو اندر سے ڈاکٹر نے یہ کہتے ہوئے پرچی واپس بھیج دی کہ یہ میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشنٹ نہیں ہے۔ میں پرچی لے کر دوبارہ پرانی بلڈنگ کمرہ نمبر 7 میں آئی، وہاں ڈاکٹر سرجن سرفراز موجود تھے اور عملہ کا ہیلپر آدمی بھی بیٹھا تھا جس نے ڈاکٹر بنتے ہوئے ابوبکر کا آپریشن تجویز کیا تھا حالانکہ وہ ڈاکٹر نہ تھا بلکہ صرف ایک پرچی بنانے والا تھا۔ میں نے پرچی دکھاتے ہوئے کہا کہ آج آپ لوگوں نے ...... میرے اس بیٹے ابوبکر کے آپریشن کی ڈیٹ دی تھی۔ ڈاکٹر حیرانی سے کہنے لگا: باجی! آپ کو کس نے آپریشن کی ڈیٹ دی تھی؟ مطلب یہ تھا کہ آپریشن کی ڈیٹ تو میں نے دینی تھی کیونکہ آپریشن جو مجھے کرنا تھا، لیکن میرے تو علم میں بھی نہیں کہ اس کا آپریشن ہوگا کہ نہیں، اور نہ ہی آج کی آپریشن لسٹ کے مریضوں میں اس کا نام ہی شامل ہے۔ اس موقع پر وہ پرچی بنانے والا آدمی فوراً بول پڑا: ڈاکٹر صاحب! ان کو میں نے کل ڈیٹ دی تھی اور کہا تھا کہ آپ اس کا صبح آ کر آپریشن کروالیں۔ یہ سن کر ڈاکٹر سرفراز چپ ہوگیا اور پھر حیرانی کے عالم میں کہنے لگا: یار! اس کا کم از کم ایک ایکسرے اور سی بی سی ٹیسٹ ہی کروا لیا ہوتا۔ وہ بولا: چلو ٹھیک ہے آپ کہتے ہیں تو کروا لیتے ہیں۔ ڈاکٹر مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا: باجی! آپ آج اس کا ٹیسٹ اور ایکسرے کروائیں اور اسے ہسپتال میں داخل کروا دیں، کل ہم اس کا آپریشن کریں گے۔ آپ داخلہ فارم بنوا کر برین وارڈ نئی بلڈنگ میں چلی جائیں۔ لہٰذا ہم داخلہ فارم بنوا کر برین وارڈ میں آ گئے۔ جب ابوبکر اور میں وارڈ میں داخل ہوئے تو پورا وارڈ خالی تھا۔ وحشت ٹپک رہی تھی وہاں، کسی انسان کا سایہ بھی وہاں نظر نہ آ رہا تھا۔ ہمیں ایک بیڈ الاٹ کرتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ آپ کا بیڈ ہے اور نرس نے ابوبکر کی فائل دیکھ کر رکھ لی۔

ابوبکر اور میں جب الاٹ شدہ بیڈ پر آئے تو ابوبکر بڑی حیرت سے سب چیزوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بیڈ پر نصب آکسیجن پوائنٹ اور بلڈ پریشر چیک کرنے والا آلہ دیکھا تو ہر چیز کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے سوال کرنے لگا۔ یہ کیا ہے، وہ کیا ہے؟ اس کا کیا استعمال ہے؟ میں اس کے ہر سوال کا جواب تسلی بخش دے رہی تھی۔ پھر میں فریادی بن کر نرسوں کے پاس گئی اور التجاء کی کہ ابوبکر کی ایکسرے کی پرچی بنا دیں اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خون کا سیمپل بھی لے لیں تاکہ سی بی سی ٹیسٹ ہو سکے۔ نرس کہنے لگی: اب ٹائم اوور ہو چکا ہے حالانکہ ابھی صرف 11:30am ہوئے تھے۔ میں چاہتی تھی کہ ٹیسٹ اور ایکسرے ابھی ہو جائیں تاکہ ڈاکٹر سرفراز جانے سے پہلے دیکھ لے۔ کافی اصرار اور منت سماجت کے بعد نرس نے ایکسرے کی پرچی بنائی اور خون کا سیمپل لیا۔ نرس سے پرچی لے کر میں ابھی ایکسرے کے لیے مڑی ہی تھی کہ دیکھا کہ ڈاکٹر سرفراز نرس کو کاؤنٹر پر کھڑے بتا رہے تھے کہ یہ آدھا انجکشن ابوبکر کو آپریشن کے وقت اور آدھا شاید کل دوپہر کو لگے گا۔ میں کافی دوڑ دھوپ کے بعد پرانی بلڈنگ میں ایکسرے روم میں گئی۔ ایکسرے والے نے کہا ایکسرے کل ملے گا۔ ہم نے بڑی مشکل سے قائل کیا کہ بچہ کا آپریشن ہے، اس لیے مہربانی کر کے ابھی کر دیں۔ یوں میں گیلا ایکسرے لے کر وارڈ میں آ گئی۔ ابوبکر نے مجھے ایکسرے گھما گھما کر خشک کرتے دیکھا تو خاموشی سے پنکھا چلا دیا تاکہ میری والدہ کا بازو نہ تھک جائے اور پنکھے کی ہوا سے ایکسرے خشک ہو جائے۔

ہسپتال میں کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ دوپہر کا وقت ہو گیا تو میں نے ابوبکر کو پیار کرتے ہوئے کہا: میرے بچے کو تو کافی بھوک لگی ہوگی۔ ابوبکر جواب میں صرف مسکراتا رہا، یہ نہیں کہا کہ ہاں بھوک لگی ہے یا نہیں لگی۔ صرف دھیمی مسکراہٹوں کے پھول بکھیرتا رہا۔ نرس جانے کی تیاری میں تھی۔ وہ ایوننگ ڈیوٹی والی نرس کا انتظار کیے بغیر ہی چلی گئی اور اب ابوبکر اور میں ہم دونوں اکیلے وارڈ میں رہ گئے۔ ابوبکر چل پھر کر وارڈ کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اور لیور کے ذریعہ اونچا نیچا ہونے والے بیڈ کے سسٹم کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر وہ فزیو تھراپی والی رکھی مشینوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے سوالات کرنے لگا۔ یہ کیا ہے۔ یہاں کیوں رکھی ہے...... کس لیے استعمال ہوتی ہے؟ کبھی وہاں پلاسٹک کے پنک کلر کے پردوں پر تبصرہ کر رہا تھا۔ غرض یہ کہ ایک ایک چیز کو چھو کر دیکھ رہا تھا اور تبصرہ کر رہا تھا۔

امی جان! ہمارے گھر میں بھی اس طرح کی چمکدار ٹائلیں لگیں گی؟

پھر ایکسرے، دراز میں رکھ کر ہم راہ داری میں آئے تو ابوبکر وہاں دیواروں پر لگیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹائلز پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا: امی جان! کیا ہمارے گھر میں بھی اس جیسی خوبصورت ٹائلز لگیں گی؟ ہمارے گھر میں اوپر والے پورشن میں جو ٹائلز لگی ہیں وہ اور ہی کلر کی ہیں اور زیادہ چمکدار بھی نہیں ہیں۔ اب ہم بھی نیچے والے پورشن میں اس طرح کی ٹائلز لگوائیں گے نا۔ میں نے اس کے رخساروں پر پیار کرتے ہوئے، کیوں نہیں میرا بیٹا، ہم تو وہاں اس سے بھی اچھی ٹائلیں لگوائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اور وہ میرے پیارے ابوبکر کا پیارا گھر ہوگا۔ یہ بات میں نے اس لیے کہی تھی کہ میں ہمیشہ اپنے گھر کے نیچے والے پورشن کا حقدار ابوبکر کو ٹھہراتی تھی۔ کیوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور دین اسلام سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا اور عمل کرنے والا تھا۔ میں اکثر کہا کرتی کہ میرے بچوں میں جو سب سے زیادہ لائق و فائق ہوگا وہی نیچے والے پورشن اور اپنے والد طاہر نقاش صاحب کی لائبریری کا حقدار ٹھہرے گا۔ اور ابوبکر شہزادہ ان تمام اوصاف حمیدہ کا مالک تھا۔ **فللہ الحمد**

پھر ہم راہداری سے نکل کر نیچے سیڑھیاں اترنے لگے تو ابوبکر **سبحان اللہ سبحان اللہ** کہتے ہوئے نیچے اترنے لگا۔ یہ کلمات اس کے پسندیدہ کلمات میں شامل تھے جو وہ اکثر اپنی زبان پر جاری رکھتا تھا۔ پھر سیڑھیوں کی سائیڈ پر لگی سٹیل گرل مجھے دکھا کر کہنے لگا: امی جان! یہ گرل بہت چمکدار اور پیاری ہے، ہم بھی اس جیسی اپنے گھر کی سیڑھیوں کیلیے بنوائیں گے۔ میرا ابوبکر نفیس طبیعت کا مالک تھا اور نفیس چیزوں کو پسند کرتا تھا۔

امی جان! دھوکہ بازوں سے کبھی کچھ خریدنا نہیں چاہیے:

کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم ہسپتال کے عقبی گیٹ پر پہنچے تو سامنے وہی کل والے خان بابا بھٹے بھونتے نظر آئے۔ ابوبکر کو مکئی کے بھٹے بہت پسند ہیں، یہ سوچ کر میں نے کہا: بیٹا! آج بھی گرم گرم سٹے (بھٹے) لینے ہیں؟ ابوبکر کا دل چاہ رہا تھا کہ اس قدر شدید بھوک کے عالم میں وہ اپنی من پسند چیز سٹے لے کر کھائے۔ لیکن مجھے فوری روکتے ہوئے کہنے لگا: امی جان! ہمیں اس خان بابا صاحب سے سٹے نہیں لینے۔ میں تو کل والی بات بھول چکی تھی لیکن ابوبکر کے معصوم اور حساس ذہن سے یہ بات کیسے نکل سکتی تھی۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر آج بھی خان بابا کو دیکھتے ہی ناگواری اور ناپسندیدگی کے احساسات وجذبات پیدا ہو رہے تھے۔ وہ اپنے ہی من میں ڈوب کر سوچ رہا تھا کہ یہی وہ خان بابا ہے جس نے کل میری شفیق امی جان سے سخت کلامی کی تھی۔ میں نے حیرت سے کہا: کیوں ابوبکر بیٹا! ان سے مکئی کا سٹہ کیوں نہیں لینا؟ تو فوراً بول پڑا: امی جان! انہوں نے کل ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔ ایسے دھوکہ بازوں سے کچھ نہیں لینا چاہیے۔ میں نے اس کے نرم نرم گال سہلاتے ہوئے ہنس کر کہا: تو تم کو سب یاد ہے ابھی تک، پھر میں نے کہا: ابوبکر بیٹا! کیوں نہ ہم ان کو معاف کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اس بابا کے علاوہ یہاں کوئی اور سٹے بیچنے والا بھی تو نہیں۔ ابوبکر نے میٹھا میٹھا دھیما دھیما مسکراتے ہوئے میرے مؤقف کی تائید میں سر ہلا دیا اور خاموش ہو گیا۔ میں نے دو سٹے خریدے اور ایک ابوبکر کو دے دیا۔ اب ہم شدید بھوک کو مٹانے کے لیے کھانے کی کوئی اور چیز تلاش کرتے ہوئے پکوڑوں کی دکان پر آ کر رک گئے۔ یہاں سے دو نان اور پکوڑے خریدے اور سامنے والی دکان سے ہاف لیٹر سیون اَپ کی بوتل لی اور واپس ہسپتال کو چل پڑے۔

امی جان! دیکھیں یہاں بھی اللہ کا گھر موجود ہے:

ہسپتال آتے ہوئے راستے میں ابوبکر کی نظر ہسپتال میں واقع مسجد پر پڑی تو مرعوبیت اور خوشی کے ملے جلے احساسات کے تحت مسجد کو دیکھتے ہوئے بولا: امی جان! وہ دیکھیں یہاں بھی اللہ کا گھر (مسجد) ہے۔ پھر خود کلامی کے انداز میں اپنے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنے لگا: یہاں مسجد اس لیے بنائی گئی ہے کہ آنے والے لوگ (مریض اور مریضوں کے لواحقین) نماز پڑھ سکیں۔ (لیکن افسوس وہ غافل ہو کر اپنی تفریح ٹی وی وموبائل یا باہم خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں اور مسجد ویران و خالی رہتی ہے)۔ میں نے کہا: ہاں بیٹا! ساری زمین اللہ کی ہے جہاں بھی ضرورت محسوس ہو وہاں ہی مسجد بنائی (نماز پڑھی) جا سکتی ہے...... اور نماز ہمیں کسی حالت میں معاف نہیں ہے...... ابوبکر شہزادہ فکر مندی سے میری طرف دیکھنے لگا اور بولا: امی جان! ہماری نماز تو قضا ہو رہی ہے، ہم بھی یہاں مسجد میں پڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے ہیں۔ میں نے کہا: اب ہم وارڈ میں جا کر کھانا کھانے کے بعد پڑھیں گے۔

اللہ اکبر کے دلنواز ترانے:

ہسپتال پہنچ کر ہم فرسٹ فلور میں واقع وارڈ میں پہنچنے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگے تو ابوبکر اپنی عادت اور معمول کے مطابق اونچی آواز میں پکارنے لگا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر...... کتنا پیارا لگ رہا تھا اللہ کریم کی عظمت کا ترانا گاتے ہوئے۔ کتنی میٹھی میٹھی پیاری پیاری توتلی سی آواز گونج رہی تھی...... اور اسی بازگشت کے ساتھ ساتھ...... وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا...... اپنی والدہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے...... اپنی زندگی کے آخری دن کی ساعتیں...... جو اس کی قسمت میں لکھ دی گئی تھیں...... اللہ اکبر کے دلنواز ترانے گاتے ہوئے پوری کر رہا تھا۔

امی جان! میرے پاؤں صاف نہیں ہیں:

ہم وارڈ میں پہنچ کر کھانا کھانے کے لیے بیڈ پر بیٹھنے لگے تو صفائی پسند اور پاکیزگی کے دلدادہ ابوبکر کی نظریں اپنے پاؤں پر پڑیں، جو نیچے سے ایڑی کے قریب سے کچھ میلے تھے۔ ابوبکر نے پاؤں بیڈ پر رکھنے کی بجائے فوراً بیڈ سے نیچے لٹکا لیے۔ میں نے حیرانی سے دریافت کیا: پاؤں نیچے کیوں لٹکا لیے ہیں؟ تو شرمندگی سے اپنی عادت کے مطابق شرما کر، نظریں جھکا کر...... گردن میں خم دے کر آہستہ سے بولا: امی جان! میرے پاؤں صاف نہیں ہیں، اور یہ کہہ کر نیچے اتر آیا۔ یوں بیڈ پر بیٹھ کر کھانا کھانے کی بجائے ہم نے نیچے بینچ پر رکھ کر کھانا کھایا، ہم چٹنی پلاسٹک پیکنگ کے اندر سے ہی لگا کر کھا رہے تھے کیونکہ ہم ایمرجنسی حالت میں ہسپتال میں داخل ہوئے تھے اور ہمارے پاس برتن نہ تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے چٹنی کا ایک قطرہ بیڈ کی سفید چادر پر گر گیا تو میں نے کہا: اوہو! ابوبکر یہ آپ نے گندا کام کر دیا! یہ سن کر ابوبکر نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے ہی اس قطرے کو صاف کر کے دم لیا۔ بڑے اہتمام تحمل اور وقار کے ساتھ...... چھوٹے چھوٹے نوالے لے کر ابوبکر اپنی قسمت میں لکھے رزق کے آخری لقمے کھا رہا تھا...... اور ہاتھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑی بوتل سے اپنے آدھے حصے کو بڑی احتیاط سے ...... معصومیت سے ...... اپنی ماں جیسی ہستی کی پیار بھری آغوش میں ...... اس کے پہلو میں بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ کر کے آہستہ آہستہ پی رہا تھا۔ پھر کہے بغیر اس نے خالی شاپر، بوتل کاغذ وغیرہ اکٹھے کر کے اٹھائے اور ڈسٹ بن (ٹوکری) میں ڈال آیا۔

زندگی کی آخری شام گزارنے کے لیے گھر کی طرف سفر:

میں نے دیکھا کہ شام کی ڈیوٹی والی نرس آچکی ہے۔ ہم نے اس سے سلام لیا اور اس نے ابوبکر کو پیار کیا۔ میں نے نرس سے پوچھا: کیا ابوبکر کی کوئی ایسی ٹریٹمنٹ یا دوائی ہے جو آپ نے اب یا شام کو دینی ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے کہا: تو پھر آپ ہمیں گھر جانے کی اجازت دے دیں، صبح ہم دوبارہ آپریشن سے پہلے آجائیں گے کیونکہ ہمارا گھر قریب ہی ہے۔ اس نے بخوشی ہمیں اجازت دے دی کہ آپ کو ادھر بھی سونا ہی ہے لہٰذا گھر میں آرام کریں اور صبح صبح آجائیں۔

کتنا بڑا قلعہ ہے اور کیسے ویران پڑا ہے:

اب ہم گھر واپس آرہے تھے۔ اسی مینار پاکستان کے سامنے تھے جہاں کئی دفعہ ابوبکر پہلے بھی آچکا تھا اور اپنی انمٹ یادوں کے نقوش رقم کر چکا تھا ...... لیکن مجھے کیا پتہ تھا یہ اب جو معصوم نگاہوں سے مینار پاکستان اور شاہی قلعے کو دیکھ رہا ہے، یہ اس کی زندگی کا آخری پھیرا ہے، جو صرف دور سے نظارہ کرنے تک ہی محدود رہے گا جبکہ سیر کی حسرت اس کے دل میں چھپی ہی رہ جائے گی، جسے وہ لبوں پر نہیں لا رہا کہ امی جان تھک چکی ہیں، مجھے سیر کرانے سے مزید بے آرام ہوں گی۔ شاہی قلعے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسے دیکھ کر افسردہ ہو گیا اور بولا: کتنا بڑا قلعہ ہے ...... کیسے ویران پڑا ہے ...... اب کوئی نہیں رہا اس میں ...... سب چھوڑ گئے یا مارے گئے؟ ...... یہ دیواریں سکھوں یا انگریزوں نے توڑ دی ہوں گی؟ ...... یہ قلعے کے باہر بنی ہوئی کمرہ نما عمارت کیوں ٹوٹی پڑی ہے؟ ...... اس میں کون رہتا تھا ......؟؟ وغیرہ، اس کے سوالات بڑھتے جا رہے تھے۔ مجھے پتہ تھا جب تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا تجسس اور سوالات کا سلسلہ ختم نہ ہوگا، یہ مضطرب شہزادہ چپ نہ ہوگا۔ میں نے کہا: بیٹا ٹریفک کا بہت شور ہے، مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ پھر کبھی بتاؤں گی۔ اب چپ کر جاؤ۔ ماں کا حکم تھا، ابوبکر ایسے چپ ہو گیا جیسے اسے بولنا آتا ہی نہ ہو، حالانکہ سب نظارے اس کی آنکھوں کے سامنے بھاگتے ہوئے پیچھے گزر رہے تھے لیکن وہ اپنی پرتجسس طبیعت پر کنٹرول کر کے چپ چاپ بیٹھا تھا، ماں کا جو حکم تھا، جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ وہ میری گود میں بیٹھا ہوا تھا۔لیکن اپنا سارا وزن اپنی ٹانگوں پر ہی ڈالے ہوئے تھا، مجھ پر اس نے ذرہ بھی وزن نہ ڈالا کہ امی جان کہیں تھک نہ جائیں۔ اتنا حساس اور دوسروں کا خیال رکھنے والا اپنی حسین یادوں کی کتاب کے آخری ورق رقم کرنے میں لاعلمی کے عالم میں مصروف کار تھا۔

ننھے ہاتھوں میں وزنی شاپر اور ماں کی آخری خدمت:

جب ہم شاہدرہ اسٹیشن پر اترے تو مجھے یاد آیا کہ میرے بیٹے کا ہسپتال میں کیلے کھانے کو دل چاہ رہا تھا۔ اس نے بھائی حبیب کے لیے آئے ہوئے کیلوں کو اشتیاق بھری نظروں سے دیکھا بھی تھا لیکن...... منہ پر کفل خاموشی چڑھائے رکھا...... ہونٹ سی لیے تھے...... خاموشی کی زبان میں مجھے پیغام دیا تھا کہ امی جان آپ کو پتہ ہے مجھے کیلے بہت پسند ہیں، میرا کیلے کھانے کو بہت دل چاہ رہا ہے۔لیکن میں نے ماں ہوتے ہوئے بھی کسی سے (اپنی سگی بہن سے بھی) مانگنا گوارا کیا اور نہ ہی ابوبکر نے مطالبہ کرنا گوارا کیا تھا۔لہٰذا اب اپنے گھر کے سٹاپ پر پہنچ کر میں اپنے بیٹے کی حسرت کو پورا کروں گی۔ اس نیت سے میں نے خاص طور پر کیلے خریدے کہ میرا بیٹا ابوبکر جی بھر کر کھائے۔ ساتھ ہی میں نے گھر کے لیے سبزیاں بھی خریدیں۔ ابوبکر نے نہایت تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سبزی اور کیلے کے شاپر میرے ہاتھ سے پکڑ لیے اور مجھے اٹھانے نہ دیے۔ اگرچہ چھوٹا بچہ ہونے کی بنا پر اسے اٹھانے میں خاصی دشواری اور بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔ اس سے صحیح طرح آسانی سے اٹھائے نہ جا رہے تھے......لیکن کیا مجال ہے جو ایک دفعہ بھی اپنی تکلیف کا اظہار اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں کے سامنے کیا ہو...... مین روڈ سے لے کر گھر تک مشقت برداشت کرتے ہوئے نہایت مشکل سے خود ہی بوجھ اٹھایا حتی کہ ہم گھر میں آ داخل ہوئے۔

زندگی کی آخری خواہش جو تشنہ تکمیل ہی رہ گئی:

جونہی ہم گھر میں داخل ہوئے اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر فرسٹ فلور پر آئے تو ہمارے سامنے مانو بلی کا ایک گول مٹول سا چند دن کا نوزائیدہ بچہ بیٹھا آنکھیں مٹکا رہا تھا، جسے میری بیٹی شہنیلہ سکول سے واپسی پر راستے میں پریشان پا کر اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ ابوبکر کی نظر جونہی اس پر پڑی تو خوشی سے نڈھال ہو گیا۔ سبزی اور کیلوں کے شاپر وہیں رکھے اور تیزی سے مانو بلی کے ننھے بچے کے پاس آ گیا۔ اسے اپنے مونہہ سے پچکارتی ہوئی آوازیں نکال کر اپنے سے مانوس کرنے لگا۔ وہ سفر کی کلفت اور جی ٹی روڈ سے گھر تک سامان اٹھانے کی مشقت اور تھکاوٹ بھول چکا تھا۔ اور لہک لہک کر کہہ رہا تھا: شہنیلہ آپی! یہ اتنی پیاری ننھی منی بلی آپ کو کہاں سے ملی؟ اس کا Face اور Eyes کتنی پیاری اور چمکدار ورشن ہیں۔ ڈانٹ کر یہ کہتے ہوئے کہ اس کے جراثیم آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، میں نے بلی اس کے ہاتھوں سے چھڑوا دی...... اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے...... اس نے بلی میرے حکم پر چھوڑ دی تھی...... لیکن...... دھیان اس کا اب بھی اسی کی طرف تھا...... رخ بھی اس کی طرف...... روئے سخن بھی اس کی طرف تھا۔

وہ اسے اچھلتے، کودتے اور کھیلتے ہوئے دیکھ کر پھولے نہ سما رہا تھا...... خوشی سے لوٹ پوٹ ہوئے جا رہا تھا...... دور سے ہاتھ اس کی طرف کر کے پیار سے اسے پچکار رہا تھا...... اسے بلا رہا تھا...... اور کہہ رہا تھا کہ امی جان نے مجھے تو حکم دے دیا ہے کہ تجھے چھوڑ دوں، سو میں نے ان کا حکم مان کر تجھے چھوڑ دیا...... لیکن انہوں نے تجھے تو نہیں روکا...... تو تو آ سکتی ہے...... لہٰذا جلدی میرے پاس آ کر کھیلو اور اپنے کرتب دکھاؤ۔

ابوبکر بلی کی معصوم ادائیں دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا...... جبکہ اس کے دوسرے بہن بھائی...... خصوصی طور پر اس کے لیے لائے گئے کیلوں پر...... ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکر کو کچھ پتہ نہ تھا۔ وہ مانو بلی کی ہلکی ہلکی پیاری ''میاؤں، میاؤں'' میں گم تھا۔ ہمیشہ محروم تمنا رہ جانے والا ابوبکر آج زندگی کے آخری دن...... پھر محروم ہی رہ گیا...... شاید محرومیاں اور حسرتیں اس کا مقدر اور نصیب تھیں...... ابوبکر مانو سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ اس کا محبوب پھل کیلے...... جو کہ امی خاص طور پر اس کے لیے لائی تھیں...... کہ ابوبکر جی بھر کر کھائے...... تمام کے تمام ختم ہو چکے تھے...... خالی پڑے شاپر آج پھر اس کی محرومی پر نوحہ کناں تھے...... کیلوں کے چھلکے بکھرے پڑے تھے لیکن کیلا کوئی نہ تھا...... ابوبکر نے لاچارگی کے عالم میں سب کی طرف افسردگی کے ساتھ دیکھا۔ سب اس کے اندرونی احساسات سے بے خبر اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے...... پھر ابوبکر نے تھوڑی دور بیٹھی اپنی شفیق والدہ یعنی میرے چہرہ کی طرف دیکھا...... میں اس کی نظروں کی تاب نہ لاسکی اور اس کی افسردہ نگاہوں کا سامنا کرتے ہی میرا دل کٹ کر رہ گیا۔ میں بھی افسردہ اور پرملال تھی...... کہ ہمیشہ ابوبکر ہی اپنی ننھی خواہشوں کو قربان کر کے قربانی کا بکرا کیوں بنتا ہے؟...... آج صبح سے اس کے ننھے منے دل میں معصوم خواہش پل رہی تھی...... مچلتے ارمان تھے...... کیا؟ صرف یہ کہ کوئی اسے چند کیلے لے دے...... صبح سے لے کر شام تلک اس نے اپنی ننھی امنگ اور آرزو کو ہونٹوں تک نہ آنے دیا...... صرف زبان خاموشی میں اپنی خواہش کا پیغام اپنی کل کائنات ''ماں'' کو دیا تھا...... اب جب اس کی من پسند چیز ''کیلے'' آئی تو سب اسے نظر انداز کر کے کھا گئے۔

اف! ابوبکر تو کتنا عظیم تھا...... تو نے ایک بھی حرف شکایت زبان پر لانا گوارا نہ کیا...... میں قربان جاؤں تیری سوچ، تیری فکر اور تیرے عمل پر...... کہاں سے لاؤں تجھ جیسا دوسرا ہیرا؟...... تو میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا...... اور میں ایک مجرم کی طرح تجھ سے نظریں ملانے سے کترا رہی تھی کہ...... تجھے کیا جواب دوں؟...... محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود...... صبح سے تیرے دل میں مچلتا چھوٹا سا ارمان بھی پورا نہ کر سکی...... لیکن تو کتنا عظیم تھا...... تو نے مجھے شرمندہ نہ ہونے دیا...... مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے...... تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بکھرے چھلکوں میں متلاشی نظروں سے...... اِدھر اُدھر کچھ دیکھا...... اچانک ایک طرف پڑا ہوا ایک متروک گلا کیلا تجھے نظر آ گیا، جو سب نے ''گلا ہوا ہے'' قرار دے کر کھانے سے انکار کرتے ہوئے وہاں چھوڑ دیا تھا۔

......اسے دیکھ کر تو آگے بڑھا......پھر نہایت خاموشی سے پکڑ کر اٹھالیا...... اور مجھے یعنی اپنی ماں کو جسے تو کائنات کا سب سے قیمتی خزانہ قرار دیتا تھا......جس کے قدموں کے نیچے معصوم نظروں سے دیکھتے ہوئے جنت تلاش کرتا تھا...... اور معصومیت سے میرے پاؤں کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا: امی جان! یہاں جنت ہے ناں؟......اور میں تجھے اس حدیث کا مطلب سمجھاتی......تو عظیم معصوم نے...... مجھے شرمندگی سے بچانے کے لیے...... اللہ کریم کا شکر ادا کرتے ہوئے...... وہی گلا ہوا کیلا اٹھالیا...... اور آہستہ آہستہ اسے چھیلنے لگا...... اور پھر وہی کیلا جسے سب کراہت و ناپسندیدگی کی بنا پر...... گلا ہوا ہے......کہہ کر پھینک چکے تھے...... مجھے شرمندگی سے بچانے کے لیے تو نے نہایت مزے اور شوق سے کھانا شروع کر دیا۔

میرے عظیم بیٹے!......میری یادداشتوں میں میری سماعتوں میں آج بھی تمہارے وہ الفاظ محفوظ ہیں......بلکہ گونج رہے ہیں۔ تو گلا ہوا بچا ہوا کیلا اٹھا کر کھا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی اس بدنصیب ماں کے فرمان کا ڈنکا یہ کہہ کر بجاتا جا رہا تھا:

''کوئی بات نہیں [1] امی جان کہتی ہیں؛ نرم کیلے کو شہد لگا ہوتا ہے...... امی جان جھوٹ تھوڑی کہتی ہیں...... واقعی اس کو شہد لگا ہوا ہے۔ کہتی ہیں...... نرم کیلا زیادہ میٹھا ہوتا ہے اس لیے کہ اسے شہد لگا ہوتا ہے۔''

عظیم بیٹے تیرا حق بنتا تھا کہ تو ہم سے شکوہ کرتا، شکایت کرتا، مطالبہ کرتا، مزید اپنا حصہ طلب کرتا اس زیادتی پر تلافی کے لیے ہم سے ناراض ہوتا......لیکن تو نے اپنی عادت

[1] ''کوئی بات نہیں'' ابوبکر کا تکیہ کلام تھا جو وہ کسی بھی محرومی پر بول کر آخرت کے اجر کی امید باندھ لیتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق حرف شکایت زبان پر لانا برداشت نہ کیا...... مجھے کیا علم تھا کہ تو چند گھڑیوں کا مہمان ہے...... مجھے ذرہ سا بھی علم ہوتا...... تو تو دیکھتا تیری ماں قربان ہو جاتی...... لیکن تیری خواہش کو کبھی تشنہ لب نہ رہنے دیتی۔

زندگی کا آخری کھانا اور آنسو:

پھر ابوبکر کو شاید یاد آیا کہ کل صبح اس کا آپریشن ہے اور ڈاکٹر کی ہدایت اور امی جان کے حکم کے مطابق رات بارہ بجے کے بعد کچھ نہیں کھانا۔ پہلی دفعہ ایسا ہوا کہ ابوبکر اصرار کے ساتھ کھانا مانگ رہا تھا کہ مجھے ابھی کھانا دے دیں جبکہ میں اسے تھوڑا لیٹ کر کے کھلانا چاہتی تھی۔ لیٹ کھلانے کے پیچھے میری یہ سوچ کارفرما تھی کہ پتہ نہیں صبح آپریشن کتنی دیر بعد شروع ہو، تو میرا بیٹا زیادہ دیر بھوکا نہ رہے یعنی دیر سے کھانا دینے پر اسے زیادہ دیر بعد بھوک لگے گی۔ آخر ابوبکر رو پڑا تو میں بہت حیران ہوئی کہ میرا بیٹا تو سب بہن بھائیوں کو پہلے کھلا کر پھر خود کھاتا تھا۔ ہمیشہ صبر اور ایثار کا خوگر ابوبکر آج کیوں رو رہا ہے؟ مجھے کیا علم تھا کہ آج کی رات کا کھانا میرے بچے کے نصیب کا آخری کھانا ہے۔ یہ چند لقمے وہ آخری لقمے (رزق) ہے جو اس کی قسمت میں لکھے جا چکے ہیں، انہیں وہ جلد ہی وقت مقرر پر کھا کر اپنا رزق تقدیر کے فیصلے کے مطابق پورا کرنے جا رہا ہے۔ پھر کاتب تقدیر کو ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے، اس گھر سے اس کا رزق...... اس کا کھانا پینا ختم کر دینا ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا تو میں اپنے بیٹے کو اعلیٰ سے اعلیٰ بہترین کھانے بنا کر کھلاتی۔ اب اس کی خوب صورت، سرمگیں...... آنسوؤں سے جل تھل آنکھیں یاد آتی ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میں ہسپتال سے آنے کے بعد سر میں شدت کا درد ہونے کی وجہ سے لیٹ گئی تھی۔ مگر ابوبکر کو روتا ہوا دیکھ کر میں اپنی تکلیف بھول گئی، تڑپ کر بستر سے اٹھی کہ جلدی سے ابوبکر کو کھانا بنا دوں۔ مگر میری فرمانبردار ماریہ بیٹی نے جو اس دن اکیڈمی سے جلد ہی بھائی کے ساتھ آ گئی تھی، مجھے چکراتا ہوا دیکھ کر آرام کرنے کے لیے واپس بستر پر بٹھا دیا اور برقع اتار کر خود کھانا بنانے لگی تو میں دوبارہ بستر میں لیٹ گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے آخری کھانے کے وقت اپنی بجائے اپنے ابی جان کی فکر:

سب بہن بھائی کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے۔ لیکن اس شدید بھوک اور پیاس کے عالم میں ابوبکر کھانا ملنے کے باوجود افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔ کسی سوچ میں غرق و پریشان تھا۔ اسے اپنے ابی جان کے کھانے کی فکر لگی ہوئی تھی۔ سالن جو گزشتہ روز پکایا گیا تھا، استعمال ہونے کی بنا پر آج کم رہ گیا تھا۔ ابوبکر کو اندر ہی اندر یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ سالن کم ہے اور میرے ابی جان (طاہر نقاش) نے رات کو گھر آ کر کھانا کھانا ہے۔ یہ لوگ سارا سالن کھا جائیں گے اور ان کے لیے نہ بچے گا، وہ سالن نہ ملنے پر محروم و پریشان ہوں گے۔ اب ابوبکر سب کو تلقین کر رہا تھا: عمر، عثمان بھائی سالن تھوڑا تھوڑا لگا کر کھاؤ، تاکہ ابی جان کے لیے بھی بچ جائے، وہ خود بھی بہت تھوڑا تھوڑا سالن لگا کر کھا رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرے بتانے کے باوجود شرجیل بھائی سالن والی فرائی پین ہی اٹھا کر اوپر لے گیا ہے اور میری بات نہیں مانی گئی، تو بے بسی سے اور رو دینے والی گلوگیر اور رندھی آواز میں پکارنے لگا: امی جان! بھائی سارا سالن کھا جائے گا اور ابی جان کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ ابی جان پھر آپ سے ناراض ہوں گے۔ میرا بیٹا مجھ سے کچھ اور بھی کہنا چاہ رہا تھا، نہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا۔ میں جو پہلے ہی سر درد کی وجہ سے بے حال تھی، غصے سے ماریہ بیٹی کو ڈانٹنے لگی کہ ان سب کو چپ کروا دو۔ میرا بیٹا میرا چپ ہو جانے کا حکم سن کر ایسا چپ ہوا کہ پھر نہ بولا۔ ماریہ نے سب کو کھانا کھلا کر نماز وغیرہ پڑھا کر سلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد نقاش صاحب آ گئے۔ میں نے ان کو کھانا بنا کر دیا تو وہ کھا کر نیچے لائبریری والے اپنے کمرے میں سونے چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22

8 نومبر 2012ء

معصوم کے قتل کی گھڑیاں آن پہنچیں

موت کی آغوش میں وہ ہوگیا
اور برزخ کو روانہ ہوگیا

آخری نیند اور مانو پیاری سی:

میں نے حسب عادت بچوں کے سونے کے کمرے میں جا کر دیکھا، ابوبکر کمبل لپیٹ کر الٹا لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سر اور بازو کمبل سے باہر تھے اور وہ نیند کی وادی میں پہنچ چکا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ کے نیچے بالکل منہ کے قریب بلی کا بچہ بھی مزے سے سویا ہوا تھا۔ وہ اپنی عادت کے مطابق اسے قریب کر کے اس کے کانوں میں لاڈ و پیار کی سرگوشیاں کرتے کرتے اسے ہاتھ میں پکڑے پکڑے سو گیا تھا۔ دونوں دوست (ابوبکر اور مانو) ایک ساتھ کسی خوف و خطر سے بے نیاز اور صبح تھوڑی دیر بعد کیا ہونے والا ہے، اس سے بے خبر میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ مجھے بے ساختہ ابوبکر کی معصومیت پر پیار آ گیا۔ میں نے پیار سے اس کو بوسہ کیا اور سیدھا کر کے لٹا دیا۔ اسی طرح باقی بھائیوں، شعیل، عمر، عثمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی سیدھا کر کے لٹایا اور ان پر کمبل دے دیا۔ بلی کو الگ بستر میں لٹایا اور نماز پڑھ کر میں بھی سو گئی۔

ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے اس ناپائیدار زندگی میں آخری نماز کی ادائیگی:

میں نے صبح اذان سے پہلے ہی اٹھ کر سب کے لیے وضو کا پانی گرم کیا، نماز پڑھی اور بچوں کو اٹھانے ان کے کمرے میں آ گئی۔ ابھی میں نے ماریہ کو ہی آواز دی تھی کہ ہمیشہ کی طرح ماریہ سے پہلے ہی ابوبکر نے اپنی بڑی بڑی چمکتی آنکھیں جھٹ سے کھول دیں، اور لیٹے لیٹے ہی ہاتھ بڑھا کر اپنے دوست بلی کے ننھے بچے کو پکڑا اور اپنے سینے پر بٹھا لیا اور اس سے سرگوشیوں میں لوریاں سنا کر پیار کرنے لگا۔ میں نے ڈانٹ دیا کہ چھوڑو اسے، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ ابوبکر سب سے پہلے حکم سنتے ہی اٹھا اور باقی بہن بھائیوں کی طرح گرم پانی کا انتظار کیے بغیر پانی والی ٹینکی سے ڈائریکٹ آنے والے یخ پانی کے پائپ کے سامنے وضو کے لیے بیٹھ گیا۔ اب وہ ٹوٹی کھول کر یخ بستہ خون جما دینے والے پانی سے سی...... سی...... سی...... کرتے ہوئے وضو کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس موقع پر اپنا معمول والا جملہ دُہراتا جا رہا تھا:

> "ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے زیادہ ثواب ہوتا ہے...... ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے......"

وضو کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد میرے پاس آیا اور بولا: امی جان! نماز کیا جماعت سے پڑھنی ہے۔ [1] میں نے کہا: بیٹا تم خود ہی پڑھ لو، باقی سب جو گرم پانی کے انتظار میں بیٹھے ہیں، انھیں تو ابھی واش روم بھی جانا ہے، پھر وضو کرنا ہے۔ یوں تمھیں دیر ہو جائے گی۔ اس نے اکیلے نماز پڑھی...... پھر اذکار کیے اور دعا مانگی۔ میں بھی اذکار سے فارغ ہو کر کچن میں چلی آئی۔

---

[1] گھر میں میرے بچے عموماً جماعت کروا کر نماز پڑھتے، اسی طرف ابوبکر کا اشارہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری وقت میں بھی دوسروں کی خدمت کی فکر:

میں نے دیکھا ابوبکر بھی حسب عادت میرے پیچھے پیچھے کچن میں چلا آیا اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر بطور خادم کھڑا ہو گیا کہ امی جان کوئی کام ہے تو بتائیں میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں۔ پھر وہ میرے ساتھ ناشتہ تیار کرانے میں تعاون کرنے لگا۔ ناشتہ تیار ہوا تو سب کو بلا کر لایا کہ بھائی، بہنا جی، آپی! جی آؤ اور ناشتہ کر لو، امی جان بلا رہی ہیں۔ اب سب ناشتہ کر رہے تھے لیکن ابوبکر اپنی کمر پر ہاتھ باندھے سب کا خادم...... سب کا ملازم...... سب کا نوکر...... چاکر بن کر کھڑا ہو گیا...... کہ کوئی حکم ہو، کسی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ بھاگ کر پوری کر سکے...... سب ناشتہ کر رہے تھے...... اور وہ کمر پر ہاتھ باندھے خدمت کے لیے حکم ملنے کے انتظار میں ہر دم تیار کامران، ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا، کہ کب کوئی حکم ملے اور وہ اس پر عمل کر کے ثواب حاصل کر سکے، اور امی جان کی خوشی حاصل کر سکے۔ ماریہ کہنے لگی: بھائی ابوبکر! تم بھی ناشتہ کر لو نا۔ نہیں آپی جان! میرا آج آپریشن ہے۔ امی جان کہتی ہیں: ڈاکٹر نے کھانے سے منع کر دیا ہے۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: امی جان! جلدی کریں دیر ہو جائے گی۔

امی جان جلدی چلیں آپریشن میں دیر نہ ہو جائے:

پھر مجھ سے کہنے لگا: امی جان! جلدی کریں! کہیں ہمیں دیر نہ ہو جائے۔ میں فوراً اس کے ایکسرے ٹیسٹ وغیرہ اکٹھے کر کے تیار ہو گئی جبکہ ابوبکر پہلے سے ہی تیار تھا۔ ابوبکر نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر آج پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس نے بقرہ عید والا تھری پیس سوٹ، ویلوٹ کی گولڈن کلر کی بڑی اور براؤن باریک لائنوں والی شرٹ کے ساتھ نفیس اور قیمتی کپڑے کا گولڈن کلر کا ہی پاجامہ اور ویسٹ کوٹ کہ جس پر شرٹ کے کلر کا ڈیزائن بنا ہوا تھا اور اس پر خوبصورت چمکتے نگینے کے بٹن لگے ہوئے تھے، پہن لیا۔ پھر برش کیا، دانت چمکائے اور میرے سامنے مسکراتا ہوا آن کھڑا ہوا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی، میرا بیٹا بالکل شہزادہ لگ رہا تھا۔ کہنے لگا: امی جان! جلدی کریں، میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل تیار ہوں۔ آپ بھی برقع پہن لیں، ابی جان، موٹر سائیکل باہر نکال چکے ہیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے موٹر سائیکل پر جا کر بیٹھ گیا۔ پھر میں بھی اپنے سب سے چھوٹے بیٹے عثمان کو جو مجھے جاتا دیکھ کر رو پڑا تھا، پیار سے چپ کروا کر خود بھی موٹر سائیکل پر آ کر بیٹھ گئی۔ سب سے آخر میں بڑا بیٹا شرجیل سوار ہوا، طاہر صاحب نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور ہم روانہ ہو گئے۔ سب نے سفر کی دعا پڑھی تو ابوبکر نے بآواز بلند دعا پڑھی اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔

مینار پاکستان پہنچ کر ہم نواز شریف ہسپتال کی طرف مڑنے لگے تو میں نے طاہر صاحب سے کہا کہ آپ شرجیل کو بروقت سکول پہنچائیں، یہ کہیں سکول ٹائم سے لیٹ نہ ہو جائے۔ میں خود ابوبکر کو لے جاتی ہوں۔ پانچ منٹ کا تو آپریشن ہے، میں ہینڈل کر لوں گی اور وارڈ میں پہنچتے ہی آپ کو فون کر دوں گی اور آپ ہمارے پاس آ جائیں گے۔

شرجیل اپنے ابو کے ساتھ موٹر سائیکل پر اپنے سکول کی طرف روانہ ہوا جبکہ ابوبکر چنگ چی رکشہ پر میرے ساتھ ہسپتال کی طرف عازم سفر ہوا۔ ابوبکر دور سے ہی یادگار کو نہایت انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے فقروں میں اپنے تاثرات ایک بار پھر بیان کرتا جا رہا تھا۔ کسے علم تھا کہ یہ اس کے دنیا کے آخری نظارے ہیں، تھوڑی دیر بعد اس کی معصوم، چمکیلی، سرگیں، موٹی روشن و منور آنکھوں کو ہمیشہ کے لیے بند ہو جانا ہے۔ شاہی قلعہ کو ویران و سنسان دیکھ کر حساس ابوبکر ایک بار پھر رنجیدہ و غمزدہ اور افسردہ ہو گیا۔ بولا: امی جان! اس اتنے بڑے محل کے سب شہزادے شہزادیاں اور دوسرے لوگ مر گئے...... اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچا۔ کوئی ان ویران محلوں میں نہیں رہتا...... اسی طرح ابوبکر اور بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن بے ہنگم ٹریفک کے شور میں کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ میں نے کہا: ابوبکر! بیٹا! کچھ سنائی نہیں دے رہا، چپ ہو جاؤ۔ لہٰذا وہ فوراً خاموش ہو گیا۔ اور اپنی چند ساعتوں کی باقی زندگی میں اس بے وفا دنیا کے آخری نظاروں کو خاموشی سے دیکھنے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقتل میں قصابوں کے درمیان:

نواز شریف ہسپتال کے سامنے ہم رکشہ سے اترے تو ابوبکر نے مضبوطی سے میرا ہاتھ پکڑ کر سڑک کراس کی، جب ہم سڑک سے ہسپتال کی اونچائی چڑھنے لگے تو میں تیزی تیزی سے چل رہی تھی۔ ابوبکر دھیمی آواز میں کہنے لگا: امی جان! مجھ سے تیز نہیں چلا جا رہا۔ بہر حال میں اس کا ہاتھ پکڑے تیزی سے ایمرجنسی بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر وارڈ میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد نرس آ گئی اور پوچھنے لگی: آپ کا مریض کدھر ہے؟ میں نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا تو حیرانی سے کہنے لگی: یہ تو ٹھیک ہے، کس چیز کا آپریشن ہے اس کا؟ میں نے ماتھے پر واقع ہلکا سا پھنسی نما ابھار دکھایا تو اس نے وارڈ میں ایک بیڈ پر ابوبکر کو لٹا دیا۔ پھر برانلا لگانے کے لیے اس کے بازو پر کئی جگہ سے سوئی لگائی مگر اس کو وین نہ مل رہی تھی۔ پھر بار بار سوئی لگانے میں ناکامی کے بعد بولی: یہ تو ٹھنڈا ہوا پڑا ہے، سوئی کیسے لگاؤں؟ پھر دوسری نرس آئی، اس نے بھی کئی جگہ سوئی لگائی۔ ابوبکر نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا بلکہ ''اُف'' تک نہ کی۔ اس کا تفصیلی تذکرہ ہم پیچھے ''صبر وثبات کا پہاڑ'' کے عنوان کے تحت کر چکے ہیں۔ بار بار دونوں بازوؤں پر سوئی لگانے سے بازوؤں سے خون بہنے لگا تو اس کو روئی رکھ کر دبا کر نکلنے سے روکا گیا۔ آخر کار سوئی لگ ہی گئی۔ اور اس کو ایک انجکشن لگا دیا گیا جو اسے آپریشن سے پہلے لگنا تھا۔ گزشتہ دن والی نرس نے بتایا تھا کہ اس کو آپریشن سے تھوڑا پہلے انجکشن لگے گا۔ اللہ جانے کون سا انجکشن تھا جو اسے آپریشن سے کافی دیر پہلے ہی لگا دیا گیا تھا۔

پھر ہمیں فائل دے کر نیچے ایمرجنسی آپریشن تھیٹر سے ملحق بائیں طرف ڈاکٹرز کے روم میں بھیج دیا گیا۔ میں نے فائل دکھائی تو وہاں موجود ایک نرس نے ہمیں یہ کہہ کر کہ ابھی وہ ڈاکٹر نہیں آیا جس نے آپریشن کرنا ہے، باہر بھیج دیا کہ آپ ایمرجنسی آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھ جائیں۔

امی جان بجلی بہت ضائع ہو رہی ہے......:

ہم آپریشن تھیٹر کے باہر موجود کرسیوں پر بیٹھ کر ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران ابوبکر وہاں جلنے والی لائٹوں کو دیکھ کر کہنے لگا: امی جان! دیکھیں یہ اتنی زیادہ لائٹیں جل رہی ہیں، بجلی بہت ضائع ہو رہی ہے۔ میں کچھ لائٹیں بند کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا: نہیں بیٹا رہنے دو۔ ہسپتال میں لائٹیں یونہی جلا کرتی ہیں۔ ہمارے بالکل اوپر جو پیڈسٹل فین دوسری طرف موڑ کر چلایا ہوا تھا، اسے دیکھ کر کہنے لگا: اس کی تو کوئی ضرورت نہیں نا؟ میں اسے بند کر دیتا ہوں...... میں نے کہا: ہاں اس کی تو ضرورت نہیں۔ اس نے فوراً ڈوری کھینچ کر پنکھا بند کر دیا۔ اس معصوم کو کیا علم تھا کہ وہ معصوم جس ہسپتال کی بجلی کو ضائع ہونے سے بچا رہا ہے یہاں کے ڈاکٹر آئے دن معصوم انسانی جانوں کو ضائع کرنے میں ماہر و دیدہ دلیر ہیں۔ یہ تو روشنی کو ضائع ہونے سے بچا رہا تھا جبکہ وہ انسانی زندگی کی روشنیوں کو پلک جھپکتے میں گل کر کے اندھیر کر دیتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ معصوم ابھی ابھی ان سفاکوں قزاقوں اور جلادوں کے ہتھے چڑھ کر...... زندگی کی بازی ہارنے والا ہے۔

ابوبکر شہزادہ موت سے قبل ماں سے کیا کہنا چاہ رہا تھا کہ......:

ابوبکر کی زندگی کے یہ آخری لحات تھے، جو تیزی سے گزرتے جا رہے تھے۔ لیکن کسی کو کچھ علم نہ تھا کہ تھوڑی دیر میں کیا ہونے والا ہے۔ ابوبکر مجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہ رہا تھا۔ اسی لیے وہ مجھے بار بار بلا رہا تھا: امی جان! سنیں تو سہی...... امی جان...... امی جان...... مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں...... امی جان سنیں نا...... میں نے اس کی التجاؤں پر دھیان نہ دیا بلکہ الٹا اس کو جھڑک دیا کہ مجھے تنگ نہ کرو۔

میں اس وقت اپنے سب سے چھوٹے بیٹے عثمان کے متعلق پریشان تھی کہ آج وہ میری بجائے شعیل اور شہنیلہ کے ساتھ سکول جائے گا۔ جب دونوں بہن بھائی عمر اور عثمان کو سکول چھوڑ کر اپنے سکول کی طرف روانہ ہو جائیں گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ عثمان اکیلا سکول سے باہر نہ نکل جائے، کیونکہ جب میں اسے کبھی سکول نہ چھوڑنے جاؤں تو وہ اکیلا باہر نکل آتا اور گلیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ آج بھی وہ چونکہ میرے بغیر سکول گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر میری جھڑک سن کر خاموش ہو گیا تھا، اس نے اپنی بات کو دل میں ہی چھپا لیا۔ عثمان بیٹے کے متعلق اپنے اس اندیشے کے پیش نظر میں اپنی بڑی باجی کو میسج ٹائپ کر رہی تھی کہ کوئی سکول جائے اور پتہ کرے کہ عثمان سکول میں ہی ہے۔ ماریہ کا بھی خیال رکھیں وغیرہ وغیرہ۔ میں بار بار میسج کر رہی تھی لیکن باجی کی طرف سے کوئی جواب نہ آ رہا تھا۔اور میری پریشانی جواب نہ پا کر بڑھتی جا رہی تھی۔ لہٰذا میں ابوبکر کو ڈانٹ کر چپ کروا کر، اس کی فکر چھوڑ کر عثمان کی فکر میں غلطاں اور پیچاں تھی کہ میرا ننھا منا سا عثمان کہیں گم نہ ہو جائے۔

مجھے کیا علم تھا کہ جس کی طرف سے میں بے فکر تھی وہ میرا سب سے زیادہ فرمانبردار، اطاعت گزار اور محبت و احترام کرنے والا، میرا شہزادہ ابوبکر ابھی میری زندگی سے ہمیشہ کے لیے گم ہونے والا ہے۔ اور میری زندگی کی بہاروں کو ویران کر کے خزاؤں میں بدلنے والا ہے۔ جس کو میں ساری زندگی ڈھونڈتی رہوں گی مگر وہ دوبارہ کبھی نہ مل سکے گا۔ ابوبکر اپنی ماں کے حکم پر اب تک خاموش تھا۔ وہ ہچکچاتے ہوئے خاموشی کے طلسم کو توڑتے ہوئے، سوچوں میں گم میری ہستی کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پیار کر رہا تھا۔ میں نے ہوش کی دنیا میں آ کر دیکھا کہ ابوبکر بے قرار و مضطرب مجھے ہلا رہا ہے۔ اور آہستہ آہستہ فکرمندی کے تشویشناک لہجے میں گھٹی گھٹی میٹھی آواز میں پکار رہا تھا: امی جان...... امی جان...... سنیں ناں امی جان!۔ میں نے تڑپ کر کہا: جی میرا بیٹا! کیا بات ہے؟ اس وقت اس کی پرسوز آواز میں کیا سوز تھا، کیا اداس پن...... غم اور دکھ تھا...... میں یہ پرسوز اور پردرد انداز تخاطب دیکھ کر اور سن کر تڑپ کر رہ گئی۔ اس کو پیار کرتے ہوئے بے قراری کے عالم میں پکاری: جی بیٹا جان! بولو کیا بات ہے؟

امی جان! ڈاکٹروں کے مجھے آپریشن کے لیے بیہوش کرنے کے بعد مجھے پھر سے دوبارہ ہوش آ جائے گی نا؟؟؟ کب ہوش آئے گی مجھے؟؟ میں نے کہا: بہت جلد آ جائے گی (تقریباً 15 یا 20 منٹ بعد) ان شاء اللہ۔ وہ میری بات سن کر وہ خاموش ہو گیا، مطمئن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا...... کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی سچائی وہی ہے جو میری ماں کے منہ سے نکلتی ہے۔ ویسے ہی ہوتا ہے جیسے اس کی شفیق والدہ کہتی ہے۔

امی جان! اگر اجازت دیں تو واش روم ہو آؤں؟

میں نے پوچھا: ابوبکر پیشاب تو نہیں آیا؟ کہنے لگا: امی جان! آیا تو نہیں...... لیکن چونکہ آپریشن ہونا ہے۔ پتہ نہیں کتنی دیر لگے۔ احتیاطاً کر لوں تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا تو خاموش رہا۔ پھر اجازت طلب کرتے ہوئے بولا: امی جان! پیشاب آیا تو نہیں لیکن اگر آپ اجازت دیتی ہیں تو واش روم ہو آتا ہوں۔ میں نے پیار سے کہا: جاؤ میرا بیٹا بھاگ کر اوپر وارڈ میں چھیا (پیشاب) کر آؤ۔ وہ بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر وارڈ کی طرف چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا ابوبکر سیڑھیوں کی بجائے سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ فلیٹ سلائیڈ راستہ جو وہیل چیئرز اور سٹریچر لے جانے کے لیے بنایا گیا ہوتا ہے، پر سلیپیں لگاتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ میں نے اشارہ کیا تو بھاگ کر میرے پاس آ کر ادب سے بولا: امی جان! مجھے وہاں واش روم نہیں ملا۔ مجھے ڈر تھا کہ آپریشن کے دوران کہیں ابوبکر کو پیشاب نہ آ جائے۔لہٰذا یہ سوچ کر میں خود ہی اٹھ کر اس کو پیشاب کروانے چلی گئی۔ پیشاب کے لیے جانے کے کچھ دیر بعد میں نے واش روم میں جھانک کر تشویشناک نظروں سے دیکھا تو میرا فرمانبردار بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ میں ماں کی توقع سے زیادہ ٹائم لگا رہا ہوں تو فوراً لبیک کہتے ہوئے پکارا: امی جان! ایسے ہی آ جاؤں یا پانی بھر کر ہاتھ دھو لوں۔ میں نے کہا: جلدی ہاتھ دھو کر نکلو، لہٰذا فوری نکل آیا اور بولا: چلیں امی جان، لے چلیں مجھے آپریشن روم میں، میں تیار ہوں۔میں اسے لے کر تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی آپریشن روم کے سامنے پہنچی اور کرسی پر بیٹھ گئی اور میرا شہزادہ ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

موت سے چند لمحے قبل زندگی کے آخری کھیل تماشے:

اب میں اور ابوبکر آپریشن تھیٹر کے باہر کرسیوں پر ڈاکٹر کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ابوبکر کو زیادہ دیر سنجیدگی کے عالم میں بت بن کر بیٹھنا ایک بور اور نادلچسپ تھکا دینے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغلہ لگا۔ لہٰذا وہ اٹھ کر ہسپتال کے صحن میں کھیلنے کودنے لگا۔ بھاگنے دوڑنے لگا۔ کبھی وہ دوسری منزل کی سیڑھیاں بھاگ کر پھلانگتا ہوا چڑھنے لگتا اور کبھی تیزی سے نیچے اترتا۔ یہ اس معصوم کی زندگی کا آخری کھیل تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر سے سیڑھیوں کے دونوں جانب نصب سٹیل کے پائپوں پر سواری کر کے گھسٹتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔ یوں وہ سٹیل کے پائپوں پر سوار ہو کر بار بار جھولے لے رہا تھا اور بہت خوش ہو رہا تھا۔ کبھی وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے تمام سیڑھیاں چڑھ جاتا اور سیڑھیوں کے ساتھ وہیل چیئر والے مریضوں کے لیے بنی راہداری میں سلپنگ وسلائیڈنگ کرتا ہوا نیچے آتا۔ یہی ایک کھیل تھا جو اسے اس وقت دلچسپی کا سامان محسوس ہوا۔ یہ اس کی زندگی کا آخری کھیل تھا جس میں وہ ہنستے مسکراتے مشغول تھا اور ذرہ بھر تھکاوٹ محسوس نہ کر رہا تھا۔ ہسپتال کے عملے نے مجھ سے شکایت کی کہ اپنے بیٹے کو اپنے پاس بٹھائیں، یہ بہت شرارتیں کر رہا ہے۔ اس کا یہ اچھلنا، کودنا، بھاگنا، سلپنگ کرنا اور پائپوں پر چڑھ کر جھولے لیتے ہوئے نیچے اترنے کا شغل چوٹ لگنے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ہسپتال کے عملے کی شکایت پر میں نے ابوبکر کو منع کر دیا اور وہ میرے پاس ہی پرسکون و مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔

امی جان! آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی معاف کر دیں گی نا؟

اچانک اس شہزادے نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: پیاری امی جان! میں نے نہایت بے رخی اور سخت لہجے میں کہا: ہاں اب کیا بات ہے؟ بولا: امی جان! میں نے کل سے آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نہ تو کچھ کھایا ہے اور نہ ہی پیا ہے۔ میرے ہونٹ اور زبان بہت خشک ہو چکے ہیں، مجھ سے صحیح طرح بولا بھی نہیں جا رہا (ایسے لگتا ہے جیسے زبان لکڑی کی بن چکی ہو) اگر اجازت دیں تو میں ایک کلی کر لوں؟ میرا دل اس کی فرمانبرداری کے جذبے سے چیخ اٹھا کہ ''بیٹا ہو تو ایسا!'' میری آنکھوں میں آنسو آ گئے، میں نے آگے بڑھ کر اس کو چوما اور کہا: ہر بات میں اجازت لینے کی عادت نہیں جاتی تمہاری۔ جاؤ کر لو کلی۔ یہ گل رعنا، یہ میرا لخت جگر گیا اور کلی کر کے فوراً واپس آ گیا۔ لیکن اب اس کا چہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسردہ اور غم زدہ تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ میں اسے دیکھتے ہی تڑپ کر رہ گئی اور پکاری: کیا ہوا میرے ابوبکر بیٹے کو!!!؟...... اس قدر رونی و افسردہ شکل کیوں بنائی ہوئی ہے؟ وہ رنجیدہ ہوکر گلوگیر آواز میں بولا: امی جان! کیا کروں آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی، اسی لیے پریشان ہوں۔ کیا ہوا بیٹے؟ مجھے بھی تو کچھ پتہ چلے نا، بتاؤ جلدی۔ میں بیتابی سے بولی: آپ نے کل کہا تھا نا کہ اب کچھ کھانا پینا نہیں، اس لیے میں نے کل سے لے کر اب تک کچھ بھی کھایا پیا نہیں تھا۔ اب جبکہ میں نے کلی کی تو پانی کے دو یا تین قطرے میرے حلق کے اندر چلے گئے، امی جان! سچ سے میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا بلکہ اچانک خود بخود ایسا ہوگیا، میرا کوئی قصور نہیں۔ کیا مجھے معاف کردیں گی نا آپ...... اور ڈاکٹر تو کچھ نہیں کہیں گے نا!!؟؟ میں نے کچھ جواب دینے کے بجائے فرط جذبات کے عالم میں وارفتگی سے آگے بڑھ کر اس کو سینے سے لگا لیا اور رو پڑی۔ وہ میری آغوش میں آ کر...... میری ممتا کی محبتوں کے سمندر بنے سینے کے ساتھ لگ کر پرسکون ہوگیا...... تروتازہ ہوگیا...... دنیا کے غموں، فکروں اور اندیشوں سے بے نیاز و بے فکر ہوگیا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ میں آخری دفعہ اپنے جگر گوشے کو سینے سے لگا رہی ہوں، اس کے بعد یہ دل کی اتھاہ گہرائیوں میں مکین تو رہے گا لیکن سینے سے دور...... بہت دور...... ہمیشہ کے لیے چلا جائے گا اور کبھی واپس نہ آئے گا۔

امی جان! ہم آج ہی گھر واپس چلے جائیں گے نا؟

پھر چہرہ اوپر اٹھا کر پرامید چمکتی دمکتی آنکھوں سے میرے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا:

امی جان! ہم آج ہی گھر واپس چلے جائیں گے نا؟؟ نہیں بیٹا! آج نہیں، میرے خیال میں ہمیں کل چھٹی مل جائے گی۔ اتنے میں آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور بے ہوش کرنے والا سپاٹ کھردرے چہرے کے ساتھ ہمارے پاس آیا اور ابوبکر کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ہم کلامی کے انداز میں بڑبڑایا: ہے تو معمولی سا ابھار لیکن اسے بیہوش کرنا ہی پڑے گا۔ یہ مژدہ سنا کر وہ تنتے ہوئے سپاٹ چہرے کے ساتھ دوبارہ آپریشن روم میں چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا...... جبکہ ابوبکر اس کے اس انداز تخاطب سے ایک بار پھر بیہوش ہونے کے اعلان سے خوفزدہ سا ہو گیا، اور میری طرف رحم طلب ملتجی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا: امی جان! مجھے جلدی ہوش آ جائے گا نا۔ میں نے اس کے گالوں پر پیار کرتے ہوئے کہا: ہاں ہاں، کیوں نہیں، میرے بیٹے کو ابھی تھوڑی دیر بعد ہوش آ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ مجھے کیا علم تھا کہ میں اس معصوم سی ماں کے حکم پر قربان ہو جانے والی ننھی جان کو جھوٹی تسلیاں دے رہی ہوں۔ بیہوشی کا ناگ ابھی میرے بچے کی زندگی کو نگل جانے کو تیار پھن پھیلائے کھڑا ہے۔

امی جان! میرے جوتے کا دھیان رکھنا، مجھے آپریشن کے بعد یہی پہننا ہے:

لیجیے! وہ لمحات جانکسل آن پہنچے...... آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا...... ایک آدمی باہر نکلا...... ادھر ادھر دیکھ کر پکارا...... ابوبکر...... ابوبکر...... آ جائے...... اس کی باری آ گئی ہے...... میں نے اس موت کے ہرکارے سے پوچھا: کیا ڈاکٹر سرفراز سرجن آ گئے ہیں...... اس نے کچھ کہے سنے اور جواب دیے بغیر...... آگے بڑھ کر...... ابوبکر کا ہاتھ پکڑ لیا...... اور اسے اپنے ساتھ تیزی سے چلاتے ہوئے اور اندر لے جاتے ہوئے بولا: اس کا ویسٹ کوٹ اتار لیں...... ابوبکر نے خود نہایت احتیاط سے پہنا ہوا ویسٹ کوٹ اتار کر میرے حوالے کر دیا۔ پھر اس کے کہنے پر اپنے جوتے بھی اتار دیے...... اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے وہاں پڑی کرسی کے نیچے قرینے سے سجا دیے، اور فکر مندی سے بولا: امی جان! دیکھنا میرا جوتا کوئی اور نہ پہن لے...... مجھے آپریشن سے واپس آ کر اسے دوبارہ پہننا ہے...... آپ اس کا دھیان رکھنا...... پھر مزید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ...... اس موت کے ہرکارے نے اس کا نازک ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اسے اپنے آگے لگاتے ہوئے اندر لے گیا۔ چلتے چلتے میں نے اس کے نرم گرم رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

''جاؤ! میرے لعل...... میں تجھے اپنے رب کریم کے سپرد کرتی ہوں۔''

آپریشن تھیٹر کو جاتے وقت مڑ مڑ کر ماں کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھنا:

میں تو اسے بہت پیار کر کے...... ابلتے سینے...... اور اس کے لیے دھڑکتے دل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غماز...... بہت ساری دعائیں دینا چاہ رہی تھی...... مگر ...... ہاتھ سے پکڑ کر ...... آگے بڑھانے اور دھکیلنے والے موت کے ہرکارے نے...... میری ایک نہ سنی...... مجھے صحیح طرح اس کا چہرہ بھی نہ دیکھنے دیا...... پھر میری آنکھوں نے ایک دل ہلا دینے والا......لرزا دینے والا......تڑپا دینے والا...... بے بسی و بے کسی اور لاچارگی پر مبنی نظارہ دیکھا...... لے جانے والا ابوبکر کو زبردستی آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھائے چلا جا رہا تھا......ابوبکر کے ننھے منے قدم منوں بھاری ہو چکے تھے...... لیکن وہ بے بس و کمزور مقتل کی طرف، سراسیمگی و خوف کے عالم میں ڈرا ڈرا سہما سہما چلا جا رہا تھا...... کہ اچانک ابوبکر نے ...... ہاں میرے شہزادے نے...... میرے دل کے ٹکڑے نے...... میرے لخت جگر نے...... میرے جگر گوشے نے...... میری آنکھوں کے نور نے...... میرے دل کے چین اور سرور نے...... التجائیہ انداز میں مڑ کر میری طرف دیکھا...... مجھے ایسے لگا جیسے وہ زبان حال سے مجھے کہہ رہا ہو......

امی جان! میرا آپریشن کروانے کو دل نہیں مان رہا...... کاش! آپ مجھے واپسی کا حکم دے دیں......اور میں بھاگ کر آپ کے رحمت و شفقت بھرے سینے سے چمٹ جاؤں...... پھر یہ لاکھ مجھے آپ سے جدا کرنا چاہیں لیکن نہ کر سکیں......

ابوبکر کا آپریشن پر دل مطمئن نہیں تھا...... وہ مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا...... کہ شاید امی جان ایک بار اپنی زبان سے کہہ دیں...... ابوبکر آ جاؤ واپس، ہمیں نہیں کروانا آپریشن...... ہم آپریشن کے بغیر ہی ٹھیک ہیں......اور پھر وہ بھاگ کر ممتا کی آغوش میں چھپ جائے...... یہ کہتے ہوئے اپنی ماں کے چہرے پر پیار سے بوسے دے کہ امی جان میں تو پہلے ہی آپریشن کے لیے تیار نہیں تھا۔ صرف آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا تھا اگرچہ آپ کے حکم کی بجاآوری میں میں ڈاکٹروں کے نشتروں سے بوٹی بوٹی ہو کر قربان بھی ہو جاتا، کیونکہ کامیابی و جنت آپ کی فرمانبرداری میں اور آپ کے قدموں کے نیچے ہے۔

میں نے جب ابوبکر کو معنی خیز ملتجی نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا...... تو میرا کلیجہ کٹ کر رہ گیا...... کیا کروں؟...... کیا کروں؟...... ہائے میں کیا کروں؟...... میرا جگر مجھے مدد کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا رہا ہے...... ایک ماں ہوں نا...... ماں اپنے بیٹے کو جسے دو سال تک اپنے سینے سے چمٹا کر...... اپنا دودھ پلا کر...... پالا پوسا ہوتا ہے...... اس کا یہ خون آخر جوش مارتا ہے...... اس خون کے اندر محبت کے طوفان اٹھتے ہی ہیں...... پیار کے آتش فشاں پھٹتے ہی ہیں...... لاڈ اور شفقت کے سیلاب امڈ تے ہی ہیں...... میں بھی ایک ماں تھی آخر...... دل میں اٹھنے والے طوفان بھرے ارمان آنکھوں سے...... منہ زور ریلے بن کر...... بہنے ہی والے تھے کہ...... میں نے فوراً اپنے دل کو پتھر کا بنالیا...... جذبات سے عاری چہرہ بنا کر...... زبردستی کی مصنوعی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر...... کھوکھلا حوصلہ دیتے ہوئے...... ہاتھ کا اشارہ کر دیا کہ......

جاؤ میرے چاند...... آپریشن تھیٹر کی طرف......(پچکارتے ہوئے) کچھ نہیں ہوتا میرے چاند کو......شاباش بے خطر چلے جاؤ بیٹا......

اطاعت کے پہاڑ...... فرمانبرداری کے کوہِ گراں، میرے بیٹے نے جب دیکھا کہ آخری دم بھی ماں کا حکم یہی ہے کہ میں آپریشن کے لیے چلا جاؤں ......تو مسکراتے ہوئے ایک شان بے نیازی اور وقار سے مقتل کی طرف بڑھنے لگا...... اور ہسپتال کے عملے یا ڈاکٹروں میں سے کسی کو کہنے کی ضرورت نہ پڑی...... اور نہ ہی اس کو اٹھا کر آپریشن ٹیبل پر لٹانے کی ضرورت پڑی...... بلکہ ننھا ابوبکر مسکراتے ہوئے...... ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے...... خود آپریشن ٹیبل پر چڑھ کر بیٹھ گیا...... ماں بدنصیب کا جو حکم تھا...... جسے وہ کبھی...... کسی بھی صورت میں...... ٹال نہ سکتا تھا۔

وہ آپریشن ٹیبل پر بیٹھا ہوا...... مسکرا رہا تھا......اور زبان حال سے کہہ رہا تھا......

میری جنت......میری شفیق ماں کا حکم تھا...... لو میں آ گیا ہوں......حاضر ہوں......جو چاہو کرو...... میں اف بھی نہ کروں گا......تاکہ میری ماں کو یہ شکایت نہ ہو......کہ ابوبکر نے اطاعت کا حق ادا نہیں کیا......اور وہ آخری لمحات میں ڈول گیا تھا...... یا اس کے پاؤں میں لغزش آ گئی تھی...... میں حاضر ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے فرمانبردار معصوم بیٹے ابوبکر کی الوداعی نظروں کا مفہوم شاید میں الفاظ کے پیرہن میں بیان نہ کرسکوں۔ ابوبکر کبھی ایک منٹ کے لیے بھی مجھ سے دوری برداشت نہ کرتا تھا۔ حتیٰ کہ رات کو سوتے وقت بھی اس کی طمع، لالچ اور حرص والتجا یہی ہوتی تھی: امی جان! مجھے اپنے سے دور نہ کریں بلکہ اپنے پاس لیٹنے کے لیے...... اپنے قدموں میں، پائنتی پر...... تھوڑی سی جگہ دے دیں...... اس آخری گھڑی بھی ابوبکر کی خواہش تھی کہ میں آپریشن کے دوران اس کے سر پر رحمت کا سایہ بن کر جلوہ افروز رہوں...... یوں اس کے دل کو تقویت محسوس ہوگی اور وہ ایسے لمحات میں ممتا کی آغوش کے پیار کی طاقت وقوت سے محروم نہیں رہے گا۔ یا اس کی خواہش تھی کہ میں اس کے ساتھ آپریشن روم میں جاؤں...... یعنی وہ میری معیت وہمراہی میں آپریشن روم میں داخل ہو۔ میں اس کی خواہش پر لبیک نہ کہہ سکی، کیوں کہ میں جھجکی کہ آپریشن تھیٹر کے قوانین آڑے آئیں گے...... ڈاکٹر اجازت نہ دیں گے، یا وہ کیا کہیں گے...... مجھے جرأت نہ ہوئی کہ میں اپنی اور ابوبکر کی اس خواہش کا ان کے سامنے اظہار کر پاتی......

اندر آپریشن روم میں...... آپریشن کے چیر پھاڑ کرنے اور کاٹنے والے آلات...... اور بڑی بڑی مشینوں...... منہ پر ماسک چڑھائے عملے کے افراد کو دیکھ کر...... یکدم میرے لعل کو کتنا شدید اکیلا پن محسوس ہوا ہوگا...... وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس اور لاچار محسوس کر رہا ہوگا...... غیروں میں...... چیر پھاڑ کرنے والوں میں...... اپنے آپ کو تنہا اور بے یارو مددگار...... سمجھ رہا ہوگا۔

اچانک کھٹ سے آپریشن تھیٹر کا دروازہ بند ہوگیا......!!! میں دیوانہ وار لپکی کہ اندر داخل ہوجاؤں...... اپنے لختِ جگر کے پاس پہنچ جاؤں...... لیکن یہ سوچ کر وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی کہ یہ مجھے اندر نہیں جانے دیں گے، بے چارگی سے واپس آ کر کرسی پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگی کہ کب میرا ابوبکر مسکراتا ہوا باہر نکلے اور میں اس کو لے کر وارڈ میں بیڈ پر چلی جاؤں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقتل میں قتل سے پہلے قہقہے:

تھوڑی دیر بعد اچانک آپریشن روم سے ڈاکٹروں اور نرسوں کے ہنسنے کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے آگے بڑھ کر آپریشن روم کا دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانکا تو ڈاکٹر اور نرسیں ابوبکر کے اردگرد کھڑے قہقہے لگا رہے تھے۔ اور ابوبکر ایک سائیڈ پر کھڑا معصومیت کے عالم میں خود بھی مسکرا کر ان کا ساتھ دے رہا تھا۔ اور اس کی آواز میرے کانوں میں آ رہی تھی:

"نہیں جی! میں نے تو نہیں کیا ناشتا...... مجھے پتہ ہے ایسا کرنے سے آپریشن کے دوران قے ہو جاتی ہے۔"

یہ میرا آخری دیدار تھا اس ننھے فرشتے کا...... جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہوش و حواس میں مسکرا رہا تھا اور پٹاخ پٹاخ باتیں کر رہا تھا۔ اس وقت میرے دل و دماغ کے نہاں خانوں میں کہیں یہ شعور تک نہ تھا کہ میں اب اس کے بعد دوبارہ اپنے دل کے ٹکڑے کو کبھی ہنستے مسکراتے ہوئے نہ دیکھ سکوں گی۔ یہ اس کی ہمارے درمیان گزری زندگی کا آخری دیدار ثابت ہوگا...... میں دوبارہ تھیٹر سے باہر لگی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی اور اللہ کے حضور دعائیں کرنے لگی: اے مالک کائنات...... اے کمزوروں بے کسوں، بے بسوں اور غریبوں کے والی!...... میرا بچہ تیرے سپرد۔ میں اس کے لیے آپریشن کی کامیابی کی دعائیں مانگنا چاہتی تھی مگر بے اختیار میرے منہ سے یہی دعا نکلتی جا رہی تھی:

"اے رب ذوالجلال والاکرام!...... میرے بیٹے کو ہماری آخرت کی کامیابی کا ذریعہ اور اخروی نجات کا سبب بنا۔"

یہ دعائیں تو میں روزانہ کرتی تھی کہ اے میرے مالک! میرے بچوں کو نیک بنا...... ان کو شیطان کے شر سے محفوظ فرما...... ان کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا...... اے اللہ!...... ان کو دین و دنیا کی کامیابیاں، کامرانیاں اور ترقیاں عطا فرما...... میرے مالک!...... ہم سب کو ہر وہ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تجھے پسند ہیں اور ہر وہ کام کرنے سے باز رکھ جو تجھے ناپسند ہیں۔

اس قسم کی بہت ساری دعائیں میں اس وقت بھی کرتی جارہی تھی۔ میں دعا ابوبکر کے آپریشن کی کامیابی کی کرنا چاہ رہی تھی مگر میرے خالق و مالک کو کچھ اور ہی منظور تھا...... وہ بے اختیار میرے منہ سے دعائیں بھی ایسی نکلوا رہا تھا...... جو شاید اب جب تک میری زندگی ہے...... سانسوں کی مالا باقی و سلامت ہے...... میں ہمیشہ اپنے رب سے مانگتی رہوں گی کہ میرے مالک، خالق کائنات، مدبر ارض و سماء! میرے ابوبکر اور میرے علی نقاش ❶ کو ہماری نجات کا ذریعہ بنا۔ ہماری آخرت کی کامیابی کا سبب بنا...... اور قیامت والے دن ان کو ہمارا سفارشی بنا......

موت سے 2 منٹ پہلے کی باتیں اور رب کریم کی رضا کی تلاش:

کیا ہے انساں جس پہ شیدا ہورہا ہے یہ جہاں
ایک مٹی کی عمارت، ایک مٹی کا مکاں

خون کا گارا بنا، اینٹیں بنی ہیں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں

موت کی پُر زور آندھی جس دم آ ٹکرائے گی
یہ عمارت ٹوٹ کر پھر خاک میں مل جائے گی

آپریشن روم سے مسلسل آوازیں آرہی تھیں۔ مجھے تجسس ہوا پتہ نہیں کیا بات ہے جس کی وجہ سے عملہ مسلسل ہنس رہا ہے۔ میں نے آپریشن کے عملہ میں شامل ایک نرس کے آپریشن کے بعد پوچھا کہ کیا بات تھی جس کی بنا پر آپ لوگ مسلسل قہقہے لگا رہے تھے؟......

❶ ''علی نقاش'' میرے اس مرحوم بیٹے کا نام ہے جو دنیا میں آنے کے 24 گھنٹے بعد ہی ہمیں داغ مفارقت دیتے ہوئے شہر خموشاں کا مکین بن گیا تھا، اب ابوبکر دوسرا بیٹا ہے جو 9 سال کی رفاقت کے بعد میرے مالک کے پاس جنت کا مہمان بنا۔ ان شاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس نے مندرجہ ذیل تفصیلات بیان کیں:

آپریشن کرنا کروانا ہمارا روزانہ کا معمول ہے، لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور ہم انہیں بھول جاتے ہیں لیکن ابوبکر کے اندر اللہ جانے کیا کشش تھی کہ وہ ہمیں بہت پیارا لگ رہا تھا۔ وہ بہت پیاری باتیں کر رہا تھا۔ ہم ڈاکٹر کے آنے سے اور آپریشن شروع ہونے سے پہلے اس کا دل لگا رہی تھیں۔ ہمیں عام طور پر بچے اتنے پیارے نہیں لگتے جتنا ابوبکر لگ رہا تھا۔ اس نے اپنی باتوں سے ہمیں بہت متاثر کیا۔ بہت ذہین اور ہوشیار مگر شرمیلا بچہ تھا۔ ہم نے اس سے کافی باتیں کیں۔ ہم نے پوچھا: تم کون سے سکول اور کون سی کلاس میں پڑھتے ہو؟ کہنے لگا: سر خلیل والے اقرا روضۃ الاطفال کھجور والی مسجد شاہدرہ کے قریب واقع، سکول میں ون کلاس کا طالب علم ہوں۔ ہم نے کہا: ون میں ہو گئے ہو، پھر تو تم کافی بڑے ہو گئے ہو...... تمہاری تو اب شادی کر دینی چاہیے۔ (ایک نرس بولی) مجھ سے شادی کرلو۔ ایک دوسری نرس ٹوک کر کہنے لگی: نہیں ابوبکر! میں اس سے زیادہ خوبصورت اور پیاری ہوں مجھ سے شادی کرلو...... وہ شرما کر آنکھیں جھکا رہا تھا...... ہم اس کے سامنے جدھر ہوتیں، وہ نظریں جھکا کر منہ دوسری طرف پھیر لیتا ...... اور کوئی جواب نہ دے رہا تھا...... ہم نے کہا: چلو ہم سب لڑکیوں میں سے کسی ایک کو پسند کرلو، پھر اس سے شادی کر لینا...... وہ ہماری ہر بات کا پٹاخ پٹاخ جواب دے رہا تھا...... مگر ہماری ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے رہا تھا اور ہم اس کی شرماہٹ پر ہنس رہی تھیں۔

ایسی ہی خوش گپیاں جاری تھیں، ہم اس ننھے شہزادے اور معصوم فرشتے کا دل لگا رہی تھیں کہ سرجن آ گیا۔ اب بیہوشی کا ڈاکٹر ڈاکٹر کامران اور سرجن آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اسے بیہوشی کا انجکشن لگا دیتے ہیں۔ بیہوش کرنے کا ذکر سن کر ابوبکر ٹیبل پر اٹھ کر بیٹھ گیا، کہنے لگا: مجھے نہیں بیہوش ہونا...... مجھے میری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امی جان کے پاس جانے دو ...... یا انہیں یہاں بلا لاؤ۔ ہم نے کہا: نہیں ابوبکر! ہم آپ کو بیہوش نہیں کریں گے اور نہ ہی بیہوشی کا انجکشن لگائیں گے، تم لیٹے رہو۔ محبتوں کا متلاشی ابوبکر تسلی دینے پر پھر سٹریچر پر لیٹ گیا۔ جب ہم بیہوش کرنے کا آلہ اس کی ناک کے قریب لائے اور ٹیوب اس کے منہ میں ڈالنے لگے تو کہنے لگا: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟...... اسے میرے منہ سے دور کرو...... اور مجھ سے باتیں کرو...... ہم نے کہا: یہ آلہ تو ہم آپ کے ناک کے قریب اس لیے لا رہے ہیں کہ آپ کو گانے سنائیں...... وہ ترت کہنے لگا:...... نہیں جی! سنا تو کانوں سے جاتا ہے، ناک سے تو نہیں...... اور گانے تو ......!!!......؟؟......!! اس کے بعد وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا اور بیہوش ہو گیا......

میں ماں یہ سن کر رو پڑی اور بولی: بہن وہ فقرہ میں مکمل کر دیتی ہوں، وہ ایسے موقع پر اپنا مشہور موقف ان جملوں کے ذریعہ بیان کرتا تھا اور وہی وہ کہنے لگا تھا کہ......

اور گانے تو شیطان کے بھائی سنتے ہیں، گانے سننے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں......

یہ تھا ابوبکر کا اپنی زندگی کا آخری کلام، آخری لمحات زندگی میں بھی وہ اللہ ذوالجلال کی ناراضی کے خوف سے کانپ رہا تھا......اور اپنی معصوم زندگی کا اختتام کرتے ہوئے بھی یہ اعلان کر رہا تھا کہ گانے سن کر میں شیطان کا بھائی بن کر اپنے رب کریم کو ناراض نہیں کر سکتا۔ واہ ابوبکر! قربان جاؤں تیری اپنے خالق و مالک اور رب کریم سے محبت کے معصوم جذبوں کے......تو کتنا خیال رکھتا تھا اپنے رب کی خوشنودی و رضا کے حصول کا...... وہ یقیناً تیرے ان محبتوں کے پیامبر جذبات کی قدردانی کرے گا۔ وہ تو قدردانوں کا سب سے بڑا قدردان ہے۔

آپریشن روم کا دروازہ بند تھا۔ اندر کیا ہو رہا ہے مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ میں اب طاہر صاحب کو اور اپنی بہنوں وغیرہ کو ابوبکر کے آپریشن تھیٹر میں لے جانے کی اطلاع اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائے صحت کی اپیل موبائل میسج کے ذریعہ کر رہی تھی۔ اس کام کے بعد اب میں نے...... نمناک آنکھوں کے ساتھ...... گرم گرم آنسوؤں کے ساتھ...... نرم دم گفتگو گرم دم جستجو کے ملے جلے جذبات کے ساتھ...... لرزتے ہاتھوں...... کانپتی ٹانگوں اور...... لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ...... رب ذوالجلال کی بارگاہ میں...... ابوبکر کے لیے دعائے صحت کے لیے ہاتھ بلند کر دیے اور دعائیں...... التجائیں...... فریادیں...... کرنے لگی۔''

یہ تو تھے ماں کے ساتھ گزارے آخری دو دنوں کی یادوں کے چند کربناک والمناک مناظر...... جنہیں ماں بیان کرتے کرتے بے اختیار بہنے والے آنسوؤں کے سیلاب میں شرابور ہوتی رہی، اور اب مزید اس میں دم خم نہیں کہ اپنے مظلوم بیٹے پر بیتنے والے جانکسل لمحات کا ذکر کر سکے۔

قارئین کرام!...... یہ دو دن کی انمول یادوں کی وہ سوغات تھی جو اس کی شفیق ماں کے محبتوں بھرے سینے میں قید تھی۔ بڑے اصرار اور کوشش اور کئی ہفتوں کی محنت کے بعد ابوبکر کی والدہ سے لکھوا سکا ہوں۔ آنسوؤں کی روانی...... اور سسکیوں کی جولانی...... اور آہوں اور نالوں کی طغیانی اسے لکھنے نہیں دیتی...... اب بھی وہ مسلسل رو رہی ہیں اور میں نے ان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا: ٹھیک ہے، ہمارے لیے ابوبکر کی یادوں کا انمول و حسین خزانہ اتنا ہی کافی ہے جو آپ نے صفحہ قرطاس پر بکھیر دیا۔ ماں ہے نا...... حساس ہے...... اس کی یاد کا ایک ایک لمحہ اس کو بے قرار و بے تاب کیے رہتا ہے...... اور وہ ابوبکر کے فراق کے غم میں بیمار ہو جاتی ہے۔ بقول شاعر پکار اٹھتی ہے: اے ابوبکر شہزادے!

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے سنگ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

''ابوبکر کو آپریشن تھیٹر لے گئے ہیں دعا کریں'':

میں اپنے بیٹے شرجیل کو مسلم ماڈل ہائی سکول عقب سیکرٹریٹ لاہور میں چھوڑ کر واپس دارالابلاغ کے آفس واقع اردو بازار لاہور آ گیا۔ ابھی مجھے آئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کی والدہ کا فون آیا: ابوبکر کو آپریشن تھیٹر لے گئے ہیں، دعا کریں، اللہ کریم اسے عافیت سے ہمارے درمیان لوٹائے۔ ماں کی آواز میں لرزش تھی، کپکپاہٹ تھی، ایک التجا تھی...... ایک تڑپ تھی...... بے قراری تھی...... پریشانی وغم کا ایک طوفان تھا...... کیوں؟ اس لیے کہ وہ ''ماں'' جو تھی۔

ایک ماں اپنی اولاد کے لیے دنیا میں سب سے زیادہ حساس اور قربان ہوجانے کے جذبات رکھتی ہے۔ اگر اولاد کو کانٹا بھی چبھ جائے تو اس کی جان پر بن جاتی ہے...... وہ تڑپتی ہے...... سسکتی ہے...... بلبلاتی ہے...... روتی ہے...... کرلاتی ہے...... آسمان والے کے سامنے جھولیاں پھیلا پھیلا کر دعائیں اور اس کی صحت یابی کی فریادیں کرتی ہے...... اور دوسروں کی منت وسماجت کرتی ہے کہ وہ بھی اس کے لعل کے لیے شافی الامراض کے دربار میں دعا کریں...... یہاں تو کانٹا چبھنے کا نہیں بلکہ آپریشن کا مرحلہ تھا...... ماں کیوں نہ تڑپتی!!! میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا: اے اللہ کی نیک بندی! صبر کرو، پریشان نہ ہو، چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں: برائے نام 5 منٹ کا آپریشن ہے۔ ابھی پندرہ منٹ بعد ابوبکر دوبارہ تمہارے پاس آ جائے گا...... اور تجھے دیکھتے ہی مسکراہٹوں کی برکھا برسائے گا۔ اور اپنی عادت کے مطابق تمہارے چہرے کو عقیدت و احترام سے چومنے لگے گا...... شرمائے گا...... مسکرائے گا...... جہادی نغمے گنگنائے گا...... اور تمہیں خوب ہنسائے گا۔

موت کی آغوش میں بیہوشیوں کے لمحاتِ جان گداز:

بیہوش کرنے والے ''قابل'' ڈاکٹر کامران نے دنیا میں عام مروجہ طریقہ نہ اپنایا جس کے تحت چھوٹی سی بے ضرر چربی کی پھنسی والی جگہ انجکشن لگا کر اسے سن کر لینا تھا۔ اور پھر ان کے مطابق پانچ منٹ کا آپریشن ہو جانا تھا۔ قاتل ڈاکٹر نے ننھے ابوبکر کو مکمل بیہوشی General Anaesthesia دے دیا۔ بیہوشی کی دوا ابوبکر کے جسم میں ناک کے ذریعے مسلسل جارہی تھی جو کہ ایک تھوڑی سی مخصوص مقدار میں دینی تھی۔ ڈاکٹر صاحب عملے کی نرسوں سے خوش گپیوں میں مصروف تھے جبکہ ابوبکر بیہوشی کی دوا زیادہ مقدار میں جسم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کی بنا پر بیہوشیوں کے جانگداز اور جانگسل لمحات سے گزرتے ہوئے موت کی وادی کی طرف محوسفر تھا...... جبکہ ''قاتل'' ڈاکٹر اپنی موج مستیوں میں مصروف...... یوں آپریشن کے بعد بیہوش کرنے والوں کی بیہوشی و مدہوشی اور غفلت کی وجہ سے اچانک کمپیوٹر کی سکرین پر ظاہر ہوا کہ ابوبکر کے پھیپھڑے کام کرنا چھوڑتے جارہے ہیں اور پھر یہی الارم دل کے متعلق بھی بج اٹھا، تو عملے میں سے کسی کی نظر پڑ گئی۔ اس نے غائب ہوجانے والے بیہوشی کے ''قابل'' ڈاکٹر کو فوری اطلاع دی۔

اصل میں بیہوش کرنے کے لیے دی جانے والی گیس کے دو جزو لازمی ہوتے ہیں۔

① ...... آکسیجن ② ...... نائٹروجن۔ ان قابل ڈاکٹر نے نائٹروجن کی مقدار اس قدر جسم میں داخل کردی کہ اس نے جسم میں موجود آکسیجن کو ختم کردیا حتی کہ پھیپھڑوں میں اللہ کریم نے جو 33 فیصد آکسیجن کسی ہنگامی صورت حال سے مقابلہ کرنے کے لیے اضافی طور پر رکھی ہوتی ہے، وہ بھی نہ رہی۔ یوں ابوبکر کے پھیپھڑے (Lungs) سانس لینے کے عمل کو جاری رکھنے کے بجائے نائٹروجن کی مقدار کے زیادہ ہوجانے سے آپس میں چپک گئے۔ جب آکسیجن زیرو ہوگئی اور نائٹروجن کی سپلائی مسلسل جاری رہی تو دل کو آکسیجن نہ پہنچ سکی۔ یوں دل بھی اپنا کام چھوڑنے لگا اور ابوبکر کا سانس تیزی سے ختم ہونے لگا:

جب ڈاکٹر کو اطلاع دی گئی تو اس نے فوری مصنوعی آکسیجن جاری کی۔ مختلف انجکشن اور ادویات طلب کیں جو اسے مہیا کی جانے لگیں۔ اور وہ اپنی مزید ''قابلیت'' (قاتلیت) دکھانے میں مصروف ہوگیا۔

خدا کے لیے فوری ہسپتال پہنچیں:

ایک گھنٹہ بعد ابوبکر کی والدہ کا فون آیا۔ پانچ منٹ چھوڑو، پندرہ منٹ اور آدھ گھنٹہ چھوڑو بلکہ اب تو ایک گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ ابوبکر کیسا ہے؟...... اس کا آپریشن مکمل ہوگیا؟ ...... اسے باہر کیوں نہیں لارہے؟ ...... 5 منٹ کی بجائے دوسرا گھنٹہ کیوں شروع ہوگیا ہے...... میں مسلسل آپریشن تھیٹر کے عملہ سے دریافت کررہی ہوں لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مجھے کچھ بتا کیوں نہیں رہے؟...... کوئی کچھ جواب نہیں دے رہا۔ بس کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں ابھی آپریشن جاری ہے، دعا کریں ...... پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے جو کچھ بتا نہیں رہے اور آپریشن بیس تیس منٹوں اور اب گھنٹوں پر محیط کیوں ہو گیا ہے؟ میں نے ابوبکر کی والدہ ماجدہ اور اپنی شریک حیات کو تو تسلی دے دی لیکن خود اندر سے ہل کر رہ گیا۔ اور طرح طرح کے اندیشے اور وسوسے سر اٹھانے لگے۔

انہوں نے ابوبکر کو ''کچھ'' کر دیا ہے جلدی پہنچیں:

ابھی میں اندیشوں کے بھنور میں غوطے کھا رہا تھا کہ اہلیہ روبینہ کا فون دوبارہ آیا۔ وہ زار و قطار رو رہی تھی اور التجا کر رہی تھی کہ جیسے ممکن ہو جلد از جلد ہسپتال پہنچیں۔ میں نے کہا: میں نے بھائی عبدالصبور کو ایمرجنسی حالات سے نمٹنے کے لیے کہ شاید کسی دوا کے لیے ضرورت پڑ جائے، بینک سے کچھ پیسے لینے بھیجا ہے، بس ابھی آ رہا ہوں۔ روبینہ روتے ہوئے سسکی: رہنے دیں سب کچھ، بس جلدی پہنچیں۔ مجھے لگتا ہے انہوں نے ابوبکر کو ''کچھ'' کر دیا ہے۔ انہوں نے فوری طور پر باقی تمام آپریشن ملتوی کر دینے کا اعلان کر دیا ہے...... ایک نرس دو دفعہ تیزی سے آپریشن تھیٹر کے متبادل خفیہ راستے سے نکل کر میڈیکل سٹور تک گئی ہے اور کچھ دوائیاں لے کر آپریشن تھیٹر میں گھس گئی ہے۔ پتہ نہیں کیوں ہسپتال کے عملہ نے آپریشن تھیٹر کا مین گیٹ بھی بند کر دیا ہے۔ سب کو آپریشن تھیٹر میں یا اس طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ میرے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دے رہا...... عملے مسلسل مجھ سے اور ہسپتال میں موجود لوگوں سے کچھ چھپا رہا ہے...... خطرناک اندیشوں میں میرا کلیجہ پھٹا جا رہا ہے۔ اور پھر اس ممتا کی ماری سے بات کرنی مشکل ہو گئی...... وہ دھاڑیں مار مار کر مگر گھٹی گھٹی آواز میں مسلسل روئے جا رہی تھی۔ میں نے حوصلہ دیا...... کچھ دیر بعد اپنے اوپر کسی حد تک کنٹرول کر کے کہنے لگی:

بینک سے پیسے وغیرہ چھوڑیں اور فوراً یہاں پہنچیں...... ڈاکٹر کہہ رہا ہے فوری طور پر اس کے والد کو بلائیں...... لگتا ہے انہوں نے ابوبکر کو ''کچھ'' کر دیا ہے...... پہلے مدہوش تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اب سب بھاگے پھر رہے ہیں.....کوئی کچھ نہیں سن رہا اور نہ ہی جواب دے رہا ہے......"

پھر سسکیاں، آہیں، نالے......دلخراش و دل پاش گھٹی گھٹی چیخیں، کہ کوئی اور نہ سن لے۔

دل مضطرب کی چیخیں اور ابوبکر سے خطاب:

یہ بے بسی و بے کسی اور بے چارگی پر مبنی چیخیں سن کر میرا دل دہل گیا اور میں اپنی بائیک پر دیوانہ وار نواز شریف ہسپتال کی طرف بھاگا۔ میں ہواؤں کے دوش پر اڑتا ہوا...... بائیک دوڑاتا چلا جا رہا تھا......لیکن میرا دل اور زبان مل کر ابوبکر کو پکار رہے تھے......

نا، نا میرے لاڈلے بیٹے مجھے چھوڑ کر نہ جانا...... میں آ رہا ہوں...... کتنے ننھے معصوم وعدے کیے ہوئے ہیں تم نے مجھ سے...... مجھ سے کہتے تھے:

ابی جان!...... آپ ہمارے لیے کتنی محنت کرتے ہیں...... صبح سے لے کر شام تک کام کرتے ہیں...... مجھے تھوڑا سا بڑا ہو لینے دیں...... پھر مجھے آپ کو کام نہیں کرنے دینا......آپ گھر میں بیٹھا کریں گے...... اور شام کو میں اتنے زیادہ (دونوں بازو فضا میں پھیلا کر) پیسے لا کر آپ کو دیا کروں گا...... جیسے آپ ہمیں اب لا کر دیتے ہیں...... پھر آپ کو کام نہ کرنا پڑے گا...... بس آرام کرنا ہو گا......۔

نا، نا ننھے ابوبکر...... ہمیں چھوڑ کر نہ جانا...... یہ معصوم سے وعدے کر کے...... میرے بیٹے...... میں تم اکیلے کو ان قصائیوں کے چھروں اور نشتروں سے ذبح ہونے کے لیے ......بے یارو مددگار چھوڑ کر کیوں چلا آیا...... بیٹا...... اے میرا بیٹا...... اے ابوبکر بیٹا......ذرا سا صبر کر، میں آ رہا ہوں...... تیرا شفیق و مونس باپ...... تیری ایک مسکان پر قربان ہو جانے والا...... تیرا غمگسار باپ آ رہا ہے......بس تھوڑا سا صبر کر...... اپنے ابھرتے ڈوبتے سانسوں کی مالا کو ٹوٹنے نہ دینا......میں تمہارے پاس پہنچا ہی چاہتا ہوں...... نا، نا بیٹا! مجھے چھوڑنا مت......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ تیرا یہ باپ بھی تیرے ساتھ مرجائے گا ...... زندہ رہا بھی تو زندہ لاش بن جائے گا...... بیٹا دور نہ جانا...... میری جان...... میں تیری جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کرسکتا......۔

آنکھوں سے آنسو بہاتا......موہوم اندیشوں کے بھنور میں گرفتار...... میں آپریشن تھیٹر پہنچا...... وہاں پہلے سے بے قراری اور لاچاری میں روتی بلکتی روبینہ نقاش کو پایا...... مجھے دیکھتے ہی جیسے اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے ہوں...... گلے لگ کر سسکتے ہوئے کہنے لگی: پچیس منٹ قبل انہوں نے مجھے آپریشن روم میں لے جاکر ابوبکر کو دکھایا ہے...... ایسے لگتا ہے جیسے اس کی سانس کا رشتہ اس کے دل سے ٹوٹ چکا ہے......اور روح جسم کا ساتھ چھوڑ کر پرواز کرچکی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں بھی ساکن ہیں ...... جسم کا رنگ بدل چکا ہے...... لیکن ڈاکٹر کہہ رہے ہیں: یہ ابھی زندہ ہے اور...... اس کے پھیپھڑے اور دل کام کرنا چھوڑتے جارہے ہیں...... کہتے ہیں: آپ دعا کریں اللہ اس کی سانسیں چلا دے...... ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اس کی جان بچانے کی۔

بیہوشیوں کی وادی میں ابوبکر سے ملاقات:

اتنے میں آپریشن روم کے عملے نے مجھے دیکھتے ہی اندر بلا لیا۔ وہ ہم دونوں میاں بیوی کو آپریشن روم کی طرف لے کر جانے لگے...... میرا دل یاس و امید کی آنچ پر سلگتا ہوا دھک دھک کر رہا تھا...... کسی بھی طوفان و حادثہ کا سامنا کرنے سے گھبرا رہا تھا...... انہی سوچوں میں گرفتار مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ کب میں آپریشن روم میں...... سٹریچر پر پڑے...... اپنے پھول سے ابوبکر کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔ اب اپنے آپ کو مجرم خیال کرتے ہوئے...... قصاب ڈاکٹر کی غفلت کی پھانسی پر جھول جانے والے معصوم کے سامنے تھا...... ہسپتال کی نرسیں اور ڈاکٹر اپنی خوش گپیاں چھوڑ کر یکدم سنجیدہ ہوگئے تھے...... خاموش ہوگئے تھے...... میں نے دفعتاً نظریں اٹھا کر دیکھا...... میرا پیارا...... راج دلارا...... آنکھوں کا ...... دل کا سہارا...... میرا معصوم ابوبکر...... میرے سامنے سٹریچر پر...... بے بسی و بے کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندہ و مجسم تصویر بنا پڑا تھا...... بالکل خاموش تھا...... آنکھیں بند تھیں...... ہونٹ ساکت و جامد تھے......منہ تھوڑا سا کھلا تھا.......... ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہا ہو...... مجھے ایسے لگا جیسے کسی نے میرے دل پر زور سے مکا مار دیا ہو...... اور میرا دل پھٹتا جا رہا ہو...... میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ ابوبکر کا بازو پکڑا...... اس کے ہاتھوں کی انگلیاں نیلی ہو چکی تھیں...... میں نے نبض دیکھنے کے لیے کلائی تھامی...... اف......نبض کا کہیں دور دور تک نام و نشان نہ تھا...... ایسے لگ رہا تھا...... اس معصوم کی سانسوں کی مالا کافی پہلے کی ٹوٹ چکی ہے...... بکھر چکی ہے......نبض ساکت تھی...... دل خاموش و جامد...... چہرے کی طرف دیکھا...... اف میرے اللہ...... سرخ و گلابی ہونٹ نیلے ہوئے پڑے تھے...... باقی جسم پر بھی نیلاہٹ پھیلی ہوئی تھی...... بائیں آنکھ کے اوپر آپریشن کے بعد (شاید) پٹی کردی گئی تھی...... جن کپڑوں میں تھوڑی دیر پہلے...... گھر سے شہزادہ بن کر آیا تھا...... انہی میں ملبوس ایسے نظر آ رہا تھا جیسے ابھی ابھی گہری نیند سو گیا ہو......

خاموش چیخیں...... ابوبکر! آنکھیں کھولو اور منہ سے کچھ بولو:

میں تھا کہ ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم'' کی صورت بت بنا کھڑا تھا...... اچانک دل میں آیا کہ ابوبکر نیم بیہوشی میں ہے، اسے پکاروں تو سہی، میری آواز سنتے ہی وہ اپنی عادت کے مطابق ہلکی سی آواز میں ہی سہی مگر یہ جواب ضرور دے گا: ''جی ابی جان! میں یہاں ہوں''۔ اتنا ضرور کہے گا، لہٰذا میں نے بے ساختگی کے عالم میں ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر......اف یہ تو ٹھنڈا یخ ہوا پڑا تھا...... جیسے برف میں لگا ہوا ہو...... زندگی کی گرمی......خون کی تپش و روانی...... اس میں سرے سے غائب تھی...... لیکن پھر بھی موہوم امیدوں کے چراغ جلاتے ہوئے، اس کے ننھے ہاتھ کو دباتے ہوئے، اسے مخاطب کرتے ہوئے پکارا:

''ابوبکر!...... پیارے ابوبکر!...... اے میرے پیارے ابوبکر!...... میری آواز سن کر فوراً جی ابی جان! کہنے والے ابوبکر!...... بیٹے آنکھیں تو کھولو......اور منہ سے کچھ بولو...... بیٹا! ایک دفعہ اپنی موٹی موٹی سیاہ آنکھیں مٹکا کر...... مسکرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر...... چھپا چھپا کر......صرف اور صرف اتنا کہہ دو امی جان! میں آرام کر رہا ہوں، میں سویا ہوا ہوں......"

لیکن وہاں تو خاموشی تھی......مکمل خاموشی کا راج تھا ہر طرف ...... ابوبکر تو ہمیشہ کی نیند سو چکا تھا......ورنہ وہ کتنی بھی شدید تکلیف میں ہوتا......مجھے پکارتا ضرور......اپنی والدہ کے آنسو کبھی برداشت نہ کر سکتا......وہ تو قربان ہو گیا تھا اپنی شفیق و کریم والدہ کے حکم پر......جان کی بازی لگا گیا تھا، اطاعتِ والدین کے حکم پر۔

"اے ہمیشہ نیند کی وادیوں میں گم ہو جانے والے ابوبکر!...... تجھے کون بتائے کہ میرے ساتھ تجھ پر قربان ہو جانے والی ہستی کھڑی ہے...... جسے کائنات والے...... ماں...... کہتے ہیں...... وہ کھڑی مسلسل آہوں اور سسکیوں کے سیلاب میں غرق ہو کر......جھلمل آنسوؤں کی مالا پرونے میں بے خود اور بے دم ہے......کون تجھے بتائے "اے میرے جگر گوشے ابوبکر" کے الفاظ پکارنے کے لیے اس کے ہونٹ مسلسل پھڑ پھڑا رہے ہیں...... دل زخمی زخمی ہے...... روح کرچی کرچی ہے...... ٹانگیں کپکپا رہی ہیں...... شاید جسم کا وزن اٹھانے سے ابھی انکاری ہو جائیں...... ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں...... وہ صرف یہی پکارے جا رہی ہے: یا اللہ! میرے چاند کو روشن و منور کر دے...... اسے جگا دے...... بیدار کر دے...... زندگی بخش دے......ٹوٹی ہوئی سانسوں کی مالا پھر سے جوڑ دے...... بیٹے وہ تجھے پکارنا چاہ رہی ہے، لیکن موہوم اندیشوں کے گرداب میں پھنسی......ڈر رہی ہے کہ اگر ڈاکٹروں نے ...... کوئی ایسا ویسا ناخوشگوار اعلان کر دیا تو......اس کی امیدوں کے چراغوں سے روشن کشتی کہیں غرق آب نہ ہو جائے ...... کہیں سفینے ساحل پر لنگر انداز ہونے سے قبل ہی طوفان و حوادث کا شکار نہ ہو کر...... ڈوب ڈوب نہ جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں اور دل کا آنسوؤں سے غسل:

لیکن ابوبکر مسلسل خاموش ہے.....کوئی جواب نہیں دے رہا.....میری آنکھیں اور دل..... اس کی والدہ ...... بھی آنسوؤں سے غسل کر رہے ہیں..... کہ اتنے میں ہسپتال کا عملہ آگے بڑھا...... مجھے اور روبینہ کو کندھوں سے پکڑ کر...... سہارا دینے کے انداز میں آپریشن روم سے باہر لا کر.....ایک بند کمرے میں بٹھا دیا...... اور کہنے لگے: آپ یہاں بیٹھ کر دعا کریں ہم ابوبکر کی جان بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کمرہ جس میں ہم تنہا بیٹھے تھے یہاں کوئی اور فرد نہ تھا۔ نہ یہاں کسی کا باہر سے رابطہ ہو سکتا تھا اور نہ ہمیں علم تھا کہ اگر ہم یہاں سے نکل کر باہر وارڈ وغیرہ میں جانا چاہیں تو کہاں اور کون سے راستہ سے جائیں گے۔ یہاں بیٹھتے ہی میں نے اپنے جیون ساتھی کو دل پر پتھر رکھتے ہوئے بتایا:

> ''روبینہ! اے مظلوم ابوبکر کی والدہ!......غور سے سنو اور اس حقیقت کو تسلیم کر لو کہ.....تمہارا روشن و رخشاں ...... نیر و تاباں ......منور و ضوفشاں چاند...... ہمیشہ کے لیے موت کی اندھیری وادیوں میں غروب ہو چکا ہے...... اس کی روشن کرنیں اب جنت الفردوس کے محلات و باغات اور بالا خانوں سے ہی پھوٹیں گی..... اب تجھے صبر کا پیالہ پینا ہو گا...... یہ سب ڈاکٹر اور غافل عملے کے لوگ ''ہم زندگی بچانے میں مصروف ہیں، آپ دعا کریں''.......... کا نعرہ لگانے والے...... ہم سے فراڈ اور دھوکہ کر رہے ہیں...... انہوں نے ہمارے لخت جگر کو بہت پہلے (شروع کے نصف گھنٹے میں) ہی مار دیا ہے...... ہمارا چاند ان کی مجرمانہ غفلت کی بھینٹ بہت پہلے چڑھ چکا ہے...... ہمارا پھول اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں اور ...... اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

ماں تھی نا روبینہ بھی.....فوراً تڑپ اٹھی اور لجاجت سے روتے ہوئے بولی:

آپ بھی!.....آپ ایسا تو نہ کہیں.....آپ کا تو وہ بیٹا ہے.....آپ اس کی زندگی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے دعا کریں...... باپ ہو کر ایسی باتیں تو نہیں کرتے......اور پھر آسمانوں کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا کر خالی جھولی پھیلا کر (ڈاکٹروں کی جھوٹی اور اپنے جرم کو چھپانے کے لیے دی جانے والی تسلیوں کی بنا پر) رب کائنات، مالک کائنات، خالق کائنات کے حضور میں......اپنی کانپتی آواز میں دعائیں التجائیں اور فریادیں کرنے لگی:

الٰہ العالمین!...... میرے جگر گوشے کی سانسوں کی ڈور کو پھر سے جوڑ دے......تو ہر چیز پر قادر ہے...... الٰہی! اس کی بیہوشی کو ختم کر کے ہوش میں لے آ......

نواز شریف ہسپتال والوں کا دھوکہ فریب اور ڈرامہ:

ہم ہسپتال کے اس کمرے میں محبوس و مقید تھے۔ دم گھٹ رہا تھا، دل اچھل کر باہر آنے کو پڑ رہا تھا۔ دفعتہً ہم اٹھ کھڑے ہوئے لیکن ہسپتال کے عملے نے ہمیں باہر نکلنے سے منع کر دیا کہ آپ نے باہر جا کر کیا کرنا ہے۔ آپ یہاں بیٹھ کر ہی دعائیں کریں۔ میں تیسری بار اٹھا اور انہوں نے باہر جانے سے روکا تو میں نے محسوس کیا کہ انہوں نے ہمیں یہاں غیر محسوس طور پر قید کر دیا ہے، تاکہ دنیا والوں کو ان کے قتل جیسے جرم کا علم نہ ہو سکے۔ میں نے اپنی رفیق سفر روبینہ کا ہاتھ پکڑا اور اٹھ کر سب کے روکنے کے باوجود چلتا چلا گیا۔ کسی روکنے والے کو خاطر میں نہ لایا اور یوں ہم آپریشن تھیٹر کے باہر مین گیٹ کے سامنے ہال میں آ کر بیٹھ گئے۔

یہاں پھر عملہ ہمارے پیچھے پہنچ گیا اور ہمیں زبردستی اٹھا کر ایک کمرے میں لے جا کر دوبارہ بٹھا دیا کہ ہسپتال کے ایم ایس جناب ڈاکٹر محمد شفقت آپ سے ملنے آئے ہیں۔ اب ایم ایس ڈاکٹر شفقت ہمارے سامنے بیٹھا اپنے عملے کی کوتاہی و غفلت کا اقرار کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں انکوائری کمیٹی بٹھاؤں گا اور پتہ چلاؤں گا کہ غلطی کہاں اور کس سے ہوئی ہے۔ میں بہت شرمندگی سے اعلان کر رہا ہوں کہ آپ کا بچہ ہماری کسی غلطی کی بنا پر موت کے منہ میں چلا گیا اور زندہ نہ رہ سکا، وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا...... بلکہ کافی پہلے کا فوت ہو چکا ہے......ہمیں اس کا بہت افسوس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دوران ایم ایس بار بار اپنی گھڑی اور موبائل پر دیکھ رہا تھا، کہنے لگا: مجھے بہت ضروری کام ہے۔ میں نے یہ تھوڑا سا ٹائم صرف آپ کے لیے نکالا تھا۔ اب میں جاتا ہوں۔ پھر اس نے Body Receiving کے نام پر ایک بوگس (جعلی فرضی وجوہات کی بنا پر واقع ہونے والی ابوبکر کی موت کی) پہلے سے تیار شدہ فائل پر دستخط لیے۔ ''ہم جان بچانے کی کوششیں کر رہے ہیں'' کا کہہ کر وہ اصل میں اپنے جرم قتل کو چھپانے کے لیے یہ جعلی فائل تیار کرنے میں مصروف تھے۔ ابوبکر کی موت کی تصدیق سن کر ان کی جھوٹی تسلیوں کی بنا پر ہماری امیدوں کی روشنی یکدم تاریکیوں میں بدل گئی۔ اور ہم اس قدر پریشان تھے کہ کچھ سوجھ نہ رہا تھا، ہماری اسی ہیجانی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر ان ظالموں نے ہم سے فائل پر دستخط لے لیے۔ ہم نے بھی ان کے فراڈ کو نہ سمجھتے ہوئے یقین کرتے ہوئے دستخط کر دیے۔ جونہی ہم نے دستخط کیے ایم ایس فوری طور پر کام کا بہانہ کر کے چلتا بنا۔ ہمیں عملہ مین گیٹ تک اپنی حراست میں لے کر آیا کہ ہم لوگوں سے کوئی بات نہ کر سکیں اور نہ لوگ ہم سے آگے بڑھ کر کچھ پوچھ سکیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا؟...... یا وہ ہمیں کچھ بتا سکیں کہ آپ اب یوں کرو، میڈیا کو اس قتل کی اطلاع دو...... تاکہ قاتل ڈاکٹر اور عملے سے دوسرے بچوں کو بچایا جا سکے۔

ہسپتال والوں کی میڈیا سے بچنے اور قتل چھپانے کے لیے ہولناک منصوبہ بندی:

ہسپتال کے عملے کی معیت وحراست میں جونہی ہم گیٹ پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ایک ایمبولینس پہلے سے ہی بالکل تیار اور سٹارٹ ہماری منتظر کھڑی ہے۔ ہم یہ دیکھ کر مزید حیران و پریشان ہوئے کہ ابوبکر کو عجلت میں آپریشن روم کی ہی سفید چادروں میں لپیٹ کر جلدی جلدی ایمبولینس میں لٹایا جا چکا ہے۔ سب کارروائیاں ہمیں ہسپتال سے نکالنے اور ابوبکر کے جسد خاکی کو غائب کرنے کے لیے مکمل ہو چکی ہیں۔ ڈیڈ باڈی ایمبولینس میں چھپائی ہوئی ہے۔ اب صرف ہمارے ایمبولینس میں بیٹھنے کا انتظار ہے، تاکہ مدعا (لاش) کو غائب کیا جا سکے۔ عملہ والوں نے آگے بڑھ کر جلدی سے ایمبولینس کا دروازہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھولا اور کہا کہ اندر بیٹھیں اور جلدی جا کر میت کے کفنانے دفنانے کا بندوبست کریں۔ ایمبولینس کا کرایہ دینے کی آپ کو ضرورت وفکر نہیں ہونی چاہیے، وہ ہم ادا کر چکے ہیں، آپ جلدی بیٹھیں۔ میں نے پس وپیش کی اور کہا کہ میرا یہاں موٹر سائیکل بھی ہے، تو انہوں نے موٹر سائیکل کی چابی اور پرچی مجھ سے لے لی اور کہا: آپ نکلیں، موٹر سائیکل آپ کی ہمارے پاس امانت ہے، جب چاہیں کسی کو بھیج کر منگوالیں یا ہم خود پہنچا دیں گے۔

ان کی اتنی پھرتیاں اور تیزیاں دراصل اس لیے تھیں کہ کہیں میڈیا کو اس قتل کی خبر نہ ہو جائے۔ ورنہ مجرموں کے گلے تک پھانسی کا پھندا بھی آ سکتا تھا۔ ہمیں غم والم کے دورے پڑ رہے تھے۔ ہماری تو دنیا لٹ چکی تھی، سارا عالم ہمارے لیے اندھیر ہو چکا تھا۔ ہمیں کچھ سمجھ نہ آئی کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ہسپتال کا عملہ اس وقت تک وہاں سے پیچھے نہ ہٹا جب تک میں ایمبولینس میں نہیں بیٹھ گیا۔

مقتل سے جائے پیدائش ''گھر'' کی طرف آنسوؤں کی رم جھم میں روانگی:

جونہی ایمبولینس ہسپتال سے باہر نکلی اور ہمارے گھر کی طرف روانہ ہوئی تو قاتل ڈاکٹر کامران کو سکون ہوا کہ لو ہم نے قتل کر کے مدعا غائب کر دیا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی ہونے نہیں دی۔ ہمیں کچھ ہوش نہ تھا کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے دل ودماغ کے شیش محل تو ایک ایک کر کے مسمار ہو رہے تھے۔ غموں کی بجلیاں ہمارے اعصاب پر برق شرربار بن کر گر رہی تھیں اور ہمارے خرمن امن وسکون اور ہوش وحواس کو تباہ وبرباد کر رہی تھیں۔ ہمارے اندر مسلسل ٹوٹ پھوٹ کا عمل جاری تھا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہم پر سکتہ طاری ہو چکا ہے...... نہ بولا جا رہا ہے...... نہ چیخا جا رہا ہے...... نہ کچھ سنائی دے رہا ہے...... اور نہ ہی کچھ سجھائی دے رہا ہے......

یوں غموں کے مارے مٹی کے بت بنے ہم سائرن بجاتی ایمبولینس کے اندر بیٹھے تھے۔ الارم بج رہا تھا، لوگ ایمبولینس کو راستہ دے رہے تھے...... اور ہم آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ آخر دریائے راوی کے اس پل پر سے ابوبکر کی میت گزر رہی تھی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کبھی ادھر سے گزر ہوتا تھا تو ابوبکر فوری دریا شروع ہوتے ہی اس کے نظارے کرنے لگتا...... وہاں نظر آنے والے مناظر پر تبصرے کرنے لگتا...... چیل گوشت بیچنے والوں کی توہم پرستی پر ماتم کرنے لگتا...... نہ سمجھ آنے والے نظاروں کے متعلق سوالات کرنے لگتا...... آج ابوبکر اسی پل سے گزر رہا تھا جس سے گزرتے ہوئے وہ کبھی خاموش نہ رہا تھا، اپنے تاثرات، خیالات، سوالات تبصرے ضرور جاری کرتا...... لیکن آج دیکھتے ہی دیکھتے خاموشی سے راوی کا پل کراس ہو گیا......

اہل محلّہ کی حیرانی کا عالم:

جونہی ایمبولینس محلے میں داخل ہوئی اور ہمارے گھر کے سامنے آ کر رکی، تو بھائی طالب ملک، بھائی عبدالاحد، بھائی مصطفیٰ اور ان کے والد، بھائی یونس، بھائی زاہد، تمام قریبی ہمسائے و دیگر حضرات اکٹھے ہو گئے۔ وہ سب حیران و پریشان تھے کہ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو شہزادہ ان کی آنکھوں کے سامنے، ٹہلتا، مہکتا، مسکراتا موٹر سائیکل پر سوار ہو کر چٹاخ پٹاخ باتیں کرتا گیا تھا...... وہ کیسے خاموش ہے، کیسے ظالموں کی سفاکیت کا نشانہ اور تختۂ مشق و ستم بننے کے بعد...... گم سم و بے حس و حرکت، بت بنا، شہر خموشاں کی امانت بن کر واپس آ گیا ہے۔

ہمارے ہمسائے بھائی مصطفیٰ نے جلدی سے ہمارا ڈرائنگ روم کھولا اور دوسرے ہمسائے بھاگ کر چٹائیاں لے آئے، گھر کے صحن میں ابوبکر کو چارپائی پر لٹا دیا گیا تھا...... ایمبولینس واپس جا چکی تھی۔ ابوبکر کے تمام بہن بھائی اس کی میت دیکھ کر غش کھا کھا کر گر رہے تھے...... چھوٹے عمر اور عثمان...... جو ابھی معصوم ہیں اور موت و حیات کے فلسفوں، تکلیفوں اور کیفیتوں کو سمجھنے سے عاری ہیں، وہ ابوبکر کے گرد جمع لوگوں کو روتے دیکھ کر سہمے جا رہے تھے۔ انہیں نہیں پتہ تھا کہ ان سے پیار کرنے والا، ان کی خاطر اپنا سکھ چین، کھانا پینا قربان کر دینے والا، اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ وہ ابوبکر کی میت کے قریب آتے اور اس کے گالوں پر پیار سے ہاتھ لگاتے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا کر کہتے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آؤ عمر! ہم کھیلتے ہیں، ابوبکر تو سو رہا ہے، اسے نہ اٹھاؤ، اس کی نیند خراب ہو جائے گی۔

اہل محلہ میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ لوگ ابوبکر کو دیکھنے کے لیے جوق درجوق آنے لگے۔ آنے والی خواتین کو بھائی مصطفیٰ کی بہنوں اور میری بہن صدیقہ اور باجی سلمہ زوجہ بھائی حبیب اللہ نے سنبھالا، وہ غم سے نڈھال ماں کو حوصلہ دیتے ہوئے خود رو پڑتیں۔ مسجدوں میں اعلان ہو رہے تھے کہ ابوبکر نقاش اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں......

اردو بازار کی مسجد میں بھی اعلان ہوا، لہٰذا اردو بازار کے تمام پبلشرز احباب نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے شام کے وقت میرے گھر کے باہر آ کر منتظر کھڑے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23

قبر کی پکار پر لبیک

گھر ہے ویران ہوا، اس کا ساتھ ہے چھوٹا
داغ دل وہ ہے دیا جس کا کبھی نہ سوچا

دنیا کتنی بے وفا، عارضی اور خود غرض ہے۔ یہاں کسی کو ہمیشہ نہیں بیٹھ رہنا۔ وہی رشتے دار جو اس کی زندگی میں اس کا دم بھرتے نہ تھکتے تھے، اب زور دے رہے تھے کہ جلدی کریں، ابوبکر کو تیار کریں، اس کے کفن دفن کا بندوبست کریں، قبر کی تیاری کروائیں، شام نہ ہو جائے، جبکہ اس کی بہنیں، والدہ اور بھائی اسے آنکھوں سے دور ہوتا برداشت نہیں کر رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اس کا یہ آخری دیدار ہے، لہٰذا زیادہ سے زیادہ دید کا شربت پی کر اس کی تصویر کو اپنے حساس دل کے نہاں خانوں میں اتار لیں، تاکہ جب اس کی یاد آئے تو دل کے دریچوں سے ہی نکال کر دیکھ لیں۔ بہن اور ماں اس کے غم اور جدائی کے صدمے سے نڈھال تھیں...... لیکن کیا کیا جاسکتا ہے...... ہم تمام انسان اللہ کریم کے احکامات کے تابع ہیں...... اس کے فرامین کو من و عن مان لینے میں ہی ہماری کامیابی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامرانی اور فائدہ ہے۔ رسم دنیا بھی ہے اور شریعت کا تقاضا بھی، اسے تو پورا کرنا پڑتا ہے۔

ابوبکر کے لیے آخری مسکن ''قبر'' تیار کی جانے لگی۔ ہمارے ہمسائے زاہد بھائی جو ماہر ٹیلر ماسٹر بھی ہے، اس کا کفن تیار کرنے لگے۔ اب ابوبکر کو غسل دینے کی باری تھی، کافی غور وخوض کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابوبکر کو غسل میں خود دوں گا کوئی اور نہیں، معاونت کے لیے اپنے بہنوئی افتخار بھائی آف فیصل آباد کو ساتھ ملایا اور ہم اس ابوبکر کہ جو اپنا ہر کام خود کرتا تھا...... کبھی کسی کا محتاج ہونا پسند نہ کرتا تھا...... لیکن آج وہ اپنے آخری سفر کے لیے...... آخری غسل کے لیے...... ہمارا محتاج بنا خاموش لیٹا تھا۔

غسل سے پہلے ابوبکر کے مسلسل بہتے ہوئے آنسو کیا پیغام دے رہے تھے؟

اچانک اس کی بہن حافظہ ماریہ نقاش پکاری: ابی جان! ابوبکر کے Tear glands active ہیں۔ ہم نے کہا: کیا مطلب؟ تو کہنے لگی: اس کے چہرے کی طرف دیکھیں۔ ہم نے غور سے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ ابوبکر کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ اس کی بہن کہنے لگی: میں صاف کرتی جا رہی ہوں لیکن یہ پھر نکل آتے ہیں۔ میں آخری لمحات میں بہنے والے آنسوؤں کو دیکھ کر تصورات کی دنیا میں جا پہنچا...... اور سوچنے لگا کہ یہ آنسو شاید مجھے کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں، اور پھر میں چشم تصور میں دیکھ رہا تھا کہ یہ انمول آنسو مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں:

> ''ابی جان!...... آپ نے ہمیشہ میرے متعلق سستی اور غفلت برتی۔ میں نے نہ کبھی آپ سے کچھ مانگا اور نہ آپ نے دیا...... میں نے کبھی اس کا گلہ یا شکوہ کیا آپ سے......؟؟ نہیں نا...... تو لو آج میں آپ کے درمیان رہ کر...... گزاری ہوئی عارضی زندگی...... کے آخری لمحات میں بھی...... آپ سے کچھ مانگوں گا نہیں!!...... کچھ لوں گا نہیں!!...... بلکہ آپ کو کچھ دے کر ہی جاؤں گا...... لیجیے میں جا رہا ہوں ایک دوسری دنیا میں...... کبھی نہ واپس آنے کے لیے...... دل تو جانے کو نہیں مان رہا...... لیکن مالک ازل و ابد کے سامنے ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب مجبور ہیں...... اس کی مشیت کے تحت مجھے بھی جانا پڑ رہا ہے...... جاتے جاتے کچھ مانگنے یا لینے کی بجائے آپ کو ایک تحفہ دے کر جا رہا ہوں...... جو ہمیشہ آپ کو یاد رہے گا...... یہ تحفہ ہے...... میرے یہ مسلسل بہنے والے آنسو...... میری ناکام حسرتوں ......آپ کے درمیان گزرے دلفگار لمحاتِ زیست کے پیامبر یہ آنسو...... آپ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزری حیات مستعار کی محرومیوں کے ترجمان یہ آنسو...... میں آپ سے جدا ہوتے ہوئے آنسو ضبط نہیں کر پا رہا...... جو بہتے ہی چلے جا رہے ہیں...... زندگی کے جھنجٹوں اور چکروں میں پڑ کر...... اپنی مصروفیات اور کاروبار کے بکھیڑوں میں پھنس کر...... اپنی نیک دعاؤں میں مجھے بھول نہ جانا ...... مجھے ہمیشہ یاد رکھنا...... الوداع ابی جان...... الوداع امی جان......الوداع ...... آپی جان اور...... الوداع پیارے ننھے منھے عمر اور عثمان بھائی......اپنا خیال رکھنا ......الوداع برادر اکبر شرجیل نقاش...... الوداع...... اب جنتوں میں ملاقات ہو گی...... میں فردوس کے بالا خانوں پر آپ سب کا منتظر رہوں گا۔''

اللہ حافظ ......ہمیشہ کے لیے...... اللہ حافظ

باپ کے ہاتھوں میں بیٹے کا لاشہ:

پانی گرم کر کے باقی لوازمات غسل کے ساتھ مجھے دے دیا گیا۔لکڑی کے تختے پر نہایت پیار اور احترام سے ابوبکر کو لٹا دیا گیا۔ ابوبکر کے لیے گرم پانی اس کے غسل کے لیے تیار تھا، جس سے بھاپ اوپر اٹھ رہی تھی۔ اٹھتی بھاپ کو دیکھ کر میرا تخیل چند دن قبل کے ماضی قریب میں پرواز کر گیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں ابوبکر ٹھنڈے ٹھار پانی سے وضو کر رہا ہے...... میرے کانوں میں اس کی آواز گونجنے لگی:

''ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں...... ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے والا ابوبکر آج دوسروں کا محتاج بنا گرم پانی سے غسل کرنے کے لیے تیار کیا جا رہا تھا۔

میں نے اپنے سر کو جھٹکا دیا تاکہ ابوبکر کی یادوں کو جھٹک کر پوری توجہ سے اسے غسل دے سکوں۔ لیکن کیا کرتا!!...... اس کی من موہنی یادوں کا طوفان بلاخیز ہی کچھ ایسے انداز سے روشنی بن کر میرے دل و دماغ کے جزیروں میں پھیلا ہوا تھا کہ "جتنا دامن بچاؤ اتنے ہی الجھتے جاؤ" کا مصداق بنا ہوا تھا۔

گرم گرم آنسوؤں سے ابوبکر کے گداز ہاتھوں کا غسل:

میں نے بسم اللہ پڑھ کر ابوبکر کو غسل دینا شروع کر دیا۔ بہت جلد میں نے اس حقیقت کو جانا کہ معصوم و مظلوم ابوبکر کو صرف ابلے ہوئے گرم پانیوں سے ہی نہیں...... بلکہ روانی و طغیانی سے بہنے والے اپنے...... گرم گرم...... رم جھم رم جھم...... شبنم شبنم...... بہتے ہوئے آنسوؤں سے بھی غسل دے رہا ہوں۔ غسل کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے۔ وضوء کی ابتدا ہاتھوں سے...... میں نے ابوبکر کے دونوں معصوم معصوم...... گداز گداز...... گورے گورے ...... سرخ سرخ...... چھوٹے چھوٹے نرم و نازک ہاتھ...... اپنے ہاتھوں میں پکڑے...... میں ان کو مل رہا تھا...... صابن لگا رہا تھا...... رب کریم کے حضور پیش ہونے کے لیے...... صاف ستھرا کر رہا تھا...... میں ان ہاتھوں کو نہایت غور سے دیکھ رہا تھا...... اور گرم پانی سے غسل دیتا جا رہا تھا...... اور سوچ رہا تھا...... واہ میرے خالق و مالک!...... قربان جاؤں تیری شانِ کریمی کے...... تیری عنایت و بخشش کے...... کہ تو نے مجھے ایک انمول تحفہ...... بے مثال بیٹا عطا فرمایا......

میں ان ننھے نازک ہاتھوں کے پس منظر میں...... ابھی ابھی رُونما ہونے والے دلگیر لمحاتِ جانفزا کو ماضی کا سرمایہ کہنے پر مجبور تھا...... یہی ہاتھ تھے جو (تسبیح پکڑے) سبحان اللہ...... سبحان اللہ...... الحمدللہ...... اللہ اکبر کو شمار کرتے تھے...... جو اللہ کا قرآن پکڑتے تھے...... اور ہمہ وقت درسی کتب کی ورق گردانی میں مصروف رہتے...... یہی وہ ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جو کافروں کے خلاف لڑنے، مرنے اور شہادت پانے کے جذبے سے ورزش کرتے تھے..... گن پکڑتے، سائنسی و جہادی کھلونے بناتے..... ہاں ہاں یہی وہ نازک ہاتھ..... اب جامد و ساکت صورت میں بے حس و حرکت میرے ہاتھ میں تھے..... یہی وہ ہاتھ تھے جو اتنی خوبصورت لکھائی کرتے تھے کہ اس کی مہربان ٹیچر کو کہنا پڑتا تھا کہ..... اس کی ہینڈ رائٹنگ میٹرک لیول کے سٹوڈنٹ کے برابر ہے..... انہی ہاتھوں سے وہ دن رات اپنی ماں کی خدمتیں مداراتیں کرتا..... اور بہن بھائیوں کے لیے بے لوث خدمات سرانجام دیتا ..... یہی وہ ہاتھ تھے کہ جن کو وہ اپنی کمال اطاعت و فرمانبرداری، محبت، شفقت، لاڈ اور پیار کے اظہار کے لیے..... اپنی والدہ محترمہ کے چہرے پر دھیرے دھیرے پھیرتا..... جواب میں ماں مسکرا کر خوشی و پسندیدگی کا اظہار کرتی..... تو وہ مسرت و انبساط کے جذبات سے نہال ہو جاتا..... ہاں ہاں! یہی وہ ہاتھ تھے جو کسی پر جوابی حملے کے لیے نہ اٹھتے تھے بلکہ..... اپنے دفاع کے لیے چہرے یا جسم کو مار سے بچانے کے لیے..... حصار کا کام دیتے تھے..... اور اس وقت اسے یہ کہنے پر مجبور کرتے تھے..... بھائی! نہ مارو، قیامت والے دن خود ہی اللہ سے بدلہ پائے گا..... یہی وہ انمول ہاتھ تھے جو اپنے بھائی یا مخاطب کو اشارہ کر کے کہتے: بھائی! ایسے نہ کرو، ایسے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر آگ میں ڈال دیتے ہیں ..... پتہ ہے آگ میں ڈالنے سے کس قدر ''ہی'' (تکلیف) ہوتا ہے..... ذرا اپنی انگلی کو چولھے پر رکھ کر دیکھو نا بچو، پھر خود ہی پتہ چلے گا، ہاں!!..... یہی وہ ہاتھ تھے جو خیالوں خیالوں میں جنت میں سائیکل چلانے کی پریکٹس کرتے تھے کہ..... میں جنت میں یوں یوں سائیکل چلاؤں گا..... یوں بھگاؤں گا..... یوں سب کو کراس کر جاؤں گا ...... پیچھے چھوڑ جاؤں گا..... انہی ہاتھوں سے وہ جہاد کے لیے ہیلی کاپٹر اور مسجدیں بناتا......

اشکباری کے موسم میں ''بان اللہ'' کہنے والے منہ کی گرم آب کاری:

اب اسے کلی کروانے لگا تو چشم تخیل میں ایک صدا گونجی..... بان اللہ..... بان اللہ...... (سبحان اللہ)..... ہاں ہاں! انہی ہونٹوں سے..... اسی توتلی زبان سے..... اسی منہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے...... جو اللہ کی حمد کے ترانے نکلا کرتے تھے...... تھے...... تھے؟؟؟!!!...... نہیں...... کیا آج صبح تک نغمے الاپنے کے حسین مناظر اور یادیں...... ماضی کا حصہ بن جائیں گی...... ہم اس کے لیے...... "تھے"...... کے الفاظ استعمال کریں گے...... صبح کے بعد شام کے دھندلکوں نے حال کو ماضی میں بدل دیا تھا...... یہی تو وہ ہونٹ تھے...... جو کل شام ہی اپنی شفیق والدہ کے ماتھے کو عقیدت سے چوم رہے تھے...... کائنات کے سب سے عظیم رشتہ "ممتا" کے حضور اس کے رخساروں پر معصوم بوسوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے...... "امی جان! آج پھر آپ کے قدموں میں سونے کو دل چاہ رہا ہے"...... کے انمول جملے ادا کر رہے تھے...... یہ باریک ہونٹ آج صبح سرخ گلابی تھے مگر اب ساکت و جامد نیلے ہوئے پڑے ہیں...... انھی ہونٹوں سے ہر رب کریم کے حضور وقت اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْ مَنْ عَافَيْتَ...... کی التجائیں بلند ہوتی تھیں...... چھوٹے چھوٹے اذکار و مسنون دعائیں نکلتیں...... جہادی ترانے گونجتے...... کافروں پر حملوں کی دھواں دھار اور گرجدار آوازیں پیدا ہوتیں...... گن چلنے اور کافروں کے مرتے وقت کے تکلیف دہ جملے نکلتے...... اللہ کریم کی حمد اور رسولؐ کی نعت جاری رہتی...... انھی ہونٹوں سے...... اسی زبان سے اس کی میٹھی، دھیمی...... پرسوز...... باادب...... ٹھہری ہوئی...... باوقار و سنجیدہ...... نرم و مترنم آواز نکلتی اور سب کو متاثر کر جاتی...... لیکن اب وہ سرخ ہونٹ نیلے ہوئے پڑے ہیں...... کوئی صدائے دلنواز...... کوئی نغمۂ پرسوز...... کوئی چمن آرائی...... بزم آرائی...... نہیں کر رہے...... خاموش، لکڑی کی طرح سخت...... بے حس و حرکت اور ساکت و ساکن ہوئے پڑے ہیں۔ اچانک دل پھٹ پڑا:

"ابوبکر!...... اے میٹھی توتلی زبان والے معصوم شہزادے!...... اے گلشن نقاش کے بلبل...... اے گل رعنا و رنگین ادا...... بول، کچھ تو بول...... کوئی بات کر...... اپنی سخن وری کی یاد تازہ کر...... بول کہ اب لب آزاد ہیں تیرے...... بول اور کوئی پھول کھلا...... محفل کو رعنائی بخش...... میری روح بیتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سامانِ زیبائی بخش ...... میرے دلِ مضطرب کو کوئی سکون و شناسائی بخش ......
اے میرے طوطے ...... اے میری کوئل ...... اے میرے معصوم بلبل !...... کچھ تو
بول کہ دل تیرے ہجر میں پھٹنے کو ہے...... تیرا باپ تیری ایک چہکار سننے کو ترس
رہا ہے...... ساون کے بادلوں کی طرح اس کی آنکھیں ساون بھادوں کی سی
رم جھم لگائے ہوئے ہیں...... بول کہ دل بیتاب و بیقرار کو کچھ قرار آئے......"

لیکن ابو بکر مسلسل خاموش تھا...... کوئی جواب نہ آیا اور نہ ہی آنا تھا...... کیونکہ اس جہاں سے آنکھیں موڑ لینے والے پھر بھلا اس جہان والوں سے رابطہ کب رکھتے ہیں...... یہ رب کائنات کا اٹل قانون ہے......

مجھے اپنے دل کے خاموش گوشوں سے ایک صدا ابھرتی محسوس ہوئی، میں نے اس طرف دھیان دیا تو ایسے لگا جیسے عالم بالا سے ابو بکر مجھ سے مخاطب ہو اور کہہ رہا ہو:

"ابی جان...... اگر آپ لوگ اور میرے بہن بھائی مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں تو ...... ہر فارغ وقت میں زبان کو تالے لگانے کی بجائے ...... میری طرح ...... اللہ کی تحمید و تقدیس کے نغمے الاپتے رہیں...... ہر دم سبحان اللہ ...... سبحان اللہ...... کے ترانے اپنی زبان پر جاری رکھیں ...... اس سے اللہ کریم جنت میں میرے درجات بلند کر دے گا اور...... ہمیں جنت میں ایک جگہ اکٹھا فرما دے گا ان شاء اللہ...... یاد رکھیں! ...... یہ نہ سوچیں کہ ...... ابھی زندگی بہت لمبی پڑی ہے...... نیک اعمال پھر کبھی کر لیں گے ...... دیکھیں موت کا کوئی اعتبار نہیں ...... میری طرف ہی دیکھیں!...... میں کوئی بوڑھا یا جوان تھوڑی تھا...... ابھی کھلونوں سے کھیلنے کے دن تھے میرے...... کہ موت نے اچانک آج صبح مجھے آن دبوچا...... یہ زندگی چند دن کی ہے...... اصل زندگی خَالِدِیْنَ فِیْهَا والی قرآنی زندگی ہے...... اس کے لیے تیاری کریں اور کروائیں ...... کیونکہ کل ہم سب بہن بھائیوں کے متعلق آپ سے پوچھا جائے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسوؤں کی برکھا برسنا صبر کے منافی نہیں

میں نے سر کو جھٹکا......ابوبکر کی یادوں کو پیچھے دھکیلنے کے لیے ......اور پھر اپنے شہزادے کو غسل دینا شروع کر دیا......اس حال میں کہ میری آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے چلے جا رہے تھے اور ابوبکر کے چہرہ پر گر رہے تھے ...... بھائی (میرا بہنوئی) افتخار بولا: ''طاہر بھائی!...... صبر سے کام لیں''......میں نے دل میں جواب دیا: آج پتہ چلا کہ یہ جملہ دوسروں سے کہہ دینا کتنا آسان ہے اور اس پر عمل کرنا کتنا مشکل ہے۔اور میں کوئی بے صبری تھوڑی کر رہا تھا......کوئی جزع فزع یا بین تو نہیں کر رہا تھا ......کوئی چیخ پکار اور واویلا تو نہیں مچا رہا تھا......صرف آنسو تھے جو میرے کنٹرول میں نہیں تھے ...... مجھے یاد آیا جب ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا بیٹا ابراہیم آپ ﷺ کے ہاتھوں ہی میں فوت ہو گیا ...... اس حال میں آپ نے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا ہوا ہے اور اسے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں: اے ابراہیم ...... ہم تیری جدائی میں بہت غمگین، افسردہ اور مغموم ہیں۔

اس حالت میں آقائے دو جہاں ﷺ کی پرنور آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی لڑی لگی ہوئی تھی۔صحابہ نے جب آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو حیرانی سے بولے:

آقا! آپ بھی......؟ (رو رہے ہیں، یعنی آپ ہمیں تو منع کرتے ہیں اور خود......)

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اے میرے صحابہ! آنکھوں کا رونا باعث رحمت ہے۔ میں نے تو چیخ پکار اور بین کرنے سے منع کیا ہے۔یہ تو نہیں کہا کوئی آنسو بھی نہ بہائے۔'' اپنے آقا علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آج میں بھی ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا:

> ''اے ابوبکر!...... ہمیں تمہاری جدائی کا صدمہ بہت زیادہ ہے......تم ہمیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے ہم سے بہت دور جا رہے ہو......ہم تمہاری جدائی کا غم بھلا نہ پائیں گے......ہم تیری یادوں کے ورق جمع کرتے رہیں گے......تیرا غم ہمیں ہمیشہ نڈھال رکھے گا......ہم تمہاری خدمت نہ کر سکے......ہماری کمیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتاہیوں پر ہمیں معاف کر دینا.....''

موٹی، چمکتی دمکتی روشن سرمگیں آنکھوں کو غسل

رم جھم بارش کے قطروں کی طرح میرے آنسو ابوبکر کے چہرے پر گر رہے تھے...... دیکھا تو ابوبکر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ایسے لگا جیسے مجھے دیکھ رہی ہوں۔ میں نے یہ سوچ کر فوری بند کر دیں کہ میں تیری خدمات میں سستی اور نالائقی کی بنا پر تیرا سامنا نہیں کر سکتا۔ اے میرے عظیم بیٹے ابوبکر......

پھر سوچنے لگا یہی وہ روشن و رخشاں اور چمکتی دمکتی...... ہنستی مسکراتی ...... آبدار و چمکدار...... سرمگیں و دلنشیں...... موٹی موٹی مسکراتی وشرماتی آنکھیں تھیں...... جو جاگتے میں بھی حسین روشن مستقبل کے رنگ برنگ نیلے پیلے گلابی سپنوں کے جگنوؤں سے معمور و منور تھیں...... ان سہانے سپنوں کی تعبیر کا سامان مالک کائنات نے جنتوں کی حسین دنیا میں کر رکھا تھا...... کتنا بلند مقدر تھا تیرا اے اللہ سے شدید محبت کرنے والے معصوم شہزادے!...... یہی وہ خوش قسمت معصوم آنکھیں تھیں جو مرکز القادسیہ میں راتوں کو جاگ جاگ کر رب کریم کو منانے کی معصومانہ کوششیں کرتی تھیں...... کبھی ایک دفعہ بھی انہوں نے تھکاوٹ و گھبراہٹ کی شکایت نہ کی تھی...... مسلسل جگراتوں اور دن کو سکول میں، رات کو تراویح میں رہنے کے باوجود کبھی یہ نہ کہا تھا کہ...... میں بہت چھوٹا ہوں، تھک گیا ہوں...... اب آرام کرنا چاہتا ہوں...... بلکہ ان آنکھوں کی بیداری پر ہمیں رشک آتا...... ندامت محسوس ہوتی...... کہ ہم اتنے بڑے ہیں لیکن اپنی تھکاوٹ کے لیے ہزارہا دلیلیں اور تاویلیں رکھتے ہیں...... جبکہ ان معصوم آنکھوں کو تھکاوٹ کے احساس اور شکوہ و شکایت کا پتہ ہی نہیں ہے...... یہ صرف اپنے محبوبِ حقیقی کو منانے کا جذبہ رکھتی ہیں...... آج یہ آنکھیں بند ہو چکی تھیں...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے...... کبھی نہ کھلنے کے لیے...... یہی تو وہ پیشانی تھی کہ اب میں اس کو اپنے ہاتھوں سے نہایت پیار بھرے انداز میں محبت و شفقت کے ساتھ نیم گرم پانی سے مساج کر رہا تھا...... اور مسلسل روتا جا رہا تھا...... کیونکہ مجھے علم تھا کہ چند ساعتوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد یہ پیشانی ہمیشہ کے لیے زمین کی آغوش میں......منوں مٹی کے نیچے جا چھپے گی ہے......پھر ہمیں یہ کبھی دیکھنی نصیب نہ ہو گی......

خالق کے سامنے سجدہ ریزیوں میں مصروف رہنے والی پیشانی کا غسل:

میں اس کے چہرے کو غسل دے رہا تھا کہ میری نظر اس کی چمکدار پیشانی پر ٹھہر گئی...... وہاں بائیں آنکھ کے اوپر ایک تازہ سفید پٹی لگی ہوئی تھی......یہی تو وہ پیشانی تھی جس پر ایک چھوٹا سا گلٹی نما ابھار تھا، جو اب موجود نہ تھا، کیوں؟...... اس لیے کہ اب وہاں آپریشن کر کے ٹانکے لگا کر سفید پٹی کر دی گئی تھی۔ میں سر پر پانی گراتے گراتے رک گیا......اور سوچنے لگا ...... پٹی کے نیچے زخم پر پانی لگ جائے گا، یوں زخم خراب ہو گا اور ابوبکر کو تکلیف ہو گی...... حالانکہ روح نکلنے کے بعد تکلیف کا احساس تو ختم ہو جانا چاہیے......

ماں اس کے سو جانے کے بعد......عالم نیند میں اس کو غور سے دیکھتی......اور سوئے ہوئے اپنے شہزادے کی پیشانی اور رخساروں پر بوسوں کی برسات اور برکھا برساتی رہتی...... موسلا دھار رم جھم رم جھم بارش برساتی رہتی...... چومتی رہتی...... بلکہ اسے اپنی ممتا کے پیار سے، شفقت سے......اور لاڈ بھرے لطیف جذبات و احساسات کے آنسوؤں سے تر و تازہ کرتی رہتی......غموں کے پہاڑوں تلے دبی ممتا کے لیے اب یہ پیشانی جس پر میں مسح اور مساج کرنے میں مصروف تھا...... اب یہ پیشانی اس کے لیے پہلے سے زیادہ ...... نایاب قیمتی......اور محبوب بن چکی تھی ......تھوڑی دیر پہلے بہنیں بھی اپنی لازوال محبت کے پھول اس کی پیشانی پر برسا چکی تھیں...... میں نے پٹی پر مسح کیا......اور رب کے حضور پکارنے لگا: الٰہی!......یہی وہ پیشانی ہے نا جو تیرے سامنے معصوم سجدوں میں مصروف رہتی تھی۔ سجدوں میں تجھ سے راز و نیاز اور محبت و الفت کی عملی داستانیں رقم کرتی تھی......ہاں اللہ کا ورد کرنے والی زبان اب شاید تکلیف کے احساس سے ایک طرف کو تالو کے ساتھ چپک چکی تھی......یہی پیشانی تھی نا جس پر اس کی شفیق و کریم والدہ بوسہ دیا کرتی تھی......اور معصوم ابوبکر بوسے کے بعد خوشی سے ایسے پھولے نہ سماتا......گویا کونین کی دولت کے خزانے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ لگ گئے ہوں......اور نہایت فخر سے خوشی و انبساط کے ملے جلے جذبات سے سب کی طرف سر بلند کر کے دیکھتا کہ......دیکھو دیکھو ...... مجھے میری کائنات......میری جنت......میری پیاری ماں نے کس وارفتگی و دیوانگی کے عالم میں لاڈ بھرے بوسے کے اعزاز سے نوازا ہے......یوں اب میں دنیا کا خوش قسمت و دولت مند انسان بن گیا ہوں!!

زندگی کا سفر طے کرتے کرتے اچانک رک جانے والے پاؤں:

آخر میں اس کے پاؤں دھوتے دھوتے میرے ہاتھ رک گئے......اور میں پھر ایک بار تصورات کی دنیا میں ماضی قریب میں یادوں کے آباد کھنڈروں کے باہر کھیل کود اور تفریح کے لیے جا پہنچا۔یہی وہ چھوٹے چھوٹے نرم و نازک پاؤں ہیں نا میرے بیٹے کے جو گھر سے نہ نکلتے تھے بلکہ......رات 9 بجے تک ماں کی مسلسل خدمت کے لیے گردش میں رہتے تھے......جو گھر سے نکلتے تو صرف سکول، ٹیوشن یا پھر مرکز القادسیہ جانے کے لیے نکلتے تھے......یہی وہ معصومانہ پاؤں تھے جن سے وہ معصوم چال چلتے ہوئے نہایت شان بے نیازی سے......اپنی ہی دھن میں مگن......اپنی ہی سوچوں کے تانے بانے میں بندھا...... چلتا رہتا......حتیٰ کہ اس کے سفر زیست کا اختتام ہو گیا......یہی وہ پاؤں تھے جو مرکز کی رمضان المبارک کی بابرکت راتوں میں اللہ کریم کے حضور مسجد میں عبادت و قیام میں مگن گھنٹوں مسلسل ثابت رہتے......نہ تھکتے......نہ رکتے......نہ ہٹتے......بلکہ مسلسل رب کریم کو منانے میں مصروف عمل رہتے۔

معصوم معصوم سینہ......ننھی منی خواہشوں کا دفینہ:

میرے آنسوؤں کی روانی......اور جذبات کی جولانی کو دیکھ کر افتخار بھائی ایک بار پھر بول پڑے......طاہر بھائی!......دل چھوٹا نہ کریں......غسل دیں......جلدی کریں، باہر چوک میں مخلوقِ خدا مسلسل انتظار کر رہی ہے......

میں نے ان آنسوؤں کی طغیانی و جولانی اور طوفانی موجوں کو تھامنے اور ان کے آگے بند باندھنے کا مصمم ارادہ کیا......لیکن اس کے معصوم سینے پر اپنے ہاتھوں سے گرم پانی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساج کرتے ہی میری آنکھوں کے پیالے پھر سے چھلک پڑے......یہی سینہ تھوڑی دیر بعد...... زمین کی آغوش میں...... ہمیشہ کے لیے چھپ جانے والا ہے......یہی سینہ آج صبح تک ننھی منی آرزوؤں......امنگوں اور خواہشوں کا مدفن تھا......جس میں جذبات کی ہلکی آگ پر معصوم آرزوؤں کی شمع پگھلتی تھی...... جہاں ننھے منے معصوم ارمان مچلتے تھے...... جہاں دھیمی آنچ پر پکنے والی چھوٹی چھوٹی سوچیں جنم لیتی تھیں ...... افسوس! یہ آرزوئیں، تمنائیں، خواہشیں وہ مجھ سے بیان نہ کرسکا اور نہ ہی میں اپنی سستی کی بنا پر ان کو پورا کر سکا...... یوں یہ سینہ تشنہ امنگوں اور ترنگوں کا خزینہ تھا مگر اب مدفن بن گیا تھا۔ باوجود اس کے کہ اس کی بعض ناکام حسرتوں و آرزوؤں کا مجھے ادرگردسے علم ہو بھی چکا تھا...... مجھے کیا علم تھا کہ وہ ہمیں اچانک روتا چھوڑ کر دوسری دنیا میں جا بسیرا کرے گا......

ہاں یہی وہ سینہ دراصل ایسا خزینہ تھا کہ جس میں میرا احترام تھا......جس کی بنا پر آج تک ایک دفعہ بھی اس نے آنکھیں اٹھا کر یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر......یا نظریں ملا کر مجھ سے بات کی ہو...... وہ دھیمے انداز میں مجھ سے باتیں کرتا تھا کہ اس دوران مسلسل اس کی نظریں زمیں میں گڑی رہتیں......ہاں یہ وہ عظیم مگر معصوم سینہ تھا......جس میں ماں کا پیار......باپ کا احترام تھا......بھائیوں کا احساس تھا......بہنوں کا پاس تھا......مہر و وفا تھی......اس ننھے منے سینے میں ایک بہت بڑی خواہش تھی ......کہ مقتل کا میدان ہو......جنگ جاری ہو......معرکہ زور کا ہو......اللہ کے دشمنوں کو مارتا جاؤں...... اسی دوران ایک تیر آئے......ایک گولی آئے......اوراس سینے میں گھس کر اس کو پھاڑ دے......میں اس کٹے پھٹے سینے کو قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش کروں......کہ اس کا یہ حال صرف تیری محبت کی بنا پر ہوا......تو وہ خوش ہو کر کہہ دے:

> جاؤ میرے بندے ابوبکر!......میں تم پر راضی ہوا...... یہ دلکش اور حسین جنتیں تمہاری ہوئیں......اس کے مالک تم ہو......اس عظیم الشان سلطنت کے بادشاہ تم ہو......جاؤ اور جنت کے ابدی مزے لوٹو...... اور اپنی خواہش کے مطابق اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سائیکل چلاؤ......بسکٹ، ٹافیاں......چاکلیٹ......کھاؤ......میٹھے شربت پیو
...... ہیلی کاپٹر اڑاؤ...... سائیکل ریس لگاؤ......جو جی میں آئے کرو......میں تم
سے راضی ہو گیا ہوں ......اسی لیے تم کو یہ انعامات عطا کر رہا ہوں......

یہ خواہش اس کی پوری نہ ہو سکی......کیوں کہ وہ ابھی بچہ تھا......جوان تو بنا ہی نہ تھا......کہ پاک اسلامی فوج کا جوان بن کر دشمن پر جھپٹتا۔

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

غسل دے کر جب ابوبکر کو کفن دیا گیا تو یوں لگ رہا تھا جیسے چاند بدلیوں سے نکل آیا ہو......ایک پھول تھا نکھرا نکھرا سا...... ایک گلاب تھا مہکا مہکا سا......سفید کپڑوں میں ملبوس اپنے بھائی کو بہنیں دیکھ دیکھ کر رو رہی تھیں......اس کے چھوٹے معصوم بھائی عمر اور عثمان ''ابوبکر سفید کپڑے پہنے سویا ہوا ہے'' کی آوازیں لگاتے مسکراتے ابوبکر کو مخاطب کرتے چلے پھر رہے تھے......انہیں نہیں معلوم تھا کہ موت کیا ہوتی ہے جو ابوبکر کو دبوچ چکی ہے۔ بہنیں اس کا آخری دیدار کرتے ہوئے غموں سے نڈھال آنسوؤں سے بے حال تھیں۔ ماں پر غشی کا عالم تھا......اسی حالت میں ہم اسے اس کی آخری منزل شہر خموشاں کی طرف لے چلے۔ جنازہ انہی راستوں سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا جن پر چل کر وہ روزانہ سکول جاتا تھا......اس لیے کہ قبرستان سکول کے بالکل نزدیک ہی ہے۔ ابوبکر اپنے سکول کے قریب ہی قبرستان میں چارپائی پر سفید کفن میں ملبوس خاموش لیٹا ہوا تھا۔ کتنے ہی لوگ اسے نئے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے الوداع کہنے آئے تھے۔ یہاں قاری ذکاء اللہ صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث لاجپت روڈ شاہدرہ......نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ بھائی علی عمران شاہین اور خالد جرار نے دیگر احباب کے ساتھ مل کر اس کو آخری مسکن قبر میں لٹایا۔ قبر میں لٹانے کے بعد جب آخری دفعہ اس کا چہرہ دکھایا گیا تو میں نے دیکھا کہ ابوبکر خاموشی کے عالم میں لیٹا ہوا ہے......آنکھیں بند......زبان خاموش......مجھے محسوس ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جیسے وہ مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے......:

الوداع ابی جان......الوداع پیارے ابی جان......الوداع امی جان...... میں جا رہا ہوں جنت کے باغوں میں......اب دوبارہ میں کبھی تمہارے درمیان نہ آؤں گا۔

میں اپنے خیالوں میں مگن ہی تھا کہ کفن کو بند کر دیا گیا......اب ابوبکر نظروں سے اوجھل تھا......سفید کفن میں بند کہ......اتنی دیر میں سیمنٹ کی ایک سل اوپر رکھ دی گئی......پھر دوسری سل پھر تیسری......اور پھر سب مٹی ڈالنے لگے......دیکھتے ہی دیکھتے قبر تیار تھی۔

محترم حافظ اسلم شاہدروی نے دعا کروائی اور ہم سب اسے اکیلا چھوڑ کر واپس چلے آئے......میں یہ سوچتا ہوا واپس گھر کو چلا آ رہا تھا کہ ابوبکر قبر کے اندھیروں سے کتنا ڈرا کرتا تھا......کہتا تھا: ابی جان! مجھے قبر کے اندھیروں سے بہت ڈر لگتا ہے......لیکن آج وہ قبر کی تاریکیوں میں سو رہا تھا ...... جنت کے متوالے کی قبر میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق......ضرور ایک طرف جنت کی جانب سے کھڑکی کھول دی گئی ہو گی......اور وہ جنت کے نظاروں میں آرام و چین سے سو رہا ہو گا......ان شاء اللہ......ایسے ہی ہم سب کو بھی کسی دن اچانک قبر کے اندھیروں میں جا لیٹنا ہے ...... ہمیں آج سے ہی اپنے لیے روشنی کا بندوبست کرنا چاہیے۔

دل کے مہمان! تری یاد لیے بیٹھے ہیں
حالِ دل کس سے کہیں ضبط کیے بیٹھے ہیں

موت سے کہہ دو، اے نقاش، نہ مجبور کرے
جن کی وہ چیز تھی ہم ان کو دیے بیٹھے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24

تیرے قاتل اب تک زندہ ہیں

داستان ظلم وستم:

بیہوشی کے ڈاکٹر کامران نے نواز شریف ہسپتال میں غفلت و سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے بیٹے ابوبکر نقاش کو دن دیہاڑے قتل کر دیا۔ جب ہم نے قتل کا سبب اور وجہ پوچھی تو نواز شریف ہسپتال کے بیہوشی کے ڈاکٹر کامران اور ایم ایس ڈاکٹر محمد شفقت نے صرف یہ گول مول سا جواب دیا کہ ہمیں خود سمجھ نہیں آتی کہ یہ سب کیسے ہو گیا!؟ بہر حال جہاں بھی غفلت ہوئی ہم اس کا سراغ ضرور لگائیں گے، اس کی تفتیش کے لیے ایک کمیٹی بٹھائیں گے اور تحقیقات کے بعد نتیجے سے آپ کو مطلع کریں گے۔ ایک ماہ انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن ہسپتال میں سے کسی نے ہمارے ساتھ رابطہ بھی نہ کیا، سب وعدے تسلیاں رسمی ثابت ہوئیں۔ ایک ماہ بعد یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا بیٹا اتفاقی حادثے کا شکار نہیں ہوا بلکہ مجرمانہ غفلت میں قتل کیا گیا ہے۔

جیو چینل، پی ٹی وی، ایکسپریس اور چینل فائیو کے دوستوں نے بہت احتجاج کیا کہ آپ نے اس قتل کے فوراً بعد ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی، ہم غافل و قاتل ڈاکٹروں کو عدالت میں کھینچ کر کیفر کردار تک پہنچاتے، انہوں نے ڈرامہ رچا کر آپ کو ایمبولینس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردستی بٹھا کر اپنے قتل کے ثبوت ختم کر دیئے ہیں۔ یکی گیٹ پولیس نے تو ہماری ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا ہے، لہٰذا ہم نے اللہ کی عدالت میں اپنا مقدمہ درج کرایا ہے۔میں نے کہا: ان شاء اللہ یہ اللہ کے دربار میں اس کا بدلہ پائیں گے۔ہم تقدیر کے لکھے پر راضی ہیں۔شاید ابوبکر کی لکھی ہی ایسے تھی۔ چند احباب نے دلیل دی کہ ایک انسان کو دوسرا قتل کر دیتا ہے، یقیناً مقتول کی موت قاتل کے ہاتھ ہی سے لکھی ہوئی ہوتی ہے لیکن پھر قرآن نے قصاص و بدلہ لینے کا حکم کیوں دیا؟......صرف اس لیے کہ باقی انسانیت کو سزا کے تادیبی خوف سے ظلم و درندگی کا شکار ہونے سے بچایا جا سکے۔ایسے ہی اب ابوبکر واپس تو نہیں لایا جا سکتا لیکن قاتل و مجرم ڈاکٹر کامران اور ڈاکٹر شفقت کو کیفر کردار تک پہنچا کر دوسرے لوگوں کو ڈاکٹر کی بھینٹ چڑھنے سے تو بچایا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ہم نے وزیر اعلیٰ شہباز شریف ہاؤس سے کنفرم کروا کر ایک درخواست ڈاکٹر اور ہسپتال کی انتظامیہ کے خلاف دی۔سیکرٹری ہیلتھ نے میو ہسپتال کے ڈاکٹر خالد جاوید عابد کی سربراہی میں دو مزید ڈاکٹرز کی معاونت سے ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی، جس نے دکھاوے کی ایک پیشی ڈالی، ہمیں اور ڈاکٹر کو بلایا اور آدھ گھنٹہ وہاں بٹھا کر کچھ رسمی سی پوچھ تاچھ کر کے فارغ کر دیا اور کہا گیا کہ عنقریب آپ کو تفتیش کی بنا پر فیصلے سے آگاہ کر دیا جائے گا۔

کمیٹی کے سوالوں اور رویے سے صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مجبوراً رسمی کارروائی کر رہے ہیں ورنہ قاتل ڈاکٹر کو بچانے کا فیصلہ وہ پہلے سے ہی کر چکے ہیں۔اس کے بعد آج تک کوئی فیصلہ نہ آیا جس سے مجرموں کو سزا ہوتی اور نہ ہی دوبارہ کارروائی اور پیشی ہوئی......

شہباز شریف کا پیغام:

ایک دفعہ شہباز شریف کی آواز میں میرے فون پر میسج آیا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے ساتھ ہسپتال کے عملے نے زیادتی کی ہے۔آپ ہمیں آگاہ کریں ،ازالہ کیا جائے گا اور شہباز شریف کہہ رہے تھے کہ ابھی میرے پیغام کے بعد آپ کو فلاں نمبر سے ایک میسج آئے گا۔آپ کو جوابی میسج میں ساری بات ہمیں بتانی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وائس میسج سننے کے بعد ٹیکسٹ میسج آیا تو میں نے اس پر کالز بھی کیں اور ہمارے ساتھ پیش آنے والے سانحے کی تفصیلات پر مبنی میسج بھی کیے ......لیکن آج تک کوئی جواب نہیں آیا۔ نہ ہمیں آج تک اعتماد میں لیا گیا ہے اور نہ کسی قسم کی کارروائی سے آگاہ کیا گیا ہے۔

کوئی سنتا نہیں اس ملک میں مظلوموں کی، غریبوں کی......دکھ کے ماروں کی......لاکھ جتن کیے حصولِ انصاف کے لیے لاکھ جتن کیے لیکن ابھی تک ایک سال گزرنے کے بعد بھی محروم ہیں...... اس دوران شہید ابوبکر کی ماں غم سے نڈھال ہو کر چارپائی سے جا لگی...... شہباز شریف گورنمنٹ تمام تر دعووں کے باوجود انصاف نہیں دے سکی...... میں شروع دن سے مسلم لیگ سے منسلک ہوں۔ صحافی ہوں ان کے حق میں جو درست سمجھا لکھتا بھی رہا لیکن اب میرے ساتھ ان کے ہسپتال میں جو ظالمانہ سلوک ہوا ہے تو میں کیسے مان جاؤں وہ کسی بے کس و بے بس کی دادرسی کرتے ہوں گے۔

ابوبکر کا کیس تو اخبارات و رسائل میں بھی چھپا، ہم نے پوری کوشش کی انصاف کے لیے، اوپر تک آواز پہنچانے کے لیے، لیکن ناکام و نامراد ہیں اب تک......ایک عام شہری اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی آواز بھی......صرف آواز ہی گورنمنٹ تک نہیں پہنچا سکتا، لہٰذا انصاف ملنے کی بات تو بہت دور کی ہے۔

اے ربّ کریم!......ہم تیری بارگاہ میں التجا کرتے ہیں ...... زمین کے حکمران تو بے حس ہیں......ان سے ہم مایوس ہو چکے ہیں......اب تو ہی ہمارا آسرا اور سہارا ہے......لہٰذا ظالموں کو اپنی گرفت میں لے......دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے......ہم تیرے دربار میں فریاد کرتے ہیں......مقدمہ دائر کرواتے ہیں......ہمیں اپنے دربار سے خالی نہ لوٹانا...... ہماری جھولی کو انصاف کے موتیوں سے بھر دے...... ہمارا ابوبکر تو تیرے پاس آ چکا...... ہم نے تفتیشی کارروائی محض اس لیے کی تاکہ دوسروں کے ابوبکروں کی جان بچائی جا سکے۔ یا احکم الحاکمین یا ربّ المستضعفین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفتیشی کمیٹی کے سربراہ کے نام دی جانے والی درخواست کا متن

محترم جناب پروفیسر خالد جاوید عابد صاحب!

جناب عالی!.....اللہ کریم آپ کو مزید عزت و وقار عطا فرمائے۔آمین!

ہمیں گزشتہ ماہ اپنے بچے کا معمولی 5 یا 10 منٹ کا مائنر آپریشن کہہ کر نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کے ڈاکٹروں نے بلایا اور پھر ہمارے 10 سالہ صحت مند بچے ابوبکر نقاش کو غفلت و لا پروائی کی بنا پر ایک ہی گھنٹہ کے بعد موت کی نیند سلا دیا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

١ کیا ہمارا بچہ ہارٹ پیشنٹ تھا؟

٢ کیا ہمارا صحت مند بچہ برین پیشنٹ تھا؟

٣ کیا وہ کسی موذی مرض کا شکار تھا کہ موت و حیات کی کشمکش میں زندگی کی بازی ہار گیا۔ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔وہ ہر بیماری سے محفوظ صحت مند بچہ تھا۔

٤ کیا اتنے مائنر اور 10 منٹ کے آپریشن کے لیے اسے لوکل کی بجائے جنرل انستھیزیا دیا جانا ضروری تھا؟

٥ آخر دم تک ہم سے بچے کی موت کو کیوں چھپایا گیا؟

٦ پھر ہم سے Body Receiving کے نام پر بوگس فائل پر دستخط کیوں لیے گئے؟

٧ ہماری لاعلمی میں بچے کی لاش کو آپریشن تھیٹر سے خاموشی سے اپنی ایمبولینس میں ڈال کر، ہمیں وہاں پہنچایا اور ایمبولینس میں زبردستی بٹھا کر فوراً وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیوں کیا گیا؟

٨ کہیں غفلت میں انہوں نے دماغ کو جانے والی رگ تو نہیں کاٹ دی؟

٩ جنرل انستھیزیا اس قدر زیادہ تو نہیں دیا جاتا کہ جس سے مریض کے ہونٹ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگلیاں اور جسم نیلا پڑ جائے؟

10 وہ کون سی وجہ ہے جس کی بنا پر ہنستا کھیلتا بچہ منٹوں میں موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا؟

بچے کی موت کسی Mistake یا غفلت کی بنا پر ہوئی، اس کا اعتراف ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر محمد شفقت نے بھی کیا، لیکن تمام لوگ اس بہیمانہ قتل پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ کوئی اصل حقائق نہیں بتا رہا۔ مہربانی فرما کر ہمیں اصل حقائق بتائے جائیں اور غفلت کے مرتکبین کو قرار واقعی سزا دلوائیں اور اللہ کے ہاں اجر اور عوام کی دعائیں لیں۔

کیس کی تفصیل ہمراہ لف ہے، وقت نکال کر ضرور پڑھی جائے تاکہ صورت حال جان کر حقائق تک پہنچا جا سکے۔

❀❀❀

ابوبکر آپریشن سے پہلے جب قطعاً بیمار نہ تھا تو پھر ایسا کیوں ہوا؟

درخواست کے ہمراہ لف تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

محترم جناب پروفیسر صاحب!

السلام علیکم!

جناب ہماری داستانِ غم یوں ہے کہ ہمارے صحت مند بچے کو گزشتہ ماہ نواز شریف ہسپتال کے ڈاکٹروں نے غفلت و لاپروائی برتتے ہوئے مار دیا۔ ہمارا ہنستا بستا گھر ویران ہو گیا۔ ہمارا تھوڑی دیر کے لیے سکول سے اٹھا کر ہسپتال لایا جانے والا بچہ کبھی واپس سکول نہ جا سکا۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس ظلم کا ازالہ کیا جائے، اس سے ہمارا لخت جگر تو واپس نہیں آ جائے گا، لیکن ایسے قاتلوں کو کھلی چھٹی دینے سے کتنے ہی مزید گھروں کے چمن برباد ہو جانے کا جو اندیشہ اور خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے، وہ دور ہو سکتا ہے۔

ہماری مختصراً داستان کچھ یوں ہے کہ ہم اپنے کسی مریض کی عیادت کے لیے نواز شریف ہسپتال آئے تو ہم نے اپنے صحت مند بچے کو لے جا کر ڈاکٹر صاحب کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیک کروانے کا سوچا۔ اگلے دن ہم گئے تو عملے کے ایک آدمی نے، جو کہ ڈاکٹر سرفراز کی ٹیبل پر بیٹھا مریضوں کا اندراج کر رہا تھا، میری زوجہ کو نہایت تلخ کلامی اور بدتمیزی سے ڈاکٹر سے ملنے سے روک دیا اور کہا کہ منہ اٹھا کر ڈاکٹر کی طرف جا رہی ہو، بتاؤ مسئلہ کیا ہے؟ وہاں بہت رش ہے۔ اپنا مسئلہ مجھے بتاؤ۔ اہلیہ نے ابوبکر کے ماتھے کا پھنسی نما ابھار دکھایا تو کہنے لگا ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، اس کا آپریشن ہو گا، آپ صبح آ جائیں۔ لہٰذا ہم صبح بچے کو لے کر ہسپتال پہنچ گئے لیکن ہمیں یہ جان کر بہت حیرت ہوئی کہ جس ڈاکٹر کو بچے کا آپریشن کرنا تھا اس کو نہ بتایا گیا اور نہ ہی اس کے علم میں تھا کہ اسے اس بچے کا آپریشن کرنا ہے۔ جب ہم نے بتایا کہ آج آپ کو اس بچے کا آپریشن کرنا ہے تو وہ حیران ہوا کہ کس نے تجویز کیا۔ پرچی دینے والا جو قریب ہی سب سن رہا تھا، کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب! میں نے کل ان کو آپریشن کا کہا تھا۔ یعنی میں نے آپریشن تجویز کر کے ان کو آج کا ٹائم دیا تھا۔ ڈاکٹر سرفراز کہنے لگا: یار اس کا کم از کم سی بی سی اور ایک ایکسرے تو کروا لینا تھا۔ لہٰذا اس نے ہمارا آپریشن ملتوی کر کے اگلے دن آنے کو کہا۔ اس سے پتہ چلا کہ آپریشن کی تیاری بالکل نہ تھی بلکہ سرجن کو آپریشن کا علم بھی نہ تھا۔ یوں نہ ہسٹری لی گئی، نہ رپورٹس مکمل کی گئیں، نہ آپریشن کے لیے مختلف زاویوں سے مریض کا جو جائزہ لیا جاتا ہے، نہ وہ لیا گیا اور اگلے دن آنے پر ایک نظر سی بی سی پر ڈالی اور ایکسرے بھی نہ مانگا اور بچے کو لے جا کر آپریشن تھیٹر میں لٹا دیا گیا۔ میری وائف نے بھاگ کر خود ایکسرے دیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ ایکسرے تو دیکھ لیں۔ انہوں نے پکڑ کر ایک طرف رکھ دیا۔

ہمیں آپریشن روم کے باہر کھڑے ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن کوئی اطلاع نہ مل سکی کہ کیا ہو رہا ہے۔ میری وائف نے تشویش کا اظہار کیا کہ آپ نے کہا تھا کہ چند منٹ کا آپریشن ہے، اب تو گھنٹے سے بھی اوپر وقت گزر گیا ہے۔ وہ بار بار پوچھ رہی تھیں، آپ بتا کیوں نہیں رہے تو انہوں نے کہا کہ بچے کے والد کو فوری طور پر بلوائیں۔ میں اپنے دوسرے بچے کو سیکرٹریٹ کی بیک پر سکول چھوڑنے گیا تھا۔ میری وائف نے روتے ہوئے فون کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے؟ ڈاکٹر بتا نہیں رہے، بس کہہ رہے ہیں، اس کے والد کو بلاؤ۔ مجھے غم سے کچھ ہو جائے گا۔ لگتا ہے انہوں نے ابوبکر کو کچھ کر دیا ہے۔ چند منٹوں میں میں ہسپتال پہنچا تو عملہ مجھے آپریشن روم میں لے گیا اور میرے بچے کو دکھایا۔ اس کا جسم نیلا ہو چکا تھا...... سانسیں ختم تھیں۔ اس کے ہاتھ اور دل پر میں نے چیک کیا تو نبض کب کی ختم تھی۔ میں جان گیا کہ انہوں نے میرے بچے کو مار دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا اور کہنے لگے کہ آپ کا بچہ خطرے میں ہے، ہم اس کی جان بچانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ آپ دعا کریں۔

ابوبکر، اپنے قاتل مسیحاؤں کی قید میں:

پھر ہمیں آپریشن تھیٹر سے باہر نکال کر ایک خالی روم میں محبوس و بند کر دیا گیا اور ہمیں باہر لان میں جانے سے منع کر دیا گیا۔ میری بیوی جو مسلسل ہاتھ اٹھا کر ڈاکٹروں کے جھوٹے دعوے کی بنا پر کہ وہ زندہ ہے، ہم اس کی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کر رہی تھی، اس سے میں نے کہا کہ دل پر پتھر رکھ کر یہ حقیقت جان لو کہ انہوں نے ہمارے بیٹے کو مار دیا ہے، اب یہ جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ ہم دیکھ کر آ رہے ہیں، اگر واقعی جان بچانے کی کوشش کی جا رہی ہوتی تو بچے کو آکسیجن لگی ہونی چاہیے تھی۔ ایمرجنسی لوازمات کیے جا رہے ہونے تھے، لیکن وہاں تو ہمارے بچے کی نیلی ہو جانے والی میت بغیر کسی ایمرجنسی یا میڈیکل ٹریٹمنٹ کے جامد و ساکت اور برف کی طرح سرد پڑی ہے۔

ایم ایس اور عملہ کی دھوکہ دہی اور فریب:

ہم نے دو دفعہ اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی، لیکن عملے نے منع کر دیا۔ خاصی دیر بعد تیسری دفعہ میں بزور بازو آگے بڑھا اور وائف کو ساتھ لے کر اس کمرے سے باہر نکلا اور آپریشن تھیٹر سے باہر لان میں آ گیا۔ یہاں بھی ہسپتال کے عملے نے ہمیں گھیر لیا اور پھر ہمیں ایک الگ کمرے میں لے گئے کہ ایم ایس آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ایم ایس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد شفقت آئے اور انہوں نے کمرے میں بیٹھتے ہی اپنی گھڑی کی طرف بار بار دیکھتے ہوئے کہا کہ مجھے بہت مصروفیت تھی لیکن میں صرف آپ کے لیے ٹائم نکال کر آیا ہوں۔ پھر اس نے ڈاکٹروں کی طرف دیکھا اور آنکھوں کے اشاروں کے بعد ہمیں یہ حقیقت بتائی کہ آپ کا بیٹا فوت ہو گیا ہے، ہمیں اس کا بہت افسوس ہے، پھر ایم ایس صاحب نے روایتی جملہ بھی بولا: اگر آپ کہیں تو میں ایک بورڈ بٹھا دیتا ہوں جو تحقیق کرے۔ ویسے میں خود بھی پتہ لگاؤں گا کہ ابوبکر کی موت کا باعث بننے والی Mistake (غلطی) کہاں ہوئی ہے۔ ہمیں علم ہے کہ کہیں Mistake یا کوتاہی ہوئی ہے۔ ہم اس کا پتہ ضرور چلائیں گے۔

پھر ایم ایس صاحب نے کہا کہ یہ Body Receiving کی فائل ہے۔ آپ اس پر دستخط کر دیں۔ میں غم سے نڈھال تھا۔ آپ جان سکتے ہیں کہ جن کا ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے بچہ اتنا ایکٹو ہو کہ ہسپتال کے عملے کو اس کی ماں سے شکایت کرنی پڑے کہ یہ بہت شرارتیں کر رہا ہے۔ بھاگ دوڑ اور سلپنگ کر رہا ہے، اس کو کنٹرول کریں۔ وہ مجرمانہ غفلت کی بنا پر قتل ہو چکا ہو تو اس کے والدین کی ذہنی کیفیت کیا ہو گی۔ لہٰذا میں نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے بغیر پڑھے اس فائل پر دستخط کر دیے۔ اس کے بعد ایم ایس صاحب نے پوچھا: آپ کے بیٹے کو کبھی ٹائیفائیڈ ہوا تھا۔ میں نے کہا: نہیں بالکل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: لیکن اس کی فائل میں تو ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ میں نے اپنی وائف کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ سوال انہوں نے آدھا گھنٹہ قبل مجھ سے بھی پوچھا تھا تو میں نے بھی یہی بتایا کہ کبھی نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا: جناب ایم ایس صاحب! جب ایسا ہوا ہی نہیں اور ہم نے بتایا بھی نہیں تو آپ نے فائل میں کیوں ایسا لکھا؟؟ اس پر ایم ایس صاحب نے ابوبکر کے اندر ایک اور فرضی بیماری لکھی ہوئی بتائی تو میں سر پیٹ کر رہ گیا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ آپ نے یہ سب کیوں لکھا ہے۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ یہ سوالات آپ اب جو کر رہے ہیں...... کیا آپ کے ہاں مریض کی ہسٹری اس کی موت کے بعد لی جاتی ہے؟ یہ تو آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کچھ آپریشن سے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔ بہر حال ایم ایس صاحب نے کہا: مجھے ذرا ضروری کام سے جانا ہے۔ مجھے آپ کے بیٹے کی اچانک موت کا بہت دکھ ہے۔ہم نے ایمبولینس کا بندوبست کر دیا ہے۔آپ میت کو لے جائیں۔ اور پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔اب ہم وہاں اکیلے بے یارومددگار بیٹھے تھے کہ عملے نے اٹھایا اور ہمیں نوازشریف ہسپتال کے مین گیٹ پر لے آئے۔ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ وہاں ایک ایمبولینس پہلے سے ہی تیاراسٹارٹ کھڑی تھی اورابوبکر کی میت بھی آپریشن روم کی چادروں ہی میں لپیٹ کر پہلے سے وہاں منتقل کر دی گئی تھی۔ ہم سے کہا گیا کہ آپ کی موٹر سائیکل ہمارے پاس امانت ہے جب چاہیں لے جائیں۔لیکن فی الحال آپ ایمبولینس میں بیٹھ کر گھر جائیں اور ایمبولینس کا کرایہ بھی آپ کو نہ دینا پڑے گا،ہم ادا کر دیں گے۔یوں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی اور میّت کچھ پوچھ تاچھ سے پہلے ہی وہاں سے روانہ کردی گئی تا کہ ہر قسم کی جوابدہی سے بچا جا سکے۔

محترم پروفیسر صاحب!

ہمیں بتایا جائے کہ کیا ہمارا بچہ ہارٹ پیشنٹ تھا؟ کیا ہمارے بچے کوکوئی ایسی خطرناک بیماری لاحق تھی؟ کیا ہمارا بچہ جگر، دل، گردہ وغیرہ کے پیچیدہ مرض کا شکار ہو رہا تھا کہ اس کو لوکل اَنستھیزیا کی بجائے جنرل اَنستھیزیا دیا گیا...... اور وہ بھی اس قدر کہ اس کی جان چلی گئی...... اس کا سارا جسم اس وقت نیلا ہو گیا۔ یہ ظاہری علامت تو آکسیجن کی کمی اور نائیٹروجن کی زیادتی ہو جانے کو ظاہر کر رہی ہے جو بیہوش کرنے والے عملے کی لاپرواہی اور غفلت کی نشاندہی کر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو ہمیں بتایا جائے،غفلت کہاں ہوئی؟ کیوں ہمارا صحت مند بچہ منٹوں میں موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔کیا ماتھے پر چربی کے چنے کے دانے برابر پھنسی نما ابھار کا چند منٹ کا آپریشن اتنا سیریس اور خطرناک تھا کہ بچے کی جان جاتی رہی، ہم سے مسلسل جھوٹ کیوں بولا جاتا رہا؟ کس بنا پر اب تک ہم سے حقائق چھپائے جا رہے ہیں...... اگر آپ لوگوں نے اس کا سراغ نہ لگایا تو ماؤں کی گودیں یونہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجڑتی رہیں گی...... معصوم موت کی وادیوں میں دھکیلے جاتے رہیں گے۔ آج ہماری باری ہے، کل آپ کے بچے کی یا آپ کے کسی عزیز کے بچے کی باری آ سکتی ہے۔ اللہ کے لیے معصوموں کے اس بہیمانہ قتل کے سلسلے کو روکیے! حقائق کو سامنے لائیے...... اصل مجرم کو سامنے لائیے...... یہ آپ کا اخلاقی و قانونی فرض اور ذمہ داری ہے۔ یہ آپ کا ہم پر ہی نہیں، قوم پر احسان ہو گا...... دوسرے لوگوں کے لیے اور آئندہ اس راستے پر چلتے ڈاکٹروں کے لیے باعث عبرت و سبق ہو گا۔

''انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اصل حقائق اور موت کے اسباب کا پتہ چلائیں اور مجرمانہ غفلت کا شکار ہونے والوں کو سزا دے کر، اللہ کے دربار میں سرخرو ہوں۔ یاد رکھیں! یہاں عارضی دنیا میں کسی کی بے جا جانب داری اپنی آخرت کی تباہ کاری کا باعث بن سکتی ہے۔''

انصاف کا طالب

محمد طاہر نقاش

عزیز کالونی، ونڈالہ روڈ، شاہدرہ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25

ننھے عثمان کی شیلڈ ابوبکر کی قبر پر

میری یادوں اور خیالات کے تانے بانے کو میرے موبائل پر مسلسل گونجنے والی رنگ ٹیون نے درہم برہم کر دیا۔ چونکہ یہ یکم اپریل 2013ء کی صبح دس بجے کا وقت تھا۔ میں اردو بازار میں دارالابلاغ کے شوروم میں واقع دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے صبح صبح ہی مجھے ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والی خبر سنا کر پریشان کر دیا تھا۔ اور پھر فوراً میری پریشانی کا یہ شدید عالم دیکھ کر وہ معذرت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: سوری طاہر بھائی! میں نے آپ سے تو محض مذاق کیا تھا۔ آپ کو پتہ ہے نا کہ آج یکم اپریل ہے جسے اپریل فول بھی کہا جاتا ہے، اس دن اس طرح کے مذاق عام طور پر دوست دوستوں سے کرتے آئے ہیں اور صرف اس ایک دن میں اس (جھوٹ پر مبنی سنگین مذاق) کو جائز و درست سمجھتے ہیں۔

میں اس بھیانک مذاق کے پس منظر میں گہری سوچوں کے سمندر میں غرق تھا کہ کیسے یہود و نصاریٰ نے ہماری تہذیب و ثقافت کو دین اسلام کے یکسر الٹ تبدیل کر کے اپنے تہذیبی و فکری رنگ میں رنگ لیا ہے۔ اس دن اپریل فول کے ہاتھوں کتنے ہی لوگ ذہنی صدموں، حادثات اور مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہوئے ہوں گے۔ بعض حساس لوگ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایسی گھناؤنی، وحشت ناک اور حادثاتی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچنے کی بنا پر جان سے ہی چلے جاتے ہیں۔ کتنے ہی بچے یتیم اور دوشیزاؤں کو بیوگی کا داغ لگ جاتا ہے۔ خاندان اجڑ جاتے ہیں، کتنے ہی لوگوں کا مستقبل تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

میں اپنی سوچوں میں غلطاں و پیچاں تھا کہ کب ہماری جان فرنگی تہذیب سے چھوٹے گی اور ہم نجات پا کر اسلام کی سنہری تہذیب کے سائے میں آرام و سکون سے زیست کے مختصر لمحات گزاریں گے...... کب ہم شجر اسلام کی گھری اور گھنی ٹھنڈی چھاؤں میں ستا سکیں گے۔

میرے موبائل کی گھنٹی دوبارہ گونجی اور پھر فوراً بند ہوگئی۔ میں نے نمبر دیکھا تو یہ میرے گھر کا نمبر تھا۔ میں نے واپسی کال کی تو میرے بیٹے نے بتایا کہ امی جان مسلسل روئے چلی جا رہی ہیں۔ میں نے کہا: اپنی امی جان کو فون دو، تو اس نے دے دیا...... میری شریک حیات...... ہمسفرِ زندگی...... جیون ساتھی...... میری زوجہ روبینہ نقاش ہچکیوں سے رو رہی تھی...... میں یہ آہیں اور سسکیاں سن کر پریشان ہو گیا...... اور بے قراری سے بولا: روبینہ کیا بات ہے...... کیا ہوا ہے...... کیوں رو رہی ہو......؟؟ مگر وہاں صرف سسکیاں اور ہچکیاں ہی تھیں...... کوئی جواب نہ مل رہا تھا...... میرے مسلسل اضطراب و اصرار کے باوجود کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے رونے کا سبب جاننے کے لیے فوری حکم دیا کہ اگر آپ بات نہیں کر سکتیں تو ماریہ بیٹی کو فون دے دیں، چنانچہ میری وائف نے فون بیٹی کو دے دیا۔

میں بیتابی سے پکارا: بیٹا! کیا بات ہے، تمہاری امی کیوں مسلسل روئے جا رہی ہے؟؟...... اف یہ کیا!!؟...... کوئی جواب ملنے کی بجائے ادھر سے بھی آہوں اور نالوں کے سلسلے سنائی دیے!!! میں اور بھی پریشان ہو گیا کہ ماریہ بھی رو رہی ہے...... مجھے لگا جیسے اس صدمے کی شدت سے میرا دماغ اڑ جائے گا...... میں ماریہ بیٹی کو رونا ترک کر کے بات کرنے پر ابھارنے لگا، حوصلہ دینے لگا...... اور پھر میں نے کہا:

بیٹا!...... اگر مجھے کچھ نہ بتایا تو مجھے ابھی ''کچھ'' بھی ہو سکتا ہے...... اس سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاؤ ماجرا کیا ہے؟ شاباش میرا بیٹا تو بہت ہمت و حوصلہ والا ہے!

خاصی دیر بعد ماریہ کی آواز میرے کانوں میں آنے لگی: ابی جان! آپ کو پتہ ہے آج یکم اپریل ہے...... آج کے دن بچوں کے رزلٹ سنائے جاتے ہیں...... تعلیمی سال کے آخر میں پاس ہونے، کامیابی اور پوزیشن ملنے کی صورت میں ملنے والی خوشی میں مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں...... اساتذہ کو ہار پہنائے جاتے ہیں...... سب بچے زرق برق لباس پہنے اپنا نتیجہ سننے اپنے اپنے سکولوں میں جاتے ہیں اور...... اور...... میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا: بیٹا! یہ سب ٹھیک ہے لیکن تم اور تمہاری امی جان کیوں رو رہی ہو؟ پہلے یہ بتاؤ...... ماریہ جواباً کہنے لگی: ابی جان! ہم بھی آج عمر و عثمان کو ساتھ لے کر ان کا رزلٹ سننے ان کے اقرا سکول گئے تھے۔ وہاں سب کچھ معمول کے مطابق چل رہا تھا...... مگر ہمیشہ فرسٹ پرائز لینے والا ابوبکر نقاش موجود نہ تھا...... ہم نے معمول کے مطابق اسے غیر حاضر پا کر ہر طرف ڈھونڈا لیکن وہ کہیں بھی نظر نہ آیا...... اتنا بیان کرنے کے بعد ماریہ کی آواز آنے کے بجائے سسکیاں گونجنے لگیں، وہ دوبارہ رونے لگی۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا...... جب رو کر بیٹی کے دل کا بوجھ کچھ کم ہوا تو میں نے کہا: بیٹا! مجھے تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا؟ اب ماریہ بیٹی قدرے سنبھل چکی تھی، لہٰذا تفصیلات کچھ یوں بتانے لگی:

ابی جان!...... آج ہم اقرا سکول گئی تھیں۔ یکم اپریل میں رزلٹ کے موقع پر عمر اور عثمان بھی پھولوں کے گلدستے اپنی ٹیچر کو گفٹ دینے کے لیے ساتھ لے کر گئے تھے۔ دونوں بھائی اس بار بھی فرسٹ آئے تھے اور ان کو شیلڈیں بھی ملیں۔ امی جان کو معمول کے مطابق ایک شیلڈ کم محسوس ہوئی...... کیونکہ ہر دفعہ تین شیلڈیں ملتی تھیں...... جبکہ اس دفعہ دو کیوں؟...... امی جان وہاں دیوانہ وار ابوبکر کو ڈھونڈ رہی تھیں...... لیکن ابوبکر وہاں ہوتا تو ملتا...... وہ تو تھوڑا عرصہ پہلے ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملا تھا...... جب عمر اور عثمان کو اعلان کر کے فرسٹ پرائز کی شیلڈیں دی گئیں...... تو امی جان ابوبکر کو وہاں نہ پا کر ایک طرف کونے میں لگ کر رونے لگیں...... ابوبکر کی ٹیچر نے امی جان کی اس حالت و کیفیت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھانپ لیا۔ اس نے امی جان کے قریب پہنچ کر ان کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگی: میں بھی صبح سے ابوبکر کو یاد کر رہی ہوں اور بہت مس کر رہی ہوں۔ آپ صبر سے کام لیں، دیکھیں ابوبکر کے دونوں بھائیوں نے بھی تو فرسٹ پوزیشن لے کر شیلڈیں حاصل کی ہیں، آپ ان کی خوشیوں کا خیال رکھیں۔

امی جان کی آنکھوں کے سامنے ماضی قریب کا وہ منظر گھوم رہا تھا۔ جب:

ابوبکر نے 400 میں سے 400 نمبر لے کر فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے جبکہ عمر کے 399 اور عثمان کے 397 نمبر تھے۔ امی جان حیرانی اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں ابوبکر کی ٹیچر سے کہتی ہیں: بہن 400 پورے پورے نمبر ہیں، اس کا کوئی نمبر کٹا نہیں؟ تو ٹیچر جواباً کہہ رہی ہے: روبینہ بہن! اس کے تمام جوابات سو فیصد درست ہیں۔ میں کیا کروں اور کیسے نمبر کاٹوں؟ ہاں جب ایسی صورت ہو تو ہم خوش خطی (نہ ہونے) کے کچھ نمبر کاٹ لیتے ہیں۔ لیکن ابوبکر کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، اس کی ہینڈ رائٹنگ دیکھ کر تو ایسا گمان ہوتا ہے جیسے پیپر کمپیوٹر سے کمپوز کیا گیا ہو۔ یعنی اس کی لکھائی اتنی خوبصورت اور پرفیکٹ ،ایکوریٹ ہوتی ہے کہ ایک نمبر بھی نہیں کاٹ سکتے۔ اس لیے ہمیں اسے 400 میں سے 400 نمبر دینے پڑے ہیں۔

یہاں امی جان کے ہوش و حواس پر ابوبکر کی ایک اور مہکتی یاد نے حملہ کیا۔ اسے دھندلکوں میں صاف منظر نظر آرہا تھا جب اس نے ابوبکر، عمر اور عثمان کو فرسٹ پوزیشن حاصل کرنے پر خوشی سے سکول میں ہی نقدی کی صورت میں انعام دیا۔ اور سب کو ٹھنڈے جوس کے پیک لے کر دیے، عمر اور عثمان نے فوری طور پر جوس پی لیا جبکہ ابوبکر نے ماں کی محبت میں آکر نہ پیا...... کیوں؟ یہ سوچ کر کہ یہاں پینے کا مزہ نہیں آئے گا...... جو گھر پہنچ کر ماں کے پہلو میں...... اس کی محبت میں...... اس کے پاس بیٹھ کر...... دھیرے دھیرے اس سے باتیں کرتے ہوئے...... اس کی مسکراہٹیں اور شفقتیں سمیٹتے ہوئے...... امتحان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی پر حوصلہ افزا تبصرے سنتے ہوئے..... امی جان کے ساتھ مل کر پینے کا مزہ آئے گا۔ لہٰذا اس نے جوس نہ پیا اور گھر پہنچ کر..... اپنی عظیم والدہ کے انعام کو اس کے ساتھ مل کر..... لاڈ اور شفقت کی چھاؤں میں..... سکون سے پیا۔ عمر اور عثمان نے انعام میں ملنے والی نقدی گھر تک پہنچتے پہنچتے تمام کی تمام خرچ کر ڈالی لیکن..... ابوبکر نے اس انعام کو..... نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ..... سینے سے لگاتے ہوئے..... اپنی جیب میں محفوظ کرلیا..... کہ یہ کائنات کے عظیم رشتے..... ماں..... کی طرف سے ملنے والا انعام خاص ہے..... اور اسے ایسے ہی فضول میں خرچ نہیں کر ڈالنا چاہیے بلکہ..... سہانی یاد کے طور پر سنبھال کر رکھنا چاہیے..... اگر کبھی کوئی اشد ضرورت پڑے تو استعمال میں لانے کا سوچنا چاہیے..... یوں وہ اس نقدی کو خرچ کرنے کی بجائے بچا کر لے آیا اور محفوظ کرلیا۔

آج ایک بار پھر یکم اپریل کے دن ..... صبح کے وقت ..... شیلڈیں عمر و عثمان کے ہاتھوں میں تھیں ..... وہی نتیجے کا دن تھا..... وہی گہما گہمی تھی..... شور شرابا تھا..... ہر سو جوش و خروش اور جذبات کا عالم تھا..... دونوں ننھے اور معصوم بھائی ویسے ہی شیلڈیں اٹھائے پر جوش اور خوش تھے..... لیکن ابوبکر کی یادیں تو وہاں ضرور موجود تھیں..... مگر وہ خود نہ تھا..... اس کی ٹیچر بھی اس کی کمی محسوس کرتے ہوئے غمگین و افسردہ تھی، سچ کہا کسی نے:

جانے والے تو کسی دیس چلے جاتے ہیں
دل پہ بیتی ہوئی یادوں کا سماں رہتا ہے

ماں..... ماں..... ماں..... ہاں..... ابوبکر نقاش کی ماں کو ..... اتنے ہنگامے، شور شرابے..... اور ننھی کلکاریوں میں..... معصوم گلابوں اور کلیوں کے درمیان..... گھٹن سی محسوس ہونے لگی..... دل گھبرانے لگا..... سانسیں سینے میں پھنسی ہوئی محسوس ہونے لگیں..... کسی معصوم کی دید کا ٹھنڈا شربت پینے کو دل بے قرار ہونے لگا..... تو وہ تیزی سے اس جگہ کی طرف دوڑی..... جہاں اس وقت ابوبکر موجود تھا..... وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ..... ابوبکر کے پاس پہنچنے کے لیے ..... بے تاب و بے قرار..... آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی...... اس کے پیچھے پیچھے دو معصوم بچے بھی تیزی سے ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے...... بڑھے چلے آرہے تھے...... ان کے ننھے ہاتھوں میں شیلڈیں بھی پکڑی ہوئی تھیں...... یہ دونوں بچے عمر نقاش اور عثمان نقاش تھے...... سکول کے بالکل قریب ہی یہ بستی آباد ہے جہاں ابوبکر آج کل رہتا ہے...... اسی جانب اس کی بے قرار ماں اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دیوانہ وار بڑھی چلی جارہی ہے...... اس بستی کو اس ویران شہر کو دنیا والے ''بابا لال دین کا قبرستان'' کہتے ہیں...... ماں اس شہر خموشاں میں داخل ہوتے ہی...... ایک چھوٹی سی کچی قبر کی طرف لپکتی ہے...... دونوں معصوم بچے بھی اب تک اس کی پیروی کررہے ہیں...... آخر وہ ایک چھوٹی سی قبر پر آکھڑی ہوتی ہے...... اور اپنے دونوں ہاتھ فضا میں...... رب کائنات کی بارگاہ میں...... بلند کردیتی ہے...... اب اس کے صبر اور ضبط کے بندھن ٹوٹ چکے ہیں...... وہ سسکتے اور بلکتے ہوئے...... آہ وزاریاں کرتے ہوئے...... اپنے مولا کریم کے حضور خوب رو رہی ہے...... جھلملاتے آنسوؤں کے موتیوں کی مالائیں پرونے میں مصروف ہے...... عربی میں مسنون دعائیں مانگتی جارہی ہے...... پھر پکارتی ہے:

''یا اللہ!...... میرے معصوم بیٹے ابوبکر نقاش کی بشری لغزشیں معاف فرما دے...... اس کے درجات جنت میں بلند فرما دے...... میرے باقی بچوں کو بھی اس جیسا بنا دے...... اے رب کریم!...... اسے جنتوں میں داخلے کے لیے ہمارا سفارشی بنا دے...... فردوس کے بالا خانوں میں ہمارا استقبال کرنے والا بنا دے...... اے اللہ مجھے صبر دے دے......''

......دونوں ننھے بچے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ بلند کیے آہستہ آہستہ اپنی توتلی زبان میں...... آمین...... آمین...... کہتے چلے جارہے ہیں۔ جب کافی دیر بعد دعا ختم ہوئی تو سب سے چھوٹے بچے عثمان نقاش نے ایک ہاتھ میں پکڑی اپنی شیلڈ ابوبکر کی قبر پر رکھ دی اور معصومیت کی تصویر بنا بولا:

''ابوبکر بھائی!...... اٹھو اور دیکھو...... ہم تمہارے گھر میں آئے ہوئے ہیں......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنو دیکھو! ہم پھر فرسٹ آئے ہیں...... ہمیں اب بھی شیلڈیں اور انعامات ملے ہیں...... یہ دیکھو میری شیلڈ کتنی خوبصورت اور پیاری ہے...... عمر نے بھی اپنی شیلڈ پکڑ رکھی ہے...... دیکھو! تم یہاں لیٹے ہو...... تم سکول نہیں آئے نا...... اور نہ ہی تم نے پیپر دیے ہیں...... اس لیے تمہیں شیلڈ نہیں ملے گی...... پہلے ہم تین شیلڈیں گھر لے کر جاتے تھے...... لیکن اب دو لے کر جائیں گے......''

ابوبکر کے جانے کے بعد صرف ایک شیلڈ ہی کم نہ ہوئی تھی بلکہ...... عمر اور عثمان کے نمبروں میں بھی کمی آ گئی تھی...... پہلے ان کے نمبر 399 اور 397 ہوتے تھے، اس دفعہ ان کے نمبر 296 اور 392 آئے ہیں...... یہ کمی کیوں واقع ہوئی ہے؟؟...... اس لیے کہ ان کے خاص ٹیوٹر نے ان کو ایک عرصہ سے ٹیوشن پڑھانا جو چھوڑ دی ہے...... جس کی وجہ سے ان کے نمبر کم ہو گئے لیکن...... پھر بھی وہ رہے فرسٹ پوزیشن پر ہی...... وہ ٹیوٹر کون تھا؟ وہ ان کا ہم جماعت...... ان کا بھائی ابوبکر ہی تو تھا......

ماں نے جب معصوم عثمان کے وہ بھولے بھالے جملے...... جو اس نے ابوبکر کو مخاطب کر کے کہے تھے، سنے...... تو ایک بار پھر زار و قطار رونے لگی...... اور پھر آنسوؤں کی رم جھم بارش کے جلو میں...... اپنے دونوں بچوں کو اپنی انگلی پکڑا کر...... گھر کو روانہ ہو گئی۔

سب، سب کو بھول جاتے ہیں مگر......

انسان آتے ہیں...... چلے جاتے ہیں...... لوگ چند دنوں بعد سب بھول جاتے ہیں...... کہتے ہیں: وقت ایک ایسا مرہم ہے جو ہر زخم کی دوا ہے...... اور کہتے ہیں: چلو چھوڑو جی، اس کی آئی تھی مر گیا...... مرنے والوں کے ساتھ مرا تھوڑی جاتا ہے...... لہٰذا بھول جائیں...... واقعی سب لوگ...... سب رشتوں کو بھول جاتے ہیں...... لیکن ایک رشتہ ایسا بھی ہے جو کبھی بھی نہیں بھولتا...... بلکہ آنسوؤں کے پانی سے ہمیشہ اپنے زخموں کو تر و تازہ کیے رکھتا ہے...... آنسوؤں کی بارش سے اپنے غموں اور یادوں کی سرزمین کی آبیاری کرتا رہتا ہے گل کاری کرتا رہتا ہے...... وہ رشتہ کون سا ہے؟...... وہ ہے...... ممتا...... کا رشتہ...... جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات ''ماں'' کہہ کر پکارتی ہے...... وہ کبھی بھی اپنے خون جگر...... لختِ جگر...... نورِ نظر...... یعنی اپنے بیٹے کو نہیں بھولتی...... حتیٰ کہ موت کی آندھی چل پڑتی ہے...... اور آخر کار یہ ہستی خود بھی پیوندِ خاک ہو کر اپنا وجود مٹا دیتی ہے۔ اور یوں اس کی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ ابوبکر کی والدہ کا بھی یہی حال ہے...... اپنے انمول بیٹے کی جدائی کا غم اسے اندر ہی اندر کھائے جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیٹے کی سلگتی یادوں کی تمازت اور حرارت کی تاب وہ کب تک لا سکے گی؟ ابوبکر کی انمول یادوں کے منہ زور قافلے ہیں جو ہمہ وقت اس نحیف و نزار ماں کے کمزور خاکی وجود پر طوفانی یلغاریں کرتے رہتے ہیں۔ ہر تہوار پر...... ہر عید پر...... ہر رمضان پر...... ہر جمعتہ المبارک پر...... حتیٰ کہ...... ہر صبح...... اور...... ہر شام...... اس کی مہکتی یادوں کی دھنک اس کو اپنے حصار میں لیے رہتی ہے...... لختِ جگر کی معصوم جیون یادوں کی بھینی بھینی خوشبو اس کو اپنے حصار میں قید کیے رہتی ہے...... اور وہ اس مقتول و مظلوم کی سرخی مائل یادوں کی دھنک کو...... اپنے شبنم سے زیادہ پاکیزہ و بے مثال آنسوؤں سے دھو کر...... غم غلط کرنے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروفِ عمل رہتی ہے......

لگتا ہے اس تگ و دو میں زندگی تمام ہو جائے گی لیکن وہ اپنے بیٹے کو بھلا نہ پائے گی۔ بقول شاعر:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
زندگی یونہی تمام ہوتی ہے

اور بقولِ بعض:

جانے والے چلے جاتے ہیں اے نقاش
دل پہ بیتی ہوئی یادوں کا سماں رہتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

26

عذاب سہانی یادوں کا

جان سے بھی پیارے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں، یہی قانون قدرت ہے اور اٹل حقیقت بھی ہے۔ پیارے تو چلتے بنتے ہیں لیکن ان کی سہانی یادیں ہمیشہ خوشبو بن کر چاہنے والوں کا طواف کرتی رہتی ہیں۔ ان کو گھیرے رہتی ہیں۔ ساری زندگی ان کی نس نس میں بسی رہتی ہیں۔ ان سہانی وانمول یادوں سے پیچھا چھڑانا انسان کے بس واختیار میں نہیں ہوتا۔ سہانی یادوں کا طوفان جب موج بن کر آتا ہے تو آنسوؤں کا سمندر وطوفان بھی ساتھ لیے چلا آتا ہے۔ جو انسان کو اپنے ساتھ بہائے چلا جاتا ہے۔ یادیں اور آنسو دونوں لازم وملزوم ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دل سوز یادوں کا جھکڑ چلے اور آنسوؤں کا سیل رواں نہ بہے۔

بقول شاعر ؎

کیسے ممکن ہے کہ آگ جلے دھواں نہ ہو
چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں

ابوبکر شہید جو جنت کا معصوم شہزادہ ہے، اس کی حسین ودلربا یادیں ہمیشہ میری صبحوں اور شاموں کو اپنی خوشبو سے مہکائے رکھتی ہیں، آس پاس کی فضاؤں کو معطر رکھتی ہیں...... اور چشم پرنم و پرغم سے شبنم کے سے قطروں کو موسلا دھار بارش کی شکل میں...... برسائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتی ہیں۔ ابوبکر شہزادے کا ذکر ہو اور دل نہ دھڑکے...... دل نہ تڑپے...... سوچیں منتشر ہو کر ایک ہی نکتے پر مجتمع نہ ہوں...... دلکش یادوں کا ایندھن دل کے آنگن میں نہ جلے...... آنکھ کے اندر ساون کی رتوں کا سماں نہ بندھے...... یہ ناممکن ہے۔

آنکھ برسی تیرے نام پہ ساون کی طرح
دل سلگا تیری یاد میں ایندھن کی طرح
تو نے مجھے اس قدر بلندی نوازا کیوں تھا؟
گر کے میں ٹوٹ گیا کانچ کے برتن کی طرح

''بھول جاؤ ابوبکر کو'' دوستوں کی نصیحت:

دوست مجھے مظلوم ابوبکر شہید کی یاد میں روتا دیکھتے ہیں تو خود بھی سوگوار ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی اس کی یادوں اور باتوں کی حرارت سے پگھل جاتے ہیں اور اشکبار ہو جاتے ہیں۔ لیکن پھر سنبھل جاتے ہیں اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں: طاہر بھائی! صبر کرو...... ہوش میں آؤ...... اب بھول جاؤ ابوبکر کو......

وہ سہانہ خواب تھا جو ختم ہوا...... وہ تو ایک گل رنگین ادا تھا، جو چند دن کے لیے مانند گلاب مہکا تھا اور پھر مرجھا گیا...... وہ تو ایک دلربا و دلآویز اور دلکش خوشبو تھی جو فضاء میں بکھر گئی...... وہ تو ایک روشنی تھی جو تجھے حقیقی منزل کا راستہ دکھا کر غائب ہوگئی...... وہ ایک مٹھاس تھی جو دھن میں اپنا اثر چھوڑ کر ختم ہوگئی...... وہ تو ایک ان کھلی خوشنما کلی تھی جو تمہارے گلشن حیات میں کھلی تھی اور پھر جدائی کا صدمہ دے کر گلشن کو ویران کر گئی اور پھر ایک نئے چمن (جنت) میں جا کھلی...... وہ ایک خوشیوں، الفتوں، لاڈوں اور معصوم دلنواز یادوں کا جھونکا تھا جو پلک جھپکنے میں آیا اور گزر گیا...... وہ تو تاریک شب میں آسمانِ دنیا پر ٹمٹمانے والا ستارہ تھا جو سمت کے تعین ونشاندہی کے لیے چمکا تھا اور پھر یکدم مدہم ہوتا ہوا بے نشان ہو گیا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا تم صبر کا دامن تھامو۔ دل کو قابو میں کرو۔ آنسوؤں کو روکو۔ دیکھو! مرنے والوں کے ساتھ مرا تھوڑی جاتا ہے۔ ایک دن سب نے اپنی اپنی باری پر ایک ایک کر کے رخصت ہو جانا ہے۔ اگر ہم اپنے پیاروں کے غم کو سینے سے لگائے رکھیں تو حزن وملال کے جان لیوا حملوں کی تاب نہ لا کر ایک دن ہلاک ہی ہو جائیں۔ دیکھو! صبر کرو اور بھول جاؤ ابوبکر کو......

میں سمجھتا ہوں ٹھیک کہتے ہیں وہ، دوست یہی کچھ کر سکتے ہیں۔ نصیحت، وعظ اور میرے دل کی ڈھارس کے لیے...... وہ اپنا فریضہ ادا کرتے ہیں، اور مخلص دوست و احباب شروع سے یہی کرتے آئے ہیں۔ لیکن میرے ہمدم وہم سفر ساتھیو!...... میں انہیں کیسے سمجھاؤں...... کیسے حالِ و کیفیاتِ دل سینہ چیر کر دکھاؤں کہ اس میں مَیں بے بس و بے اختیار ہوں۔ دوست احباب کے متعلق اسی کیفیت کو شاعر نے کیا خوب بیان کیا ہے:

دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

اے میرے دوستو! مجھے جواب دو:

دوستوں کے کہنے پر اگر میں ابوبکر کو بھول بھی جاؤں۔ اگر ایسا ممکن ہو بھی جائے۔ تو پھر کیا ہوگا!!؟ یہی ناں کہ اس کی یادوں کے لگائے زخم اور گھاؤ وقتی طور پر بھر جائیں گے۔ لیکن میرا ان سے سوال ہے کہ کیا زخموں کے بھرنے تک میرے ناخن نہ بڑھ آئیں گے؟؟؟!!...... جب یادوں کے زخم بھر جائیں گے مگر اتنے وقت میں ناخن بھی تو بڑھ آئیں گے...... تو میں بے اختیار ان بڑھے ہوئے ناخنوں سے اپنے ان بھرے زخموں کو پھر سے چھیل ڈالوں گا۔ اور اس دل کے آنگن کی کیاری میں یادوں کی انگوریاں پھر بہاروں کے شباب میں جوبن پر پروان چڑھنے لگیں گی۔ ابوبکر کی حسین یادوں کی مسحور ہوائیں پھر سے چل پڑیں گی۔ اور پھر وہی گھنگور گھٹاؤں اور ساون بھادوں اور برسات کے رم جھم برستے پانیوں کے موسم اُمڈ آئیں گے...... اور دل کے آسمان پر حزن وملال اور غم کی گھٹائیں چھا جائیں گی۔ اس کی معصوم یاد ہمیشہ کی طرح دل کے دروازے پر دستک دینے لگے گی......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کے نہاں خانوں میں خوشبو بن کر اتر جائے گی...... دل کے جھروکوں میں محبوب دلپذیر اور محبوب دلگیر بن کر بیٹھ جائے گی...... کبھی کبھی تو بغیر کسی محرک کے...... بغیر کسی وجہ کے...... دھیرے دھیرے، چپکے چپکے...... خراماں خراماں...... کشاں کشاں...... نہاں نہاں...... چلی آئے گی...... اور میرے ہوش وحواس پر قابض وغالب ہوتی چلی جائے گی۔

یاد کرنے سے اس کو نہ روکو ہمیں
اس میں بے بس ہیں ہم اور معذور ہیں ہم

اسی بنا پر تو کسی نے کہا ہے:

یادِ ماضی عذاب ہے یا ربّ
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اور بقول بعض:

یاد ان کی آئی تو آتی چلی گئی

محبوب کی ''سہانی یادیں'' ہر دم، ہر گھڑی، ہر جگہ، ہر ساعت چاہنے والے کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں اور ہر حالت میں خاص طور تنہائی کے عالم میں اسے اکیلا نہیں چھوڑتیں۔

بقول مومن خان مومن:

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا!

ابوبکر شہید کے اس دنیا سے جانے کے بعد میری زندگی اس کی مہکتی حسین یادوں کا مسکن بن کر رہ گئی۔ کبھی اس کی مظلومیت کو اور اس پر کیے گئے ظلم کو یاد کر کے...... اس کی نکھری نکھری اجلی اجلی مہکتی یادوں اور باتوں کو یاد کر کے...... اچانک رونے لگتا ہوں اور کبھی اس کی معصوم دلکش باتوں کو یاد کر کے مسکرا اٹھتا ہوں۔

وہ الم کشوں کا ملنا وہ نشاط غم کے سائے
کبھی رو پڑا تبسم کبھی زخم مسکرائے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اٹل حقیقت:

مجھے اپنے دوستوں کی اس نصیحت سے مکمل اتفاق ہے کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا تھوڑی جاتا ہے۔ ابوبکر شہزادے کے بعد ہم اس کے ساتھ بلند و بالا محبت کے دعوؤں کے باوجود مرے تو نہیں...... جی رہے ہیں...... کھا پی رہے ہیں...... بھاگے دوڑے پھر رہے ہیں...... لیکن:

نہیں ہے مرتا کوئی کسی بن، یہی حقیقت ہے زندگی کی
مگر فقط سانس لینے کا نام دوستو زندگی نہیں ہے

اس معصوم فرشتے کی یادوں کی روانی، جولانی اور طغیانی کا تو یہ عالم ہے کہ:

انوکھا سلسلہ ہے اس کی یادوں کا میرے دل میں
کبھی اک پل، کبھی پل پل، اور کبھی ہر پل

ہم ابوبکر شہزادے کی مشکبار یادوں سے پیچھا چھڑانے کی تو بہت کوشش کرتے ہیں...... دل کو سمجھاتے ہیں...... مختلف کاموں میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں...... مصنوعی اور خود ساختہ طریقوں سے اس کی یادوں کو اپنے سے دور رکھنے کی سعی ناکام کرتے رہتے ہیں...... لیکن وہ ہیں کہ پسپا و کمزور ہوتی ہی نہیں بلکہ اتنی ہی شدت سے یلغار کرتی چلی آتی ہیں...... اور جھلملاتے گرم گرم آنسوؤں کا نہ رکنے والا طوفان بھی ساتھ ہی لیے بڑھتی چلی آتی ہیں...... کرچی کرچی دل تڑپ اٹھتا ہے اور بے اختیار دیوانہ وار پکار اٹھتا ہے:

لمحے لمحے میں بسی ہے تیری یادوں کی مہک
بات لیکن یہ ہے کہ نظروں سے تم رہتے ہو دُور

پھر دلِ بیتاب ہی اس کی وضاحت کرتا ہے۔

دور تم نظروں سے ہو لیکن مرے دل سے نہیں!
ملا یہ اعزاز مجھ کو قسمتِ تقدیر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کے بغیر گزرنے والی اداس شامیں:

اسی کشمکش میں...... ہر طرف بکھری یادوں کی پرچھائیوں اور جھرمٹ میں گھرے ہوئے...... زیست مستعار کے بکھیڑوں میں الجھے...... بظاہر دنیا میں مست و مصروف اور ابوبکر کی یادوں سے بے پروا ہو کر دن گزارنے کے بعد...... جب شام کے سائے چھا جاتے ہیں...... اندھیروں کا راج ہونے لگتا ہے...... دنیاوی مصروفیتوں اور بکھیڑوں سے خلاصی ملتی ہے...... بظاہر مضبوط و توانا نظر آنے والے ہم لوگ...... شام کے دھندلکوں کے سائے میں واپس آتے ہی بکھرنا شروع ہو جاتے ہیں!

سارا دن لگ جاتا ہے خود کو سمیٹنے میں اے نقاش!
پھر رات کو تیری یادوں کی ہوا چلتی ہے اور ہم بکھر جاتے ہیں

جب کبھی اچانک اس معصوم کی یادوں کا حملہ ہوتا ہے تو اکثر یادوں کی آغوش میں رات کروٹیں بدلتے ہوئے گزر جاتی ہے، نہ نیند آتی ہے نہ سکون:

ظلم کرتی ہیں عجب یادیں تیری
سو جاؤں گر تو اٹھا دیتی ہیں
جاگ جاؤں تو رلا دیتی ہیں

اور

رات کی گہری خاموشی میں
جس دم وہ یاد آتے ہیں
دل کے ٹکڑے آنسو بن کر
پلکوں پہ لہراتے ہیں

اور اس ننھے شہید کی مترنم و متبسم حسین یادوں کا یہ حال ہے کہ:

رات کی گود میں آجائے اگر اس کا خیال
صبح بستر سے بھی پھولوں کی مہک آتی ہے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیدار کا مشتاق محروم دید بن کر سکول روانہ ہو جاتا:

جب میرا یہ حال ہے کہ جو صبح اپنے کام پر اپنے دفتر کے لیے نکل جاتا اور رات گئے واپس آتا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کئی کئی دن تک ابوبکر سے ملاقات نہ ہو پاتی تھی۔ جب میں رات کو گھر آجاتا تو وہ سو رہا ہوتا تھا...... اور جب وہ سکول جاتا تو میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد سویا ہوتا، اور وہ مجھے ملنے میرے سٹڈی روم میں آتا لیکن...... میں بے سدھ نیند کی آغوش میں مزے اڑا رہا ہوتا...... اور وہ مجھے دور سے سوتے ہوئے کو دیکھ کر ہی ہلکی سی میٹھی سی مسکان اپنے ہونٹوں پر بھرتا اور متبسم چہرہ لیے سکول روانہ ہو جاتا...... مجھے بیدار نہ کرتا کہ مجھے پنسل ربڑ، یا سکیل خرید کر دیں...... کیوں؟ اس لیے کہ اس طرح ابی جان کو جگانے سے ان کی نیند خراب ہو جائے گی...... آرام میں خلل پڑے گا اور وہ بے آرام ہوں گے...... وہ میرے آرام پر اپنی ہر ضرورت وایمرجنسی کو قربان کرتے ہوئے...... "یا اللہ ٹیچر یہ چیزیں آج چیک نہ کرلے" کی دعائیں کرتا ہوا سکول روانہ ہو جاتا۔ یوں کئی کئی دن ہماری بالمشافہ ملاقات نہ ہو پاتی۔ اس کے باوجود اس کی محبت میں میرا یہ حال تھا تو...... میری بیٹی حافظہ ماریہ کا کیا حال ہو سکتا ہے کہ جو چوبیس گھنٹے ہی اس کے ساتھ رہتی تھی...... کھاتی پیتی اٹھتی بیٹھتی اس کے ساتھ تھی۔ اور ننھی جان ابوبکر اس پر سب سے زیادہ اعتماد وفخر کرتا تھا...... اور اپنی ہر بات دکھ درد غم وخوشی اس سے شیئر کرتا تھا۔ اب مجھے اپنی بیٹی ماریہ کے ان الفاظ کی حقیقت وگہرائی کا اندازہ ہوا جو وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ:

پیارے ابی جان......! مجھ سے پڑھا نہیں جا رہا...... کچھ یاد نہیں ہو رہا...... پیپرز اور ٹیسٹ ناکام ہو رہے ہیں...... اچانک اکیڈمی میں دورانِ کلاس میری آنکھیں رم جھم گرم گرم آنسوؤں کی برسات برسانا شروع کر دیتی ہیں...... اور بالکل یہی شکایت اس کی غمخوار وغمگسار والدہ میری رفیق سفر روبینہ نقاش کی تھی۔ ان کی باتیں سننے کے بعد اور اپنی اندرونی کیفیت جاننے کے بعد مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ان کا غم کتنا گہرا ہے۔ ان کا غم دیکھتا ہوں تو اپنا غم قدرے کم لگتا ہے۔ اور یوں پتہ چلتا ہے کہ اس صحرائے حزن وملال اور غم میں میں اکیلا نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں بلکہ اور بھی ہیں جو غم کے لق ودق تپتے صحرا میں دبے ہوئے سسک وبلک رہے ہیں۔

کبھی اے کاش آ کر دیکھ لو آنکھوں کے یہ آنسو
نجانے کس نے تم سے کہہ دیا تجھے ہم بھول بیٹھے ہیں

عید آئی مگر ابوبکر تم کہاں ہو؟

گردش دوراں کے نشیب وفراز میں کتنی ہی عیدوں کے تہوار آتے رہے اور ماضی کا حصہ بنتے رہے۔ یوں آٹھ عید الفطر اور آٹھ عید الاضحیٰ گزر کر ماضی کا حصہ اور قصہ پارینہ بن گئیں۔ ہر عید پر ابوبکر کے بہن بھائی ضد کرتے کہ عید کی شاپنگ کے لیے انہیں ساتھ لے کر بازار جایا جائے۔ اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ متعدد دفعہ جاتے رہے جبکہ ابوبکر ہر دفعہ گھر میں ہی رہتا۔ اس نے کبھی بھولے سے بھی ضد اور مطالبہ نہ کیا تھا کہ عید کی مست خرامیوں، ولولوں اور رونقوں کو دیکھنے کے لیے اس کا بھی جی چاہتا ہے۔ سجے سنورے پُر رونق اور گہما گہمی سے بھرپور بازاروں میں عید کی خرید وفروخت کے دلولوں کا مشاہدہ کرنے کو اس کا بھی دل مچلتا ہے۔ وہ ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری اور بے لوثی و بے غرضی کی شمع بن کر گھر کے آنگن میں خاموشی سے روشن رہتا۔

عید کے تہوار پر بہن بھائیوں اور والدہ کا معمول اور ابوبکر:

عید کے خوشیوں بھرے موقع پر ابوبکر کے بھائی اور بہن والدہ کی ہمراہی میں بازار جاتے اور من چاہی اشیاء خرید کر لاتے، نئے کپڑے، نئے جوتے، گنیں، گھڑیاں، عینکیں وغیرہ۔ اسی طرح بہنیں اپنی پسند کا سامان لاتیں۔ ابوبکر کے بھائی خاص طور پر شعیل اور شرجیل کو بازار میں جو چیز پسند آجاتی وہ والدہ سے کہتے کہ ہمیں ابھی اسی وقت یہ خرید کر دو۔ وہ لاکھ سمجھاتی کہ اس کی ضرورت نہیں، پہلے بھی موجود ہے، یا اس کی قیمت میری قوت خرید سے بالا تر ہے، یا ابھی اور بھی سب کے لیے چیزیں کپڑے جوتے وغیرہ خریدنے ہیں، اگر یہ چیزیں خریدیں گے تو ان کے لیے بجٹ نہ بچے گا لیکن ان کے اوپر کوئی اثر نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا اور وہ رِیں رِیں کر کے رونے لگتے اور وہیں راستہ میں جم کر کھڑے ہو جاتے، آگے چلنے کا نام نہ لیتے کہ پہلے ہمیں ہماری پسندیدہ چیزیں خرید کر دو، پھر آگے چلیں گے۔ ایک اور مصیبت یہ تھی کہ ماں جب ان کو ان کی پسند کی چیزیں خرید کر دے دیتی تو مزید آگے چل کر بازار میں ان کو مزید جو جو چیز پسند آتی جاتی تو وہ اُس کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ باقی چیزیں بعد میں خریدنا پہلے ہمیں یہ بھی لے کر دیں۔ ان کی والدہ قدم قدم پر ان کی پسند اور مطالبہ پورا کرتی جاتی یہ سوچ کر کہ میرے بچے ہیں اگر ان کی فرمائشیں اور مطالبے میں پورے نہیں کروں گی تو اور کون پورا کرے گا۔ لیکن کبھی کبھی ان کے حد سے بڑھے ہوئے مطالبوں اور بازار میں ضد لگا کر اڑ کر کھڑے ہو کر رونا اور پریشان کرنے جیسے رویوں سے پریشان ہو کر مجھے کہتی: میں عاجز آ گئی ہوں ان سے، ان کو ساتھ لے جاؤ تو ہر چیز کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں! یہ ابھی لے کر دو، یہ خرید لیں تو آگے بڑھیں گے لیکن جونہی کوئی دوسری چیز نظر آتی ہے تو بلا سوچے یہ کہتے ہوئے کہ ''یہ ہمیں پسند ہے یہ بھی ہمیں لے کر دو'' رک جاتے ہیں اور جب تک مطالبہ پورا نہ کروں وہاں سے آگے نہیں بڑھتے بلکہ رونے لگتے ہیں یا ناراض ہو کر ایک طرف کو چل دیتے ہیں اور میں ان کو پکڑتی رہ جاتی ہوں۔

دوسرے بہن بھائیوں کی خوشیوں کی تکمیل دیکھ کر ابوبکر کا ردعمل:

بچے بچے ہی ہوتے ہیں ان کو اس فلسفہ سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ والدین کے پاس کتنے پیسے ہیں، گنجائش ہے کہ نہیں، حالات کیسے ہیں، کاروبار مندا ہے یا ٹھنڈا۔ انہیں تو ایک ہی چیز دکھائی دیتی ہے کہ فوری ان کا مطالبہ پورا ہونا چاہیے۔ یوں والدہ آج تک ان کو عید کے مواقع پر ساتھ لے جاتی رہی اور ان کی ان گنت خواہشات پوری کرتی رہی۔ جب عید کی شاپنگ کے بعد بہن بھائی واپس گھر لوٹتے تو صحن میں اپنی اپنی چیزیں پھیلا کر خوشی سے دکھاتے جاتے کہ یہ بھی میری ہے، یہ بھی میری، کتنا پیارا لگوں گا عید کے دن...... یہ کھلونے میرے ہیں...... یہ گن (بندوق) میری ہے...... ایسے چلاؤں گا عید کے دن، میری کلائی پر باندھی ہوئی گھڑی میری ہے وغیرہ وغیرہ...... ابوبکر سب کی چیزیں اشتیاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنی روشن آنکھیں مٹکا مٹکا کر دیکھتا جاتا اور دوسروں کی چیزیں دیکھ دیکھ کر ہاتھ لگا لگا کر خوش ہوتا جاتا۔ بعض دفعہ بھائی اس اندیشے کے تحت کہ کہیں ابوبکر ان کی چیز پر یا کھلونے پر قبضہ ہی نہ جما لے یا مطالبہ کر کے اسی سے نہ لے لے، اس کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیتے اور ڈانٹ دیتے کہ چھوڑو میری چیز کو...... لیکن وہ جواب میں خاموشی سے اس چیز کے صرف مشاہدے اور ہاتھ لگا کر دیکھنے کے شوق سے بھی دستبردار ہو جاتا۔ اور خاموش سوچوں میں گم سم ہو کر بیٹھ جاتا۔ جب ابوبکر کی باری آتی تو اسے بتایا جاتا کہ یہ تمہارا صرف سوٹ گھڑی اور عینک ہے اور بس...... وہ صرف اسی پر خوشی سے پھولے نہ سماتا اور بے ساختہ اٹھ کر اپنی پیاری والدہ کے گلے میں بازو حمائل کر کے اس کے چہرے پر لاڈلے معصوم بوسوں کی برسات برسانا شروع کر دیتا اور جذبہ تشکر کے تحت والدہ کو کہتا: امی جان! بہت پیاری چیزیں لائی ہیں آپ میرے لیے۔ چیزوں میں کوئی نقص نہ نکالتا اور نہ ہی کسی چیز کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کرتا۔

وہ کبھی بھی یہ نہ کہتا کہ آپ نے عمر اور عثمان کو تو فلاں فلاں چیز لے کر دی ہے، مجھے کیوں محروم رکھا ہے، مجھے بھی لے کر دیں...... بلکہ وہ یہ سوچ کر خاموش رہتا کہ میرے مطالبے سے میری والدہ پریشان ہوگی کیونکہ دوسرے بھائیوں نے پہلے ہی انہیں پریشان کر رکھا ہے۔ وہ بھائیوں کو نصیحت کرتا کہ بچو جو چیز امی جان خوشی سے لے کر دیں لے لیا کرو، جس سے منع کر دیں خاموش ہو جایا کرو۔ پیاری امی جان کو پریشان نہ کیا کرو۔

آج عید شاپنگ کے لیے ابوبکر والدہ کے ساتھ جائے گا:

2012ء کو عید سے دو دن قبل نماز عشاء کے بعد ابوبکر کی والدہ بچوں کی عید کے لیے کچھ باقی رہ جانے والی چیزیں خریدنے کے لیے بازار جانے لگی تو دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ آج زندگی میں پہلی بار ابوبکر کو ساتھ لے جاؤں۔ ابوبکر کہ جس نے عید کے مواقع پر نہ کبھی ساتھ جانے کی خواہش کی تھی اور نہ کوئی اسے لے کر ہی گیا تھا۔ آج اپنی امی جان کا حکم سن کر کہ ''ابوبکر تیار ہو جاؤ تم نے بازار میرے ساتھ چلنا ہے'' بہت خوش ہوا۔ جلدی جلدی خوشی سے منہ ہاتھ دھو کر جوتے پہن کر تیار ہو گیا، چلیں امی جان میں تیار ہوں۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی حیرانی کے عالم میں کچھ سوچتے ہوئے بولا: لیکن امی جان! اب تو رات ہو چکی ہے، دکانیں تو بند ہو چکی ہوں گی۔ والدہ نے کہا کہ نہیں عید کے موقع پر دکانیں رات کو بھی کھلی ہوتی ہیں۔ اسے والدہ کی بات سمجھ نہ آئی لیکن وہ حیرانی کے عالم میں خاموشی سے فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے چپ چاپ چل پڑا۔ یہ اس کی زندگی کی وہ پہلی عید تھی کہ جس میں والدہ اسے دنیا کی گہما گہمیوں کو دکھانے اور عید کی خوشیوں کے عملی مظاہرے دکھانے کے لیے بازار لے جا رہی تھی۔ اور یہ اس کی آخری عید بھی تھی کہ اس کے بعد اس نے اس عالم رنگ وبو اور خوابدانِ ارضی پر کبھی عید سعید کے مواقع پر خوشیوں کے رنگ نہ دیکھنے تھے بلکہ عید کے غلغلوں کی جگہ قبر کی تاریک اور سناٹے والی خاموشیوں کو ہی دیکھنا تھا۔

زندگی میں پہلی دفعہ عید کی گہما گہمی کا آخری نظارہ:

ابوبکر جب بازار میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران و پریشان رہ گیا کہ سارا بازار کھلا ہوا ہے، ہر طرف برقی قمقمے جگمگ جگمگ روشن ہیں۔ گہما گہمی ہے، کندھے سے کندھا چھل رہا ہے۔ روشنیوں کے سیلاب میں طرح طرح کے متحرک الیکٹرک کھلونے اپنا سماں باندھے ہوئے ہیں۔ طرح طرح کے خوبصورت جوتوں کی دکانیں کھلی ہیں۔ بچے شوکیسوں میں سجے جوتے پسند کر کے خریدتے جا رہے ہیں۔ مٹھائیوں کی دکانیں بھی قرینے سے سجی ہوئی ہیں۔ کھانے پینے اور ٹھنڈے مشروبات کی دکانوں پر بھی کھانے والوں کی بھیڑ ہے، وہ سب کچھ دیکھتا جا رہا تھا۔ کتنی ہی مزے کی چیزیں کھانے کو اس کا ننھا دل مچل رہا تھا۔ کتنے ہی پیارے کھلونے اور خاص طور پر مجاہدین والی کلاشن گن اور گاڑیاں اور اڑنے والے جہاز لینے کو دل کے ارمان مچل رہے تھے۔ خوب صورت چمکتے دمکتے لائٹنگ والے شوز دیکھ کر وہ ایک جگہ کھڑا ہی ہو گیا کہ امی جان سے عرض کروں کہ یہ مجھے بہت پسند ہیں، مجھے خرید کر دیں۔ لیکن پھر اپنی عادت کے مطابق کہ مطالبہ نہیں کرنا، کچھ سوچ کر کہ کیوں امی جان کو پریشان کروں، پتہ نہیں ان کے پاس ضرورت کی اشیاء کے پیسے بھی پورے ہیں کہ نہیں...... لہٰذا اس کی معصوم خواہش دل سے اٹھتے ہوئے لبوں تک آ کر الفاظ کا روپ نہ دھار سکی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس نے لبوں پر مہر خاموشی کا قفل چڑھا لیا اور بے غرضی کا مجسمہ بن کر اپنی والدہ کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ اس کے مشاہدے کی دنیا میں ایک رنگین و دلکش جہان آباد تھا۔ نت نئی چیزیں دیکھ کر اس کی آرزوؤں کے چراغ کئی دفعہ ٹمٹمائے لیکن وہ اپنے دل کے قبرستانوں میں دبی حسرتوں کو تمناؤں کی چنگاریاں نہ بنا سکا اور نہ ہی نوک زبان پر لا سکا:

حسرتیں دل میں رہیں درد عیاں ہو نہ سکا
لفظ اک مانگ کا مانوسِ زباں ہو نہ سکا!

چونکہ اس نے زندگی میں پہلی دفعہ اتنی گہما گہمی دیکھی تھی وہ حیرانی کے عالم میں اپنی موٹی سرمگیں چمکتی دمکتی آنکھوں کو حیرت کے اظہار کے لیے مزید پھیلا کر تعجب سے بولا:

امی جان!...... دیکھو رات کے وقت بھی بازار کھلے ہوئے ہیں!!!؟

وہ حیرانی سے نت نئی اپنی پسندیدہ چیزوں کو دیکھتا جا رہا تھا اور انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہتا جا رہا تھا: امی جان وہ دیکھو...... امی جان ادھر دیکھو...... امی جان دیکھو وہ کتنی پیاری چیز ہے وغیرہ۔ وہ خریداری میں اپنی امی جان کی پسند کی گئی چیزوں پر تبصرے کرتا رہا، اپنی رائے دیتا رہا اور معصوم مشورے بھی دیتا رہا...... لیکن ایک بار...... صرف ایک بار بھی...... نہیں کہا کہ امی جان...... مجھے بھی یہ کھلونا یا یہ جوتا یا فلاں چیز لے کر دے دیں۔ نہ کسی قسم کا کوئی مطالبہ کیا...... اور نہ ہی ضد میں کہیں کھڑا ہوا کہ میں نے نہیں آگے چلنا پہلے مجھے فلاں چیز لے کر دو۔ حتیٰ کہ اس کی والدہ خریداری مکمل کر کے واپس چل پڑی۔ اس نے واپس پلٹتے ہوئے بھی کسی چیز کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اور جیسا خالی ہاتھ بازار گیا تھا ویسا ہی واپس آ گیا۔ وہ کچھ نہ پا کر بھی بہت خوش تھا کہ آج اس کی ماں نے ساتھ لے جانے کے لیے اس کا انتخاب کیا تھا...... وہ کچھ نہ پا کر بھی اپنی عظیم والدہ کی معیت اور ساتھ کے مل جانے والے چند لمحات کو ہی اپنا اصل سرمایہ اور باعث صد افتخار سمجھ رہا تھا۔

اب جب عید آتی ہے تو اس کی والدہ اپنے بیٹے کو عید کے لمحات میں یاد کر کے بہت روتی ہے اور کہتی ہے: میرے معصوم بیٹے! مجھے اگر یہ اندیشہ ہی ہوتا کہ تم نے ہم سے بچھڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا ہے تو میں تجھے تمہارے مطالبہ نہ کرنے کے باوجود خود ہی اتنے کھلونے لے کر دیتی تو خوشیوں کے آسمانوں پر اڑا پھرتا اور میرا ضمیر اور دل مطمئن ہو جاتا۔ لیکن تو ہمیں اپنی ایسی ایثار ووفا والی من موہنی سہانی یادیں سونپ گیا ہے کہ جو ہر عید کو تمہاری یادوں کی سوغات دے کر آنکھوں کو آنسوؤں کے رم جھم موسم بپا کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

اب کون ابوبکر کی طرح استقبال کرے گا؟

ابوبکر کی یادوں نے ہم سب کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے، خاص طور پر اس کی شفیق والدہ، راقم اور اس کی قربان ہونے والی بہن ماریہ نقاش کو۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز اور سوچ وفکر کے مطابق اس کی کمی محسوس کر کے اپنے دل کو جلاتا رہتا ہے۔ اس کی والدہ ماجدہ کی اشکباری اور آہ وزاری تو اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ کئی دفعہ دیکھا کہ جب بازار سے گھر آتی ہے اور آتے ہوئے کچھ چیزیں بھی شاپروں میں پیک کر کے لیے آتی ہے۔ لیکن جب دروازہ کھلنے پر گھر میں داخل ہوتی ہے تو ادھر ادھر نظریں دوڑا کر کچھ تلاش کرتی ہے، کہ جیسے اپنی گم گشتہ متاعِ خاص ڈھونڈنے میں مصروف ہو...... تھوڑی ہی دیر میں مطلوبہ ہدف کو تلاش کرنے میں ناکامی پر اس کی آنکھیں آنسوؤں کی لڑیاں پرونا شروع کر دیتی ہیں۔ ہمیں آگے بڑھ کر سہارا دے کر اسے سیڑھیاں چڑھانی پڑتی ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ اس کی متلاشی آنکھیں کس کو تلاش کر رہی ہیں۔ ہم کئی دفعہ اسے چپ کراتے ہیں۔ بعض اوقات صبر کی تلقین کرتے کرتے خود بھی آبدیدہ ہونا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ اب رونے سے ابوبکر واپس نہیں آجائے گا لہٰذا ہمت کرو اور حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو بکھرنے سے بچاؤ۔ وہ جواب میں کہتی ہے: اب مجھے گھر کے دروازے پر میرا شاندار استقبال کرنے والا اپنا معصوم شہزادہ نظر نہیں آتا۔ مجھے اب پہلے دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ پھر چپ چاپ کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر کہیں جا کر اللہ اللہ کر کے دروازہ کھلتا ہے۔ ابوبکر شہید کے جیتے جی تو ایسا نہ تھا۔ وہ میرے گھر واپس پہنچنے سے پہلے ہی فکرمند ہوتا تھا۔ اور اپنے کان دروازہ کی طرف لگائے ہمہ تن گوش محو انتظار رہتا تھا۔ سیڑھیوں میں یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیڑھیوں کے اردگرد ہی چکر لگا تا رہتا تھا...... کہ کب میری ممتا آئے اور میں فوری دروازہ کھولوں...... اسے انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ میں جونہی دستک دیتی اور آہستگی سے آواز لگاتی۔ ابوبکر!...... تو وہ ''جی امی جان'' کہتا ہوا دیوانہ وار سیڑھیوں کے دروازے کی طرف بھاگ اٹھتا...... اور چشم زدن میں سیڑھیاں اتر کر دروازہ کھول دیتا...... اور اپنے مسکراتے شرماتے اور خوشیوں کے سنگ گنگناتے ہوئے...... عقیدت ومحبت کی بارش برساتے ہوئے...... مسکراہٹوں کے گلابوں کی برسات برساتے ہوئے...... میرا استقبال کرتا ...... پھر تیزی سے...... آگے بڑھتا...... ''لائیں امی جان مجھے پکڑائیں'' ...... کہتا ہوا میرے ہاتھوں میں پکڑے بعض شاپر خود اٹھا کر بوجھ سے دوھرا ہوئے جاتا...... کیونکہ وہ ننھا منا اور معصوم ہونے کی بنا پر زیادہ بوجھ اٹھانے سے قاصر وعاجز تھا...... لیکن پھر بھی ہمت سے کام لیتا اور شاپر اٹھا کر مجھے بوجھ کی تکلیف سے نجات دیتا...... میرا لایا ہوا سامان مشکل سے اٹھا کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہلی منزل تک پہنچاتا...... اور اس دوران اس احساس سے کہ میں نے امی جان کو سکون وآرام دیا ہے...... اس کا معصوم چہرہ خوشیوں کی قوسِ قزح سے گل وگلنار ہوا جاتا۔ اور سرخ وسفید چہرے پر مسکراہٹوں کے گلاب کھلائے...... مجھے عقیدت ومحبت سے دیکھتا جاتا...... اور میری خیریت دریافت کرتا جاتا...... امی جان! راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ اور پھر اپنے بھائیوں کو کہتا: بھائی! دیکھو امی بیچاری کتنی دور سے ہمارے لیے کتنی تکلیف اٹھا کر کھانے پینے کی اشیاء اور پھل لائی ہے۔

لیکن اب جب میں گھر کے دروازے پر آتی ہوں تو وہ پروٹوکول اور استقبال نظر نہیں آتا...... وہ پزیرائی نظر نہیں آتی...... وہ باغباں نظر نہیں آتا...... میرا لخت جگر نور نظر مسکراتا ہوا ابوبکر نظر نہیں آتا...... چمن اجڑا اجڑا اور ویران ویران لگتا ہے۔ خزاؤں کے بسیروں میں خاموشیوں کا راج واضح نظر آتا ہے۔ اب جب گھر آتی ہوں تو ابوبکر کو منتظر ومشتاق نہ پا کر وحشت ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ مجھے عادت جو ہوگئی ہے...... دروازے پر آتے...... سیڑھیاں چڑھتے ہوئے...... اس کے پیار کی...... اس کے دیدار کی...... اس کے ایثار کی...... اس کے جذبہ جانثاری کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معصوم بوسوں کی مہک:

ماں کیسے بھول جائے اپنے اس فدا کار کو...... وفادار کو...... اس جانثار کو...... کہ جب اسے کبھی اپنی جنت...... اپنی شفیق کریم والدہ پر پیار آتا...... یا اس نے کائنات کے عظیم رشتے "ماں" سے اپنی کوئی بات منوانی ہوتی...... یا جب کبھی وقتی طور پر، عارضی طور پر خفا اور ناراض والدہ کو منانے کا اس کا ارادہ ہوتا...... یا جب ماں کی کسی بات یا کام پر اس کا ننھا ومعصوم دل بہت خوش ہوا ہوتا...... وغیرہ وغیرہ۔ تو والدہ کے چہرہ انور کو نہایت عقیدت واحترام سے نہایت آہستگی سے، اپنے دونوں ننھے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں لے کر...... وارفتگی کے عالم میں...... چومتے جانا...... چومتے جانا...... اور خوشی سے...... جھومتے جانا...... ننھے ننھے معصوم لاڈ بھرے بوسوں کی موسلا دھار برسات برساتے چلے جانا...... اس قدر معصوم و لطیف احساسات کے ترجمان بوسوں کی زالہ باری کرنی کہ والدہ کو الجھ کر کہنا پڑتا...... بس کرو ابوبکر...... بس کرو...... لیکن ابوبکر ہے کہ بوسوں کی برسات پیہم برسائے جا رہا ہے۔

اس دوران اس کے باقی بہن بھائی یہ منظر بغور دیکھ رہے ہوتے تھے۔ اب ان کا بھی دل چاہنے لگتا کہ وہ بھی اپنی ممتا کی عظمت کو عملی طور پر سلام پیش کریں۔ وہ ایک طرف اس انتظار میں کھڑے ہو جاتے کہ کب ابوبکر امی جان سے ذرا دور ہٹے تو وہ بھی اپنی جنت کو بوسہ کرلیں...... لیکن ابوبکر ہے کہ پیچھے ہٹتا ہی نہیں...... وہ چاہتا ہے کہ آج ہی کائنات کے تمام خزانے ماں کی خوشی پا کر...... یا اسے خوشی دے کر حاصل کرلوں...... آخر امی جان کا حکم آتا ہے کہ ابوبکر پیچھے ہٹ جاؤ اور وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیچھے ہٹ جاتا ہے ...... اس کی دیکھا دیکھی...... اس کی ادائے دلبرانہ کی نقل کرتے ہوئے...... اس کے حسین عمل سے ترغیب پاتے ہوئے...... باقی بھائی بھی باہم مل کر ماں کو بوسے کرنے لگتے ہیں...... کیا منظر ہے ماں کی عظمت کو سلام پیش کرنے کا...... جو ابوبکر نے برپا کر رکھا ہے...... اور وہ منظر تو کتنا ہی روح پرور ہوتا تھا کہ جب کبھی کبھی ابوبکر بلا کسی جھجک کے اپنی والدہ کے قدموں کو نہایت عقیدت سے تھام لیتا اور پھر ان کو بے ساختہ چوم لیتا...... ہاں ہاں بلا کراہت وبیزاری کے، نہایت احترام اور پیار وعقیدت بھرے جذبوں سے قدموں کو چوم کر کہتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے نیچے جنت ہے ناں؟

تو ماں کیسے بھول جائے اپنے ایسے فرزند بے مثال کی یادوں کو......

بے بی سائیکل کے ساتھ جڑی یادوں کا سلسلہ:

میں جب کسی بچے کو سمٹتے سمٹاتے دیکھتا ہوں ...... جب کسی کو آنکھیں جھکائے ہوئے مؤدب لہجے میں کسی بڑے سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھتا ہوں...... جب کسی بچے کو کسی بات پر طفلانہ شرماہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرماتے دیکھتا ہوں...... یا کسی کو سبحان اللہ...... سبحان اللہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے ربّ کو خوش کرنے اور منانے میں کوشاں و مصروف دیکھتا ہوں تو ابوبکر کی یادوں کے لشکر جرار جوق در جوق چلے آتے ہیں...... میرے دل و دماغ پر ایسے حاوی ہوجاتے ہیں کہ مجھے اردگرد کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ یوں ابوبکر کی یادوں کی چلتی ہوئی تیز ہواؤں میں میں اپنے آپ کو ایک بے بس غبارے اور تنکے کی طرح مہکتی اور سہانی یادوں کی فضاؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہوں۔

کیا عجب سلسلے ہیں ابوبکر کی انمول یادوں کے...... کتنے حساس رشتے ہیں لہو کے...... کتنی پرنم...... پرغم...... اور درد والم کے آبگینوں سے مرصع ہے اس معصوم کی یادوں کی خوش رنگ دھنک اور قوس قزح...... اکثر جدائی کے جان لیوا لمحات زیست کا اِدراک کر کے رلا دیتی ہیں...... حیات مستعار سے منسلک زیست کے مختلف سلسلے اس کی دلفریب یادوں کے امین ہیں۔ کبھی سوچتا ہوں بظاہر کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں ابوبکر کی لہو رنگ یادوں کی پیامبر بن جاتی ہیں۔ جب گھر میں کیلے لاتا ہوں، سب کھا رہے ہوتے ہیں، جب کسی کے حصہ میں کوئی ذرا سا بھی نرم کیلا آجاتا ہے تو وہ اسے واپس رکھ کر دوسرا اٹھا لیتا ہے...... کوئی ان نرم ایک دو یا تین کیلوں کو ہاتھ نہیں لگاتا...... تو ابوبکر شہید کی حسین یادوں کا سیل رواں بڑھا چلا آتا ہے...... ماضی قریب کے مناظر دل و دماغ کی سکرین پر یکے بعد دیگرے آتے چلے جاتے ہیں...... میرے ننھے مجاہد اور معصوم شہزادے کو پھلوں سے کیلا ہی تو سب سے زیادہ پسند تھا...... آج وہ ہوتا تو میں اس کو بہترین سے بہترین کیلے لا کر دیتا لیکن...... وہ...... پھر بھی...... نرم کیلا پکڑ کر کھانے لگتا اور ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوتا...... امی جان میرے نرم کیلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے سے خوش ہوتی ہیں اور ...... کہتی ہیں کہ نرم کیلے کو شہد لگا ہوتا ہے...... ذرہ بھر ناپسندیدگی یا نخرے کا مظاہرہ نہ کرتا...... بلکہ اپنی ماں کی مسکان کے حصول کے لیے وہ متروک کیلے اپنی قسمت جان کر پکڑ لیتا......

اے عظیم ابوبکر! تو کتنا بلند تھا...... تیری پسند وناپسند بھی ماں کے حکم کی محتاج تھی...... ہر وہ چیز تجھے ناپسند ومکروہ تھی (اگرچہ بظاہر دنیا والوں کے ہاں وہ چمک دمک والی قیمتی ہوتی تھی) کہ جس سے تیری ممتا نے منع کردیا...... یا جسے اس نے ناپسند کیا...... گویا تیری پسند وناپسند بھی اپنی ماں کی مرضی ورضا پر موقوف تھی۔ ماں کے ہوتے ہوئے کبھی تیری کوئی رائے اور فیصلہ بھی اپنا نہ ہوتا تھا......

بتاؤ! میں ایسے انمول ہیرے کو کیسے بھول جاؤں...... کیسے اس کی یادوں کی مہک کو اپنی زندگی سے ختم کردوں...... ناممکن...... کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح ہفتہ میں ایک بار مجھے اتوار والے دن ایک ایسے بازار میں ضرور جانا ہوتا ہے کہ جو کہ پنجاب کی سب سے بڑی سائیکلوں کی ہول سیل مارکیٹ ہے، یہاں پر رنگا رنگ نت نئی ملکی وغیر ملکی بے بی سائیکلیں قطاروں میں کھڑی چمک دمک کے ساتھ خریداروں کی منتظر ہوتی ہیں۔ میرے ساتھ یہاں آنے کے لیے کئی بار ابوبکر نے اشاروں اشاروں میں اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن شاید قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ میں مسلسل تساہل کا مظاہرہ کرتا رہا اور اسے سائیکلوں کی یہ وسیع وعریض مارکیٹ نہ دکھا سکا۔ اب ہر اتوار کو میں جب یہاں آتا ہوں...... یا کبھی راستہ میں کسی بچے کو بے بی سائیکل چلاتے ہوئے دیکھتا ہوں ...... یا خاص طور پر موٹر سائیکل پر سوار دو افراد کو دیکھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نے پیارا سا چھوٹا سا بے بی سائیکل اٹھا رکھا ہوتا ہے جبکہ دوسرا موٹر سائیکل چلا رہا ہوتا ہے...... سوچتا ہوں یہ بھی اپنے کسی من موہنے ابوبکر کے لیے لے کر جا رہے ہیں...... لیکن میرا قانع، صابر وشاکر ابوبکر تو خواہش کے باوجود آخر دم تک بے بی سائیکل سے محروم ہی رہا...... اگر اس کو میں ایسی ہی خوبصورت امپورٹڈ بے بی سائیکل لا کر دیتا تو کیا ہوتا......؟! ہاں یہ مجھے پتہ ہے کیا ہوتا...... آپ کو بھی بتائے دیتا ہوں......

جونہی اس کی نظر سائیکل پر پڑتی تو وہ اسے دیکھنے کے لیے وارفتگی کے عالم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوانہ وار آگے بڑھتا...... اس کی روشن آنکھیں آس وامید کے جگنوؤں سے چمک اٹھتیں...... دل بلیوں اچھلتا...... روح مسرور...... دل شاد آباد...... ہو جاتا...... وہ اسے محض ہاتھ لگا لگا کر دیکھتا جاتا...... اور اپنی پسندیدگی کی پیامبر میٹھی مسکراہٹیں فضاء کے سپرد کرتا جاتا...... اس کے اوپر نہ بیٹھتا...... اور نہ ہی اس کو چلا کر، گھما کر دیکھتا...... اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتا...... محض اس کو ہاتھ لگا لگا کر...... یا کھڑے کھڑے محض پکڑ کر...... زیادہ سے زیادہ ایک یا دو قدم (اوپر بیٹھے بغیر) چلا کر خوشیوں نہال ہوتا جاتا...... خوشحال ہوتا جاتا...... اس کو ہاتھ لگا لگا کر خوشیاں حاصل کرنے تک محدود محض اس لیے رہتا کہ یہ سائیکل تو کسی اور کی ہے اس کی اپنی تھوڑی ہے...... لیکن...... جب میں اسے بتاتا...... کہ میرے ابوبکر شہزادے! یہ چمکتی دمکتی لائٹنگ والی...... اور الیکٹرک بیل سے مختلف قسم کی گھنٹیاں اور آوازیں نکالتی لشکارے مارتی سائیکل تمہاری ہے...... تو یہ سنتے ہی مجھے پتہ ہے اسے کیا ہونا تھا...... ایسے موقع پر اس کی ایسی پُر کیف کیفیات کو میں ایک دو دفعہ پہلے دیکھ چکا تھا...... ہاں تو یہ سنتے ہی اسے اس قدر خوشی ہوئی تھی کہ اس سے یہ خوشیاں سنبھالی نہ جاتی تھیں...... اس نے مسکراتے مسکراتے خوشی کے جذبات کنٹرول نہ کرتے ہوئے...... مسکراہٹوں کی کہکشاں سجاتے ہوئے...... زمین پر بیٹھتے چلے جانا تھا...... بالکل ایسے جیسے کسی کے پیٹ میں شدید درد ہو اور وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر شدت تکلیف سے زمین پر بیٹھ جائے۔ پھر اس نے خوشیوں کے طوفانوں کو کنٹرول کرتے ہوئے...... بے یقینی کے عالم میں تصدیق کروانے کے لیے ہماری طرف دیکھنا تھا کہ...... کیا واقعی یہ سائیکل میری ہی ہے۔ جب ہم نے کہنا تھا کہ ابوبکر! یہ تمہاری ہی سائیکل ہے...... صرف تمہارے لیے خاص طور پر خرید کر لائے ہیں...... تو یہ سنتے ہی اس نے گھر میں بھاگ بھاگ کر چکر لگانے شروع کر دینے تھے اور اعلان کرتے جانا تھا: ابی جان میرے لیے پیاری سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائیکل لائے ہیں...... میری سائیکل آ گئی ہے...... آ کر دیکھو تو سہی کتنی پیاری ہے...... پھر اس نے پیدل دوڑتے ہوئے سائیکل کو اپنے ساتھ ساتھ بھگاتے جانا تھا، مگر اس کے اوپر نہیں بیٹھنا تھا...... اور اسے پیدل دوڑاتے ہوئے اعلان کرتے جانا تھا: دیکھو دیکھو میری سائیکل آ گئی...... پیارے ابی جان لائے ہیں بچو...... دیکھنا اب میں اس پر سکول جایا کروں گا...... پھر اس نے بھاگتے بھاگتے اپنے پیارے چھوٹے بھائی عثمان کی طرف رخ سخن کر کے کہنا تھا: عثمان بھائی! تم پریشان نہ ہونا، میں تمہیں سائیکل پر پیچھے بٹھا کر سکول لے کر جایا کروں گا۔ پھر اس نے ہر صبح یا شام کو کپڑے، سرف اور پانی کے ساتھ اپنی سائیکل کو چمکایا کرنا تھا، لشکایا کرنا تھا...... کہ وہ میری موٹر سائیکل کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا تھا...... کہ میری غیر موجودگی میں اس کو دھو کر چمکا دیتا تھا۔

ان خیالات کا سلسلہ ٹوٹتا ہے تو پھر آنسو بھری یادوں کے قافلوں کو روک کر سوچتا ہوں۔ اب تو ابوبکر کے سب بھائیوں کے پاس اپنی اپنی سائیکل ہے...... سب بھگائے پھر رہے ہیں...... شرجیل موٹر سائیکل کا مطالبہ کر رہا ہے...... لیکن ہائے افسوس کیا کروں...... مجھے کیا پتہ تھا کہ تو چند دن کا مہمان ہے ہمارے پاس...... تو اِس دنیا کا نہیں بلکہ اُس ابدی دنیا کا باسی ہے...... یہ محرومیاں تمہارے حصہ میں ہی آنی تھیں...... یہ سستیاں، کوتاہیاں اور تمہاری معصوم خواہشوں کو پورا کرنے میں غفلتیں، پچھتاوے، حسرتیں اور ندامتیں میرے حصہ میں لکھی گئی تھیں...... افسوس! مجھے ربّ کریم معاف کرے کہ میں تیری ایک صرف ایک خواہش کو بھی عملی جامہ نہ پہنا سکا...... ابوبکر کے چھوٹے بھائی جب اپنی اپنی سائیکلیں لیے بھگائے پھرتے ہیں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مجھے سنا کر اور ابوبکر کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہوں:

دیکھو دیکھو ابوبکر!...... تمہیں ابی جان نے سائیکل نہیں لے کر دی تھی ناں...... دیکھو! ہمیں تو سب کو علیحدہ علیحدہ سائیکل لے کر دی ہے...... اب ہمارے پاس ہر ایک کی علیحدہ اپنی بے بی سائیکل ہے...... بڑا مزا آتا ہے سائیکل پر سیر کرنے اور ریس لگانے میں!...... لیکن تمہیں کیا پتہ ہو اس فرحت، خوشی اور ٹیسٹ کا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں اپی جان لے کر دیتے تو پتہ چلتا ناں۔

چشم تصور میں اس منظر کے مشاہدہ کے بعد احساس ندامت اور ضمیر کی خلش کی بنا پر میری آنکھیں آنسوؤں کے گرم گرم قطرے گرانے میں مصروف ہو جاتی ہیں کہ جوان کا مشغلہ و معمول بن چکا ہے۔

ابوبکر کی دلسوز یادوں کا امین...... مینار پاکستان:

زندگی اس معصوم کی یادوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔ جدھر جائیں اس کی یادیں راستہ روکے کھڑی نظر آتی ہیں، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ فرار بھی آسان نہیں اور گلو خلاصی بھی ممکن نہیں۔ جائیں تو کدھر جائیں۔ یادوں کے حملوں سے عاجز آ کر ہم نے سیر و تفریح کو بھی خیر باد کہہ دیا ہے۔ کیونکہ مختلف سیر گاہوں، پارکوں اور تاریخی مقامات کے ساتھ بھی اس کی نایاب یادیں جڑی ہوئی ہیں۔ جب بچے مجبور کر دیں تو کبھی کبھی کسی تاریخی مقام کی سیر کے لیے بادل نخواستہ نکل پڑتا ہوں۔ دریائے راوی پر جاؤں یا مینار پاکستان پر، اس کی حسین یادیں قافلوں کی شکل میں اڑتی چلی آتی ہیں...... اور کمزور دل کے نہاں خانوں پر اور غموں کے چرکوں سے مجروح دماغ پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ تفریحی مقامات کی یہ خوب صورت جگہیں ماضی قریب کی حسین یادوں کے پرتوں کو اکھیڑنا شروع کر دیتی ہیں...... پھر کیا ہوتا ہے!!؟...... راقم دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے...... اپنی ہی سوچوں میں گم...... دوسروں سے الگ تھلگ...... خاموشی کی چادر تانے...... یادوں کے تانے بانے بننے میں مگن...... ابوبکر کی معصوم و مغموم یادوں سے ننھے بچے کے کھلونوں کے ساتھ کھیلنے کی طرح کھیلنے لگتا ہے۔

یہ مینار پاکستان کا پارک ہی تو تھا جہاں ہم سب مل کر سیر کے لیے گئے تھے۔ یہ کل ہی کی تو بات ہے...... وقت کتنی تیزی سے گزر گیا...... کہ آج ہمیں کل کی اس سہانی کہانی کو ماضی کا حصہ قرار دینا پڑ رہا ہے۔ سامنے والے پارک میں...... ہاں ہاں بالکل سامنے درختوں کے نیچے ہی ہم سب بیٹھے ہوئے تھے...... سب بھاگ دوڑ رہے تھے...... کھیل تماشوں اور شور شرابے میں مصروف تھے۔ ہمیں شاید وضو کر کے نماز ادا کرنے کے لیے کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیر کے لیے جانا پڑا۔ ہم نے ننھے ابوبکر کو اپنے چھوٹے بھائیوں عمر اور عثمان کا نگران بنا کر پیچھے چھوڑا۔ اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ ہماری غیر موجودگی میں وہ ان کا خیال رکھے۔ کہیں یہ بھاگتے دوڑتے دور نہ نکل جائیں اور یوں گم ہو جائیں۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہم نے نماز کے لیے جاتے وقت ابوبکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

''بیٹا! تم نے یہاں ہی کھڑے رہنا ہے، آگے پیچھے نہیں جانا۔ اور یہاں رہ کر عمر اور عثمان کا دھیان رکھنا ہے۔''

ایک گھنٹہ بعد جب ہم واپس لوٹے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ابوبکر جو خود ایک معصوم بچہ تھا اور اس کا اچھلنے کودنے، بھاگنے دوڑنے، سیر سپاٹا کرنے، پکڑنے پکڑانے اور چھون چھپائی کا کھیل کھیلنے کو بہت دل چاہ رہا تھا...... لیکن وہ والدہ کے حکم کے ہاتھوں مجبور تھا...... اپنی یہ تمام خواہشات ترک کر کے والدہ کے حکم کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف تھا جہاں والدہ اسے چھوڑ کر گئی تھی اور...... جہاں والدہ نے کہا تھا کہ تم نے یہیں کھڑے رہنا ہے آگے پیچھے نہیں جانا۔ وہ بالکل اسی مقام پر اب بھی کھڑا ہوا تھا...... اور آگے پیچھے نہ جا رہا تھا۔ اور ایک گھنٹہ سے اسی مقام پر کھڑا ہو کر والدہ کے حکم پر عملی طور پر **لبیك وسعدیك** یا اُمی کہہ رہا تھا۔ ہم نے دیکھا وہ وہیں کھڑا کھڑا بلند آوازیں لگا کر اپنے بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ہدایات دے رہا تھا جبکہ عمر اور عثمان دور دور تک بھاگ دوڑ رہے تھے اور پکڑن پکڑائی کا کھیل کھیل رہے تھے۔ ابوبکر ان کو پکار رہا تھا:

''دیکھو عمر وعثمان بھائی! دور مت جاؤ...... امی جان دور جانے سے منع کر کے گئی ہیں...... اور دور جانے سے تم گم ہو جاؤ گے...... بس قریب قریب ہی رہو...... پارک کی سڑک پر نہ جاؤ...... (بلند آواز سے) بہت ہو گیا اب واپس میرے قریب آ جاؤ۔''

ابوبکر شہید کو اس کی ماں جہاں کھڑا کر کے یہ کہہ کر گئی تھی کہ تم نے یہیں رہنا ہے آگے پیچھے نہیں جانا یعنی دور نہیں جانا بلکہ اسی سبز گھاس والے گراؤنڈ میں ہی کھیلنا ہے۔ وہ ابھی تک اسی مقام پر کھڑا تھا جہاں کھڑا کر کے ماں ایک گھنٹہ قبل گئی تھی، ایک گز بھی آگے پیچھے نہیں ہوا تھا...... اسی مقام پر مسلسل کھڑا اپنے اوپر طاری ہونے والے تھکن کے آثار بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر نہ آ رہے تھے۔ وہیں سے کھڑا کھڑا بھائیوں کی نگرانی کر رہا تھا اور ان کو دور جانے سے منع کر رہا تھا۔ ہم یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور پکار اٹھے کہ واہ ابوبکر اطاعت والدین ہو تو ایسی۔ اب جب ہم منٹو پارک میں جاتے ہیں، وہاں اگر پارک میں یا کشتی رانی کے مقام پر چلے جائیں، تو وہاں ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ابوبکر کی یادیں بسیرا کیے ہمیں دبوچنے کے لیے تیار بیٹھی ہوتی ہیں اور ہمارے وہاں پہنچتے ہی ہم پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔

سمجھ نہیں آتی ہم کدھر جائیں کہ جہاں اس کی سہانی اور من موہنی یادوں کے واروں سے بچ سکیں۔ جدھر جائیں ادھر ہی اس کی یادوں کا مسکن نظر آتا ہے کہ

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان تیری

دریائے راوی کی لہریں اور ابوبکر کی سہانی یادیں:

دریائے راوی سے گزریں تو اس کی کشتیوں، دریا، دریا کے کناروں وہاں کے جزیرے یعنی بارہ دری سے اس کی یادوں کی مہک اور خوشبو آنے لگتی ہے۔ وہ آج بھی کشتی میں سوار اردگرد کے نظاروں پر اپنے مختلف ننھے ومعصوم تبصرے اور تجزیے کرتا نظر آتا ہے۔ میٹرو بس کے ٹرمینل کے پاس سے گزروں تو اس کے میٹرو اور LTC بس سروس کے متعلق ننھے تبصرے کانوں میں رس گھولنے لگتے ہیں...... بادشاہی مسجد کے قریب سے گزریں تو شاہی قلعہ کے ویران و اجڑے محلوں کے متعلق تجسس سے بھرپور اس کے فکری اور غمناک تبصرے وسوالات اور تجزیے سنائی دیتے ہیں۔

جب کہیں کھلونے خاص طور پر ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز، گاڑیاں اور سائیکل نظر آجائیں یا کوئی بچہ ان سے کھیلتا نظر آجائے تو خیالات کا تانا بانا بکھر جاتا ہے...... فکریں منتشر ہو جاتی ہیں...... دل ڈوبنے لگتا ہے...... خاموش آہیں دریچہ دل سے برآمد ہونے لگتی ہیں۔

ابوبکر کی یاد خوشبو کی مانند بڑھی چلی آتی ہے اور میرے اردگرد چہار سو پھیل کر مجھے اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔ میں ان یادوں سے پیچھا چھڑا کر جاؤں تو جاؤں کدھر......؟ ابوبکر کی یادوں کی ہوا ایسی چلتی ہے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتی اور اس کی شدت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں سے مینہ برسنے لگتا ہے۔

ابوبکر کی گزرگاہیں اور وہاں چھپی یادوں کے لشکر:

جب عمر اور عثمان کو سکول چھوڑنے کے لیے ان راستوں سے اور ان گلیوں سے گزر کر ابوبکر کے سکول تک پہنچوں کہ جن راستوں سے وہ کبھی خراماں خراماں، کشاں کشاں، نہاں نہاں...... سبک رفتاری سے...... فکر مندی اور اعتماد ووقار کی خوشبو ساتھ ساتھ لیے چلتا جاتا تھا...... جوتے چمکائے، بال بنائے سنوارے...... نئے کپڑے پہنے...... ننھا سکول بیگ اٹھائے...... آگے آگے جانے والے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کی نگرانی ونگہبانی اور حفاظت کرتے ہوئے...... ان کے پیچھے پیچھے ایک محافظ ومجاہد کی سی چال چلتا ہوا نظر آتا ہے...... ان راستوں میں چلتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابوبکر میرے آگے آگے جارہا ہے...... اور میں بے دھیانی سے اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے گزر گیا ہوں تو وہ پیچھے سے حیران ہو کر کہ ابی جان آپ میرے قریب سے موٹر سائیکل پر گزر گئے ہیں...... نہ مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور نہ ہی مجھے بلایا ہے...... وہ پکار رہا ہے:

ابی جان! ...... ابی جان...... میں پیچھے رہ گیا ہوں...... ابی جان میں ابوبکر ہوں...... مجھے بھی عمر اور عثمان کے ساتھ اپنے موٹر سائیکل پر بٹھا لیں...... ابی جان سنیں تو سہی...... سنتے کیوں نہیں......!!؟

سکول کے قریب واقع شہر خموشاں ہمارا منتظر ہے:

ان راستوں اور گلیوں کے آگے اس کا اقراء دارالاطفال سکول واقع ہے...... اور سکول سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک شہر خموشاں آباد ہے کہ جہاں وہ ہمیشہ کی ابدی نیند سویا ہوا ہے...... جب قبرستان روڈ سے گزرتا ہوں تو دل کو ایک کھینچ پڑتی ہے...... اداسیوں، غموں، آنسوؤں اور آہوں وسسکیوں کا ایک سیل رواں امڈتا چلا آتا ہے جو میری طرف بڑھتا ہے اور میں اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے یہاں سے تیزی سے نکل جانا چاہتا ہوں۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے میرے عقب سے ننھے ابوبکر کی آواز آرہی ہو اور وہ مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہو:

پیارے ابی جان! ...... یہ دنیا بڑی بے مروت ہرجائی اور بے وفا ہے......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تو زندوں سے کوئی وفا نہیں کرتا...... مردوں سے کون وفا کرے گا!!!؟...... ان کو یاد کرے گا اور ان کے لیے کون دعا کرے گا!؟

مجھے لگتا ہے کہ جیسے ابوبکر مجھ سے یہ شکوہ بھی کر رہا ہو کہ:

ابی جان، پیارے ابی جان!...... پہلے تو آپ ہر دوسرے یا تیسرے دن میری مرقد پر دعائے مغفرت کرنے آجاتے تھے...... اتنی جلدی آپ مجھے بھول گئے...... کہ اب ناغے پر ناغے ہونے لگے ہیں...... اور اب آپ کبھی کبھی ہی آتے ہیں...... جبکہ میری امی جان تو ہر دوسرے دن آکر قیمتی موتیوں اور ہیروں کے تحفے (انمول جھلملاتے آنسوؤں کی شکل میں) مجھے دے کر جاتی ہیں۔

میں دل ہی دل میں اس سے وعدہ کرتا ہوں کہ ابوبکر بیٹے! کل میں تیرے پاس دعائے مغفرت کے لیے ضرور آؤں گا، تمہارے چھوٹے بھائی عمر اور عثمان کو ساتھ لے کر...... اور میرے لخت جگر میرے پیارے بیٹے!...... تمہاری یادیں اس قدر رلاتی ہیں، ستاتی ہیں...... تڑپاتی ہیں...... نڈھال و بے حال کرتی ہیں...... کہ میں تو ان کے جان لیوا حملوں سے لاعلاج مریض غم بن چکا ہوں...... گرم آنسوؤں کی وادی میں میرا عارضی مسکن بن چکا ہے...... تیرا غم اس قدر زیادہ ہو چکا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ میری زندگی کی بساط عنقریب لپیٹ دی جائے گی...... تیرے غم اور جدائی کا صدمہ کسی دن میری زندگی کا چراغ بجھا کر مجھے ہلاک کر چھوڑے گا...... اور کسی دن میں بھی تمہارے قریب ہی آکر سو جاؤں گا...... تمہارے پاس ہی شہر خموشاں میں لیٹا ہوں گا...... بس اللہ کریم سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ میرا عقیدہ توحید کے ساتھ خاتمہ بالایمان کرے...... مرتے وقت کلمہ نصیب کرے۔ شرک و بدعت اور ریا کاری سے بچا لے...... اور تیرے بھائیوں اور بہنوں کو تمہارے اور میرے لیے آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنا دے، آمین یارب العالمین۔

ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
نگاہیں ہم کو ڈھونڈیں گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکام حسرتیں

ایک مشہور ترانہ جب کسی کے موبائل میں بطور رنگ ٹیون لگا ہوا سنتا ہوں یا کسی مجاہد وغازی کو گنگناتے سنتا ہوں، اپنے یا کسی بھائی کے معصوم بچوں کے لبوں پہ مچلتے سنتا ہوں یا خود موبائل میں لگا کر سنتا ہوں تو ابوبکر کی یادوں کے پر بہار قافلے میرے غمگین دل کے صحراؤں میں مانند بادِ بہاری چلے آتے ہیں۔ دل آہیں بھرنے لگتا ہے کہ ابوبکر بیٹے تیری کتنی ہی خواہشیں تھیں جو آخری دم تک تشنہ تکمیل ہی رہیں۔ کبھی سوچتا ہوں شاید تیرا نصیب ہی ایسا تھا۔

نامقبول دعا کا اجر وثواب دیکھ کر جنتی کیا کہے گا:

کبھی خیال کوندتا چلا آتا ہے کہ شاید تو بدنصیب ومحروم تمنا ومحروم آرزو انسان تھا، کہ تیرے دل کا جامِ جمشید کبھی تمناؤں، آرزوؤں اور امنگوں سے لبریز نہ ہوسکا۔ تیری چند چھوٹی چھوٹی معصوم خواہشیں بھی پوری نہ ہوسکیں...... وہ ننھی خواہشیں آخری دم تک ناکام حسرتیں بن کر تیرے دل کے آنگن میں مدفون ومقید رہیں۔ کبھی تشنہ کام اور تکمیل اہتمام کا جامہ نہ پہن سکیں۔ لیکن پھر میرے دل ودماغ کے نہاں خانوں میں سلطان مدینہ سرور قلب وسینہ شاہ امم، سرکارِ دو عالم، آمنہ کے لعل، پیکر حسن وجمال، ساری کائنات کے سالار وسردار، جناب سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمانِ عالیشان یاد آجاتا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ:

قیامت کے دن جب بندہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا تو وہ اپنے نیک اعمال کے رجسٹر میں اپنی ان دعاؤں وآرزوؤں کو بھی دیکھے گا کہ جو وہ دنیا میں رہتے ہوئے بار بار اپنے ربّ کریم سے مانگتا رہا ہوگا لیکن وہ دعائیں شرف قبولیت نہ پاسکی ہوں گی، بلکہ بظاہر ناکام حسرتیں بن کر رہ گئی ہوں گی۔ وہ اپنے نامہ اعمال میں ان بار بار مانگی گئی دعاؤں کو کہ جو قبول نہ ہوسکیں، کو بھی پائے گا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ اب روزِ قیامت جب تمام محبین رشتہ داروں، عزیز واقارب، حتی کہ بیٹوں بیٹیوں سے بھی بوقت ضرورت صرف اور صرف ایک نیکی رو رو کر مانگنے کے باوجود نہیں مل رہی بلکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ تم ہمارے باپ ہونے کا دعویٰ کررہے ہو اور آج میدانِ محشر میں ہم سے ایک نیکی بھی طلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررہے ہو، جاؤ آج ہم تمہیں ایک نیکی بھی نہیں دے سکتے، ہم تمہیں جانتے ہی نہیں کہ تم کون ہو...... اور ویسے بھی آج ہمیں اللہ ذوالجلال کے دربار میں احتساب کے وقت اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے ایسے حالات میں کسی اور کی پروا وفکر کیسے کریں۔ ہاں تو ایسے کٹھن اور نفسانفسی کے عالم میں جب یہ بندہ اپنے نامہ اعمال میں دیکھے گا کہ اس کی وہ دعائیں بھی اس کے نامہ اعمال میں درج کردی گئی ہیں کہ جو دنیا میں رہتے ہوئے مقبول ومنظور نہ ہوسکیں، بلکہ ظاہری طور پر ناکام حسرتیں بن کر دل کے دریچوں میں ہی دفن ہوکر رہ گئیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ اللہ کریم نے ان پوری نہ ہونے والی دعاؤں کے بدلہ میں اتنا زیادہ اجر وثواب اس کے نامہ اعمال میں درج کردیا ہے کہ اتنے بڑے ثواب واجر کو دیکھ کر بندے کے دل سے بے اختیار حسرت بھری آہ نکلے گی اور وہ زبان حال سے پکار اٹھے گا: کاش! دنیا میں میری کوئی دعا بھی پوری وقبول نہ ہوئی ہوتی...... مجھے اللہ کریم نے ان ناقبول ہونے والی دعاؤں کا صلہ وثواب اتنا زیادہ دیا ہے کہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان دعاؤں کے صلے میں قیامت والے دن مجھے اتنے بڑے بڑے انعام واکرام بھی مل سکتے ہیں۔ کاش کاش میری دنیا کی کوئی دعا بھی پوری نہ ہوتی تاکہ میں اللہ کریم کے دربار میں مزید قربت ومقام حاصل کرتا اور مزید نیکیوں کے خزانوں کا مالک وبادشاہ بن جاتا۔

جب رسولِ رحمت کی حدیث مبارکہ کا یہ مذکورہ بالا مفہوم میرے ذہن میں گردش کرتا ہے تو دل فوری گواہی دیتا ہے کہ ابوبکر شہید! تو بھی ان شاء اللہ، اللہ کریم کے ان بندوں میں شامل ہوگا کہ جن کو اللہ کریم نامقبول دعاؤں کے بدلے میں جنت میں بلند درجے ومقام اور اجر وثواب کے خزانوں سے مالا مال کرے گا۔ ان شاء اللہ

میری زندگی کی حسرت...... میں اسی لیے مجاہد اسی لیے غازی:

آمدم بر سر مطلب...... ابوبکر کی حسرتوں محرومیوں کے متعلق جب میں سوچتا ہوں تو وہ معصوم مجھے مشہور ترانہ گنگناتا نظر آتا ہے کہ جس میں وہ اپنی دبی آرزو، خواہش، تمنا ودعا کا اظہار اشعار کی صورت میں کرتا بہت پیارا لگتا تھا۔ وہ مشہور ترانہ کچھ یوں گنگناتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے نا
چن چن کے میرے ٹکڑے پوری لاش کر سکے نا
میں کٹوں اس ادا سے کہ ہر جز میرا بکھر جائے
نہ کفن کوئی مجھے دے، نہ جنازہ کوئی پڑھائے

ابوبکر اپنے چھوٹے ننھے بھائی عثمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا تھا:

عثمان بھائی!...... جب ہم کافروں سے لڑیں گے، ان کو ماریں گے تو (اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہمارے یہاں گولی آ کر لگے گی...... مگر ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوگی...... اور ہم جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ بھی ابن ماجہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ تھا کہ شہید کو جان نکلتے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے۔

اور ابوبکر شہزادہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ:

میں کافروں سے لڑوں ...... میرے دونوں ہاتھوں میں کلاشنیں ہوں ...... ان دونوں سے بیک وقت میں کافروں پر حملہ کروں ...... ان پر فائر کروں ...... ان کو ماروں ...... قتل کروں...... خوب خوب لڑائی کروں ...... اللہ کے دشمنوں کو مارتا رہوں...... حتی کہ ایک دن میرے اس سینے پر بم لگے ...... اور پھر یہ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر جائے ...... اور بدلے میں میرا اللہ مجھے جنت دے دے۔

یہ اس کی حسرت تھی...... دعا تھی ...... آرزو تھی...... تمنا تھی...... جو پوری نہ ہو سکی...... کیونکہ وہ تو ابھی بچہ تھا ...... جوان رعنا کب بنا تھا...... اس کے دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے ...... مقبوضہ وادی کشمیر میں شہادت کے متمنی کو ظالم ڈاکٹر نے ہسپتال کے بیڈ پر ہی اس معصوم پر آڑے ترچھے نشتروں کے وار ...... اور وہ بھی بیہوشی کے عالم میں کر کے...... اور گہرے گھاؤ لگا لگا کر بے رحمی و سنگدلی سے موت کے گھاٹ اتار دیا......

پھر سوچتا ہوں وہ کشمیر یا کسی میدان قتال میں جا کر شہید ہونے کی بجائے یہاں ہی غافل و قاتل ڈاکٹر کے ہاتھوں بہیمیت و درندگی کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا گیا، اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اس موت کو بھی شہادت کی موت کا درجہ بخش دے گا، ان شاء اللہ ...... البتہ کشمیر یا دنیا میں جہاں مسلمان ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بچوں پر ظلم کا بازار گرم کیا جا رہا ہے، مثلاً: برما، عراق، افغانستان وغیرہ۔ وہاں جا کر کافروں سے لڑتے ہوئے گولہ لگنے سے...... بکھرنے...... ریزہ ریزہ ہونے کی جو خواہش پوری نہ ہو سکی ...... کہ وہ اس کے لیے رب کریم کے حضور اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتا رہا...... اللہ کریم ان مانگی گئی دعاؤں کی ضرور لاج رکھے گا...... اور ان کی قدر کرے گا...... کیونکہ وہ قدر کرنے والوں میں سب سے بڑا قدر دان ہے ...... وہ اپنے معصوم بندے کی نامقبول ان دعاؤں کی قدر کرتے ہوئے اور لاج رکھتے ہوئے اس کا اسے بہترین وعالیشان اجر دے گا۔'' اس کی نیت کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں گا'' کی بابرکت نیت کی بنا پر ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' کے مطابق اسے اس کی نیت کا اجر دیتے ہوئے شہادت کے رتبہ سے نوازے گا۔ اور بلندیوں ورفعتوں سے نوازے گا...... اور اپنی بے پایاں رحمتوں کے حصار میں فردوس کے بالا خانوں والی ...... بہتے چشموں والی ...... بل کھاتی ندیوں والی ...... ہیرے وجواہرات سے مرصع...... چمکتے دمکتے موتیوں سے بنے محلات والی ...... ایسی حسین وجمیل حوروں والی جنتوں کا مالک بنا دے گا کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس حور کا صرف دوپٹہ ہی دنیا پر آ جائے تو وہ اس قدر خوب صورت، عالیشان اور قیمتی ہوگا کہ دنیا والے اس کو حاصل کرنے کے لیے جنگ و جدال کرنے لگیں اور باہم اور لڑائی لڑنے لگیں...... ان شاء اللہ، اللہ کریم ایسی ہی جنتوں کا اسے تن تنہا بلا شرکت غیرے مالک ووارث بنا دے گا جہاں وہ شباب جنت اور غلمان فردوس کا شہزادہ بن کر شاہانہ زندگی گزارے گا اور اپنے بہن بھائیوں کا سفارشی بن کر جنتوں میں ایک بادشاہ کی طرح...... مسکراتا ہوا...... شرماتا ہوا...... میٹھا میٹھا گنگناتا ہوا...... سیریں کرتا پھرے گا...... اور ان شاء اللہ...... ان شاء اللہ...... ان شاء اللہ...... ہم بھی اس کے ساتھ خراماں خراماں جنت کی وادیوں میں ہمیشہ ہمیشہ محو سفر ہوں گے۔

ابوبکر کی حسرتوں کا ترجمان اور اس کے لبوں پر مچلنے والا یہ ترانہ مکمل طور پر ملاحظہ ہو:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تلاش کرنا چاہے تو......

کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے نا
چن چن کے میرے ٹکڑے پوری لاش کر سکے نا
میں کٹوں کچھ اس ادا سے کہ ہر جز میرا بکھر جائے
نہ کفن مجھے کوئی دے نہ جنازہ کوئی پڑھائے
نہ ہو دفن کرنے والا نہ قبر کوئی بنائے
کوئی نشاں میرا وہاں جو پوچھے نشاں بتا سکے نا
کوئی تلاش کرنا چاہے......

قیامت کے دن میرا اللہ جب مجھے بلائے
میرا جسم بنایا جائے یہ سوال اُٹھایا جائے
یہ حال تمہارا کیوں ہے، اس حال میں کیوں ہو آئے؟
سر سجدہ ریز ہو جائے زباں کچھ بتا سکے نا
کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے نا

میری دیکھ کر یہ حالت میرا اللہ مسکرائے
حکم ہو کہ میرا شہید سر سجدے سے اٹھائے
ستّر کو ساتھ لے کر جنت میں چلا جائے
پھر موت آنا چاہے تو وہ بھی آ سکے نا
کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے نا

جنت میں جب میں پہنچوں تو میرا اللہ یہ فرمائے
میرا شہید جو بھی مانگے وہ عنایت ہو جائے
میں کہوں مجھے لوٹا دو مقاتل میں کافر آئے
شہادت میں جو مزہ ہے وہ جنت میں آ سکے نا
کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے نا
چن چن کے میرے ٹکڑے پوری لاش کر سکے نا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کی اُبھرتی ہوئی آواز سنو!

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ہم نہیں ہوں گے

جوانو! اب تمہارے ہاتھ میں تدبیر عالم ہے
تمہی ہو گے فروغِ بزمِ امکاں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے

جئیں گے وہ جو دیکھیں گے بہاریں زلفِ جاناں کی
سنوارے جائیں گے گیسوئے دوراں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں..........

ہمارے ڈوبنے کے بعد اُبھریں گے نئے تارے
جبینِ دھر پر چمکے گی افشاں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں..........

نہ تھا اپنے نصیب میں طلوع میر کا جلوہ
سحر ہو جائے گی شامِ غریباں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں..........

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دور میں ڈالی گئی تھیں الجھنیں لاکھوں
جنوں کی مشکلیں ہوں گی آساں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں...........

کہیں ہم کو دکھا دو اک کرن ہی ٹمٹماتی سی
کہ جس دن جگمگائے گا شبستاں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں...........

اگر ماضی منور تھا کبھی تو ہم نہ تھے حاضر
جو مستقبل کبھی ہو گا درخشاں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں...........

ہمارے بعد ہی خونِ شہیداں رنگ لائے گا
یہی سرخی بنے گی زیب عنواں ہم نہیں ہوں گے

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ہم نہیں ہوں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری شہادت کے بعد

میری یادوں کے دیپ جلائے رکھنا

تم یادوں کے دیپ جلائے رکھنا
اِن آنکھوں میں خواب سجائے رکھنا

میں آؤں یا نہ آؤں مری خاطر تم
اپنا دامن ہر دم پھیلائے رکھنا

ساتھ رہتے ہوئے کچھ مجھ سے خطائیں جو ہوئیں
ربّ سے معافی کے ہاتھ اُٹھائے رکھنا

ماں کی دُعا عرشِ معلآ بھی ہلائے
میری ماں کو بھی یہ سمجھائے رکھنا

دوستو دُنیا سے میرا کبھی ناتا تھا
موت توڑ نہ پائے پلکوں میں مجھے چھپائے رکھنا

دُنیا کے یارو مجھے بھولنا نہ پیارو
کبھی شہر میرے آؤ مجھے یاد رکھنا

طالب دعا:
ابوبکر نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسی کہانی چھوڑ جاؤں گا......

بھلانے سے جو نہ بھولے وہ کہانی چھوڑ جاؤں گا
زمانے بھر کی آنکھوں میں وہ پانی چھوڑ جاؤں گا

لپٹ کر دیر تک در و دیوار سے روئیں گے لوگ
میں ایسی سوگ میں لپٹی جوانی چھوڑ جاؤں گا

مٹاؤ گے کہاں تک تم میری یادیں میری باتیں
میں ہر اک موڑ پر اپنی نشانی چھوڑ جاؤں گا

کچھ اس طرح سے نکلوں گا یہ دنیا چھوڑ کر میں
دشمن کے چہرے پر بھی حیرانی چھوڑ جاؤں گا

❀❀❀

مصروفیت میں آتی ہے بے حد تمہاری یاد
فرصت میں تمہاری یاد سے فرصت نہیں ملی

❀❀❀

ٹوٹا نہیں آج تک یادوں کا سلسلہ
آئی جو تیری یاد تو پلکیں بھگو گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر لختِ جگر کی جدائی پر

(ماں باپ کے تاثرات)

از: جناب محسن فارانی

سابق نائب مدیر، ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ

حال ریسرچ سکالر دارالسلام، لاہور

تھا ابوبکر ملا ہم کو عطیہ رب کا
تھا وہ من موہن سا آنکھوں کا تارا سب کا

پائی تھی نشوونما گھر بھر کی رونق بن کر
خوش آتا ہر اک کو معصوم سا وہ بن ٹھن کر

موہ لیتا دل کو تھا وہ صبر و رضا کا پُتلا
حسنِ اَخلاق میں تھا اللہ نے کیا اسے یکتا

اتنی کم عمر میں تھے اس کے خیالات اونچے
گیت توحید کے ہر آن زباں سے گونجے

رب کی عظمت کی بیاں، اس نے ترانے گائے
اک وہ مجاہد تھا وہ سو گیت جہاد کے گائے

روح پاکیزہ تھی خوش، رب کی اطاعت کرکے
سَیر ہوتا نہ تھا وہ خالق کی عبادت کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں کی حرمت تھی پیاری اسے دل اور جاں سے
اونچی آواز میں نہ باتیں کبھی کیں ماں سے

سَیر چشم اتنا کبھی ہم سے تقاضا نہ کیا
ہم نے جو اس کو دیا اس نے خوشی سے لے لیا

گیا تھا ہاسپٹل ممتا کی حسیں چھاؤں میں
ملا صیادِ اجل اس کو مسیحاؤں میں

پھر نہ ماں باپ کے گھر بیٹا سلامت لوٹا
جہاں ملنی تھی شفا واں سانس کا رشتہ ٹوٹا

گھر ہے ویران ہوا، اس کا ساتھ ہے چھوٹا
داغِ دل وہ ہے دیا جس کا کبھی نہ سوچا

وہ تھا معصوم سا فرزند بسا جنت میں
ہم کو جنت کی ہے اُمید اس کی معیت میں

اے خدا ! صبر ملے اس کی جدائی میں ہمیں
ہو جائے اجر عطا تیری گدائی میں ہمیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم جناب محمد طاہر نقاش کے کمسن فرزند کی یاد میں

محمد وحید انصاری
سابقہ مدیر ماہنامہ سخن شناس لاہور

حادثوں کا ہے مرقع زندگی
سچ تو یہ ہے حادثہ ہے ہر گھڑی

حادثہ وہ بھی ہوا زیرِ فلک
مدتوں جاتی نہیں اس کی کسک

اور یہ بھی حادثہ ایسا ہوا
زندگی بھر کے لیے غم دے گیا

طاہرِ نقاش کا لختِ جگر
خوش ادا، خوش خلق اور جاذب نظر

گلشن مادر کا وہ انمول پھول
تھا نہایت با ادب اور با اصول

وہ خدا کے ذکر سے تھا شاد کام
چاہتا تھا جنتوں میں وہ قیام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ سے نفرت رہی اس کو سدا
سچ کی خاطر دکھ بھی وہ سہتا رہا
بھائی بہنوں سے جڑا رہتا تھا وہ
ماں کے قدموں سے لگا رہتا تھا وہ
جو ابھی نو سال ہی کا تھا پسر!
پر تھی باتوں میں بزرگی سر بہ سر
عزم تھا اُس کا مجاہد میں بنوں
کفر کے لشکر کو میں پسپا کروں
مفتیانہ گفتگو کرتا تھا وہ
دم سدا اسلام کا بھرتا تھا وہ
فرماں برداری میں تھا وہ پیش پیش
سب کی خدمت میں رہا وہ پیش پیش
چاہتا تھا جنتوں میں نعمتیں!!
بھائی بہنیں امی ابو بھی ملیں
قبر کی تاریکیوں کے ذکر پر
ماں سے کہتا تھا مجھے لگتا ہے ڈر
پھر اچانک حادثہ یہ کیا ہوا؟
غمزدہ ہیں سب عزیز و اقربا
موت کی آغوش میں وہ سو گیا
اور برزخ کو روانہ ہو گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر گیا تلقین سب کو صبر کی
مختصر تھی زندگی بوبکر کی

حادثہ کہیے کہ ربّ کی مصلحت
دل مگر ہوتا ہے سب کا لخت لخت

کچھ بھی ہو ربّ کی مشیت کچھ بھی ہو
ہاں مگر تڑپا گئی ماں باپ کو

اے وحید اپنی یہی ہے بس دعا
صبر کی دولت عطا کر دے خدا

محمد وحید انصاری
یکم ستمبر ۲۰۱۳ء، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری یادوں کو بھلاؤں کیسے؟

ٹوٹ جائے نہ بھرم ہونٹ ہلاؤں کیسے؟
حال جیسا بھی ہے لوگوں کو بتاؤں کیسے؟

خشک آنکھوں سے بھی اشکوں کی مہک آتی ہے
میں تیرے غم کو زمانے سے چھپاؤں کیسے؟

تو ہی بتا دور بہت دور جابسنے والے
میں تیری یادوں کو اس دل سے بھلاؤں کیسے؟

تو زندہ ہوتا تو تیرے آنگن میں سجا دیتا خود کو
اب زخمِ دل لے کر تیرے گلشن میں جاؤں

تو رلاتا ہے، رلا مجھے جی بھر کر ابن نقاش!
تیری آنکھیں ہیں میری، میں ان کو رلاؤں کیسے؟

غم زدہ والدہ
روبینہ نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ دیر تو لگتی ہے

یادوں کو بھلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
آنکھوں کو سلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے

پیارے کو بھلا دینا آسان نہیں ہوتا
دل کو سمجھانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے!

محفل میں اچانک ہی کوئی یاد ہمیں آجائے
پھر آنسو چھپانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے!

جو جان سے پیارا ہو یک لخت بچھڑ جائے
دل کو بہلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے

غمگین برادر اکبر
شرجیل طاہر نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی! لوٹ آؤ نا

ذرا جو دور گئے ہو تو......
تب احساس ہوا ہے......
کہ باقی کچھ نہیں رہا
جیون کے آنگن میں
خوشبوؤں کے دامن میں
تیرے بن کچھ بھی تو نہیں رہا
اداسی چھائی رہتی ہے
سپنے ادھورے سے لگتے ہیں
دن صدیوں سے لگتے ہیں
امیدیں مرنے لگتی ہیں
تیرے ہاتھوں سے میرے ہاتھ
اچانک جو چھوٹ گئے ہیں
میرے ارمان روتے ہیں
تجھے آواز دیتے ہیں
تجھے واپس بلاتے ہیں
تم لوٹ آؤ نا!
کہ تم بن ہم ادھورے ہیں

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر کی غمگین بہن
حافظہ ماریہ نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ابوبکر! ہم تجھے بھلا نہ پائیں گے

دل کے قریب رہنے والی محبوب ہستیاں
اگر اچانک بچھڑ جائیں تو
ان کی حسین یادیں
ہمیشہ پیچھا کرتی ہیں
پل پل رلاتی ہیں
ہنساتی، گدگداتی ہیں
اور
اداس کر جاتی ہیں
ابوبکر شہزادے!
تو تو چلا گیا
لیکن!
اپنی انمول یادوں کی حسیں مالا
انمٹ نقوشِ حیات کی قوسِ قزح
ہمارے پاس چھوڑ گیا
یہ مالا تری یاد دلائے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری یادوں کے رنگ کبھی پھیکے نہ پڑ سکیں گے
ہم تجھے بھلا نہ پائیں گے
خود ختم ہو جائیں گے
دنیا سے گزر جائیں گے
لیکن تمہاری یادوں کے نقوش
تحریر کی صورت میں
ہمارے بعد بھی
زندہ رہ جائیں گے

غمگین بہن
شہنیلہ طاہر نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو ٹوٹ کر نکلیں

تجھ کو بھولوں کوشش کر کے دیکھوں گا
ویسے دریا الٹا بہنا مشکل ہے

❀❀❀

بہت دشوار ہوتا ہے کسی کو یوں بھلا دینا
جب وہ جذب ہو جائے رگوں میں خون کی مانند

❀❀❀

یاد کرتے ہیں ہم آج بھی آپ کو پہلے کی طرح
کون کہتا ہے فاصلے پیاروں کی یاد مٹا دیتے ہیں

❀❀❀

اب بہاروں اور رم جھم کے موسم پسند نہیں مجھے
میرے آنسو ہی کافی ہیں میرے بھیگ جانے کے لیے

❀❀❀

ہمارے شہر آ جاؤ یہاں صدا برسات رہتی ہے
کبھی بادل برستے ہیں کبھی آنکھیں برستی ہیں

❀❀❀

ابوبکر کا ذکر پھر چھیڑو کہ آنسو ٹوٹ کر نکلیں
مجھے دل کے سبھی پردے نمی سے پاک کرنے ہیں

برادر اکبر
شعیل نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کے باسی شہزادے

کسی کو یاد کرنا اور کسی کو یاد آجانا
دل ان کو یاد کرتا ہے جو دل کے پاس ہوتے ہیں

ہزاروں کھیل ہیں جو مجھ کو یہاں مصروف رکھتے ہیں
تم انمول اتنے ہو کہ پھر بھی یاد آتے ہو

چھوٹے سے دل میں عمر کس کس کو میں جگہ دوں گا
غم رہے، دم رہے، فریاد رہے یا یاد تیری......؟

برادر اصغر
عمر طاہر نقاش

میری آنکھوں کے آنسو

کسی کی یاد میں بہرِ سکوں شب بھر کیوں جاگیں؟
کسی کو یاد کرتے کرتے سو جانا مزہ دے ہے!

❀❀❀

تیری یادوں سے وابستہ ہے کچھ ایسا عجب رشتہ!
ہوا آزاد میں تو اُس قدر ہی قید ہوتا ہوں

❀❀❀

کاش! آ کر دیکھ لو آنسو مری آنکھوں کے تم
جانے کس نے کہہ دیا کہ یاں تمھیں بھولے ہیں ہم

برادر اصغر
عثمان طاہر نقاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخمِ ہجر سے بسمل ممتا کی آہیں

آہ! جاتی ہے عرش تک

لختِ جگر کے غم میں جگر ہے لخت لخت
غمِ مامتا تجھے احاطہ تحریر میں لاؤں کس طرح

آہ...... ہاتھوں میں اتنی سکت کہاں کہ وہ قلم کے وجود کو سنبھال سکیں...... اور صفحہ قرطاس میں اتنی وسعت کہاں کہ وہ اس غم کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے...... آنکھوں میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ جگر گوشے کے غم میں بہنے والے آنسوؤں کے سیلاب کو روک سکیں...... کتنے دنوں سے لکھنے کی کوشش کرتے کرتے تھک چکی تھی۔ کبھی لفظ دھندلا کر ڈگمگانے لگتے تو کبھی ذہن کی رسائی سے بالاتر دکھائی دیتے...... کبھی ہاتھ کپکپانے لگتے تو کبھی ساکت و جامد ہو جاتے...... کبھی اعصاب جواب دینے لگتے تو کبھی دماغ ماؤف ہونے لگتا۔

وجہ یہ نہ تھی کہ سوچوں کو الفاظ کا روپ دینا نہیں آتا...... بلکہ زندگی کے نشیب و فراز میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ میں اپنے ادبی و تحریری ذوق اور حساس طبیعت کے پیش نظر، ذہنی ہم آہنگی، قلبی وابستگی اور روحانی وارفتگی کے ساتھ، جذبات کے دھاروں میں بہتے ہوئے آنسوؤں کے سمندر میں غرق ہو کر، خون رلا دینے والی کتنی ہی تحریریں لکھ چکی ہوں۔ لیکن 8 نومبر 2012ء کو نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور میں رونما ہونے والا وہ کرب ناک سانحہ جس نے میرے حوصلے، میری ہمت کو توڑ پھوڑ کر میرے صبر کے جام کو چھلکا چھلکا دیا۔

آہ...... یہ سانحہ اور یہ غم جو ایک ناسور کی طرح میری کمزور و ناتواں ذات سے چپک کر رہ گیا ہے۔

یہ غم جو کبھی میری روح، میرے جسم پر سیاہ ناگ کی طرح مسلط ہو کر مسلسل ڈسنے لگتا ہے، کبھی خونِ جگر بن کر آنکھوں کے رستے بہنے لگتا ہے، کبھی دل و دماغ کی گہرائیوں میں

2nd Proof (Editing)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادوں کا طوفان بن کر ہیجان برپا کر دیتا ہے۔ آج جب اس موضوع پر قلم برداشتہ ہو پڑا تو شدت سے یہ احساس دامن گیر ہوا کہ داغِ مفارقت دے جانے والے جس عظیم و بے مثال اور انمول بیٹے کے لیے قلم کو جنبش دے رہی ہوں، اس کی اپنے ساتھ گزرنے والی دس سالہ زندگی کو اگر میں مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں اور منٹوں میں تقسیم کر کے، ہر سیکنڈ کے بدلے ایک یاد کو مرتب کروں تو جہاں صفحہ قرطاس 31 کروڑ 72 لاکھ یادوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے سے قاصر دکھائی دیتا ہے، وہاں تڑپتی سسکتی ممتا کے بس میں کہاں کہ وہ اس ننھے فرشتہ صفت پھول کی یادوں کو قلم کی زبان دے سکے؟

ہاں ہاں...... یہ سانحہ، یہ غم اتنا معمولی تو نہیں کہ اسے ضبط کے بندھنوں میں باندھ کر دل کے نہاں خانوں میں دفن کیا جا سکے، یا محض لکھ کر مندمل کیا جا سکے۔

اتنا آساں تو نہیں ممتا کے درد کا شعور
روح کی راہ سے گزرے تو گماں میں آئے

میرے پھول ابوبکر کی موت طبعی طور پر ہوتی تو بات کچھ اور تھی۔ شاید...... ہاں شاید میں اتنا دکھی نہ ہوتی اور میں اس سانحہ کو احاطہ تحریر میں ہرگز نہ لاتی اگر میں اس کی چشم دید گواہ نہ ہوتی۔ میں مانتی ہوں کہ:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝﴾
(الرحمن : ٥٥/ ٢٦، ٢٧)

''دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور بقا و دوام صرف اللہ رب ذوالجلال والاکرام کی بابرکت ذات کو ہے۔''

اللہ رب العزت نے ہر ذی روح کے لیے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے'' حتمی اور اٹل فیصلہ فرمایا ہے۔ پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (الاعراف : ٧/ ٣٤) ''کہ جب موت کا وقت آ جاتا ہے نہ وہ اس سے پل پیچھے ہو سکتی ہے نہ ایک پل آگے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ پر اللہ احکم الحاکمین نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ﴾

(آل عمران : ۳/ ۱٤٥)

"کسی بھی نفس کو یہ اختیار نہیں کہ وہ مرجائے مگر اللہ کے حکم کے ساتھ مقررہ مدت پر ہی۔"

پھر مزید فرمایا:

﴿ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ﴾ (لقمان : ۳۱/ ۳٤)

"یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس نے کب کون سی سرزمین پر مرنا ہے۔"

اللہ خالق و مالک کے ان تمام ارشادات پر ہم سب کا ایمان اور یقین ہے۔ میں مانتی ہوں کہ ابوبکر کی تقدیر، اس کی اجل گھر سے کئی میل دور نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور بہانے سے اس کو لے گئی۔ درحقیقت وہ نہیں گیا اللہ احکم الحاکمین کا اٹل فیصلہ اس کو وہاں لے گیا۔ میں یہ بھی مانتی ہوں کہ ڈاکٹر حضرات غیر جانبدار، سسکتی تڑپتی انسانیت کے خیرخواہ اور مسیحا ہوتے ہیں۔ مگر جو کچھ میرے ننھے منے، گول مٹول، لختِ جگر، نورِ چشم ابوبکر کے ساتھ ہوا وہ سراسر زیادتی، سراسر ناانصافی اور لاپروائی کے زمرے میں آتا ہے۔ ابوبکر بیمار تو بالکل بھی نہیں تھا، مکمل طور پر صحت مند و توانا، چہکتا، مہکتا، ٹہلتا ہوا ایک شگفتہ پھول تھا۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا:

سارے چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آیا تو ساری بہاروں پہ چھا گیا

میرا من موہنا، پیارا معصوم سا ابوبکر صرف نام کا ہی ابوبکر نہ تھا بلکہ وہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا روحانی فرزند تھا۔ وہ حلم و بردباری، جذبہ فدا کاری، تقویٰ وطہارت، اخلاص و وفا، غیرتِ ایمانی، شوقِ شہادت، حق گوئی و بے باکی، جرأت و شجاعت، عزم و استقلال جیسی خوبیوں سے کمال درجے متصف تھا۔

موت سے ملا کے نظریں وہ مسکراتا تھا
رضائے حق کے لیے نقد جاں لٹاتا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بیٹے کی طبیعت، اس کا مزاج، دورِ رواں کے بچوں سے بالکل مختلف تھا، وہ فطرتاً دھیمی طبیعت کا مالک تھا، صاف گو اور خوش اخلاق وخوش گفتار تھا۔

چہرے پر تبسم پھر کلام آہستہ آہستہ
چٹخے کلی جیسے پھر گلاب آہستہ آہستہ

جہاں تک مجھے یاد ہے ابوبکر نے اپنی پوری زندگی اپنے کسی بہن بھائی، کلاس فیلو یا کسی گھر اور سکول کے گردونواح میں کسی دکاندار کے ساتھ غلط بیانی اور دھوکا نہیں کیا تھا۔ غلط بیانی اور دھوکا تو بڑی دور کی بات، اس نے تو کبھی جھوٹ، حرام، بددیانتی یا بے ایمانی کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا۔

قابل رشک تھا اس خاک کے پتلے کا ایمان
جس کی قسمت میں تھا پیوند خاک ہونا

وہ اپنے وقت کا ننھا منا ولی اللہ تھا۔ مجھے تا زندگی اس کے متعلق کبھی کسی رشتہ دار، دوست، کلاس فیلو، سکول، گلی، محلّہ سے شکایت موصول نہیں ہوئی تھی، کہ اس نے کبھی کسی کے ساتھ زیادتی یا بدتمیزی کی ہو۔ وہ تو محبت کا پیکر تھا، ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست احباب پر جان چھڑکتا تھا، ان کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتا تھا۔ گلی یا دروازے پر کسی فقیر کی آواز سن لیتا تو بے قرار ہو جاتا، اپنی جیب کے سارے پیسے اس کو دے آتا، اگر پیسے نہ ہوتے تو گھر سے جو بھی میسر ہوتا لے جا کر ضرور دیتا۔ وہ پیار، محبت اور اپنائیت سے ہر کسی کو اپنا گرویدہ بنا لیتا، دل شکنی اسے سخت ناگوار تھی۔ اگر کوئی بات گراں گزر بھی جاتی تو درگزر کر جاتا۔

فروغِ رنگ بہار تھا اس سے، بہار پہ نکھار تھا اس سے
فضا کو سوگوار کر گیا ہے اچانک بچھڑنا اس کا

میرا ابوبکر ایک...... روحِ دلنواز...... ایک حسنِ محبوبی...... ایک موجِ تبسم...... موجِ نسیم نکہتِ گل...... صبح خرام تھا۔

چمنِ نقاش میں آتی تھی فصلِ بہار اس سے
ملا تھا لالہ و گل کو نکھار اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لبوں پہ حسن تکلم کے پھول کھلتے تھے
بنا ہوا تھا گھر لالہ و زار اس سے

آہ...... میرا ابوبکر کوئی معمولی بچہ نہ تھا۔ میں اپنے گھر میں، اپنے آس پاس گلی محلے میں یا اپنے رشتہ داروں اور خاندان میں نظر دوڑاؤں تو کوئی بھی ابوبکر جیسا نظر نہیں آتا۔ وہ واقعی بے مثال تھا۔ میرے ابوبکر جیسا اگر کوئی ڈھونڈنے نکلے، میرے خیال سے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا۔

جب بات چل پڑی کہ ہے محبوب کون
لانا پڑا اسی کو اسی کی مثال میں

آہ...... بھلا کیسے بھلایا جاسکتا ہے اتنا پیارا...... من موہنا...... دل کش و دل بہار...... خوش نما شہزادہ اپنی زندگی کے آخری دن، جب میرا لال، میرا شہزادہ ہنستا، مسکراتا، کھیلتا کودتا، بھاگتا دوڑتا، چہرے پر ایک پاکیزہ تقدس لیے بچپنے کی شوخی و شرارت اور معصوم و دلبرانہ اداؤں سے اٹکھیلیاں کرنے والا میرا یہ ابوبکر اپنی پیشانی پر بننے والے ہلکے سے پھنسی نما ابھار کو ختم کروانے 5 منٹ کے آپریشن کے لیے ایمرجنسی آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تو پتا چلا کہ انتظار کیا ہوتا ہے، اگرچہ اس سے پیشتر بھی میں انتظار کی کئی جاں گسل کیفیات سے گزر چکی ہوں۔ کیونکہ ہر انتظار کرنے والے کا انتظار اس کی چاہت پر Depend کرتا ہے۔

- کبھی پھول کو بلبل کے انتظار میں سرگرداں ہونا پڑتا ہے۔
- کبھی چکور کو چاند کے طلوع ہونے کے انتظار میں بے قرار ہونا پڑتا ہے۔
- کبھی نرگس کو بھنورے کے انتظار میں زرد ہونا پڑتا ہے۔
- کبھی دن بھر کی گرمی سے جھلسے پھولوں اور پتیوں کو شبنم کے انتظار میں مرجھا کر بکھرنا پڑتا ہے۔
- کبھی پروانے کو شمع کے روشن ہونے کے انتظار میں سر پٹکنا پڑتا ہے......

تو تب کہیں جا کر ان سب کو انتظار کا ثمرہ ملتا ہے۔

مگر ایک ماں جو اپنے جگر گوشے کے انتظار میں اپنی نیند اپنا سکون قربان کرسکتی ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے نورِ نظر کے انتظار میں سولی پر لٹکنے اور اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بہا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتی، مرتے مرتے بھی اپنے بازوؤں کو پھیلا کر اپنے نورِ چشم کو ایک نظر دیکھ لینے اور اس کو سینے کے ساتھ لگالینے کے لیے بے تاب و بے قرار ہوتی ہے۔

میں بھی ایک ماں ہوں جو اپنے حساس دل میں ممتا کے بے بہا جذبات رکھتی ہوں۔ میں کیسے نہ اپنے جگر گوشے کے لیے بے چین ہوتی...... وہ بیٹا تھا میرا۔ نو ماہ اپنے قطرہ قطرہ خون سے پروان چڑھایا تھا اسے۔ پھر پیدائش کے تکلیف دہ مراحل سے گزر کر اپنی طاقت، اپنی انرجی و توانائی صرف کر کے اللہ کے حکم کے مطابق دودھ پلایا اسے۔ پھر دس سال نبوی طریقے پر اس کی تراش خراش کر کے ایک انمول ہیرا بنایا تھا اُسے۔...... آہ...... مجھے کیا پتا تھا میرا ہیرا، میرا شہزادہ ڈاکٹروں کی بے حسی، نا اہلی و لاپروائی کی بھینٹ چڑھنے والا ہے۔

میں اس کے آپریشن کے بعد آپریشن روم سے باہر آنے کے انتظار میں سرگرداں و بے قرار، محبتوں اور شفقتوں کا آنچل پھیلائے، انجانے وسوسوں اور اندیشوں سے پریشان، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا تھی کہ الٰہی! ابوبکر کا آپریشن ٹھیک ہو جائے، اے پروردگار!...... میرے ابوبکر کو کوئی آنچ نہ آنے پائے...... اے اللہ کریم!...... میرے ابوبکر کو سلامت رکھنا...... اے رحیم و کریم اللہ!...... میرے لال کو کوئی تکلیف نہ پہنچ پائے...... اے اللہ کریم!...... میری دعاؤں کی لاج رکھنا، میری ممتا کو ٹھیس نہ پہنچانا...... اے حفیظ و مجیب اللہ!...... میرے نورِ نظر کو اپنی حفظ و امان میں رکھنا۔ کچھ دعائیں جو بے ساختہ ہی میرے منہ سے نکل رہی تھیں، مجھے کیا معلوم تھا کہ میری دعاؤں، التجاؤں پر کاتب تقدیر کا حکم حاوی ہو جائے گا، میرے آنسوؤں، میری آہوں اور سسکیوں پر، میری فریادوں اور آہ و زاریوں پر موت کا فیصلہ غالب آجائے گا اور میرے ابوبکر کی زندگی کا سفر اتنی جلدی اپنے اختتام کو پہنچ جائے گا، اور موت کا بے رحم پنجہ میرے ابوبکر کو دبوچ کر ہم سے بہت دور لے جائے گا۔

اِدھر میں انتظار کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی، وقت کا پنچھی اپنی پوری رفتار سے محو پرواز تھا، انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل ہوتی جا رہی تھیں۔ اُدھر میرے شہزادے کو 5 منٹ کے معمولی آپریشن کے لیے پیشانی کی جلد کو سُن کرنے کے بجائے Anaesthesia

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بے ہوشی کی دوا) وہ بھی انجکشن کے بجائے Endo Trachial Tube کے ساتھ سانس کے ذریعے سے آپریشن کے دوران میں بھی مسلسل پھیپھڑوں میں بھیجی جا رہی تھی (یاد رہے کہ بے ہوشی کے اس طریقہ کار سے میں پہلے بالکل ناواقف تھی ورنہ شاید میرے توجہ دلانے پر ایسا نہ ہوتا) بہرکیف 5 منٹ کے آپریشن کے بعد Anaesthesia کو بند کر دینا چاہیے تھا۔ مگر انتہائی افسوس اور حیرت کی بات یہ کہ نواز شریف ہسپتال کا شوخیوں، مستیوں اور خوش گپیوں میں مصروف لاپروا، نااہل اور غیر ذمہ دار، میل اور فی میل بے حجاب عملہ، شریعت مطہرہ کی سر عام خلاف ورزی کرتے ہوئے، ہاتھوں پر ہاتھ مار کر، ہنسنے، مذاق کرنے، قہقہے لگانے، عیش و نشاط اور حسن کی جلوہ آفرینیوں میں خوب مگن تھا (یاد رہے کہ یہ سب کچھ میں اپنی آنکھوں سے ابوبکر کے جانے کے فوری بعد نواز شریف ہسپتال کی نئی بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور پر ایمرجنسی اور آپریشن تھیٹر کا پہلا دروازہ عبور کر کے دوسرے دروازے کی دراڑ سے دیکھ چکی تھی) انھوں نے آپریشن کے دوران میں اور بعد میں بھی خوش گپیاں اور مستیاں جاری رکھیں۔ اپنی مستیوں میں نہ صرف میرے پھول سے بچے کو فراموش کر دیا بلکہ Anaesthesia کو بھی بند کرنا بھول گئے۔ یوں Anaesthesia میرے ابوبکر کے نازک پھیپھڑوں میں ایک گھنٹہ مسلسل جاتی رہی اور CO_2 کی مقدار بڑھ جانے سے ابوبکر کے نازک پھیپھڑے ناکارہ ہو کر پچک گئے، اور دل کی دھڑکنوں کو ریڈ کرنے والی Heart Rate Monitor مشین میرے ابوبکر کی ڈوبتی ابھرتی دھڑکنوں پر چیخ اٹھی۔ الارم کی آواز پر عملہ حرکت میں آیا لیکن اب تو بہت دیر ہو چکی تھی:

آہ ظالمو! تم نے اپنی نا اہلی سے گنوا دیا وہ ہیرا
ڈھونڈا تھا آسماں نے جسے خاک چھان کر

کیونکہ قدرت اپنا فیصلہ سنا چکی تھی، زندگی ہار چکی تھی اور موت جیت چکی تھی، کیونکہ یہ کبھی نہیں ہارتی، اس کا دستور نرالا ہے۔ یہ نہ کسی کی معصومیت دیکھتی ہے، نہ بچپن دیکھتی ہے، نہ کسی کا حسن دیکھتی ہے، نہ کسی کا بینک بیلنس دیکھتی ہے، نہ کسی کی ڈگریاں دیکھتی ہے، نہ کسی کا عہدہ دیکھتی ہے۔ یہ کبھی کسی پر مہربان نہیں ہوتی۔ جو بھی اس کی گرفت میں ایک دفعہ آ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کبھی بچ نہیں سکتا۔ بڑے بڑے حسینوں کو اس نے مٹی میں ملا دیا، بڑی بڑی ہستیوں کو خاک میں رلا دیا، بڑے بڑے گھبرو جوانوں کو، بڑی بڑی پیاری صورتوں کو مٹی میں چھپا دیا۔

جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے
باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

آہ...... کتنے ہی گھروں کو اس نے برباد کر دیا، کتنے ہی چمنوں کو اجاڑ کر رکھ دیا۔ کتنی ہی ماؤں کے لخت جگر چھین کر لے گئی، کتنی ہی عورتوں کے سہاگ لٹ گئے، کتنی ہی بہنوں کو بھائیوں کی جدائی کا غم دے گئی، کتنے ہی بوڑھے باپوں کی کمر کو توڑ کر رکھ دیا، کتنے ہی بھائیوں کو بھائیوں سے جدا کر دیا، کتنے ہی معصوم بچوں کو یتیم کر کے دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا۔

بڑے بڑے راجیاں نوں موت نے نہ چھوڑیا
جدے اُتے دل آیا اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی وِسدے ویران اوئے
بندیا جہان اُتے کری نہ گمان اوئے

آہ...... کتنی بے رحم ہے یہ موت...... کبھی تو چھوٹے چھوٹے معصوم شیر خوار بچوں کو ماں کی شفقت بھری گودوں سے محروم کر دیتی ہے، کبھی ماؤں کی ہری بھری گود کو ویران کر دیتی ہے۔ آہ...... کتنے پھولوں کو اس نے مسل کر رکھ دیا۔ کتنی کلیوں کو پامال کر دیا۔ آہ......

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ہے ان غنچوں پہ جو بن کھلے مرجھا گئے

کتنے ہی جوان اس کے لقمہ بنے جن کو جوان کرنے کے لیے ان کے فولادی جسم اور مضبوط ہڈیوں کے لیے ان کے بوڑھے والدین کو اپنی ہڈیاں مٹی بنانا پڑیں...... آہ...... اسی لیے تو کسی عربی شاعر نے کہا ہے:

اَلْمَوْتُ قَدَحٌ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُهَا
وَالْقَبْرُ بَابٌ كُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنتوں کا متلاشی ننھا ابوبکر بھی موت و حیات کے کٹہرے میں اپنی زندگی ہار کر اللہ رب العزت کے اس فیصلے:

﴿يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى ﴿٢٩﴾ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ﴿٣٠﴾﴾ (الفجر: ۸۹/ ۲۷ تا ۳۰)

پر لبیک کہتے ہوئے موت کا جام نوش کر کے جنتوں میں بسیرا کر چکا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

ابھی میانِ ہجومِ گل تھا ابھی لقمہ اجل ہوا
ریاضِ ہستی میں تھا جس کا نسیم سحر کی صورت قیام ہونا

آہ...... وہ ایک مہکتا پھول تھا جو مرجھا گیا...... ایک ضوفشاں انجم تھا جو ٹوٹ گیا...... ایک روشن چراغ تھا جو گل ہو گیا...... ایک معطر جھونکا تھا جو نسیم سحر کی طرح آ کر گزر گیا...... ایک چہکتا ہوا طائر خوش نوا تھا جو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا...... ایک ننھا مسافر تھا جو کچھ دیر ستا کر اپنی منزل کو روانہ ہو گیا...... ایک آبگینہ تھا جو زندگی کے سمندر میں پل بھر میں ڈوب گیا...... ایک ننھا مبلغ تھا جو سب کو موت کا درس دے گیا...... ایک کمسن مجاہد تھا جو موت کے میدان میں کود پڑا۔

واہ رے اجل کیا خوب کیا تو نے
پھول وہ توڑا جو ویران کر گیا سارا چمن

آہ!...... میرے لعل میرے ہیرے کی ابھی عمر ہی کیا تھی، وہ تو ابھی غنچۂ گل تھا جو ساری فضا کو معطر کرنے والا تھا...... وہ ننھا موحد تھا جو ساری کائنات کو شرک کی غلاظت سے صاف کرنے کا نصب العین رکھتا تھا...... وہ کمسن سپاہی تھا اور جہاد و قتال جیسا منشور زندگی رکھتا تھا...... جو دین اور سچائی کی حفاظت کرنے والا تھا...... ایک ستارہ تھا جو روشن و درخشاں چمکنے والا تھا...... وہ پورے گھر کی خوشیوں کا محور و مرکز تھا...... سب کی آنکھوں کا تارا تھا...... سب کے دلوں کا سرور اور آنکھوں کا نور تھا...... اس کی مسکراتی آنکھیں ایسے دکھائی دیتیں جیسے شوخ قندیلیں جگمگا رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں...... اس کا سرخ و سفید معصوم چہرہ دیکھ کر ایسے لگتا جیسے سینکڑوں کلیاں مسکرا رہی ہوں...... اس کا شوخ و شریر تبسم اس کے معصوم چہرے کو ضیا بخشتا تھا...... اس کی چال میں نسیم سحر کی سی مست خرامی تھی...... اس کی خوبصورت اداؤں پر سخت سے سخت دل بھی موم ہو جاتا تھا۔

آہ! میں کہاں سے لاؤں تجھ جیسا کہوں جسے

آہ...... میں کیسے بھلا سکتی ہوں 8 نومبر کی اس صبح کو جب میرا شہزادہ میرا راج دلارا ایمرجنسی آپریشن تھیٹر گیا تو حسن کی ان تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ تھا، مگر سوا گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد جب مجھے یہ کہہ کر دکھایا گیا کہ ''اس کو ہوش نہیں آ رہی'' تو میں نے دیکھا کہ میرا شہزادہ ساز بے آواز کی طرح خاموش بے حس و حرکت، ساکت و منجمد برف کی سل کی طرح یخ بستہ تھا...... چہرے کی شگفتگی و شادابی...... رعنائی و زیبائی...... سرمستی و دلکشائی...... اور گلاب کے سرخ پھولوں کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کی لالی نیلاہٹ میں بدل چکی تھی، اَدھ کھلے منہ سے موتیے کی کلیوں جیسے دانتوں کی سفیدی جھلک رہی تھی، اور منہ میں آکسیجن کی نالی ابھی بھی موجود تھی...... کندن پیشانی کو آپریشن کے بعد سفید پٹی سے باندھ دیا گیا تھا اور بڑی بڑی شوخ و شریر مٹکنے والی سیاہ آنکھیں جو ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں۔

کڑے سفر کا تھا مسافر تھکا تھا ایسا کہ سو گیا تھا
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں درد مامتا کا لیکن جگا گیا تھا

لمبی لمبی جھالر جیسی گھنیری پلکوں پر آنسوؤں کے موتی جھلملا کر پھول سے رخساروں پر جو نیلے پڑ چکے تھے، قطار در قطار اس طرح ڈھلک رہے تھے جیسے شبنم کے آنسو مرجھائے ہوئے گلابوں کو ترو تازہ کرنے کے لیے غسل دے رہے ہوں۔

میں ماں ماں کے درد سے نڈھال کرچی کرچی وجود لیے اپنے لختِ جگر کی اس حالت پر تڑپ رہی تھی...... سسک رہی تھی...... میں حیرانی و پریشانی کے عالم میں حواس باختہ کبھی ابوبکر کی نبضیں ٹٹولنے لگتی...... کبھی دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کرتی...... کبھی اس کے ہاتھوں اور پاؤں کی ٹھنڈک محسوس کر کے کمبل میں لپیٹنے لگتی...... کبھی عملہ سے ہیٹر لگانے کی درخواست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی...... گلے کا پھندا بن جانے والے آنسوؤں کی وجہ سے حلق سے آواز نکالنا محال ہو رہی تھی۔ میں ابوبکر کے سرد وجود کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر اسے جگانے کی کوشش کر رہی تھی...... اٹھو میرے لال! آنکھیں کھولو، تم تو میرے محرم بن کر آئے تھے...... میرے محافظ بن کر آئے تھے...... اب غفلت کی نیند کیوں سو گئے ہو...... میرے بیٹے! تم تو میری ایک آواز پر فدا ہونے والے تھے۔ آج ہزار بار آوازوں و پکاروں کے جواب میں بھی خاموش کیوں ہو...... تم اُٹھتے کیوں نہیں ہو، جلدی اُٹھو ورنہ انجانے وسوسوں سے میرا دل پھٹ جائے گا...... اُٹھو میرے لال! ایک بار صرف ایک بار ''جی امی جان!'' کہہ کر میرے سینے سے لگ جاؤ...... میرے جلتے، سلگتے سینے کو ٹھنڈا کر دو...... میرے زخمی، لہولہان دل پر تسکین کا مرہم لگا دو......، میرے آنسوؤں کو اپنی ننھی ننھی ہتھیلیوں سے صاف کر دو...... ایک بار صرف ایک بار آنکھیں کھول کر اپنے زندہ ہونے کی تصدیق کر دو...... میرے بچے...... ''ہنا...... نا امی امی جان'' کہہ کر مجھے مطمئن کر دو...... آہ!...... میرے شہزادے، میرے جگر گوشے اگر تجھے کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی...... کیسے سہہ پاؤں گی تیری جدائی کو...... نہیں میرے بچے تم ایسا نہیں کر سکتے...... تم اپنی ماں کو روتا...... بلکتا نہیں چھوڑ سکتے...... اگر تجھے کچھ ہو گیا تو کیا منہ دکھاؤں گی تیرے بہن بھائیوں کو...... تیرے دوستوں کو...... تیرے کلاس فیلوز کو...... آہ!...... میں کس منہ سے گھر واپس جاؤں گی...... عمر وعثان کو کیا جواب دوں گی...... وہ موت و حیات کے فلسفے کو نہ سمجھ پائیں گے...... کیا جواب دوں گی تیری پیار کرنے والی آپی کو جس کو ڈاکٹر بننے کے خواب تُو ہی دکھایا کرتا تھا...... اور شہیلہ آپی کو کہ جس کو تو پیار سے ''چڑیل ماسی'' کہہ کر چڑایا کرتا تھا...... اور شعیل جو جہادی نظمیں پڑھنے، ترانے گانے میں اور جہاز، ٹینک وغیرہ بنانے میں تیرا معاون و مددگار ہوتا تھا...... اور تیرا شرجیل بھائی جان جو صبح ہی تو ہمیں مینار پاکستان چھوڑ کر خود ابی جان کے ساتھ اپنے سکول چلا گیا ہے۔ یہ سب تو تیرے واپس لوٹنے کے منتظر ہوں گے...... تم صبح ہی تو ان سب سے جلدی لوٹ آنے کا وعدہ کر کے آئے تھے...... ابوبکر اُٹھ جاؤ!...... اللہ کے لیے اپنی ماں کو پریشان نہ کرو...... آہ! میں کیا کروں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس کو سناؤں اپنا حالِ دل، یہاں تیرے علاوہ کوئی بھی تو اپنا نہیں۔ ہم گھر سے کتنے میل دور یہاں آپریشن کروانے آئے تھے...... ایک دو ٹانکوں (Stiches) کا معمولی سا آپریشن...... کیا ہو گیا ہے تجھے میرے بچے!...... اب اُٹھ بھی جا...... اب آنکھیں کھول بھی دے...... اب روٹھنا چھوڑ دے میرے لال...... مجھے معاف کر دے...... آپریشن کے لیے مجبور تو میں نے ہی کیا تھا تجھے...... تیرا دل تو مانتا ہی نہ تھا آپریشن کروانے کے لیے...... تو تو پہلے ہی اپنے خدشات کا اظہار کر چکا تھا مگر ماں کے حکم کی خلاف ورزی بھی تجھے گوارا نہیں تھی...... تو نے اپنی ماں کی اطاعت گزاری، تابعداری اور فرمانبرداری کی انتہا کر دی...... آہ!...... اندیشوں اور وسوسوں کا طوفان تو اکیلا ہی اپنی ننھی سی جان پر سہہ گیا...... میں بھلا کیسے بھلا سکتی ہوں تیری وہ حیران حیران نظریں جو اپنی بے کسی اور بے بسی پر خاموش تھیں...... اور تیری اپنی ماں کے بغیر آپریشن تھیٹر میں تنہائی کے تصور سے وہ پُرنم آنکھیں، جو آپریشن تھیٹر میں داخل ہوتے ہوئے آخری بار اُٹھ کر اپنی ممتا کو دیکھ رہی تھیں...... تیرا یہ پل بھر دیکھنا میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا۔ میں تڑپ کر اُٹھی...... دیوانہ وار آگے بڑھی...... مگر آپریشن تھیٹر کا دروازہ تو بند ہو چکا تھا...... آہ...... نہ تو کوئی حرفِ شکایت اپنی زبان پر لا سکا، نہ میں تجھے کوئی تسلی دے سکی...... شاید تقدیر کو ایسے ہی منظور تھا۔

میں ابوبکر کو مخاطب کر کے ہاتھ جوڑ جوڑ کر اس سے معافیاں مانگ رہی تھی۔ زبردستی آپریشن کروانے کا پچھتاوا میرے تن من کو جلا رہا تھا۔ میں ابوبکر کو ہوش میں لانے کی جان توڑ کوشش کر رہی تھی، کبھی ڈاکٹروں کی منت سماجت کر کے ابوبکر کو ہوش میں لانے کی درخواست کرتی، کبھی اپنی جھولی پھیلا کر اپنے پروردگار عالم سے التجائیں کرتی...... اے میرے رحیم و کریم اللہ!...... مجھ عاجز و مسکین پر رحم فرما...... میرے جگر گوشے کو ہوش و توانائی عطا فرما...... اے میرے مہربان اللہ!...... میری ممتا کی لاج رکھ کر میرے دل کے ٹکڑے کو زندہ جی اُٹھنے کی صلاحیت عطا کر دے...... اے محبت کے ننانوے درجوں کے مالک!...... مجھے عطا کیے ہوئے محبت کے اس ایک درجے کی لاج رکھ کر میرے ابوبکر کو آنکھیں کھولنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمت دے دے...... اے دونوں جہانوں کے مالک!...... میری پھیلی ہوئی جھولی کو خالی نہ لوٹانا...... اپنے کن فیکون کے فیصلے سے میری جھولی کو بھر دے۔ میری التجاؤں، فریادوں، اور آہ و زاریوں کو سن لے...... میرے پاک پروردگار! میں خطا کار، گنہگار، سہی پر اے اللہ کریم!...... تیری رحمتوں کی امیدوار ہوں...... اپنی رحمت کے صدقے میری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما...... میری آہوں اور سسکیوں کو سننے والا اللہ کے سوا کوئی بھی تو اپنا نہ تھا...... کون میرا غم بانٹتا، کون مجھے دلاسا دیتا، کون مجھے اس غم سے نجات دلاتا، کس کے گلے لگ کر میں اپنا غم ہلکا کرتی، کس کو اپنا دکھ سناتی...... ہلکا پھلکا نازک دل غم کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق ہو رہا تھا...... آنکھوں کے سوتے پھوٹ رہے تھے...... دل و دماغ پھٹے جا رہے تھے...... ہاتھ کپکپا رہے تھے...... زمین پاؤں کے نیچے سے سرکتی محسوس ہو رہی تھی...... قریب تھا کہ میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی، اچانک دو مہربان ہاتھوں نے مجھے تھام لیا اور اُٹھا کر گلے سے لگا لیا، اپنے جیون ساتھی کی یہ شفقت اور ہمدردی پا کر میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی، آنسوؤں، آہوں اور ہچکیوں کا طوفان تھم ہی نہ رہا تھا، میں ابوبکر سے لپٹ لپٹ کر آہ و زاریاں کرتے ہوئے نقاش صاحب کو ابوبکر کے ہاتھ بازو اور چہرہ دکھا رہی تھی...... دیکھیں تو میرے راج دلارے کو کیا ہو گیا ہے؟...... یہ آنکھیں کیوں نہیں کھولتا؟...... اس کے دل کی دھڑکن سنائی کیوں نہیں دیتی؟...... اس کی رنگت نیلی کیوں ہو گئی ہے...... یہ ٹھنڈا کیوں ہے؟...... یہ بولتا کیوں نہیں......!!؟؟ پلیز آپ ڈاکٹروں سے کہیں نا اس کو ہوش میں لائیں، جتنے مرضی پیسے لے لیں...... ہوش میں لانے والی کوئی اچھی سی دوائی استعمال کریں...... آپ خاموش کیوں ہیں؟...... آپ ان سے کہتے کیوں نہیں نقاش صاحب!!؟؟...... وہ پہلے ہی سخت رنجیدہ تھے، میری حالت زار پر آبدیدہ ہو کر کہنے لگے: میری پیاری!...... حقیقت کو قبول کرو...... مت کرو فریاد ان ظالمو سے...... یہی تو قاتل ہیں ہمارے ابوبکر کے...... انہوں نے ہی تو مارا ہے ہمارے شہزادے کو...... ہاں ہاں مار دیا ہے انھوں نے ہمارے بچے کو مار دیا ہے...... ابوبکر اب کبھی نہیں اُٹھے گا...... اب کبھی نہیں بولے گا...... کبھی نہیں چہکے گا ہمارا ابوبکر...... اب وہ وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آتا...... جسے تو بے ہوشی کی نیند سمجھ رہی ہے یہ بے ہوشی نہیں ان ظالموں نے اسے ہمیشہ کی موت کی نیند سلا دیا ہے...... تیرے آنگن کے اس پھول کو مسل دیا ہے انھوں نے...... آہ ہمارے جگر کے ٹکڑے کو انھوں نے ہم سے چھین لیا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

ریاضِ ہستی میں مثلِ گل تھا خزاؤں نے اس کو اکھیڑ ڈالا
پہنچا جو فنا کی زد میں ہواؤں نے اس کو بکھیر ڈالا

اتنے بڑے صدمے نے میرے دماغ کو سُن کر دیا، میں نے سکتے کی سی کیفیت سے اپنے ابوبکر کی طرف دیکھا، مجھے لگا جیسے ابوبکر بھی زبانِ حال سے مجھے کہہ رہا ہو:

اس ہسپتال میں کچھ ایسے بھی مسیحا تھے میرے
جو کر گئے خون میرا مہربان قاتل کی طرح

ہاں امی جان!...... ان ''مسیحاؤں'' کی مہربانیوں کی بھینٹ چڑھ گیا ہوں میں...... میری زندگی سے زیادہ ان کو اپنی شوخیاں اور مستیاں عزیز تھیں...... انھوں نے مجھے لاوارث سمجھ کر ایک طرف پھینک دیا...... بعد میں خبر ہی نہ لی کہ جو زہر میری سانسوں کے ساتھ میرے اندر جا رہا ہے وہ کیا حشر کرے گا میرے نازک دل، اور میرے پھیپھڑوں کا...... ہاں ماں......!Anaesthesia (بے ہوش کرنے والی زہریلی دوا کی بہت زیادہ مقدار) نے میرے اندر کے نظام کو برباد کر ڈالا...... تیرے جگر کے ٹکڑے کو ہزار ہزار کرچیوں میں تقسیم کر دیا۔ ہاں ماں!...... انھوں نے مار ڈالا ہے تیرے لعل کو...... آج کے بعد ماں تو کبھی نہ دیکھ پائے گی اپنے جگر گوشے کو...... میں ایک لمبے سفر پر روانہ ہو چکا ہوں...... ماں اب کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا...... چاند ستاروں کی محفلیں پھر بھی سجا کریں گی...... بزمِ عیش و طرب بھی بپا ہوں گی...... موسم آتے جاتے رہیں گے...... وقت کا کاروان چلتا رہے گا...... سورج غروب ہو کر پھر طلوع ہو گا...... ستارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معدوم ہو کر پھر جگمگا اٹھیں گے ...... چاند زرد ہو کر پھر روشن ہو جائے گا مگر......
جس طرح ڈالی سے ٹوٹا ہوا پھول کبھی واپس نہیں جڑ سکتا...... جس طرح زبان سے نکلا ہوا لفظ اور آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو دوبارہ نہیں لوٹ سکتا...... دنیا سے جانے والا کب کوئی واپس لوٹتا ہے...... ماں!...... یہ اللہ احکم الحاکمین کا فیصلہ ہے...... میں بھی اس فیصلے کے ہاتھوں مجبور ہوں...... اب تجھے میری اور مجھے تیری جدائی سہنی پڑے گی...... ماں!...... مجھے معاف کر دینا، میں اب کبھی لوٹ کر نہیں آ سکتا......
ماں!...... صبر کرنا، صبر کریں گی تو اللہ کریم آپ کو جنت میں بیت الحمد کا وارث بنا دے گا ان شاء اللہ...... اور جو جنت ماں میں تیرے قدموں میں تلاش کیا کرتا تھا آج وہ جنت تیری اطاعت گزاری و فرمانبرداری کی وجہ سے میرے سامنے ہے:

جہانِ رنگ و بو میں ماں میری رفاقت تجھ سے نہیں تھی ممکن
روزِ محشر رہوں گا منتظر بابِ جنت پر تیرا

ہاں ماں!...... ان شاء اللہ رب کی جنتوں میں ہی دوبارہ ملاقات ہوگی۔ میں اپنے ننھے بھائی علی کے ساتھ آپ سب کا منتظر رہوں گا۔

مجھے لگا جیسے ابوبکر کے ہونٹ ہل رہے ہیں، میں بے یقینی کے عالم میں آگے بڑھی دیکھا تو وہاں مکمل خاموشی کا راج تھا، صرف آنسو تھے جو اب بھی بہہ رہے تھے۔ وہ آنسو دراصل Tear Glands پر CO_2 کے پریشر کی وجہ سے مسلسل بہہ رہے تھے۔ ان آنسوؤں میں Tear Glands کی رطوبت اور چکناہٹ شامل تھی۔ مگر ان آنسوؤں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں حیرت و استعجاب سے کبھی ابوبکر کو دیکھتی کبھی نقاش صاحب کو، کبھی ڈاکٹر کو جو ہم سے ہمدردی جتلاتے ہوئے ہمیں آپریشن تھیٹر سے ملحق کمرے میں لے آئے۔ اس سے قبل کہ میں اس صورتحال کو سمجھتی ہسپتال کے عملے نے قانونی کارروائی سے بچنے کے لیے جلد از جلد Recovering Death Certficate فائل تیار کی اور موت کی وجہ و سبب انستھیزیا کی مقدار بڑھ جانے کی بجائے یہ بتائی کہ اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹائیفائیڈ بخار تھا جس کی وجہ سے پھیپھڑے ناکارہ ہو کر ڈیتھ ہوگئی، حالانکہ یہ سراسر جھوٹ تھا ابوبکر کو ٹائیفائیڈ بخار کبھی زندگی میں نہیں ہوا تھا، طاہر صاحب ان کی اس بات کی تردید میں بہت چلائے، بہت بحث کی مگر کسی نے ایک نہ سنی، کوئی اور سنتا بھی کیسے۔ انھوں نے ہمیں ایک الگ کمرے میں بند کیا ہوا تھا جہاں عملے کے علاوہ کوئی اور نہیں جاسکتا تھا، انھوں نے نقاش صاحب کی تکرار، بحث و مباحث کو سنی اَن سنی کر کے بڑی ہوشیاری اور مکاری سے فائل پر دستخط کروا کر ڈیڈ باڈی ہمارے حوالے کر دی جو وہ پہلے ہی ایمبولینس میں ڈال چکے تھے۔

واہ رے مسلمان! کاش تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کر لیا ہوتا:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ﴾ (النساء: ٤/ ٩٢)

’’اور کسی مومن کا کبھی یہ کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو ایک مومن گردن آزاد کرنا اور دیت دینا ہے، جو اس کے گھر والوں کے حوالے کی گئی ہو، مگر یہ کہ وہ صدقہ (کرتے ہوئے معاف) کر دیں۔‘‘

اس آیت کی وضاحت کے بعد اگلی آیت میں اللہ رب العالمین نے اس طرح فرمایا ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝﴾ (النساء: ٤/ ٩٣)

’’اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔‘‘

آہ...... یہ نام نہاد مسلمان آج دنیا کی عدالت سے تو بچ گئے ہیں لیکن کل اللہ کے دربار میں جب اس کی عدالت کی کرسی لگی ہوگی اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ انسان ایک ایک نیکی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترس رہا ہوگا تب اس کی عدالت کے کٹہرے میں میرا ابوبکر ﴿بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ کا دعویٰ دائر کرے گا تو کیا جواب دیں گے؟؟

اللہ رب العزت فرمائیں گے: ﴿اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ﴾ (غافر: ۴۰/ ۱۷) ''آج ہر شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا، آج کوئی ظلم نہیں۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

ایک اور جگہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۚ﴾ (المرسلات: ۷۷/ ۳۸) ''یہ فیصلے کا دن ہے، ہم نے تمھیں اور پہلوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔'' کہ یہ فیصلے کا دن ہے، اس دن جب ایک ماں اللہ احکم الحاکمین کے دربار میں اپنی آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کا حساب مانگے گی تو کیا جواب ہوگا تمہارے پاس؟...... حقوق انسانی کے دعویدارو اور علمبردارو! آج تو تم بچ گئے ہو، اس دن کا کیا کرو گے کہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ﴾ (الرحمن: ۵۵/ ۴۱) کہ قیامت کے دن مجرم اپنے چہروں سے ہی پہچان لیے جائیں گے پھر ﴿فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَ الْاَقْدَامِ﴾ ان کو پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑ و جکڑ لیا جائے گا۔ غافلو! ابھی وقت ہے، اللہ سے معافی مانگ لو اور چھوڑ دو یہ مستیاں اور خوش گپیاں، تاکہ پھر کسی ممتا کی گود نہ اُجڑے، پھر کسی معصوم کلی کو روندا نہ جائے، تاکہ کوئی معصوم تمہاری نا اہلی اور لاپرواہی کی بھینٹ نہ چڑھے۔ توبہ کر لو اس سے پہلے کہ تم موت کی لپیٹ میں آ جاؤ۔ موت دبے قدموں تمہاری طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ دیکھو!

لمحہ لمحہ ڈھل رہا ہے زندگی کا آفتاب
لحظہ لحظہ ہو رہے ہیں موت کے سائے دراز
زندگی ہے پابجولاں موت کی دہلیز پر
اور ہم ہیں کہ اس کے انجام سے ہی بے نیاز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابوبکر تم کہاں ہو، بہن کی دردناک پکار!

برادرم طاہر نقاش صاحب کا شمار ہمارے ان محدودِ چند قلمکاروں میں ہوتا ہے، جن کے قلم کو رب تعالیٰ نے تاثیر کی دولت سے نوازا ہوا ہے، ہم نے ان کے قلم کے آنسو بھی دیکھے اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی حکمت وعمل کی باتیں بھی پڑھیں۔ وہ بنیادی طور سے ایک مبلغ ہیں، ویسے تو ہر بالغ مسلمان پر تبلیغ فرض ہے مگر طاہر نقاش صاحب اپنی تحسین آفرین تحریروں سے تبلیغ کا اچھوتا انداز اپنائے ہوئے ہیں۔

''بیٹا ہو تو ایسا!'' زیرِ نظر کتاب ایک ایسا معاشرتی المیہ ہے جو غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لاہور کا نواز شریف ہسپتال جس کی بہت اچھی شہرت تھی، جہاں بیمار زندگی کو توانائی اور شفا ملا کرتی تھی وہاں محض لاپروائی کی بنا پر ایک ماں کے جگر گوشے کو موت کی نیند سلا دیا گیا اور کسی نے پرسا تک نہ دیا، اس قدر بے حسی، یہ اقدام کسی طور بھی قتل سے کم نہیں، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

''بیٹا ہو تو ایسا!'' میں مرحوم ابوبکر نقاش کی بڑی بہن عزیزی حافظہ ماریہ نقاش کی دردناک پکار کہ ''ابوبکر تم کہاں ہو'' یہ کلبلاتی روح کا ایک ایسا نوحہ ہے جس کی اثر پذیری سے پتھر بھی رو پڑیں۔ اللہ تعالیٰ طاہر نقاش صاحب اور ان کے اہل خانہ کو یہ صدمہ پوری ایمانی قوت سے برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

دارالابلاغ
کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

NoonPrinters +92-321-4167895, 4503606